الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

انوارِ قطبِ مدینہ

خلیل احمد رانا

مرکزی مجلس رضا، لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انوارِ قطبِ مدینہ

شیخ العرب والعجم قطبِ مدینہ حضرت شاہ ضیاء الدین احمد
قادری رضوی مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے سوانح اقدس

مرتب

خلیل احمد رانا

مرکزی مجلس رضا (رجسٹرڈ) لاہور

نام کتاب	انوارِ قطب مدینہ
ترتیب	خلیل احمد رانا
کتابت	فانی
صفحات	۴۸۰
مطبع	ریاض محمود پرنٹرز لاہور
اشاعتِ اوّل	ربیع الاوّل ۱۴۰۸ھ
تعداد	ایک ہزار
ہدیہ	دعائے خیر بحق معاونین

ناشر۔ مرکزی مجلس رضا (رجسٹرڈ) نعمانیہ بلڈنگ بالمقابل تھانہ ٹبی اندرون ٹکسالی گیٹ لاہور

خط و کتابت اور بذریعہ ڈاک منگوانے کا پتہ

مرکزی مجلسِ رضا۔ پوسٹ بکس نمبر ۲۲۰۶ لاہور

بذریعہ ڈاک منگوانے والے ۵/- روپے کے ڈاک ٹکٹ ارسال فرمائیں

مشمولات

باسمہٖ تعالیٰ

انتساب

مخدوم الاولیاء حضرت شاہ علی حسین اشرفی کچھوچھوی

اور

صاحبِ سوانح شیخ العرب و العجم حضرت قطبِ مدینہ

رحمہما اللہ تعالیٰ

کے محبوب خلیفہ مجاز حضرت الحاج پیر غلام قادر اشرفی رحمۃ اللہ علیہ

جن کا مزار لالہ موسیٰ میں مرجعِ خلائق ہے

کے نام

حقیر پُر تقصیر
خلیل احمد رانا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط
نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم ط

سخنانِ چند

۱۹۷۳ء میں احقر راقم السطور پر اللہ تبارک وتعالیٰ اور اُس کے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خاص کرم ہُوا تو پہلے مدینہ منورہ میں حاضری کی سعادت ملی، پھر حج کعبۃ اللہ کا فریضہ ادا کرنے کا شرف نصیب ہُوا۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ!

مدینہ منورہ میں دو۲ ماہ سترہ۱۷ دن تک حاضری رہی اور ہر شب میزبانِ مہمانانِ رسولِ مقبول، قطب مدینہ شیخ العرب والعجم حضرت شاہ ضیاء الدین احمد قادری مہاجر مدنی قدس سرہٗ خلیفہ خاص امام اہلِ سُنّت اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان قادری فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت و دست بوسی کا شرف حاصل ہوتا رہا۔

حضرت قُطبِ مدینہ اعلی اللہ مقامہٗ کے بارے میں، جیسا کہ سُن رکھا تھا، آپ کو اُس سے کہیں زیادہ پایا۔ بلاشبہ وہ اپنے وقت کے اولیاء اللہ میں خاص مقام رکھتے تھے اور دُنیا بھر کے عشاقِ رسول اور اولیائے کرام حضور پُر نور نبی کریم، شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں حاضری کے بعد حضرت قُطبِ مدینہ کی زیارت و ملاقات کو ضروری جانتے تھے۔ غرض کہ موصوف جامع صفات شخصیت تھے۔ ان کی انسان دوستی، تبحرِ علمی، جود و سخا، عشقِ رسالت مآب (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) شانِ عبودیت اور مقام

ولایت وغیرہ پر کچھ لکھنے کے لئے وقت درکار ہے ۔ ع

سفینہ چاہیئے اس بحرِ بے کراں کے لئے

اس وقت میں صرف اپنا ایک مشاہدہ بیان کرتا ہوں، وہ یہ کہ بیت اللہ شریف کی زیارت سے مقاماتِ توحید خود بخود منکشف ہونے لگتے ہیں جس سے زائر تشکیک و شبہات کی دُنیا سے نکل کر یقین کی دُنیا میں پہنچ جاتا ہے اور مشائخ سلسلہ کی دعائیں اور توجہات اگر شاملِ حال ہوں تو شہود و وجود ایسے مشکل ترین مسائل (بقدرِ ظرف) بذریعہ مشاہدہ حل ہو جاتے ہیں ۔

اسی طرح مدینہ طیبہ میں حضرت قطبِ مدینہ قدس سرہٗ کی ذاتِ با برکات کا یہ فیض تھا کہ اُن کی خدمتِ عالیہ میں صرف خاموش بیٹھے رہنے سے ہی حضور سراپا نُور، سرورِ عالم و عالمیان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقاماتِ عالیہ (اپنے اپنے ظرف کے مطابق) واضح ہونے لگتے تھے اور حضور پُر نور، شافع یوم النشور سے محبت میں اضافہ ہو جاتا تھا اور اس دَور کے اختلافی مسائل علمِ غیب، حاضر ناظر، حیات النبی، نورانیت مصطفےٰ اور استعانت وغیرہم از خود حل ہو جاتے تھے اور صحبت نشین شک و شبہ کی پُر خار وادی سے نکل کر گلستانِ یقین میں آباد ہو جاتا تھا، پھر جب مواجہہ شریف کے سامنے کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام کا تحفہ پیش کرتا تو وہ کچھ اور ہی لذت محسوس کرتا ۔

فقیر حقیر، پُر تقصیر پر بھی حضرت قطبِ مدینہ کی عنایات والتفات اس قدر ہیں کہ مجھ سے اس کا شکر ادا نہیں ہو سکتا ۔ افسوس ہے کہ میں ان کے الطافِ کریمانہ کی روشنی میں ہنوز کوئی مقالہ سپردِ قلم نہیں کر سکا ۔ اگر زندگی نے وفا کی تو یہ قرض چکانے کی کوشش ضرور کروں گا ۔ اِن شاء اللہ تعالےٰ ۔

حضرتِ والا مرتبت کی طرف سے موصول ہونے والے مکتوباتِ گرامی اور دیگر تبرکات میں نے اس وصیت کے ساتھ محفوظ کر رکھے ہیں کہ اس دارِ فانی کو خیرباد کہنے کے بعد

انہیں میرے ساتھ ہی دفن کر دیا جائے تاکہ یہ تبرکات میرے لیے مغفرت کا ذریعہ بن جائیں۔

پیشِ نظر کتاب "انوارِ قطبِ مدینہ" کو مرتب کرنے کی سعادت میرے محترم جناب خلیل احمد رانا صاحب جہانیاں منڈی کو حاصل ہوئی۔

این سعادت بزورِ بازو نیست　　　تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

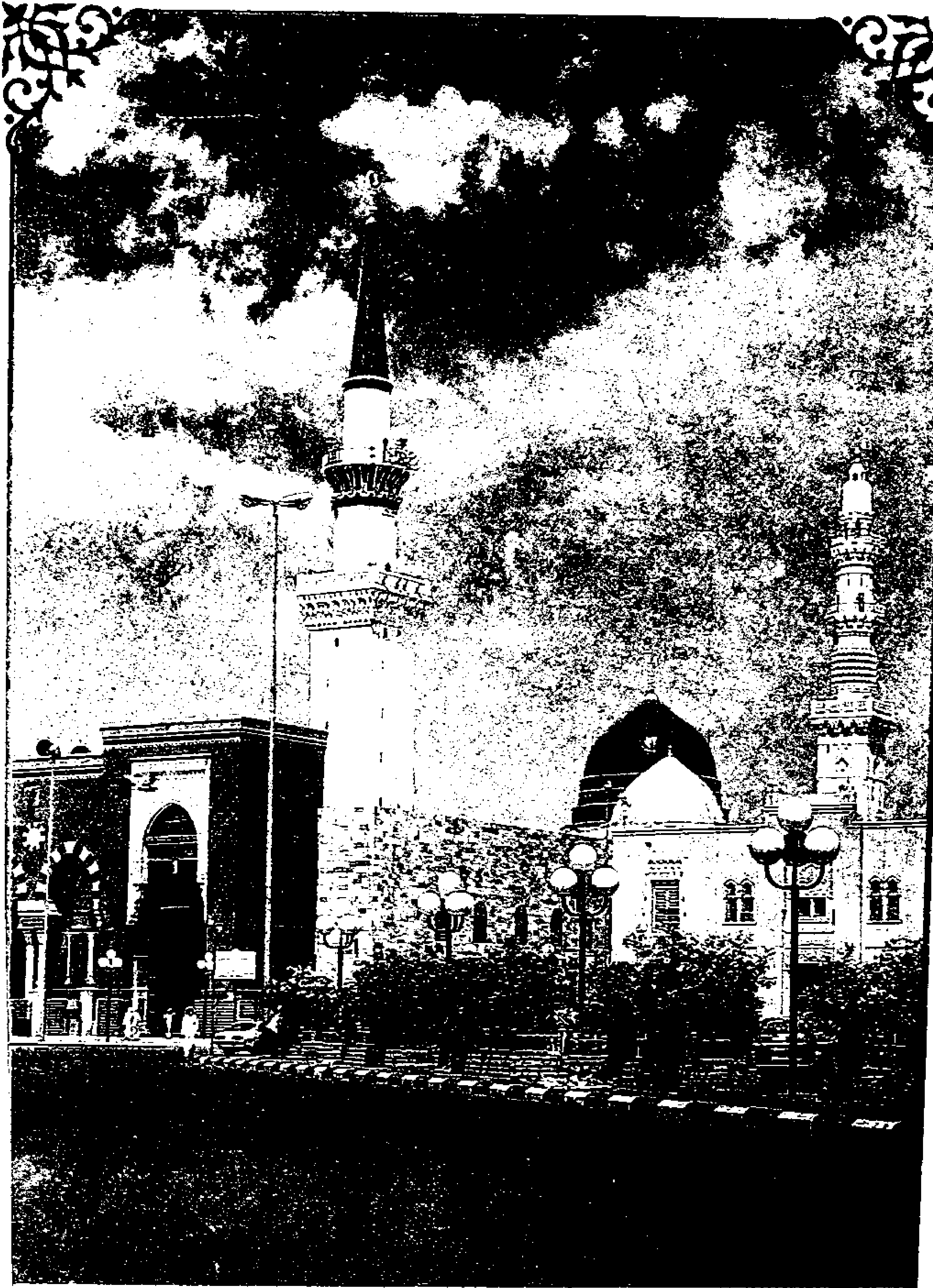
میں اس عظیم خدمت پر انہیں دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں اور محترم جناب الحاج شبیر زمان صاحب مدظلہٗ (مقیم حال مدینہ منورہ) جو حضرت قطبِ مدینہ کے مریدِ صادق ہیں، اُن کا بھی تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ اُنہوں نے اہلِ علم و دانش حضرات سے مضامین فراہم کئے اور محترم قاری عطاء اللہ سابق مدیر فیضان لاہور حال مقیم کینیڈا کا مالی تعاون اس نور افزا اور ایمان افروز کتاب کو منصّۂ شہود پر لانے کا ذریعہ بنا۔ جزاہم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

حضرت قطبِ مدینہ کی صحبت و ہم نشینی سے جو مشکلات حل ہوتی تھیں، دلوں کو اس سے سکون و قرار حاصل ہوتا تھا اور جو مقامات و مدارج طے ہوتے تھے اُن کے ذکرِ جمیل سے بھی قارئین کو ایک طرح کی روحانی و ابدی مسرت اور اطمینانِ قلب نصیب ہوگا۔ ان شاء اللہ العزیز

ع　　ذکر حبیب کم نہیں وصلِ حبیب سے

لاہور　　　　　　　　　　　　خاکِ راہِ دردمنداں

۱۷۔ رمضان المبارک ۱۴۰۷ھ　　　　محمد موسیٰ عفی عنہ



مسجدِ نبوی باب السلام کی جانب سے

مولانا نصراللہ نوری علیہ الرحمۃ

فضائلِ مدینہ منورہ

قرآنِ کریم پارہ ساتواں سورہ الانعام کی ایک آیہ کریمہ ہے :

وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

ارشادِ خداوندی ہے کہ اے پیارے محبوب ! ہماری آیتوں کے ساتھ ایمان لانے والے جب آپ کے پاس حاضر ہوں تو آپ انہیں فرما دیجئے : سلامٌ علیکم۔
یہ حکم کتنے عرصے کے لیے ہے ۔ یہاں سالوں ، مہینوں کی تخصیص نہیں جس طرح باقی قرآن پاک قیامت تک کے لیے ہے ۔ یہ آیت بھی قیامت تک کے لیے ہے ۔

پہلی کتابیں مخصوص وقت کے لیے ہوتی تھیں ۔ جب ان کا وقت پورا ہوتا ۔ اللہ تعالٰے نیا رسول مبعوث فرماتا اس پر جدید کتاب یا احکام نازل فرماتا ۔ پیارے محبوب جناب احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں اور قرآن کریم رب العالمین کی آخری کتاب ہے ۔ قیامت تک اس کے احکام نافذ ہیں ۔

یہاں آپ لوگوں کے ذہن میں یہ اشکال پیدا ہو سکتا ہے کہ حاضری آپ کے مزار پُرانوار پر ہے براہ راست آپ کے پاس نہیں اور جاءک سے ظاہر ہے کہ آپ کی ظاہری حیات میں آپ کے پاس آئیں تو جواب یہ ہے کہ روضۂ اقدس پہ حاضری سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضری ہے ۔ یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ مصنف ابنِ عساکر میں حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضور

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ زَارَ قَبْرِیْ بعد موتی فکانما زارنی فی حیاتی " یعنی میرے وصال کے بعد جس نے میری قبر کی زیارت کی تو گویا اس نے میری ظاہری حیات میں میری زیارت کی "

سلام علیکم میں ایک یہ احتمال ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ سلام ہو تو یہ بڑی دولت ہے کہ ایما ندار سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں حاضر ہوتا ہے۔ آپ اسے سلام سے نوازتے ہیں اور دوسرا احتمال جو تفسیر کبیر، قرطبی، البحر المحیط، مظہری، روح المعانی جمل اور صاوی وغیرہم میں مذکور ہے: کہ یہ سلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا: میری آیتوں کے ساتھ ایمان لانے والے قرآن کریم کے ماننے والے صدقِ دل سے کلمہ طیبہ " لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ " پڑھنے والے جب آپ کے پاس حاضر ہوں تو انہیں میری طرف سے سلام کہیں۔ حاضری تو ہے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ عالیہ میں اور سلام ہے رب العالمین جل وعلا کی طرف سے۔ سبحان اللہ! وجہ یہ ہے کہ اس دربار میں حاضر ہونا درحقیقت خداوند قدوس کے پاس حاضر ہونا ہے۔ ؎

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر

میں اپنی طرف سے یہ بات نہیں کہہ رہا بلکہ خود اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

ومن یخرج من بیتہٖ مہاجرا الی اللہ ورسولہ

" اور جو اپنے گھر سے نکلے ہجرت کرنے والا۔ اللہ اور اس کے رسول کی طرف "

اللہ تعالیٰ مکان وزمان سے پاک ہے لوگ مدینہ منورہ پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کرکے آتے تھے اسکو ہجرت الی اللہ شمار کیا گیا۔ معلوم ہوا رحمۃ للعالمین کی بارگاہِ جہاں پناہ میں حاضر ہونا رب العالمین کے پاس حاضر ہونا ہے۔ اس لیے جو یہاں حاضر ہوتا ہے اسے خداوند قدوس کا سلام ملتا ہے۔ حاضر ہونے والوں کے لیے صرف سلام ہی نہیں بلکہ مکی والے سرکارِ طیبہ سے ایک مژدۂ جانفزا بھی ملتا ہے کہ حاضر ہونے والوں کو بعد از سلام فرماتے ہیں: کتب ربکم علی نفسہ الرحمۃ " (اے زائرو!) تمہارے رب نے کرم فرما کر اپنے آپ پہ رحمت کو ضروری

کرلیا" سبحان اللہ! کتنا کرم ہے رب کریم کا کہ وہ غنی عن العالمین ہے اس پر ہماری طرح سے فرائض نہیں ہیں محض اپنے کرم اور اپنے فضلِ خاص سے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایمان و ایقان سے حاضرین کے لیے اپنے اوپر رحمت کو ضروری کرلیا۔ یہاں عقیدت و محبت سے آنے والوں کے لیے رحمت و برکات ہیں۔ تھوڑے سے کام پر بہت زیادہ ثواب عطا ہوتا ہے۔

بعض لوگ حساب لگانا شروع کر دیتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں ایک نیکی کے بدلے لاکھ نیکی کا ثواب اور یہاں ایک کے بدلے ہزار یا پچاس ہزار۔ بات دراصل یہ ہے کہ اس مبارک شہر کا کمال اپنے آپ نہیں، بلکہ پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی سکونت کے سبب ہے۔ تو جب آپ پہلے پہل تشریف لائے اس مبارک شہر کو یہ کمال حاصل ہوا۔ اس میں ایک نیکی کے عوض ہزار نیکی کا ثواب ہونے لگا۔ جب کچھ دیر محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سکونت کو ہوئی تو اس خطۂ مبارکہ کو مزید کمال عنایت ہوا کہ ایک نیکی کا صلہ پچاس ہزار نیکیاں ہوگئیں پھر رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا دریائے رحمت جوش میں آیا۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم شریف میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی: اللہ اللہ! پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا اللہ تعالیٰ تو اپنے ولیوں غوثوں اور قطبوں کی دعا قبول فرماتا ہے اور اس سے بڑھ کر نبیوں اور رسولوں کی دعا قبول فرماتا ہے۔ تو بھلا رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا وہ کیوں نہ قبول فرماتا۔ جب کہ ہر صاحب کمال ہر صاحبِ رتبہ کو جو کمال و رتبہ ملا سب آپ کی طفیل ہے۔ کمالِ ظاہری، کمالِ باطنی، کوئی خزانہ، کوئی علم جس کسی کو ملا آپ کے وسیلہ جلیلہ اور آپ کے ہاتھ سے ملا۔ حدیث پاک میں ہے: انما انا قاسم واللہ یعطی "میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے"۔ آپ کیا تقسیم فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کیا دیتا ہے بیان نہ کرنا تعمیم پر دلالت کرتا ہے کہ جس کسی کو جو ملا اللہ تعالیٰ کی عطا اور اسکے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی تقسیم سے ملا۔ تو آپ کی دعا ضرور مستجاب ہے۔ یہی نہیں آپکی تو خواہش کے مطابق رب العالمین کام فرماتا ہے"

میں خود نہیں کہہ رہا بلکہ مشکوٰۃ شریف میں یہ حدیث موجود ہے کہ تمام ایمانداروں کی ماں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا:

ان ربک لیسارع فی ہواک ؛ بے شک آپکا رب آپکی خواہش بہت جلدی پوری فرماتا ہے۔

یہاں قریب ہی مسجد قبلتین ہے۔ آپ میں سے بہت سے حضرات نے اس کی زیارت کی ہے اور باقی بھی زیارت کر سکتے ہیں۔ قریب ہی سے پہلے قبلہ بیت المقدس تھا۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے ہیں کہ کعبہ معظمہ قبلہ بنے۔ مسجد قبلتین میں نماز پڑھا رہے ہیں۔ بار بار آسماں کی طرف دیکھتے ہیں۔ کیونکہ آپ کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ میری خواہش پوری فرماتا ہے۔ تبدیلِ قبلہ کا شوق غالب ہو گیا ہے۔ لہٰذا اب اللہ تعالیٰ تبدیل فرما دے گا۔ چنانچہ ابھی نماز میں ہی ہیں کہ وحیِ الٰہی نازل ہوئی۔ "قد نقلب وجہک فی السماء" والے محبوب ہم نے آپکے چہرے کو آسمان کی طرف بار بار اُٹھتے دیکھا"

اللہ اللہ! دنیا میں بہت حسن و جمال والے ہوئے، بہت خوبصورت و خوبرو ہوئے مگر انہیں دیکھنے والے انسان ہیں۔ پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کا یہ عالم ہے کہ خود رب العالمین آپ کے رُخِ انور کو دیکھتا ہے، اور بار بار دیکھتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے انک باعیننا۔ اے پیارے تو ہر وقت ہمارے سامنے ہے۔ کوئی چیز اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہیں مگر "باعیننا"، فرمانا خصوصیت پر دال ہے۔ نیز ارشاد فرمایا: الذی یراک حین تقوم و تقلبک فی الساجدین" وہ جو آپکو دیکھتا رہتا ہے جب آپ کھڑے ہوتے ہیں اور جب آپ نمازیوں میں چلتے پھرتے ہیں۔

ہاں تو فرمایا: فلنولینک قبلۃ" "پس ہم آپکو ایک قبلہ کی طرف متوجہ کریں گے۔ عربی دان جانتے ہیں۔ "قبلۃ"، نکرہ ہے غیر معین ہے۔ اب یہ غیر معین کیسے معین ہوگا۔ فرمایا "ترضاہا" جسے آپ پسند فرماتے ہیں۔ وہی ہم آپکے لئے قبلہ بنا دیں گے۔

اب چونکہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ آپ کا پسندیدہ قبلہ کعبہ ہے لہٰذا اسی وقت حکم دیا:

"فول وجہک شطر المسجد الحرام" آپ اپنے چہرے کو مسجد حرام کی طرف پھیر لیں"

چنانچہ آپ نماز کے دوران ہی کعبہ شریف کی طرف متوجہ ہو گئے۔ دل میں خواہش پہلے

آتی ہے۔ زبان پر دُعا بعد میں آتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ آپ کی خواہش کو جلدی پورا فرماتا ہے تو آپ کی دُعا کیوں کر رد ہو سکتی ہے۔ تمام مسلمانوں کو یقین ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا منظور و مقبول ہے۔

میں بیان کر رہا تھا کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم شریف میں ہے کہ محبوبِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے دُعا فرمائی: "اللّٰھم اجعل بالمدینۃ ضعفی ما جعلت بمکۃ من البرکۃ" "اے اللہ! مدینہ منورہ میں دوگنی برکت دے۔ اس سے جو تو نے مکہ مکرمہ میں برکت رکھی ہے۔"

مکہ مکرمہ کی برکت کیا ہے ایک نیکی کے بدلے لاکھ نیکی کا ثواب ملتا ہے۔ آپ ایک نماز پڑھیں لاکھ نماز کا ثواب پائیں گے۔ ایک روزہ کے بدلے لاکھ روزوں کا، ایک ریال کے بدلے لاکھ ریالوں کا ثواب پائیں گے۔ یہاں مدینہ منورہ میں پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا برکت سے آپ ایک نیکی کے بدلے دو لاکھ نیکیاں، ایک نماز کے بدلے دو لاکھ نمازیں، ایک روزہ کے عوض دو لاکھ روزے ایک ریال کے صلہ میں دو لاکھ ریال خرچ کرنے کا ثواب پائیں گے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ ثواب ملتا ہے۔"

میں عرض کر رہا تھا کہ مدینہ منورہ کے کمالات جو بھی ہیں، وہ صاحبِ کمالات پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب ہی ہیں، ورنہ آپ کی تشریف آوری سے قبل یہ جگہ وبا میں مشہور تھی۔ وبا کی وجہ سے اس کا نام "یثرب" یعنی پریشانی تھا جب آپ تشریف لائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بخار آگیا۔ لب اوقات تکلیف کے باعث وطن یاد آتا۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیماری کی وجہ سے انہیں پوچھنے گئے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ، مکہ معظمہ کی محبت میں شعر پڑھ رہے تھے رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے دُعا کی

"اللّٰھم حبب الینا المدینۃ کحبنا مکۃ او اشد حبا" یا اللہ! ــــ مدینہ ہمارا محبوب بنا دے جیسے مکہ ہمارا محبوب ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ مدینہ منورہ کو محبوب بنا دے اگر "حبّب الیّ" کہتے تو صرف ان کی اپنی بات ہوتی۔ "حبّب الینا" فرما کر اپنی پیاری امت کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا۔ اب

جو مسلمان مدینہ منورہ سے محبت کرے گا وہ "الینا" کے عموم میں داخل ہونے کی وجہ سے کرے گا جو بہت بڑی بشارت ہے۔ ساتھ ہی پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا بھی فرما دی کہ یا اللہ اس جگہ کی وبا جحفہ منتقل فرما دے یہ تو پہلے بیان ہو چکا ہے کہ آپ کی دعا مقبول و منظور ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ ایک بوڑھی عورت مدینہ سے جحفہ کو جا رہی ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو یہ خواب سنایا اور اس کی یہ تعبیر فرمائی کہ مدینہ شریف کی وبا جحفہ منتقل ہو گئی۔ جحفہ میں یہودی آباد تھے اب وہی وبا والی جگہ (یثرب) پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے دار الشفاء بن گئی۔ وبا اس طرح دور ہو گئی کہ اب اسے "یثرب" کہنا ہی ناجائز ہو گیا۔ پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"من سمی المدینۃ یثرب فلیستغفر اللہ ہی طابۃ ہی طابۃ"

جو مدینہ کا نام یثرب لے پس وہ اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرے۔ یہ "طابہ" ہے یہ "طابہ" ہے۔ اب اس کی مٹی بھی شفا بن گئی۔

حدیث پاک میں ہے۔

غبار المدینۃ شفاء من الجزام۔" مدینہ منورہ کا گرد و غبار "جذام" ایسی مرضوں کے لیے شفا ہے۔ دوسری حدیث شریف میں ہے۔

"والذی نفسی بیدہ ان تربتہا المؤمنۃ" و انہا شفاء من الجزام۔" قسم ہے اس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ بے شک مدینہ کی مٹی ضرور ایمان دار ہے اور بے شک وہ جزام سے شفا ہے۔"

یوں تو ہر چیز خدا وند قدوس کی تسبیح و تقدیس کرتی ہے۔ کافر انسانوں جنوں کے سوا ہر چیز ایماندار ہے۔ مگر مدینہ منورہ کی مٹی کی کیا شان ہے جس کے ایمان کی خصوصی طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہادت دیں۔ مدینہ منورہ تو اس قدر ایمان دار ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا نام ہی ایمان رکھ دیا۔ قرآن کریم میں صحابہ کرام انصار علیہم الرضوان کی تعریف میں فرمایا:

"الذین تبوؤا الدار والایمان ۔" وہ لوگ جنہوں نے دار اور ایمان میں جگہ دی "۔ انصار مدینہ شریف میں رہتے تھے۔ انصار نے مہاجرین کو مدینہ منورہ میں ٹھہرایا اور اللہ تعالے نے فرمایا ہے۔ دار اور ایمان میں ٹھہرایا۔ معلوم ہوا کہ مدینہ منورہ کا نام اللہ تعالیٰ نے ایمان رکھا ہے "الم تکن ارض اللہ واسعۃ" میں سرزمین طیبہ کا نام "ارض اللہ" رکھا گیا۔ مدینہ منورہ کی زمین۔ اللہ، اللہ!

حدیث پاک میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز تھے اور ایک قبر کھودی جا رہی تھی تو ایک شخص نے جھانکا اور کہا بری جگہ ہے یہ مومن کے لیٹنے کی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وہ بری بات کہی تونے"، اس نے عرض کیا، یا رسول اللہ! میں نے اس کا ارادہ نہیں کیا۔ میں تو اللہ کے راستہ جہاد کا ارادہ کیا ہے۔ یعنی اگر جہاد کرتے ہوئے شہید ہو جاتا تو اس کے لیے اس موت سے بہتر تھا۔ آپ نے فرمایا: اللہ کے راستے میں جہاد کی مثل نہیں "۔ "ماعلی الارض قطعۃ ہی احب الی ان یکون بہا منہا"، آپ نے اس کلام مبارک کو تین مرتبہ ارشاد فرمایا: اس کا ترجمہ یہ ہے کہ زمین پر کوئی ٹکڑا ایسا نہیں جہاں میری قبر کا ہونا مجھے اس مدینہ منورہ سے زیادہ محبوب ہو "۔ یعنی یہ بقعہ ہے جسے مدینہ کہا جاتا ہے، اپنی قبر کے لیے تمام روئے زمین سے زیادہ محبوب جانتا ہوں "۔

مدینہ منورہ کی یہ زمین تو خدا وند قدوس کو بھی بہت پیاری ہے۔ صحیح مستدرک شریف میں ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے ہجرت فرمائی تو آپ نے یہ دعا فرمائی:

"اللّٰھم انک اخرجتنی من احب البقاع الی فاسکنی فی احب البقاع الیک"،

اے اللہ بے شک میں تیرے حکم سے اپنے محبوب ترین (مکہ مکرمہ) سے نکلا ہوں۔ تو مجھے اس بقعہ میں سکونت دے جو تجھے سب سے زیادہ پیارا ہو "۔

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ پیارا مدینہ اللہ تعالےٰ کو تمام روئے زمین کے شہروں سے زیادہ پیارا ہے۔

خاکِ طیبہ از دو عالم بہتر است
خوشتر آں شہرے کہ در وے دلبر است

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے مکہ مکرمہ زیادہ پیارا تھا جب اللہ تعالیٰ کی مدینہ شریف سے محبت کو دیکھا تو آپ کو بھی مدینہ منورہ زیادہ محبوب ہوگیا اب تو اگر مکہ مکرمہ میں درود مسعود ہوتا ہے تو مسند امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق آپ دعا فرماتے ہیں :۔

"اللّٰھم لا تجعل منایانا بمکۃ" "اے اللہ! ہماری موتیں مکہ مکرمہ نہ آئیں۔"

میں نے ابتداء جو آیۂ کریمہ پڑھی ہے اس میں حاضرین کے لیے تین امور کا ذکر ہے ایک سلامٌ علیکم پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے۔ یا اللہ رب العالمین کی طرف سے سلام۔

دوسری وہ خوشخبری "جو کتب ربکم علیٰ نفسہ الرحمۃ" میں مذکور ہے جس کی قدرے توضیح کر چکا ہوں۔

تیسری خوشخبری زائرین کو یہ عطا ہوتی ہے: انہ من عمل منکم سوءً بجہالۃ ثم تاب من بعدہ واصلح فانہ غفور رحیم ط یعنی بے شک تم سے جس نے نادانی میں کوئی برا کام کیا۔ پھر اس کے بعد اس نے توبہ کی اور اپنی اصلاح کی۔ پس بے شک وہی اللہ غفور رحیم ہے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری سے گناہ معاف ہو رہے ہیں توبہ کی مقبولیت کی بشارت سنائی جا رہی ہے۔

(حرم پاک میں کی گئی ایک تقریر)

بشکریہ ماہنامہ ضیائے حرم لاہور رشس مئی ۱۹۸۱ء

نعت

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو / کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

آبِ زمزم تو پیا خوب بجھائیں پیاسیں / آؤ جودِ شہِ کوثر کا بھی دریا دیکھو

زیرِ میزاب ملے خوب کرم کے چھینٹے / ابرِ رحمت کا یہاں زور برسنا دیکھو

دھوم دیکھی ہے درِ کعبہ پہ بیتابوں کی ! / ان کے مشتاقوں میں حسرت کا تڑپنا دیکھو

مثلِ پروانہ پھرا کرتے تھے جس شمع کے گرد / اپنی اس شمع کو پروانہ یہاں کا دیکھو

خوب آنکھوں سے لگایا ہے غلافِ کعبہ / قصرِ محبوب کے پردے کا بھی جلوہ دیکھو

اوّلینِ خانۂ حق کی تو ضیائیں دیکھیں / آخریں بیتِ نبی کا بھی تجلّا دیکھو

دھو چکا ظلمتِ دل بوسۂ سنگِ اسود / خاک بوسیٔ مدینہ کا بھی رتبہ دیکھو

کر چکی رفعتِ کعبہ پہ نظر پروازیں / ٹوپی اب تھام کے خاکِ درِ والا دیکھو

جمعۂ مکہ تھا عید اہلِ عبادت کے لیے / مجرمو! آؤ یہاں عیدِ دوشنبہ دیکھو

خوب مسعیٰ میں بامیدِ صفا دوڑ لیے ! / رہِ جاناں کی صفا کا بھی تماشا دیکھو

غور سے سن تو رضاؔ کعبہ سے آتی ہے صدا
میری آنکھوں سے مرے پیارے کا روضہ دیکھو

نعت

سیرِ گلشن کون دیکھے دشتِ طیبہ چھوڑ کر
سوئے جنّت کون جائے در تمہارا چھوڑ کر

سرگزشتِ غم کہوں کس سے ترے ہوتے ہوئے
کس کے دَر پر جاؤں تیرا آستانہ چھوڑ کر

بے لقائے یار ان کو چین آجاتا اگر
بار بار آتے نہ یوں جبریل سِدرہ چھوڑ کر

کون کہتا ہے دِل بے مدعا ہے خوب چیز
میں تو کوڑی کو نہ لوں ان کی تمنّا چھوڑ کر

مر ہی جاؤں میں اگر اُس دَر سے جاؤں دو قدم
کیا بچے بیمارِ غم قربِ مسیحا چھوڑ کر

کس تمنّا پر جئیں یا رب اسیرانِ قفس
آچکی بادِ صبا باغِ مدینہ چھوڑ کر

بخشوانا مجھ سے عاصی کا روا ہوگا کسے
کس کے دامن میں چھپوں دامن تمہارا چھوڑ کر

خُلد کیسا نفس سرکش جاؤں گا طیبہ کو میں
بد چلن ہٹ کر کھڑا ہو مجھ سے رستہ چھوڑ کر

ایسے جلوے پر کروں میں لاکھ حوروں کو نثار
کیا غرض کیوں جاؤں جنّت کو مدینہ چھوڑ کر

حشر میں ایک ایک کا منہ تکتے پھرتے ہیں عدو
آفتوں میں پھنس گئے ان کا سہارا چھوڑ کر

مَر کے جیتے ہیں جو اُن کے دَر پہ جاتے ہیں حسنؔ
جی کے مرتے ہیں جو آتے ہیں مدینہ چھوڑ کر

مولانا حسن رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ

نعت

کون کہتا ہے کہ زینت خُلد کی اچھی نہیں
لیکن اے دل فرقتِ کوئے نبی اچھی نہیں

رحم کی سرکار میں پرسش ہے ایسوں کی بہت
اے دِل اچھا ہے اگر حالت مری اچھی نہیں

تیرہ دِل کو جلوۂ ماہِ عرب درکار ہے
چودھویں کے چاند تیری چاندنی اچھی نہیں

کچھ خبر ہے میں بُرا ہوں کیسے اچھے کا بُرا
مجھ بُرے پر زاہد و طعنہ زنی اچھی نہیں

اس گلی سے دُور رہ کر کیا مریں ہم کیا جئیں
آہ ایسی موت ایسی زندگی اچھی نہیں

اُن کے دَر کی بھیک چھوڑیں سروری کیواسطے
اُن کے در کی بھیک اچھی سروری اچھی نہیں

خاک اُن کے آستانے کی منگا دے چارہ گر
فکر کیا حالت اگر بیمار کی اچھی نہیں

سایۂ دیوارِ جاناں میں ہو بستر خاک پر
آرزوئے تاج و تختِ خسروی اچھی نہیں

بارِ عصیاں کی ترقی سے ہوا ہوں جاں بلب
مجھ کو اچھا کیجئے حالت مری اچھی نہیں

ذرۂ طیبہ کی طلعت کے مقابل اے قمر
گھٹتی بڑھتی چار دن کی چاندنی اچھی نہیں

موسمِ گُل کیوں دکھائے جاتے ہیں یہ سبز باغ
دشتِ طیبہ جائیں گے ہم رہزنی اچھی نہیں

بیکسوں پر مہرباں ہے رحمتِ بیکس نواز
کون کہتا ہے ہماری بیکسی اچھی نہیں

بندۂ سرکار ہو پھر کر خدا کی بندگی !
ورنہ اے بندے خُدا کی بندگی اچھی نہیں

روسیہ ہوں منہ اُجالا کر دے اے طیبہ کے چاند
اس اندھیرے پاکھ کی یہ تیرگی اچھی نہیں

خارہائے دشتِ طیبہ چبھ گئے دِل میں مرے
عارضِ گُل کی بہارِ عارضی اچھی نہیں

صبحِ محشر چونک اے دِل جلوۂ محبوب دیکھ
نُور کا تڑکا ہے پیارے کاہلی اچھی نہیں

اُن کے در پر موت آجائے تو جی جاؤں حسنؔ
اُن کے در سے دُور رہ کر زندگی اچھی نہیں

نعت

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا
تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرّہ تیرا

فیض ہے یا شہِ تسنیم نرالا تیرا
آپ پیاسوں کے تجسّس میں ہے دریا تیرا

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

ترے قدموں میں جو ہیں غیر کا منہ کیا دیکھیں
کون نظروں پہ چڑھے دیکھ کے تلوا تیرا

چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں یا اس کے خلاف
ترے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا

دل عبث خوف سے پتا سا اڑا جاتا ہے
پلہ ہلکا سہی بھاری ہے بھروسا تیرا

ایک میں کیا مرے عصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا

خوار و بیمار خطا وار گنہ گار ہوں میں
رافع و نافع و شافع لقب آقا تیرا

تو جو چاہے تو ابھی میل مرے دل کے دھلیں
کہ خدا دل نہیں کرتا کبھی میلا تیرا

تو نے اسلام دیا تو نے جماعت میں لیا
تو کریم اب کوئی پھرتا ہے عطیہ تیرا

موت سنتا ہوں ستم تلخ ہے زہرابۂ ناب
کون لا دے مجھے تلووں کا غسالہ تیرا

تیرے صدقے مجھے اک بوند بہت ہے تیری
جس دن اچھوں کو ملے جام چھلکتا تیرا

حرم و طیبہ و بغداد جدھر کیجے نگاہ
جوت پڑتی ہے تری نور ہے چھنتا تیرا

تیری سرکار میں لاتا ہے رضا اس کو شفیع
جو مرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

منظوم ترجمہ

اصغر حسین خاں نظیر لودھیانوی

دُرود تاج شریف

صد صلوٰۃ و سلام اور دُرود و نعم ہوں محمد پہ اے قادرِ ذو الکرم
تاج والے ہیں، معراج والے ہیں وہ، اُن کا مرکب براق، اُن کا رحمت عَلم
اُن سے خائف بلا، اُن سے خائب وبا، وہ علاجِ مرض، وہ دوائے الم
اسم مکتوب، مرفوع، مشفوع ہے، لوحِ پرنور، پُرنقشِ نازِ قلم
جسمِ اقدس معطّر، مطہر، منوّر شہا، مہرِ صبحِ ازل یا چراغِ حرم
وہی شمس الضحیٰ، وہ ہی بدرالدجےٰ، وہ ہی صدرالعلیٰ ابرِ جود و کرم
وہی نورالہدیٰ، وہ ہی کہف الوریٰ، وہ جمیل الشیمؑ، وہ شفیع الامم

اُن کا عاصم خدا، ان کے خادم ملک، اُن کا مرکب براق، اُن کا اسرا سفر
منزلِ اعلیٰ ترین سدرۃ المنتہیٰ، قاب قوسین کے قرب سے بہرہ ور

شرحِ قوسین مطلوب و مقصودِ جاں، قلبِ مشتاق انوارِ عرشِ بریں
سیدالمرسلین، خاتم الانبیاء، شافعِ مذنبیں، رافعِ اسفلیں
رحمتِ عالمیں، راحتِ عاشقیں، فرحتِ شائقیں، نیّرِ عارفیں
رہبرِ سالکیں، ہادیٔ مؤمنیں، خضرِ راہِ یقیں، اوّلیں، آخریں
غمگسارِ یتیماں، محبِ غریباں، حبیبِ فقیراں، بہ نانِ جویں
سیّدِ انس و جاں، صاحبِ دو کماں، سرورِ دو جہاں، دو جہاں کرم ایں
ابنِ عبدِ اللہ، جدِّ حسنین ابوالقاسم اور نورِ حق بالیقیں!

ہیں حبیبِ خُدا ، ساری امّت فدا ، ان کے حُسن و جمالِ جہاں تاب پر
ہاں کہو سب سلام و صلوٰۃ و دُرود اُن پہ اور اُن کی آل اور اصحاب پر[۱]

ؔ۱ ماہنامہ ضیائے حرم لاہور، اکتوبر ۱۹۷۹ء

فی نعت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم

رشحاتِ فکر حضرت خواجہ حافظ محمد قمر الدین سیالوی رح

آں جملہ رسل ہادی برحق کہ گزشتند
آج تک جتنے سچے رسول گذرے ہیں

بر فضل تو اے ختم رسل دادہ گواہی
اے ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سب نے آپ کی بزرگی کی گواہی دی

تو باعث تکوین معاشی ومعادی!
یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، دنیا و آخرت کی تکوین کا باعث آپ ہیں

اے عبد الٰہ ہست مسلم بہ تو شاہی
اے اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے، کونین کی شاہی آپکو بخشی گئی

عالم بہوا داریت از ہوش برفتہ
آپ کی محبت کے باعث سارا جہاں مدہوش ہے

آہو شدہ دریم و بصحرا شدہ ماہی
ہرن دریا میں چھلانگیں لگا رہا ہے، اور مچھلیاں صحرا میں بھاگ رہی ہیں

زآفاق پریدی و ز افلاک گزشتی
آپ نے آفاق سے پرواز کی اور آسمانوں سے بھی آگے گذر گئے

درجاتک فی السدرۃ غیر المتناہی
آپکے درجات مقام سدرہ سے بھی آگے نکل گئے

امید بحرمت کہ مکارم شیم تست

میں حضور کے کرم کا امیدوار ہوں اور کرم فرمانا آپکی پسندیدہ عادات سے ہے

من کیستم و چیست معاصی و تباہی

اس نوازش کے سامنے میری کیا حقیقت ہے میرے گناہوں کی کیا حیثیت ہے

آئیس نیم از فضل تو اے روح خداوند

اے رحمت الٰہی ! میں تیرے فضل وکرم سے مایوس نہیں ہوں

نظرے کہ رباید ز قمر رنج و سیاہی

ایک ایسی نظر فرمائیے جو قمر سے رنج و سیاہی دور کر دے

نعت النّبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں فخر الدین کلال نامی ایک شخص نے مخبری کی، مولانا کفایت علی کافیؔ گرفتار ہوئے۔ مولانا پر مختلف الزامات قائم ہوئے۔ معمولی ضابطہ کی کاروائی کے بعد پھانسی کا حکم ہوا، مولانا کافی یہ حکم سنتے ہی مسکرا اُٹھے، اور جب انکو پھانسی دینے کے لیے لے جایا گیا تو مولانا کافی نہایت بلند آواز سے اپنی تازہ ترین غزل پڑھتے ہوئے تختہ دار کی طرف بڑھے۔

کوئی گُل باقی رہے گا نے چمن رہ جائے گا
پر رسول اللہ کا دینِ حسن رہ جائے گا

ہم صفیرو باغ میں ہے کوئی دم کا چہچہا
بلبلیں اُڑ جائیں گی سونا چمن رہ جائے گا

اطلس و کمخواب کی پوشاک پر نازاں نہ ہو
اس تنِ بے جان پر خاکی کفن رہ جائے گا

نام شاہانِ جہاں مٹ جائیں گے لیکن یہاں
حشر تک نام و نشانِ پنجتن رہ جائے گا

جو پڑھے گا صاحبِ لولاک کے اوپر درود
آگ سے محفوظ اس کا تن بدن رہ جائے گا

سب فنا ہو جائیں گے کافیؔ ولیکن حشر تک
نعتِ حضرت کا زبانوں پر سخن رہ جائے گا

ع امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی الملفوظ حصہ دوم میں اس غزل کی طرف اشارہ کیا ہے۔ (کافیؔ)

نعت

عجب رنگ پر ہے بہارِ مدینہ — کہ سب جنتیں ہیں نثارِ مدینہ
مبارک رہے عندلیبو تمہیں گل — ہمیں گل سے بہتر ہے خارِ مدینہ
بناشہ نشیں خسروِ دوجہاں کا — بیاں کیا ہو عز و وقارِ مدینہ
مری خاک یارب نہ برباد جائے — پسِ مرگ کر دے غبارِ مدینہ
رگِ گُل کی جب نازکی دیکھتا ہوں — مجھے یاد آتے ہیں خارِ مدینہ
ملائک لگاتے ہیں آنکھوں میں اپنی — شب و روز خاکِ مزارِ مدینہ
جدھر دیکھیے باغِ جنت کھلا ہے — نظر میں ہیں نقش و نگارِ مدینہ
رہیں ان کے جلوے بسیں اُن کے جلوے — مرا دل بنے یادگارِ مدینہ
حرم ہے اسے ساحتِ ہر دو عالم — جو دل ہو چکا ہے شکارِ مدینہ
دو عالم میں بٹتا ہے صدقہ یہاں کا — ہمیں اک نہیں ریزہ خوارِ مدینہ
بنا آسمان منزلِ ابنِ مریم — گئے لامکاں تاجدارِ مدینہ
مرادِ دلِ بلبلِ بے نوا دے — خدایا دکھا دے بہارِ مدینہ

شرف جن سے حاصل ہوا انبیاء کو
وہی ہیں حسنؔ افتخارِ مدینہ

حکایاتِ مدینہ

مولانا ابوالنصر منظور احمد شاہ صاحب (ساہیوال) بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۸۰ء میں مدینہ منورہ حاضر تھا کہ شیخ المحدثین علامہ سید احمد سعید کاظمی دامت برکاتہم العالیہ کی معیت میں مدینہ منورہ کی فروٹ منڈی سے گزر ہوا۔ علامہ کاظمی صاحب تکلیف کے باوجود ایک ایک دکان پر جاتے کچھ خریدتے کسی پھل کا بھاؤ پوچھتے۔ میں نے عرض کی، حضرت کبھی پاکستان کی کسی فروٹ منڈی میں اتنی دلچسپی لی، فرمایا ہرگز نہیں۔ حضرت نے ایصال ثواب کے لیے مختلف قسم کے پھل خرید لیے کہ دربار رسالت میں نذرانہ پیش کریں۔ اور اسی موقع پر ایک صحابی کا واقعہ سنایا جسے غالباً "اسد الغابہ" میں نقل کیا گیا ہے۔ فرمایا ایک صحابی روزانہ فروٹ کی منڈی میں پہنچتے، نہایت عمدہ اور اچھے پھل خرید کر دربار رسالت میں پیش کر دیا کرتے اور بہت خوش ہوتے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پسند فرماتے ہیں۔ جب کوئی دکاندار پیسے مانگتا تو یہ صحابی فرمایا کرتے کہ بھائی جنہوں نے پھل کھائے ہیں، ان سے پیسے لو ہم تو صرف لے جانے والے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرا کر دکاندار کو ادائیگی فرما دیتے۔[1]

حضرت مولانا محمد احسان الحق مدظلہٗ (فیصل آباد) بیان کرتے ہیں کہ جب میں مدینہ منورہ حاضر ہوا تو رمضان مبارک کا مہینہ تھا۔ میں مسجد نبوی شریف میں اعتکاف بیٹھ گیا۔ ایک دن ایک دوسرے دوست کی جائے اعتکاف میں گیا وہاں موجود نہیں تھے اور وہاں ایک اور صاحب بیٹھے

---

[1] ابوالنصر منظور احمد شاہ، مولانا، مدینۃ الرسول، مطبوعہ ساہیوال ۱۹۸۲ء، ص: ۴۹۸

تھے وہ روضہ مبارک کی طرف رُخ کر کے دلائل الخیرات شریف کھولے بڑی محبت اور توجہ سے دُرود پاک پڑھ رہے تھے۔ میں نے سلام کیا تو وہ ایسے محو تھے کہ انہوں نے سُنا ہی نہیں، میں چند منٹ وہاں بیٹھ کر واپس اپنی جگہ آ گیا۔ بعد میں جب پھر وہ دوست ملے جن کی جائے اعتکاف میں میں گیا تھا تو میں نے اُن سے پوچھا کہ آپ کے معتکف میں کون صاحب بیٹھے ہوئے تھے؟ فرمایا وہ بڑے عجیب آدمی ہیں اور اُن صاحب کی بات سُنائی۔ فرمایا یہ وہ آدمی ہیں جنکو سیّدِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے یہاں رکھا ہوا ہے۔ تفصیل یوں ہے کہ سندھ (پاکستان) سے ایک پیر صاحب یہاں آئے تھے وہ طبیب بھی تھے۔ انہوں نے یہاں ایک سعودی وزیر کے کسی بیمار عزیز کا علاج کیا تو وہ بیمار تندرست ہو گیا اور پھر اُس وزیر کی وجہ سے پیر صاحب کا وقار بن گیا۔ اور اُن کو اختیار مل گیا کہ اتنے اقامے (یعنی سعودی عرب میں رہنے کے اجازت نامے) حاصل کر سکتے ہیں۔

پیر صاحب نے اپنے مُلک کے اُن لوگوں کی فہرست بنانا شروع کی جن کے پاس اقامہ نہیں تھا اور اس دُرود پاک پڑھنے والے سے بھی پوچھا کہ آپ اقامہ بنوانا چاہتے ہیں اُس نے کہا ہاں اگر اقامہ مِل جائے تو غنیمت ہے۔ پیر صاحب نے اُس کا نام بھی لکھ لیا۔ لیکن جب دوسرا دن ہوا تو یہ شخص پیر صاحب کو تلاش کر رہا تھا۔ ملنے پر کہا کہ پیر صاحب میرا نام فہرست سے کاٹ دیجئے۔ پیر صاحب نے پوچھا کیوں؟ تو بات گول کر گئے۔ اور جب پیر صاحب نے اصرار کیا تو بتایا کہ رات مجھے سرکارِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلّم کی زیارت نصیب ہوئی اور سرکار نے فرمایا میرے عزیز تجھے اقامہ وغیرہ کی ضرورت نہیں، تجھے میں نے رکھا ہوا ہے تجھے کوئی نہیں نکال سکتا۔[1]

حضرت مولانا محمد منظور احمد فیضی مدظلہٗ (احمد پور شرقیہ) بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں مجھے حاجی غلام حسین مدنی مرحوم مالک پاکستانی ہوٹل بیرون باب مجیدی مدینہ منورہ

---

[1] محمد امین، مفتی: آب کوثر مطبوعہ فیصل آباد ۱۴۰۱ھ ص ۲۲۷

نے ایک واقعہ سنایا کہ ایک مرتبہ حضرت شیخ علاؤالدین البکری المدنی رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم حضرت شیخ محمد علی حسین مدنی قدس سرہٗ کے ہاں مدینہ شریف میں محفل میلاد منعقد ہوئی جو کہ پُرذوق محفل تھی اور انوار نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چمکے، محفل کے اختتام پر میر محفل نے تبرکاً جلیبی تقسیم کی اور فرمایا کہ آج رات میلاد کی جلیبی کھانے والے کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوگی۔ کل علی الصبح بعد نماز فجر مسجد نبوی شریف میں ہر ایک اپنی کیفیت دیدار سنائے۔

حاجی غلام حسین مدنی مرحوم نے بیان کیا کہ میں نے بھی وہ جلیبی کھائی تھی، مجھے رات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نصیب ہوا دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی داہنی جانب بغل میں حضرت قبلہ سید احمد سعید کاظمی ملتان والے تھے اور دوسرے ہاتھ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مفتی احمد یار خان گجراتی (علیہ الرحمۃ) کا ہاتھ پکڑ رکھا ہے۔" [1]

مولانا ابوالنصر منظور احمد شاہ بیان کرتے ہیں: کہ حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی دامت برکاتہم العالیہ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ مدینہ طیبہ کی میری پہلی حاضری کے موقع پر میرے پاؤں میں ایک کانٹا چبھ گیا جو سخت تکلیف دے رہا تھا۔ میں نکالنے لگا تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کی سرزمین حجاز کے کانٹوں سے محبت یاد آگئی تو میں وہیں رک گیا اور پاؤں سے کانٹا نہ نکالا کئی دن کے بعد خود بخود درد رک گیا۔

اس واقعہ کے چند دن بعد آپ کو غسل خانہ کے دروازہ سے پھانس چبھ گئی اور مجھے نکالنے کے لیے فرمایا۔ میں نے وہ پھانس نکال کر عرض کی حضرت کانٹا پاؤں میں رہنے دیا تھا۔ تو اسے بھی رہنے دیتے، فرمایا:

"ارے شاہ صاحب وہ کانٹا کوئے حبیب کا ہی تھا اور یہ پھانس انڈونیشیا سے آئی ہوئی لکڑی کی ہے۔" [2]

---

[1] مکتوب مولانا محمد منظور احمد فیضی بنام جناب الطاف حسین سعیدی نشتر میڈیکل کالج ملتان

حضرت خواجہ خان محمد تونسوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے باغ مبارک میں ان دو کھجور کے درختوں کی زیارت کے لیے گیا جن کی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ یہ دونوں درخت حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے دست مبارک سے لگائے تھے۔ میرے ساتھی حاجی مُنیر، حاجی فاروق اور صُوفی اورنگ زیب رفیق تھے، جون کا مہینہ تھا، کھجوروں کے درختوں پر پھل لگے ہوئے تھے جو ابھی کچے تھے اور گٹھلی پکی نہیں تھی۔ میرے دل میں کچھ وسوسہ پیدا ہوا تو اتنے میں ایک طوطے نے جوان کھجوروں کے درخت پر بیٹھا ہوا تھا چند دانے گرائے دو مجھے ملے ایک ایک دانہ دوسرے ساتھیوں کو ملا۔ جب ہم نے وہ دانے کھائے تو بالکل میٹھے اور لذیذ تھے۔ ایسا کچا پھل حلق سے نہیں اُترتا حلق میں خارش پیدا کر دیتا ہے۔ میرے دل کا وسوسہ جاتا رہا اور میں سمجھ گیا کہ یہ سب کچھ میرے وسوسہ کے ازالہ کے لیے ہوا ہے[1]

مولانا ابوالنصر منظور احمد شاہ (ساہیوال) بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیّدی علامہ ضیاءالدین احمد مدنی قدس سرہٗ نے مجھے ایک مرتبہ ایک واقعہ سُنایا کہ جب سعودیوں نے حرم نبوی شریف کا انتظام سنبھالا تو حرم انور کو صاف ستھرا رکھنے کے لیے فیصلہ کیا کہ حرم شریف میں کبوتروں کے لیے دانہ نہ ڈالا جائے۔ اس طرح کبوتر دانہ کی تلاش کے لیے دوسری جگہوں میں منتقل ہو جائیں گے اور حرم شریف صاف رہ سکیگا۔ اس حُکم پر عمل کیا گیا اور کئی دن تک دانہ نہ ڈالا گیا، مگر کبوتروں کی گنبدِ خضرا سے محبت کا یہ عالم تھا کہ بھُوک سے مر رہے تھے مگر آستانہ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم چھوڑنے کے لیے تیار نہیں تھے۔ اہل مدینہ نے اس عشق و محبت بھرے منظر کو دیکھا۔ دُنیا میں یہ بات شہرت پکڑ گئی۔ لوگوں نے حکومت کو تار دیئے اور اصرار کیا تب حکومت نے

---

[1] ملفوظات خواجہ خان محمد تونسوی مطبوعہ ملتان ۱۹۷۱ء ص ۱

پھر حسب سابق معاملہ شروع کیا۔ ؎۱

مولانا ابوالنور محمد بشیر (کوٹلی لوہاراں، سیالکوٹ) لکھتے ہیں کہ ۱۹۵۴ء میں جب حج کے لیے گیا اور مدینہ منورہ کی حاضری سے مشرف ہوا تو وہاں ایک مدنی ڈاکٹر صاحب سے ملاقات ہوئی۔ ڈاکٹر صاحب نے مجھے ایک واقعہ سنایا کہ پنجاب کے ایک ... مشہور عاشق رسول بزرگ پیر سید جماعت علی شاہ ایک مرتبہ مدینہ منورہ آئے تو ان کے کسی مرید نے مدینہ شریف کے ایک کتے کو اتفاقاً ڈھیلا مار دیا جس کی چوٹ سے کتا چیخا۔ حضرت شاہ صاحب سے کسی نے کہہ دیا کہ آپ کے فلاں مرید نے مدینہ منورہ کے ایک کتے کو مارا ہے۔ حضرت شاہ صاحب یہ سن کر بے چین ہو گئے اور اپنے مریدوں کو حکم دیا کہ فوراً اس کتے کو تلاش کر کے گود میں اٹھا کر یہاں لاؤ۔ چنانچہ کتا لایا گیا۔ شاہ صاحب اٹھے اور روتے ہوئے اس کتے سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ اے دیار حبیب کے رہنے والے اللہ کے لیے میرے مرید کی اس لغزش کو معاف کر دے، پھر بھنا ہوا گوشت اور دودھ منگوایا اور اسے کھلایا پلایا۔ پھر اس سے کہا کہ جماعت علی شاہ تجھ سے معافی چاہتا ہے۔ خدا را مجھے معاف کر دینا۔ ؎۲

حضرت خواجہ خان محمد تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ مدینہ منورہ میں ایک خوش قسمت پٹھان رہتا ہے جس کا نام بتانے کی مجھے اجازت نہیں کیوں کہ اس پٹھان نے مجھ سے حلف لیا تھا کہ زندگی تک اس کا نام نہ بتاؤں گا۔ اس کے متعلق مدینہ منورہ کے لوگوں نے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مواجہہ شریف سے اپنا ہاتھ نکال کر اس سے مصافحہ کیا۔ دو تین آدمیوں کو دیکھا کہ اس پٹھان کے ہاتھوں کو بوسہ دے رہے ہیں۔ میں نے اس سے دریافت کیا تو اس نے اقرار کیا کہ اس ناچیز پر کرم ہوا ہے اور مجھ سے حلف لیا کہ میرا نام زندگی تک نہ بتانا۔ یہی موصوف ایک مرتبہ مواجہہ شریف میں قدم مبارک کی جانب سے درود مستغاث شریف پڑھ رہے تھے، شرطی نے روکا؛ رات کو شرطی کے پیٹ میں شدید درد ہوا جس کا کوئی مؤثر علاج نہ ہوا۔ آخر پٹھان موصوف کے دم کرنے سے

؎۱ مدینۃ الرسول ص ۱۸۰

شرطی کو شفا حاصل ہوئی۔ اس دن سے کوئی شرطی اسے قدم مبارک سے درود مستغاث شریف پڑھنے سے نہیں روکتا تھا اور وہ زور زور سے درود مستغاث پڑھتا تھا۔ [۱]

مولانا ابوالنور محمد بشیر (کوٹلی لوہاراں سیالکوٹ) لکھتے ہیں کہ مدینہ منورہ کی حاضری کے دنوں میں حضرت شیخ علامہ ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے سنایا کہ ایک مولوی صاحب سے مدینہ منورہ کے سائل نے اس طرح سوال کیا؟

اَدْخِلْ یَدَكَ فِیْ جَیْبِكَ تَخْرُجْ بَیْضَاءَ

یہ قرآن پاک کی آیت ہے۔ خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا تھا کہ اپنا ہاتھ جیب میں ڈالو تو سفید چمکتا ہوا نکلے گا۔

اس آیت سے سائل مدینہ نے اپنا مطلب بیان کیا کہ مولانا اپنی جیب میں ہاتھ ڈالیے اور چمکتا ہوا سفید یعنی روپیہ نکالیے۔

مولوی صاحب نے ایک پیسا دینا چاہا تو سائل نے بار بار یہی کہنا شروع کیا: تَخْرُجْ بَیْضَاءَ۔ گویا وہ سائل روپیہ ہی مانگتا تھا۔

مولوی صاحب کو بھی قرآنی آیت ہی سے جواب سوجھا اور سائل کی طرف پیسہ بڑھا کر بولے:

خُذْ مَا اٰتَیْتُكَ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِیْنَ

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے خدا تعالیٰ نے فرمایا تھا! میں نے تجھے جو دیا لے اور شکر کر۔"

پتہ چلا کہ مدینہ منورہ کے سائل بھی سامنے آئیں تو قرآن پاک یاد آنے لگتا ہے مدینہ منورہ کی ہر بات نرالی اور ایمان افروز ہے۔" [۲]

---

[۱] ملفوظات خواجہ خان محمد تونسوی رح مطبوعہ ملتان ۱۳۷۲ھ ص ۳۹

[۲] ابوالنور محمد بشیر، مولانا: سنی علماء کی حکایات، مطبوعہ لاہور ص ۲۱۳

حضرت خواجہ خان محمد تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ میں حرم نبوی شریف میں قدم مبارک کی سمت بیٹھا ہوا تھا کہ دس بارہ آدمی شام کے رہنے والے میرے پاس آکر بیٹھ گئے۔ ان میں ایک اکیس بائیس سالہ نوجوان آزاد شکل شامل تھا۔ انہوں نے قصیدہ بردہ شریف پڑھنا شروع کر دیا، وہ اس طرح پڑھتے تھے کہ ہر ایک آدمی اپنے اپنے ہاتھ میں کتاب لے لیتا، پھر ایک آدمی ایک شعر پڑھتا اور چپ ہو جاتا اور دوسرا آدمی دوسرا شعر پڑھ دیتا، اسی طرح تیسرا اور چوتھا آدمی۔ مجھے بھی انہوں نے کتاب دی اور میں بھی اپنی باری میں شعر پڑھتا رہا۔ ان میں سے ایک نے مجھے کتاب قصیدہ بردہ شریف دیکر کہا کہ یہ کتاب اپنے پاس رکھیں اور پڑھا کریں۔ وہ نوجوان اس سے بولا کہ یہ تو چھ سال سے متواتر دلائل الخیرات شریف پڑھتے ہیں اب تھک کر صرف ایک حزب پڑھتے ہیں، یہ قصیدہ بردہ شریف کیسے پڑھیں گے؟ میں اس نوجوان کے کشف پر حیران ہوگیا۔[۱]

ایک مرتبہ میں (حافظ پیر جماعت علی شاہ صاحب) مدینہ منورہ میں حاضر تھا۔ ایک شخص کریم بخش نامی لاہوری جو بارہ سال سے ہجرت کرکے مدینہ منورہ میں مقیم تھا۔ مواجہ شریف میں سلام پڑھ کر کھڑا تھا۔ فقیر نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے مکان میں لاکر اُسے ایک کرتہ دیا، میرے ایک رفیق نے اسکو ایک قیمتی کوٹ دیا۔ ایک نے پگڑی دے دی اور ایک نے پائجامہ دے دیا ایک نے چادر دی۔ اُس نے سارے کپڑے چادر میں لپیٹ لیے اور کپڑے لپیٹتے ہوئے کہا کہ جب آپ نے میرا ہاتھ پکڑا تھا اُس وقت میں حضور علیہ السلام کو عرض کر رہا تھا کہ حضرت کپڑے پھٹ گئے ہیں اُس نے کپڑے لپیٹ کر حرم شریف میں جاکر مواجہ شریف میں رکھ دیئے اور یہ عرض کی کہ حضرت مل گئے ہیں۔ پھر اس نے اپنے مکان میں جاکر غسل کیا، پھر وہی کپڑے پہن کر، خوشبو لگاکر دربار میں حاضر ہوا دست بستہ کھڑے ہوکر عرض کی۔ کہ حضور کپڑے مل گئے ہیں، دیکھ لیجئے۔[۲]

---

[۱] ملفوظات خواجہ خان محمد تونسوی، مطبوعہ ملتان ۱۳۴۱ھ ص ۳۷

[۲] ماہنامہ السعید، جولائی اگست ۱۹۶۲ء

فقیر دوسرے سال پھر مدینہ منورہ حاضر ہوا۔ وہی کریم بخش ملا۔ فقیر کو پہلی بات یاد تھی۔ پھر میں نے آدمی کو کہا کہ اسکو کپڑے دے دو۔ کپڑے نکالے تو اس میں ایک کشمیری ٹوپی نکل آئی۔ میں نے کہا یہ بھی دے دو۔ تو اس اللہ کے بندے نے کہا۔ کہ آج میں نے حضور میں حاضر ہو کر عرض کی تھی کہ ٹوپی پھٹ گئی ہے۔

پھر میاں کریم بخش لاہوری نے کہا کہ مجھے مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے بارہ سال کے بعد یہ مسئلہ میری سمجھ میں آیا کہ رحمۃ للعالمین کا دربار موجود ہے اور حضرت نے فرمایا ہے۔ اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعْطِیْ! (بخاری) یعنی قاسم میں ہوں اور داتا رب ہے۔ اس کے بعد گیارہ برس گزر گئے میں نے کسی انسان کے پاس کسی معاملہ میں کوئی سوال نہیں کیا۔ جب ضرورت ہوئی، حضرت کی جناب میں جا کر عرض کی۔ پانچ منٹ نہ گزرتے کہ میری مراد پوری ہو جاتی ہے

سب کچھ ملا جو مل گئی اس در کی حاضری
گو ملک و مال و خویش و وطن سے جدا ہوا
قابل تھا نار کے مجھے جنت ہوئی نصیب
اس در کی حاضری سے تو قسمت بدل گئی

وہاں حاضر ہونے سے جہنمی جنتی بن جاتے ہیں اور قسمت بدل جاتی ہے۔ [۱]

پچاس سال پہلے میرا ایک رفیق حرم شریف میں شب باش ہوا۔ اس طرح کہ ترکوں کے زمانہ میں رات کو کسی کو حرم شریف میں رہنے کی اجازت نہ تھی۔ جب تک کہ شیخ الحرم حکم نہ دیں۔ مجھے چار آدمی اپنے ساتھ حرم شریف میں رکھنے کی اجازت تھی۔ میرے ساتھ تین آدمی تو موجود تھے۔ میں نے اس کو کہا کہ چوتھا تو رہ جا۔ اس دن وہ روزے سے تھا۔ روزہ کھولنے کے بعد اس نے کھانا نہیں کھایا تھا۔ عشا کی نماز پڑھنے کے بعد میرے ساتھ حرم شریف گیا۔ اندر رات گزاری، فجر کو میرے ڈیرے میں آ کر

---

[۱] ماہنامہ السعید ملتان جولائی اگست ۱۹۶۲ء

کہنے لگا، کہ رات کو بڑا عجیب تماشا ہوا کہ پچھلی رات ہوئی تو میں نے حضرت کی خدمت میں عرض کی کہ حضرت بھوک سے بڑی تکلیف ہو رہی ہے۔ اتنے میں ایک سفید لباس والے بزرگ تشریف لائے۔ اور مجھے فرمایا کہ جھولی کر۔ میں نے جھولی کی تو انہوں نے میری جھولی میں کھجوریں جو سیر بھر ہوں گی، ڈال دیں۔ —— میں نے پیٹ بھر کر کھالیں۔ میں نے کہا کہ کہیں میرے لیے بھی دو چار کھجوریں رکھتا۔ کہنے لگا کہ کھجوریں کھا چکنے کے بعد یاد آیا —— چشم دید واقعہ کا انکار کفر ہے۔ میں نے کہا کہ حضور نبوی کے دربار کی کھجوریں تجھ کو مبارک ہوں۔

ایک مرتبہ فقیر مصر کی راہ سے مدینہ منورہ میں حاضر ہوا۔ بمبئی سے لے کر مصر تک وضو کے لیے میٹھا پانی نہیں ملا۔ سمندر کے کڑوے پانی سے وضو استنجا کرتا رہا۔ کڑوے پانی کے لگنے سے جسم کے مختلف حصوں پر زخم ہو گئے اور باریک چمڑا اتر گیا۔ اور اندر سے خون بہنا شروع ہو گیا اور خون لگ لگ کپڑا پلید رہتا تھا۔ مدینہ منورہ میں دربار میں حاضری دی۔ مغرب کی نماز کے بعد میں نے عرض کی کہ یہ تو میں جانتا ہوں کہ اس دربار میں حاضری دینے کے قابل نہیں تھا۔ یہ بڑی خوش نصیبی ہے کہ مجھ کو حاضری نصیب ہوئی مگر بے وضو میں یہاں حضور میں نہیں ٹھہر سکتا۔ یہ زخم ہر وقت جاری رہتا ہے۔ مجھے فرمایا کہ ان زخموں کو آب کوثر سے دھو ڈال۔ آب کوثر ایک چھوٹی سی باولی ہے جو حرم شریف کے اندر بیر فاطمہ کے نام سے موجود ہے) فقیر ادھر گیا۔ پانی پلانے والے چھوٹی چھوٹی ٹھلیاں رکھتے تھے۔ ان میں سے ایک ٹھلیا لے لی، پہلے تو خیال آیا کہ یہ پاک پانی اور زخم غلیظ ہے پھر خیال آیا کہ یہ تو میں حکماً کر رہا ہوں۔ پھر ذرا پرے ہٹ کر ایک ران پر ایک چلو اور دوسری ران پر ایک چلو لیپ کر دیا، اور نماز عشاء کے بعد گھر جا کر لیٹ گیا۔ فجر کو اٹھا تو زخم کا کہیں نام ونشان نہیں تھا۔ بدن آئینہ کی طرح چمک رہا تھا۔ اس وقت سے آج تک باسٹھ برس ہوئے کوئی پھوڑا پھنسی اعضاء میں نہیں ہوئی[1]

---

[1] ماہنامہ السعید، جولائی اگست ۱۹۶۲ء

میرے استاذ حضرت مولانا عبدالحق صاحب جو محدّث مفسر کے علاوہ مکّہ شریف والے کہتے تھے کہ یہ قطب زمانہ ہیں ۔) نے فرمایا کہ میں مدینہ منوّرہ میں حاضر تھا۔ ظہر کی نماز پڑھ کر میرے دل میں خیال آیا کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مہمان ہوں۔ حضرت نے میری دعوت نہیں کی۔ یہ خیال اس وقت آیا جب میں مواجہ شریف کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ ادھر دل میں خیال آیا۔ اُدھر پانچ منٹ نہ گزرے کہ ایک بدّو آیا اور کہا کہ رات کو مولوی صاحب آپ کی دعوت ہے۔ میں نے کہا کہ میں کسی کی دعوت نہیں کھایا کرتا۔ اُس بدّو نے کہا کہ میں اپنی طرف سے نہیں کرتا، حضرت آپ کی دعوت کرتے ہیں۔ وہ رمضان شریف کا مہینہ تھا۔ وہ بدّو مغرب کی نماز مسجد نبوی میں پڑھ کر مولوی صاحب کو ہمراہ لے کر ۱۲ میل تک مدینہ منوّرہ سے شمال کی جانب پہاڑ میں لے گیا۔ مولوی صاحب کی اَسّی برس کی عمر تھی۔ بدّو نے وہاں اپنے مکان میں اپنی عورت سے پوچھا کہ کیا کھانا تیار ہے۔ اُس نے جواب دیا نہیں۔ مولوی صاحب نے دل میں خیال کیا۔ روزہ رکھا ہے۔ اتنی دُور سے آئے صرف افطار کیا ہے یہاں پہنچے تو کھانا ندارد معلوم نہیں کیا حال ہوگا۔ اتنے میں بدّو باہر گیا اور ایک پیالہ شہد کا کہ اُس میں دودھ اور گھی تھا شکر تھی اور کوئی نعمت اور بھی تھی، مجھے دیا اور مَیں نے پی لیا۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ جو لذّت اس کے پینے سے مجھے ملی۔ ساری عمر اس سے پہلے یا بعد کبھی نصیب نہ ہوئی۔ اس کے بعد بدّو نے کہا کہ میں بھی کچھ کھاتا ہوں اور پانچ آدمیوں کا کھانا حرم شریف لے جانا ہے۔ آپ کو ساتھ لے کر چلتا ہوں۔ پھر وہ حرم شریف کی طرف مولوی صاحب کو ساتھ لے کر چلا۔ حرم شریف میں مولوی صاحب کو داخل کر کے دوسروں کا کھانا پہنچانے کے لیے وہ بدّو چلا گیا۔ حرم شریف میں روشنی بہت سی موم بتیوں کی تھی فانوس جل رہے تھے۔ مولوی صاحب کے دل میں خیال آیا کہ اچھی دعوت ہوئی بارہ میل گئے بارہ میل آئے چوبیس میل کا سفر ہوا۔ مغرب اور عشاء کے درمیان جو وظائف پڑھنا تھا وہ فوت ہوئے، عشاء کی نماز باجماعت ترک ہوئی تراویح کی نماز بھی جاتی رہی۔ لوگوں سے دریافت کیا کہ کیا وقت ہے۔ لوگوں نے کہا۔ ابھی تو مغرب کی نماز سے فراغت ہوئی ہے۔ عشاء کی تیاری ہو رہی ہے۔

چوبیس میل کا سفر کیا۔ ایک گھنٹے تک بدرؔ کے مکان میں ٹھہرے رہے۔ واپس ہوئے تو وہی وقت تھا جب کہ چلے ہیں۔ مولوی صاحب بڑے حیران ہوئے۔ دعوت کا خیال بھی آیا تھا کہ دعوت بھی ہوئی اور اس طور پر کہ جس کی اوپر تفصیل ہے۔ ؎[1]

کوئی پچاس برس کا واقعہ ہے کہ فقیر رات کو مدینہ منورہ کی مسجد میں شیخ الحرم کی اجازت سے شب باش ہوا۔ اس رات کو دلائل الخیرات شریف اور موم بتی جو سرکاری طور پر اندر رہنے والوں کو ملتی ہے، مجھے دے دیں۔ کیونکہ رات کو عشاء کی نماز کے بعد حرم شریف میں بتیاں بجھا دی جاتی تھیں۔ کسی کو اندر رہنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ حضرت امجد صاحب حیدر آبادی فرماتے ہیں۔ کہ ؎

ہے فیض کی تجلی گہری اندھیریوں میں
بکتا ہے رات ہی کو سودا تیری گلی میں
کس چیز کی کمی ہے مولیٰ تیری گلی میں
دنیا تیری گلی میں، عقبیٰ تیری گلی میں

ایک بجے رات کو جب دلائل الخیرات پڑھ رہا تھا تو حضرت خواجہ ضیاء معصوم صاحب کابلی نے جو قائم اللیل اور صائم الدہر تھے اور ان کو اندر رہنے کی اجازت تھی، مجھ سے فرمایا کہ کل رات ریاض الجنۃ میں میں دلائل الخیرات شریف پڑھ رہا تھا تو حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بذاتِ خود تشریف لائے مجھے فرمایا کہ "شویہ شویہ" یعنی آہستہ آہستہ پڑھو۔ پس میں تم کو کہتا ہوں کہ آہستہ آہستہ پڑھو"۔ ؎[2]

میرا رفیق حاجی مہتاب الدین صوبے دار جو گھر سے ہی میرے ہمراہ آیا تھا۔ مدینہ شریف پہنچ کر اس کے پیر پر پھوڑا نکل آیا۔ اس کی وجہ سے اٹھنے بیٹھنے سے بھی معذور تھا۔ ساری ٹانگ سوج گئی تھی۔ بزرگ آدمی تھا۔ ایک دن میں نے اس کو کہا کہ اگر تو بھی

؎[1] ماہنامہ السعید، جولائی اگست ۱۹۶۲ء (ملتان)

؎[2] " " " "

رات کو حرم شریف کے اندر رہنا چاہے تو تیرے لیے بھی اجازت لے لی جائے۔ اس نے کہا مجھے چلنے کی استطاعت نہیں ہے۔ میں نے کہا کہ دو آدمی اٹھا کرلے چلیں گے۔ دو آدمی حرم شریف میں اٹھا کر لے آئے۔ رات اس نے وہاں گزاری۔ اس کے ایک دن بعد مدینہ شریف سے رخصت ہوئے تو رفیق نے کہا کہ میں آپ کا بڑا شکر گزار ہوں کہ آپ مجھ کو رات گزارنے کے لیے اپنے ساتھ اندر لے گئے، میری ٹانگ اچھی ہوگئی۔

رحمۃ للعالمین کے حضور میں میں نے عرض کی تھی، کہ حضور، میں گھر سے دو ٹانگیں لے کر چلا تھا۔ اب ایک ٹانگ لیکر واپس جاؤں گا۔ دوسری ٹانگ کاٹی جائے گی۔ فجر کی نماز پڑھ کر بیٹھے تھے کہ ایک شخص آیا اور مجھے کہا کہ میرے ساتھ بازار چل، مرہم دلادوں گا، تو اسکو پھوڑے پر لگا دینا میں نے کہا، میں سے چل نہیں سکتا۔ اس وجہ سے کہ ٹانگ سوج گئی ہے، اس نے کہا کہ تو یہیں ٹھہر جا میں خود مرہم لا کر دوں گا۔ وہ گیا، تھوڑی دیر کے بعد مرہم لے کر آیا اور کہنے لگا کہ پہلے جس جگہ پھنسی ہوئی تھی اسی جگہ لگاؤ۔ میں نے حرم شریف ہی میں مرہم لگا دیا اور تھوڑی دیر وہاں بیٹھا رہا۔ اس عرصہ میں میرے بدن کی سوج بالکل جاتی رہی اور پھوڑا بھی بالکل اچھا ہوگیا۔ یہ میرا چشم دید واقعہ ہے اور یہ سارے چشم دید واقعات ہیں۔

مولانا حافظ بصیر پوری اپنے سفرنامہ حج میں لکھتے ہیں ۱۹۷۲ء میں مجھے مدینہ منورہ میں رمضان المبارک کا مہینہ نصیب ہوا۔ غالباً رمضان المبارک کے دوسرے جمعہ کا دن تھا ایک عاشقِ رسول اپنے ساتھیوں کو مجبور کر کے مکہ مکرمہ سے قبل از وقت ہی مدینہ طیبہ لے آیا۔ آتے ہی سامان سے بے پرواہ ہو کر آقائے دو جہاں برزخ کبریٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار اقدس میں حاضر ہوا۔ سلام کے بعد دو نفل ادا کئے اور بابِ جبریل سے باہر نکلا، پلٹ کر گنبد خضرا پر دوبارہ نظر ڈالی اور غش کھا کر گر پڑا، منہ سے خون بہنے لگا اور تڑپے بغیر ٹھنڈا ہوگیا ؎

سیکھے پروانے سے آئینِ وفا ۔۔۔ جس کا جل بجھنا ہے تلقینِ وفا

سرکاری عملہ نے آکر اٹھایا کیونکہ سپاہی اس خطرہ کے تحت بھاگ گئے کہ کسی قسم کے مقدمہ میں ملوث نہ ہو جائیں۔ وہ بیچارے پاکستان کے زخم خوردہ تھے۔ متعلقہ سرکاری افراد نے غسل و کفن دیا۔ مواجہہ شریف سے گزار کر جنازہ پڑھایا گیا اور خاکِ بقیع کی نذر کر دیا۔ [1]

اسی طرح ایک نوجوان، سیاہ داڑھی، روشن چہرہ، طویل عبا، سر پر دستار، کو بھی کئی روز تک دیکھتا رہا جو عالم حیرت میں گم رہتا، نہ مواجہہ عالیہ میں اُس کے لب ہلتے دیکھے اور نہ ہی کسی اور جگہ، بس جہاں دیکھو گنبدِ خضرا یا در پاک کی طرف ٹکٹکی باندھے کھڑا ہے۔ اکثر عشاء کے بعد دروازہ بند ہونے کے وقت نظر آتا، تنہا گم صم، کبھی چلنے لگتا مگر تھوڑی دور جا کر پھر لوٹ آتا۔ جب سپاہی سب کو باہر نکال دیتے تو اکثر باب جبریل کے باہر اسی طرح ساکت کھڑا رہتا، موٹی موٹی سرخ نم آلود آنکھیں، گورا رنگ، شام یا مصر کے دیار کا رہنے والا دکھائی دیتا تھا۔ جب خیال کرتا کہ مجھے کوئی دیکھ رہا ہے تو بظاہر کسی گلی میں داخل ہو جاتا مگر تھوڑی دیر بعد دوبارہ واپس آ جاتا۔ ایک روز میں نے دس ریال کا نوٹ دینے کی کوشش کی، تو بالکل نہ لئے اور نہ ہی جواب میں کوئی بات کہی، بلکہ فوراً وہاں سے چل دیا، لیکن تھوڑی دیر بعد دوسری گلی سے نکلا، میں وہیں کھڑا تھا۔ میں نے خیال کیا کہ شاید یہ گونگا ہے اس لئے بات نہیں کرتا۔ دل میں سوچا کہ اس سے دعا ضرور حاصل کرنی چاہیئے۔ لیکن جو بات ہی نہ کرے اُس سے دُعا کیسے کراؤں۔ آخر ایک ترکیب سوجھی کہ اسکے قریب جا کر السلام علیکم کہیں گے چونکہ سلام کا جواب دینا واجب ہے اس لئے ضرور جواب دے گا ورنہ گونگا سمجھیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا فوراً کہنے لگا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ، بات بڑھانے کی کوشش کی تو چل دیا، ہم بھی جان گئے کہ گونگا نہیں بلکہ کسی محبوب کی جنبش لب کا منتظر رہتا ہے۔ (بتغیرِ قلیل) [2]

حجاز کے چند مشائخ

حضرت مولانا شاہ اعظم حسین مدنی قدس سرہٗ

محلہ رکاب گنج خیر آباد میں ۱۲۶۲ھ میں ولادت ہوئی، آپ کے والد لطف حسین صدیقی فوجی قیادت اور امورِ سیاست کے ماہر تھے، اور بھوپال میں ملازم تھے، ۲۲ یا ۲۳ ربیع الاوّل ۱۳۱۲ھ میں وہ بھوپال ہی میں فوت ہوئے، لطف حسین صدیقی کے والد حضرت حسین ابن محمد پناہ اپنے وقت کے جیّد علماء میں سے تھے اور سلسلہ قادریہ کے مشہور مرشد، عبداللہ ابن عتیق محمد ابن عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھے، یہ وہ شجرۂ نسب ہے جس کو آپ کے فرزند حضرت فردِ افراد مولانا محمد حسین علیہ الرحمۃ نے "سیرت محمد اعظم حسین" میں نقل فرمایا ہے۔ در تذکرۂ شعراءِ حجاز اُردو" میں امداد صابری دہلوی صاحب نے مؤلف تذکرہ آثار الشعراء کے حوالے سے حضرت حسین صدیقی کا نام حکیم خادم حسین اور بحوالہ مؤلف تاریخ تاج الاقبال۔ حضرت حسین کے والد حضرت محمد پناہ کا نام منشی بقاء اللہ لکھا ہے، اور اسی کو صحیح قرار دیا ہے۔ راقم السطور نے حضرت مولانا شاہ محمد علاؤالدّین القادری المدنی ابن فرد الافراد مولانا محمد علی حسین سے مدینہ طیبہ کی حاضری کے موقع پر بزرگوں کے ناموں اور مولانا اشرف علی تھانوی کی معیت میں مولانا شاہ امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ سے آپ کی بیعت کی تصدیق چاہی تو مولانا نے سختی سے اس کی تردید فرمائی اور فرمایا کہ بیعت، اور آثار الشعراء اور تاج الاقبال تذکرۂ شعراء حجاز اُردو کی مرقومہ عبارتوں کی تغلیط تذکرہ میں ضرور شائع کریں، مولانا نے

مولانا تھانوی سے بنیادی اختلاف کا بھی ذکر کیا۔

آپ نے میر قطبی تک حضرت مولانا سیّد نبی بخش م ۱۲۹۱ھ ابن عبدالوالی عرف پیر بخش المتوفی ۱۲۵۲ھ ابن حضرت مولانا سیّد غلام صدیق المتوفی ۱۱۸۵ھ نبیرہ حضرت، محدث کبیر سیّد صبغت اللہ خیرآبادی المتوفی ۱۱۵۷ھ) سے پڑھا۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں حصّہ لینے کی وجہ سے آپ کے والد ماجد روپوش تھے۔ اس لیے آپ کی والدہ کی اجازت سے مجدد علوم عقلیہ شمس العلماء علامہ عبدالحق خیرآبادی علیہ الرحمۃ آپ کو اپنے ہمراہ رام پور لے گئے، اور سات برس ساتھ رکھ کر درسیات کا درس دیا۔ اور صحیح مسلم تک پڑھایا، تکمیل علوم کے بعد آپ ایک عرصہ تک کلکتہ میں عبداللطیف خاں کے فارسی رسالے کے مدیر رہے، اس کے بعد بھوپال گئے اور ریاست میں ملازمت کی، پہلے نائب مہتمم سائر کل ہوئے، اس کے بعد ضلع جنوب بھوپال کے محال مروانی پور کے تحصیلدار مقرر ہوئے۔

نواب صدیق خاں قنوجی سے آپ کے بہت اچھے تعلقات تھے، ان دنوں تک وہ ترک تقلید اور اساطین اسلام کی بارگاہوں میں سوءادبی کے مرتکب نہیں ہوئے تھے۔ آپ نے صدیق حسن خاں کی تعریف میں اردو فارسی قصائد بھی کہے، جسے امداد صابری نے تذکرہ شعراء حجاز" میں نقل کیا ہے۔ مولانا علی حسین نے آپ کے احوال میں لکھا ہے کہ آپ کو محفل میلاد شریف سے غایت عشق تھا۔ ہر ہفتہ اپنے گھر میں مجلس میلاد منعقد کرتے تھے، جب نواب صدیق خاں برسر اقتدار آئے اور روش اسلاف سے گریز کر کے غیر مقلدیت کے فروغ میں کوشاں ہوئے تو آپ بھی ان کی زد میں آئے مجلس میلاد میں سپاہی پہنچ گئے اور آپکو پکڑ کر لے گئے، آپ فرماتے تھے کہ اُس دن سے زیادہ سخت دن پھر مجھ پر نہیں گزرا صاحب مجلس صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم سے مختصر گفت گو کے بعد آپ چھوڑ دیئے گئے، اس کے بعد بھی آپ کے معمول میں تو کوئی فرق نہیں آیا، مگر صدیق حسن خاں کا زوال شروع ہوگیا، یہاں تک کہ مدار المہامی سے الگ کر دیئے گئے، ان کے بعد نواب عبداللطیف

کلکتہ کی مدار المہام مقرر ہوئے تو انہوں نے آپ کو میر منشی کا عہدہ سپرد کیا۔ نواب عبد اللطیف حضرت شاہ خیرآبادی کی دیانت داری اور راست بازی کے بے حد مداح و معترف تھے۔ آپ ریاست بھوپال کے متبحر اور نامور عالم و مصلح مانے جاتے تھے، والیٔ ریاست نواب سلطان جہاں بیگم نے اپنی روانگی حج سے پہلے ۱۳۲۱ھ میں آپ پر غایت اعتماد اور اعتراف تقدس کی بنا پر آپ کو مدینہ منورہ تحائف وغیرہ دے کر روانہ کیا، تاکہ آپ رمضان المبارک میں والیۂ ریاست کے قیام کا بندوبست کریں، سلطان جہاں بیگم کو آپ سے تلمذ کا شرف بھی حاصل تھا۔

۱۳۲۶ھ میں استعفیٰ دے کر مدینہ منورہ جا بسے حرم شریف نبوی میں حدیث شریف کا درس دیتے اور باقی کتابیں گھر پر پڑھاتے تھے، آپ کا سلسلۂ بیعت وارشاد مدینہ، شام دمشق وغیرہ میں کافی وسیع تھا، ۱۳۲۷ھ میں آپ کا وصال ہوا، جنۃ البقیع میں سیدنا ابراہیم جگر گوشۂ عالم ماکان ومایکون (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) رضی اللہ عنہ کے جوار میں دفن کیے گئے۔

راقم نے آپ سے غائبانہ عقیدت کی بنا پر اپنی حاضریٔ مدینہ منورہ کے موقع پر ۳ محرم الحرام ۱۳۹۱ھ کو اندازاً آپ کے مرقد پر حاضر ہو کر فاتحہ خوانی کا شرف حاصل کیا۔[1]

(سیرت شیخ اعظم حسین، تاریخ فرد افراد، نزہۃ الخواطر)

حضرت مولانا آل احمد پھلواری قدس سرہٗ

حضرت مولانا آل احمد ابن مولانا شاہ محمد امام (۱۲۹۴ھ / ۱۲۵۵ھ) ابن مولانا حضرت نعمت اللہ پھلواری ــــــــــــــ تاریخ ولادت ۷ رمضان المبارک ۱۲۲۳ھ

درسیات کی تکمیل اپنے والد مولانا شاہ محمد امام سے کی، اور وہ مولانا احمدی پھلواری کے تلمیذ رشید تھے، ۱۷ برس کی عمر میں ۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۲۴۰ھ میں اپنے دادا بزرگوار سے بیعت کی۔

۱۲۴۳ھ میں حرمین شریفین کے ارادے سے گھر سے نکلے، ایک سال کلکتہ میں قیام کیا

۲۷ رجب المرجب ۱۲۴۴ھ میں حرمین شریفین میں حاضر ہوئے وہاں پر آپ نے تین سال تک قیام کیا، حضرت شیخ الاسلام سید احمد زینی دحلان وغیرہ سے آپ نے اسناد حدیث حاصل کی۔

۱۲۴۷ھ میں ہندوستان آئے، اور حیدر آباد میں مولانا میر شجاع الدین مرحوم کے مدرسہ میں مدرس ہو گئے۔ ۱۲۵۱ھ میں پھلواری وطن پہنچے، اس وقت مسند ارشاد پر حضرت فرد فائز تھے، ان سے استفادہ باطنی کیا، ایک سال بعد قصد بنارس کیا، مزارات مقدسہ کی زیارت کرتے ہوئے جون پور پہنچے، حضرت استاذ العلماء امام الحکماء مولانا ہدایت اللہ خاں قادری رام پوری علیہ الرحمۃ المتوفی ۱۳۲۶ھ نے آپ سے سند حدیث حاصل کی۔

۱۲۶۴ھ میں پھر عرب کے قصد سے سفر کیا، بغداد مقدس، کاظمین، نجف اشرف کی زیارت کرتے ہوئے مکہ معظمہ حاضر ہوئے، ۱۲۷۲ھ میں آپ کی اپنے چچا مولانا شاہ محمد حسین سے ایک روز طواف سے فراغت کے بعد ملاقات ہوئی، ۱۲۷۲ھ تا ۱۲۸۵ھ مدینہ طیبہ میں درس حدیث دیا۔ ۱۲۸۵ھ میں حضرت شاہ علی حبیب نصر ابن حضرت فرد نے تحصیل حدیث کے لیے پھلواری بلایا، اور سبقاً سبقاً تمام کتب صحاح و مسانید پڑھ کر سند حاصل کی۔ ۱۲۸۹ھ میں واپس تشریف لے گئے۔

مولانا شاہ آل احمد از حد وارفتہ حال تھے، بادہ حب نبی سے سرشار رہتے، مولانا شاہ علی حبیب نصر نے جب تحصیل حدیث کی غرض سے آپ کو بلایا، آپ نے تامل فرمایا، اور عرض کیا، کہ ڈرتا ہوں، کہ کہیں وہاں کا پیوند خاک نہ ہو جاؤں، خواب میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے سر پر دست مبارک پھیرتے ہوئے فرمایا، "تم پھر مدینہ واپس آجاؤ گے۔" اس روز سے آپ نے اتنے حصے کے بالوں کو نہیں کٹوایا، ۲۶ رمضان المبارک ۱۲۹۵ھ میں مولانا کا انتقال ہوا۔ جنت البقیع میں مدفن ہے۔ (آثار پھلواری شریف)

حضرت مولانا سید اخلاص حسین پھپھوندوی قدس سرہٗ

حضرت مولانا شاہ اخلاص حسین ابن سید انوار حسین کی ولادت باسعادت تقریباً ۱۲۸۱ھ

میں اپنے آبائی مکان سیدواڑہ سہسوان ضلع بدایوں میں ہوئی، مولانا سید خواجہ عبدالصمد ابدالی، پھپھوندوی قدس سرہٗ آپ کے برادرِ عم زادے نے ولادت سے پیشتر اخلاص حسین نام رکھا اور اپنا کرتہ آپ کے لیے اپنی چچی کو پیش کیا، چار برس کے ہوئے تو حضرت مولانا عبدالصمد صاحب آپکو اپنے ہمراہ پھپھوند لے آئے اور علوم نقلیہ وعقلیہ وتصوف کی تعلیم دی، طب کا درس مولانا حکیم مومن سجاد نے دیا۔ اکیس[۲۱] برس کے ہوئے تو مولانا سید عبدالصمد علیہ الرحمۃ نے اپنی بڑی صاحبزادی سے عقد کر دیا۔

آپ بہت پختہ استعداد فاضل، خوش خط، اور اعلیٰ درجہ کے شاعر تھے۔ آپ کے مجاہدات وریاضات کے واقعات سن کر متقدمین صوفیا رکی یاد آتی ہے، بڑے حلیم و بُرد بار اور وسیع الاخلاق تھے، چڑیاں بھی مانوس تھیں، شانوں اور ہاتھوں پر آکر بیٹھی رہتیں، لوگ متعجبانہ پوچھتے کہ حضرت یہ خوب مانوس ہوگئی ہیں ہنس کر فرماتے، کہ میری آدمیت غائب ہوگئی ہے جانور ہوگیا ہوں، اس لیے آجاتی ہیں۔

بیعت وخلافت اپنے بھائی اور خسر حضرت مولانا خواجہ عبدالصمد قدس سرہٗ سے تھی، سفرو حضر میں مرشد کی خدمت میں رہتے، ۱۶ ر شوال ۱۳۳۷ھ کو گھر سے روانہ ہو کر بمبئی پہنچے اور ۱۳ ر ذی قعدہ کو حج کے لیے روانہ ہوئے۔ حج کے بعد مدینہ طیبہ میں معتکف ہو گئے۔ نہایت ہی صابر وقانع تھے۔ ۱۷ ر رمضان المبارک ۱۳۳۸ھ کو انتقال ہوا۔ بقیع شریف میں حضرت عثمان بن مظعون اور سیدنا ابراہیم ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب دفن کئے گئے۔

(ملفوظ مصابیح القلوب)

حضرت مولانا شاہ احمد سعید مجددی قدس سرہٗ

حضرت شاہ ابوسعید مجددی رام پوری المتوفی ۱۲۵۰ھ کے صاحبزادے مولانا شاہ

احمد سعید مجددی غرۂ ربیع الاول ۱۲۱۷ھ بمقام رام پور پیدا ہوئے۔ "مظہر یزداں" تاریخ ہے۔ آپ کے نانا حضرت شاہ محمد صدیقی جو صاحب کشف تھے انہوں نے بمکاشفۂ باطن آپکا نام غلام غوث رکھا، حفظ قرآن کر کے دس برس کی عمر میں دہلی جا کر والد کے ارشاد پر حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہٗ سے بیعت ہوئے اور کتب تصوف پڑھیں، مشکوٰۃ کا درس بھی شاہ صاحب سے لیا، بعدہٗ مولانا فضل امام خیرآبادی، شاہ رفیع الدین، شاہ عبدالقادر، مولانا نور فرنگی محلی قدست اسرارہم سے درسیات پڑھ کر حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے حدیث کا دور کیا۔ آپ حضرت شاہ غلام علی کے خلیفہ اور موردالطاف خاص تھے، حضرت شاہ غلام علی آپ کو علوا ستعداد میں آپ کے والد شاہ ابوسعید مجددی سے افضل فرماتے تھے ۱۲۵۰ھ میں والد کی جگہ پر خانقاہ شاہ غلام علی کے سجادہ نشین ہوئے، مریدوں کے حال پر بہت شفیق تھے۔ بعد فجر، ظہر، مغرب تین دفعہ حلقہ مراقبہ قائم کرتے، اس کے بعد حدیث وتفسیر دفعۃً کا درس دیتے، فتاوے بھی لکھا کرتے تھے، فرماتے تھے فتویٰ نویسی میرا کام نہیں، مگر کیا کروں جاہل عالم بن گئے ہیں۔ ستاون برس کی عمر ہوئی تھی کہ ۱۲۷۳ھ میں غدر کا بگل بج گیا، حفاظت کے خیال سے اہل وعیال کو شہر سے باہر بھیج دیا، اور خود خانقاہ ہی میں مقیم رہے، لوگوں نے چلنے کے لیے عرض کیا، فرمایا جب تک بزرگوں کا حکم نہ ہوگا نہیں جاؤں گا، ایک شب بعد تہجد فرمایا، اب نکلنے کی اجازت ہوگئی ہے۔

خانقاہ کا انتظام حاجی دوست محمد قندھاری کو سپرد کر کے سواری تلاش کرائی، مگر نہ ملی، پیدل ہی قطب صاحب میں آئے، یہاں پر اہل وعیال پہلے ہی مقیم تھے، یہیں پر بیوی صاحبہ کا انتقال ہوا۔ حضرت سید نور محمد بدایونی قدس سرہٗ کے پہلو میں دفن کر کے مریدین کی جمعیت کو ہمرکاب لے کر بارادۂ ہجرت آخر شوال میں جدہ پہنچے، حج کا شرف حاصل کیا، چار ماہ بعد مدینہ منورہ حاضر ہوئے، خالد پاشا محافظ مدینہ منورہ داخل سلسلہ ہوئے، اور ایک مکان کرایہ پر لے کر رہائش کے لیے پیش کیا، رجب کے مہینے میں اہل وعیال کو مکہ مکرمہ سے بلا کر اس مکان میں مقیم ہو گئے۔

درد سر اور تپ دق میں بروز شنبہ ۲ ربیع الاول ۱۲۷۰ھ انتقال ہوا، اور حسب وصیت حضرت سیدنا امیر المومنین و امام المسلمین عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے پہلوئے مبارک میں دفن ہوئے۔ آپ نے وہابیوں کے رد میں مشہور کتاب "حق المبین فی رد علی الوہابیین" تصنیف فرمائی۔ حضرت کے اکسٹھ خلفاء تھے جو افغانستان بخارا وغیرہ میں پھیلے ہوئے تھے،

—— مولوی رشید احمد گنگوہی نے بھی آپ سے اکتساب علم کیا تھا مگر بدعقیدہ ہونے کی وجہ سے آپ کا تذکرہ اہانت آمیز کرتے تھے۔ دیکھئے تذکرۃ الرشید۔

حضرت مولانا شاہ محمد علی حسین مدنی قدس سرہٗ

مولانا محمد علی حسین صاحب ابن حضرت مولانا شاہ اعظم حسین خیر آبادی قدس سرہما ۲۱ ربیع الثانی ۱۳۱۲ھ میں بھوپال میں پیدا ہوئے، اردو فارسی کی ابتدائی تعلیم مولانا یداللہ سنبھلی سے حاصل کی۔ قرآن مجید حفظ کیا، معقول و منقول کی تکمیل والد ماجد سے کی، ۱۹۰۳ء میں والد ماجد کے ساتھ مدینہ طیبہ چلے گئے، اور وہیں سے بلاد عرب، عراق، شام، مصر کا سفر کیا، اور عتبات عالیہ کی زیارت کی، ۱۳۲۶ھ میں آپ نے دمشق میں امام الدہر حافظ العصر شیخ بدرالدین دمشقی سے ان کے صاحبزادے مولانا تاج الدین کی معیت میں شرح وقایہ کا درس لیا، حضرت مولانا محمد عبدالباقی فرنگی محلی مدنی المتوفی ۱۳۶۴ھ کے درس میں مختصر المعانی، تلخیص المفتاح پڑھی صحیح مسلم اور بعض دوسری کتب حدیث کا حضرت مولانا شاہ محمد معصوم ابن شاہ عبدالرشید ابن حضرت شاہ احمد سعید مجددی سے درس لیا، شیخ المحدثین مدینہ منورہ سید علی بن ظاہر الوتری سے بھی کسب فیض کیا، ۱۳۲۷ھ میں حضرت مولانا شاہ محمد نعیم نبیرہ حضرت مولانا بحر العلوم فرنگی محلی نے فاتحہ تشکر کے بعد دستار فضیلت باندھی اور سند مرحمت فرمائی،

فراغت کے دور عثمانی میں حضرت مولانا عبدالباقی کے مدرسہ نظامیہ میں عرصہ تک

درس دیا، نجدی تسلط کے بعد اپنے مکان پر یہ سلسلہ جاری رکھا۔

آپ کو اپنے والد ماجد سے سلسلۂ قادریہ میں بیعت و خلافت تھی، ان کے علاوہ (۱) حضرت شاہ معصوم (۲) مولانا عبدالباقی (۳) سیدعلی الوتری (۴) امام الدہر شیخ بدرالدین الحسنی الدمشقی (۵) شیخ عبدالحکیم افغانی (۶) شیخ احمد شمس مالکی قادری (۷) علامہ شیخ صالح (۸) شیخ علی مبارک المغربی (۹) حضرت امین رضوان شیخ الدلائل مدینہ (۱۰) حسان الزمان مداح سید الاکوان صلی اللہ علیہ وسلم شیخ یوسف بن اسمٰعیل النبہانی سے بھی اجازت و خلافت ہے۔ مگر آپ بیعت والد ماجد کے طریقہ قادری میں کرتے تھے، مدینہ طیبہ کے آداب میں آپ کے اطوار امام مالک جیسے تھے، جہاں بھی ہوتے ہمیشہ یہ خیال رکھتے کہ حرم شریف کی طرف پیٹھ نہ ہو (۲) جس راستہ سے بھی گزر ہوتا اور گنبد خضراء نظر آتا ہے تو آپ فوراً مؤدب دست بستہ سلام عرض کرتے، پھر آگے بڑھتے۔ (۳) مسجد نبوی میں داخل ہونے سے پہلے سلام عرض کرکے داخلہ کی درخواست کرتے اور تھوڑا وقفہ ٹھہر کر قدم بڑھاتے، عموماً نمازیں حجرۂ سیدۃ النساء کے متصل ادا کرتے (۴) حرم شریف نبوی میں سرجھکائے رکھتے، اور کسی سے کسی قسم کی گفتگو نہیں کرتے، سلام کا جواب اشارہ سے دیتے، اور اگر کوئی گفتگو کی کوشش کرتا تو اشارے سے بتاتے کہ گھر پر آؤ۔ (۵) نجدی انہدامات قبور کے بعد جنۃ البقیع میں کبھی داخل نہیں ہوئے۔ (۶) فصیل شہر اقدس کے اندر کبھی سواری کا استعمال نہیں کیا۔ (۷) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر آپ کا خاص شیوہ تھا، اس میں امیر و غریب کی کوئی قید نہ تھی، جس کو غلطی کرتے دیکھتے فوراً ٹوک دیتے (۸) بدمذہبوں سے آپ کو سخت نفرت تھی، نجدی عقائد کے متبعین کو ابن تیمیہ وغیرہ کے اقوال ہی سے قائل کر دیتے، آپ کو معاملات فقہی میں غیر معمولی عبور تھا، مقدمات میں شرعی نکات معلوم کرنے والوں کا آپ کے یہاں مجمع لگا رہتا تھا، نجدی قاضی و علماء آپ سے بہت گھبراتے تھے اختلاف عقائد و مسلک کے باوجود سلاطین نجد آپ کے تبحر علمی سے مرعوب تھے۔

۱۲ رجمادی الاولیٰ ۱۳۷۴ھ کو بعد فجر اللہ اللہ کہتے ہوئے جاں بحق ہوئے اور سیدنا

ابراہیم ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوار میں اپنے والد ماجد کے قریب دفن کئے گئے ،
اسی روز ریڈیو جدہ نے آپ کے وفات کی خبر نشر کی ۔

تصانیف : (۱) الصواعق الملکوت علی استاذ شلتوت المصری (ثبوت حیات سیدنا عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام کے بارے میں شیخ الازہر شلتوت مصری کے فاسد عقائد کا رد (عربی)

۲ ۔ سیرت شیخ یوسف النبہانی (غیر مطبوعہ، عربی) ۳ ۔ سیرت اعظم حسین رحمۃ اللہ علیہ، عربی غیر مطبوعہ ۴ ۔ رد تجدید و احیاء دین ، ابو الاعلیٰ مودودی کے مزعومات کا رد (اردو مطبوعہ)

آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا شاہ محمد علاؤ الدین مدنی مالک فندق طیبہ، مدینہ طیبہ اعلیٰ اخلاق و اوصاف اور فقہی مہارت میں نامور ہیں ۔

حضرت مولانا شاہ عبد الحق الہ آبادی مکی قدس سرہ

شیخ الدلائل حضرت مولانا عبد الحق بن شاہ محمد، صدیقی النسب ـــــــ نیوان ضلع الہ آباد میں پیدا ہوئے ، مولانا تراب علی لکھنوی وغیرہ سے درسیات پڑھی ، حضرت مولانا عبد اللہ صاحب گورکھپوری سے بیعت کی ، ۱۲۸۳ھ میں مکہ کا سفر کیا ، پچاس برس تک آپ کا دریائے علم مکہ میں موجیں مارتا رہا ، آپ شیخ الدلائل کے لقب سے مشہور تھے ، امام اہلسنت ، مولانا شاہ احمد رضا قدس سرہ دوسرے سفر حج میں آپ کی قیام گاہ پر بار بار حاضر ہوئے ان کے ملفوظات میں بلند کلمات میں آپ کا ذکر خیر موجود ہے ۔

۱۶ ر شوال المکرم ۱۳۳۲ھ میں آپ کا وصال ہوا ۔ جنۃ المعلیٰ میں مدفن ہے ۔ تصانیف میں " الاکلیل " قرآن پاک کی تفسیر ، اور فقہ میں " التعلیقات علی الدر المختار " مشہور ہیں ۔

حضرت مولانا شاہ عبدالباقی فرنگی محلی مدنی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا شاہ عبدالباقی بن مولانا علی محمد بن مولانا محمد معین بن ملا محمد مبین، ۱۲۸۶ھ میں فرنگی محل لکھنؤ میں پیدا ہوئے، مولانا سید عبدالحیی چاٹگامی، مولانا ابوالحسنات عبدالحیی فرنگی محلی، مولانا سید عین القضاۃ، مولانا فضل اللہ بن نعمت اللہ فرنگی محلی، مولانا محمد نعیم بن عبدالحکیم سے اخذ علوم کیا۔ اور حضرت مولانا شاہ عبدالرزاق بن مولانا شاہ جمال الدین سے بیعت کی، ایک مدت تک فرنگی محل میں درس و تدریس کی۔ پھر حرمین شریفین کا سفر کیا، حج کے بعد مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کی اور ملا نظام الدین بانی درسِ نظامی کی یاد میں مدرسہ نظامیہ قائم کیا اور پوری توجہ سے تدریس کے کام میں مصروف ہوئے۔ نظام حیدرآباد میر عثمان علی مرحوم کیطرف سے مدرسہ کا وظیفہ مقرر تھا۔

سلطنت ہاشمی کے سقوط کے بعد آپ سخت آزمائش میں مبتلا ہو گئے۔ نجدی حکومت کی آپ پر سخت نظر تھی، مگر آپ نے اعتقادی امور میں مداہنت کبھی گوارا نہیں کی۔ ۴ ربیع الآخر ۱۳۶۴ھ میں آپ فوت ہوئے اور جنت البقیع میں دفن کیے گئے۔

حضرت علامہ محمد علی حسین خیرآبادی مدنی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے ممتاز تلمیذ و خلیفہ تھے۔

حضرت علامہ شیخ ضیاء الدین احمد مدنی کو آپ نے اجازت مرحمت فرمائی تھی۔

حضرت مولانا محمد فضل مجید بدایونی علیہ الرحمۃ

والد ماجد حقائق آگاہ شاہ عبداللہ فاروقی بدایونی حضرت شاہ عین الحق عبدالمجید بدایونی کے مرید تھے۔ پیر و مرشد کے نام کی رعایت اور حصولِ برکت کے لیے لڑکے کا نام فضل مجید

رکھا۔ سلسلۂ نسب سولہ واسطوں سے گنج شکر کانِ نمک حضرت فرید الملۃ مسعود قدس سرہٗ تک پہنچتا ہے، ۱۲۶۸ھ میں پیدا ہوئے، حضرت تاج الفحول مولانا شاہ محب رسول عبد القادر۔ استاذ العلماء مولانا نور احمد قدس سرہٗ سے تکمیل کر کے فارغ ہوئے، نامور اور متبحر علماء میں آپکا ممتاز مقام تھا۔

حضرت سیف اللہ المسلولؒ کے مرید اور حضرت تاج الفحول کے شیدائی اور وارفتہ کمال، خلوت و جلوت میں، سفر و حضر میں ہمرکاب رہتے، اخلاق، تدبر، اصابت رائے تقدس و تورع آپ کے اوصاف خصوصی تھے۔ حضرت تاج الفحول کے بعد حضرت مطیع الرسول شاہ عبد المقتدر کی خدمت میں ہر وقت حاضر رہتے، حضرت مطیع الرسول کی معیت میں ۱۳۲۵ھ میں حج کے لیے گئے۔ مدینہ منورہ میں حضرت مطیع الرسول کے زانو پر سر رکھ کر واصل بحق ہوئے۔ حضرت ذو النورین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے جوار اقدس میں مدفون ہوئے، واصف تخلص تھا۔ (اکمل التاریخ)

حضرت مولانا نذیر احمد میرٹھی علیہ الرحمۃ

مبلغ اسلام حضرت مولانا شاہ عبد العلیم صدیقی کے برادر بزرگ، آپ نے پہلے والد ماجد سے پڑھا، بعدہٗ مدرسۂ اسلامی عربی کے مدرس نور احمد سے تکمیل کی، فراغت کے بعد صحافت کی راہ کو اپنایا، میرٹھ سے تاج اخبار جاری کیا اور بمبئی سے غالب۔

آپ کی زندگی کا زیادہ حصہ بمبئی میں گزرا، حضرت مولانا شاہ خیر الدین رحمۃ اللہ علیہ کی تعمیر کی ہوئی مسجد خیر الدین کے آپ امام و خطیب اور ناظم تھے، آزاد پارک میں عیدین کے امام آپ ہی تھے، بمبئی کی قدیم جمعیۃ علماء کے ناظم بھی رہے، تحریکِ خلافت میں بھی حصہ لیا، اور اسی سلسلہ میں ۱۳۲۱ھ میں جیل گئے۔

آپ جادو بیان مقرر بھی تھے، فن مناظرہ میں آپ کو کامل دستگاہ تھی، دیوبندیوں

وہابیوں اور آریوں سے مناظرے کئے اور مذکورہ فرقہ باطلہ کو ذلتیں دیں۔

آپ نے اشاعت اسلام کے لیے کافی کوشش کی۔ تبلیغ اسلام کے لیے برما وغیرہ کا سفر کیا، انتقال سے ڈیڑھ برس پہلے آپ مدینہ منورہ چلے گئے تھے، بڑے ذوق وشوق سے پنج وقتہ نماز مسجد نبوی میں ادا کرتے تھے، ۱۳۵۵ھ میں شعبان المعظم کی کسی تاریخ کو رہگزار عالم باقی ہوئے اور جنت البقیع دفن کئے گئے۔

حضرت مولانا مفتی محمد یوسف فرنگی محلی قدس سرہ

حضرت مولانا مفتی محمد اصغر فرنگی محلی قدس سرہٗ المتوفی ۱۲۵۵ھ ۹ رجب المرجب، کے فرزندِ ارجمند، علمائے فرنگی محل سے تعلیم پائی، علوم و فنون میں امامت کا منصب رکھتے تھے، اکثر علمائے فرنگی محل کا سلسلۂ تلمذ آپ سے وابستہ ہے۔ اپنے والد کے انتقال کے بعد عدالت دیوانی لکھنؤ کے مفتی مقرر ہوئے۔ بعدہٗ مدرسہ الحاج امام بخش مرحوم جونپور میں مدرسی اختیار کی۔ حضرت مولانا عبد العلیم آسی رحمۃ اللہ علیہ جیسے بزرگ نے آپ سے تلمذ اختیار کیا، حرمین شریفین کی زیارت کے شوق میں حیدر آباد ہوتے ہوئے شعبان ۱۲۸۶ھ میں مدینہ منورہ حاضر ہوئے۔ بمرض اسہال سہ شنبہ ۹ ذیقعدہ ۱۲۸۶ھ میں فوت ہوئے۔ (تذکرہ علمائے ہند" میں ۱۱ تاریخ غلط لکھی ہے) حضرت امام حسن رضی اللہ عنہٗ کی قبر مبارک کے قریب دفن کئے گئے۔

تصانیف: شرح سلّم، حاشیہ شمس بازغہ، تعلیقات علی البیضاوی، حاشیہ شرح وقایہ، تعلیق علی البخاری۔

حضرت مولانا شاہ عبد العلیم میرٹھی مدنی علیہ الرحمۃ

آپ کی پیدائش ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۱۰ھ مطابق ... ۱۸۹۲ء ... آپ کی ... خان میرٹھ میں ہوئی،

آپ کے والد ماجد مولانا عبدالحکیم کا سنہ ۱۳۲۲ھ میں انتقال ہوگیا، والدہ ماجدہ نے تعلیم و تربیت اور نگہداشت کی۔ سنہ ۱۳۲۶ھ میں آپ نے علوم دینیہ سے فراغت پائی۔ علوم جدید کی تحصیل کے لیے اٹاوہ کے مشہور اسلامیہ کالج میں داخلہ لیا، کالج میں آپ کے برادر بزرگ مولانا شاہ احمد مختار سینئر لیکچرار تھے۔ سنہ ۱۹۱۳ء میں میٹرک پاس کیا، ڈویزنل کالج میرٹھ سے بی۔ اے کی ڈگری حاصل کی، وکالت پڑھی اور فن طب کو علماً اور عملاً حاصل کیا۔ مرید والد ماجد کے تھے، بیعت ارشاد اور اجازت و خلافت اعلیٰحضرت قطب المشائخ شاہ علی حسین اشرفی سرکار کچھوچھہ شریف اور اعلیٰحضرت امام اہل سنت قطب الارشاد مولانا شاہ احمد رضا بریلوی سے حاصل کی۔ مؤخر الذکر سے آپ کو زمانۂ طالب علمی ہی سے حسن عقیدت تھی، آپ کو تقریر پر بھی مہارت تھی۔ قدرت نے آپکو شان محبوبی بخشی تھی، جہاں جاتے لوگ پروانہ وار آپ کے گرد جمع ہوجاتے۔ آپ نے ہندوستان سے باہر دور دراز ملکوں میں جاکر تبلیغ اسلام کی، ہزارہا افراد آپ کے ہاتھوں پر مسلمان ہوئے، جن میں عیسائیوں کی تعداد زیادہ ہے۔ نائیجیریا، جنوبی افریقہ، سیلون، ملایا، انڈونیشیا، جنوبی چین، امریکہ، جاپان آپ کے تبلیغ اسلام کے خاص مرکز تھے، ان ملکوں میں آپ نے مساجد، مدارس اور تبلیغی ادارے قائم فرمائے۔ آپ کو انگریزی عربی، فارسی، فرانسیسی، جاپانی، چینی، ملائی زبانوں پر پوری قدرت تھی، حاجیوں کو جو ٹیکس دینا ہوتا تھا وہ آپ ہی کی کوشش سے عبدالعزیز والی سعودی عرب نے ختم کیا۔ تقسیم ملک کے بعد کراچی میں آپ کی اقتدا میں نماز عید ادا کی گئی، محمد علی جناح بھی اس میں شریک تھے۔

روز دوشنبہ ۲۰ صفر سنہ ۱۳۶۶ھ / ۱۳ جنوری سنہ ۱۹۴۷ء کو آپ نے رہائش کے لیے مدینہ منورہ میں زمین خریدی اور مقیم ہوگئے، رشد و ہدایت کے ساتھ یہاں مطب بھی کرتے تھے۔ ۲۲ اگست سنہ ۱۹۵۴ء میں آپ کا انتقال ہوا، حضرت مولانا شاہ ضیاء الدین احمد مدنی نے نماز جنازہ کی امامت فرمائی، جنت البقیع میں دفن کئے گئے۔ آپ کی تصانیف میں — ہائی وائی لاک، ودھ برناڈ شا، ان پریکٹیل ان اسلام، مسلم رول ان سائنٹفک و سکور یتہ (انگریزی میں)، ذکر محبوب (میلاد شریف)، بہار شباب (نوجوانوں کی اصلاح میں)، الد

حضرت مولانا شاہ عبدالرشید مجددی قدس سرہ

حضرت مولانا شاہ عبدالرشید مجددی ابن حضرت مولانا شاہ احمد سعید ابن شاہ ابوسعید مجددی ۲ رجمادی الاخرے ۱۲۳۷ھ کو لکھنؤ میں پیدا ہوئے، دس برس کی عمر بھی نہ ہونے پائی تھی کہ حافظ قرآن ہوگئے، صرف و نحو مولوی حبیب اللہ ملتانی سے، علوم عقلیہ مولوی فیض احمد دہلوی سے، کتب فقہ، تصوف اور اصول حدیث والد ماجد سے، کتب حدیث مولانا شاہ مخصوص اللہ ابن مولانا شاہ رفیع الدین اور مولانا محمد اسحٰق سے پڑھیں۔

۱۲۵۶ھ میں والد ماجد سے بدقت اجازت لے کر حج و زیارت کے لیے گئے، والد ماجد شاہ احمد سعید صاحب شہر سے باہر دروازہ تک رخصت کرنے آئے، اور مجمع عام میں حضرت شاہ غلام علی دہلوی کا عطیہ، ٹوپی، قمیص اور عمامہ پہنا کر خلافت عطا کی، مکہ مکرمہ میں حضرت عبداللہ سراج مکی سے سند حدیث حاصل کی۔

۱۲۷۳ھ میں والد ماجد کے حکم سے نواب سید کلب علی خاں مرحوم کی بیعت کے لیے رام پور گئے، ایک ماہ قیام کرکے دہلی واپس آئے، ۱۲۷۴ھ میں والد ماجد کے ہمراہ ہجرت کی، حضرت شاہ احمد سعید کے انتقال ۱۲۷۷ھ کے بعد مسند ارشاد پر بیٹھ کر ہدایت خلق میں مصروف ہوگئے، انتقال سے ۵ سال پہلے ہر سال حج کرتے، سال رحلت کے حج کے موقع پر منیٰ میں ۱۲ ذی الحجہ کو اپنے لڑکے شاہ محمد معصوم سے فرمایا، حج کے بعد ہندوستان جانا، معلوم نہیں دو دن بعد کیا ہو۔ ۱۴ ذی الحجہ سے بخار کے ساتھ درد سر شروع ہوا، جو رفتہ رفتہ شدت پکڑتا گیا، سکرات موت میں بار بار مسکراتے، ۱۱ ذی الحجہ کو منگل کے دن عصر اور مغرب کے درمیان انتقال ہوا۔

حضرت ام المومنین سیدتنا خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بائیں شریف دفن ہوئے،

ہزاروں بندگان خدا کو آپ کی ذات سے فیض پہنچا، ممالک عربیہ میں بکثرت آپ کے مرید اور خلفاء تھے۔

حضرت مولانا شاہ عبد الغنی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا شاہ احمد سعید مجددی کے چھوٹے بھائی، ۱۲۳۵ھ میں دہلی میں پیدا ہوئے حفظ قرآن کے بعد والد ماجد حضرت شاہ ابو سعید اور برادر بزرگ نیز مولانا شاہ عبد العزیز محدث و شیخ محمد عابد سندھی مدنی سے تکمیل علوم کی، والد ماجد کے مرید اور خلیفہ تھے۔ رشد و ہدایت کے ساتھ درس حدیث بھی خوب دیتے۔ محرم ۱۲۹۶ھ میں مدینہ منورہ میں آپ کا انتقال ہوا۔ اکثر مشاہیر علماء آپ کے شاگرد ہوئے۔

صنادید فرقہ دیوبندیہ مولانا قاسم نانوتوی، مولانا رشید احمد گنگوہی، مولوی خلیل احمد صدر مدرس مظاہر علوم سہارنپور، آپ کے شاگردوں میں سے تھے۔

مولانا الشیخ محمد عابد سندھی مدنی رحمۃ اللہ علیہ

آپ مولانا احمد علی بن یعقوب سندھی کے فرزند، فقیہ و محدث، جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے۔ نواح حیدر آباد سندھ کے شہر سیون میں پیدا ہوئے۔ علماء زبید ملک یمن سے اکتساب علوم فرمایا۔ وہاں سے صنعاء میں تشریف لائے۔ وزیر یمن نے آپ کو یکتائے عصر اور علامۂ دہر سمجھ کر اپنی لڑکی کی شادی آپ سے کر دی اور آپ امام صنعاء کی جانب سے مصر کی سفارت پر مامور ہوئے، مصر سے حب وطن کا جوش آپ کو سندھ میں لایا اور قصبہ

نواڑی میں کچھ دنوں قیام کرکے ولولہ باطنی کی ترقیوں سے مضطرب ہوکر مدینۃ الرسول میں ہجرت کرکے آگئے۔ خدیو مصر کی جانب سے رئیس العلما۔ مدینہ منورہ مقرر ہوئے۔ آپ مذہب حنفیہ کے دلدادہ وجاں نثار اور حضرت سراج الامۃ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شیدائی تھے۔ آپ کی مشہور تصانیف میں کتاب مواہب اللطیفہ علی مسند الامام ابی حنیفہ، طوالع الانوار علی الدر المختار و شرح تیسیر الوصول الی احادیث الرسول و شرح بلوغ المرام۔ علمی کتب خانوں کی زینت کا سبب ہیں۔

آپ نے مدینہ منورہ میں بروز دوشنبہ ماہ ربیع الاوّل ۱۲۵۷ھ میں متاع جان کو جان آفریں کی جناب میں پیش کیا۔ جنت البقیع میں محو استراحت ہوئے۔

فاتح عیسائیت مولانا رحمت اللہ کیرانوی مکی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا رحمت اللہ کیرانوی ولد حکیم نجیب اللہ، خلیفہ سوم حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے تھے۔ قصبہ کیرانہ محلہ دربار کلاں میں ۱۲۳۳ھ / ۱۸۱۸ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے بزرگوں سے حاصل کی پھر دہلی میں مولوی حیات، لکھنؤ میں مولوی سعد اللہ مراد آبادی، مولوی احمد علی ساکن بڈھلی اور مولوی عبد الرحمٰن چشتی سے علوم معقول و منقول حاصل کئے۔[1]

ان کے علاوہ مولانا امام بخش صہبائی، شاہ ابوسعید مجددی، شاہ احمد سعید مجددی، شاہ عبد الرشید مجددی، مولانا رحمت علی، مولانا مخصوص اللہ دہلوی، مولانا شاہ قطب الدین خاں۔ مولانا ناصر الدین محمد، مولانا محمد قاسم داناپوری، مولانا غلام احمد شہید، مولوی محمد موسیٰ دہلوی اور اسی مکتب فکر کے علماء و مشائخ سے فیض حاصل کیا۔

---

[1] محمد ایوب قادری، پروفیسر۔ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۶ء ص ۱۸۴

اپریل ۱۸۵۴ء کو آگرہ میں جو مشہور مناظرہ پادری فنڈر سے ہوا تھا اس میں آپ ہی کامیاب ہوئے تھے۔ آپ نے عارف کامل مولانا غلام دستگیر قصوری قدس سرہٗ کے مناظرہ بہاولپور کی روئیداد تقدیس الوکیل پر شاندار تقریظ لکھی۔ اس مناظرہ میں مولانا غلام دستگیر قصوری کو مولوی خلیل احمد انبیٹھوی دیو بندی کے مقابلہ میں زبردست کامیابی ہوئی تھی۔ اور نواب محمد صادق عباسی والیٔ (سابق ریاست بہاولپور) نے اس مناظرہ کے بعد مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کو ریاست سے نکل جانے کا حکم صادر فرما دیا تھا۔ یہ تاریخی مناظرہ ماہ شوال ۱۳۰۶ھ میں براہین قاطعہ (مؤلفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی مصدقہ مولوی رشید احمد گنگوہی) کی گستاخانہ عبارت پر ہوا تھا۔ مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکی علیہ الرحمۃ نے تقریظ میں لکھا۔

"میں جناب مولوی رشید احمد کو رشید سمجھتا تھا مگر میرے گمان کے خلاف کچھ اور ہی نکلے۔"

اس کتاب پر علمائے حرمین کی تصدیقات میں شیخ الدلائل حضرت مولانا عبدالحق مہاجر مکی اور حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مولانا غلام دستگیر قصوری کی تائید فرمائی۔[۳۱]

جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں کیرانہ میں مجاہدین آزادی کی کمان مولانا رحمت اللہ کیرانوی کے ہاتھ میں تھی۔ اگست ۱۸۵۷ء کو کیرانہ میں انگریزی فوج سے مجاہدین کا مقابلہ ہوا، انگریزوں کے بھاری اسلحہ خانے کے سامنے مجاہدین کی ایک نہ چلی۔ مولانا رحمت اللہ کیرانوی گرفتاری سے بچنے کے لیے روپوش ہو گئے۔ تلاش بسیار کے باوجود جب مولانا انگریزوں کے ہاتھ نہ آئے تو انگریزوں نے ان کو مفرور قرار دے کر ان کی تمام جائیداد ضبط کر لی۔ اور ان کی گرفتاری پر انعام مقرر کر دیا۔ ان حالات میں کیرانہ سے بچ نکلنا مولانا کے لیے بڑا محال تھا۔ مگر آپ نے اپنا نام تبدیل کر کے ہندوستان چھوڑ دینے کی دل میں ٹھانی اور جے پور، جودھپور، کے

---

۳۱ تقدیس الوکیل مطبوعہ نوری بکڈپو لاہور ص ۵۱۴

خطرناک ریگستانوں کو عبور کرتے ہوئے سورت پہنچے تاکہ وہاں سے حجاز مقدس کی جانب ہجرت کر سکیں[۱]۔ سورت پہنچ کر آپ نے مولانا خیر الدین محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ پر قیام کیا۔ مولانا رحمت اللہ کیرانوی کے مولانا خیر الدین محدث سورتی کے خاندان سے بڑے دیرینہ مراسم تھے۔ اور آپ متعدد بار سفر حج کے دوران یہاں قیام فرما چکے تھے۔ یہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ مولانا طیب سورتی رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنے اہل خانہ کے ساتھ حجاز مقدس روانگی کی تیاری کر رہے ہیں۔ مولانا رحمت اللہ کیرانوی اور مولانا طیب سورتی نہایت خاموشی کے ساتھ ایک بادبانی کشتی پر سوار ہو کر حجاز مقدس کی جانب ہجرت کر گئے۔ صفر ۱۲۷۳ھ کی آخری تاریخوں میں جدہ پہنچے۔ یہاں سے مولانا طیب مدینہ منورہ اور مولانا کیرانوی مکہ معظمہ روانہ ہو گئے، مولانا نے مکہ پہنچ کر مستقل سکونت اختیار کر لی اور بنگال کی ایک مخیر خاتون صولت النساء بیگم کی امداد و اعانت سے ۱۸۷۲ء میں مدرسہ صولتیہ قائم کیا۔ اور باقی ماندہ عمر ردّ عیسائیت و دینی علوم کی ترویج و اشاعت میں بسر کی۔ ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۰۸ھ/۲ مئی کو مکہ مکرمہ ۵ سال کی عمر میں وصال ہوا[۱]۔

حضرت بخشی مصطفےٰ علی خاں مہاجر مدنی علیہ الرحمۃ

خان بہادر حضرت بخشی مصطفےٰ علی خان بنگلور ریاست میسور (ہند) کے رہنے والے تھے ۱۹۰۹ء میں بی۔ اے کرنے کے بعد محکمہ پولیس میں ملازم ہو گئے، اپنی نیک نیتی اور خداداد صلاحیتوں کی بدولت ترقی کرتے کرتے ڈی ایس پی (D. S. P) کے عہدہ جلیلہ تک پہنچ گئے۔ ۱۹۳۸ء میں ملازمت سے پنشن پائی۔ اور اپنی زندگی حضرت امیر ملت قدس سرہٗ کی خدمت کے لیے وقف کر دی۔

۱۹۰۶ء میں جبکہ آپ سنٹرل کالج بنگلور میں ایف اے کے طالب علم تھے۔ بنگلور میں حضرت امیر ملت قدس سرہٗ کے دست حق پرست پر سعادت بیعت حاصل کی۔

[۱] رضی حیدر خواجہ: تذکرہ محدث سورتی، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۱ء ص ۳۸، ۳۹

اور بیعت کرتے ہی — اپنی زندگی کو اسلامی اصولوں کے مطابق ڈھال لیا۔ آپ کی طالب علمی اور ملازمت کے دوران جب بھی حضرت امیر ملت قدس سرہٗ بنگلور، میسور یا حیدرآباد دکن میں جلوہ افروز ہوتے تو آپ شب و روز حاضر خدمت ہونے کی سعادت حاصل کرتے اور اپنی رُوح و قلب کو نُورِ ایمان کی روشنی سے منور کرتے۔ انہیں خدمات سے خوش ہو کر حضرت نے آپ کو خرقۂ خلافت عطا فرمایا[1]

آپ بڑے نڈر، بے باک، متدین اور فرض شناس پولیس آفیسر تھے۔ جس کام میں کوئی دوسرا افسر ہاتھ ڈالتے ہوئے گھبراتا تھا۔ آپ بے تکلف اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرت امیر ملت قدس سرہٗ کی اعانت کے بھروسہ پر اس خطرناک مہم کو سر کر لیتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے خود اپنا واقعہ مدینہ منورہ سے لکھ کر ارسال فرمایا کہ :-

"میں مدراس کے علاقے میں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس لگا ہوا تھا۔ ایک مقام پر ہندوؤں کے دو فرقوں میں فساد ہوگیا۔ عوام مندر کے مہنت کے خلاف ہوگئے تھے اور یا تراکے رتھ کے جلوس کے مزاحم تھے دونوں کے مددگاروں کا اژدہام ہوگیا۔ بھاری تعداد میں پولیس بھیجی گئی مگر ہجوم اور فساد بڑھتا ہی گیا۔ پولیس اور حکام کو بیس تیس ہزار کے مجمع نے محاصرہ میں لے لیا۔

تحصیل دار، تھانیدار اور سپاہی سب اپنی اپنی جانیں بچاکر بھاگ گئے فقط میں اور دو سپاہی رہ گئے۔ ان دو سپاہیوں میں بھی ایک ہندو تھا اور ایک مسلمان، ہر طرف خوف و ہراس چھایا ہوا تھا ہمیں بھی اپنی جان کا سخت اندیشہ تھا۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ حضرت امیر ملت تشریف لائے اور میری پشت پر ہاتھ رکھ کر حکم دیا کہ "گھبراؤ مت" "اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو"۔ اب تو میں شیر ہوگیا، میں نے پبلک کو

---

[1] آفتابِ عالمتاب مطبوعہ کراچی ۱۹۶۳ء صہ ۸ تذکرہ مشہر جماعت صہ ۹۱

منتشر ہو جانے کا حکم دیا اور کہہ دیا کہ اگر چند منٹ میں منتشر نہ ہوئے تو گولی چلا دی جائیگی مگر مجمع بہت زیادہ مشتعل ہو چکا تھا۔ کسی نے پرواہ نہ کی، چنانچہ ہم نے اللہ تعالےٰ کے بھروسے پر فائرنگ شروع کر دی۔ پانچ سات آدمی زخمی ہو گئے تو سب بھاگ کھڑے ہوئے اور ہمیں کسی قسم کا خطرہ نہ رہا۔ لطف کی بات یہ ہے کہ تحصیلدار اور دوسرے افسروں کے ڈیروں کو مجمع نے لوٹ کھسوٹ سے برباد کر دیا تھا مگر میرا ڈیرا جو اُن کے قریب ہی تھا بالکل محفوظ رہا۔ [1]

ملازمت سے ریٹائرڈ ہونے کے بعد حضرت امیر ملت قدس سرہٗ کے ہمراہ برصغیر کے اکناف و اطراف میں دوروں پر رہے۔ کئی دفعہ حج بیت اللہ کی سعادت سے بھی بہرہ ور ہوئے۔ غالباً ملازمت سے سبکدوشی کے بعد ہی آپکو خلافت عطا کی گئی تھی۔ ۱۷ اگست ۱۹۵۱ء کو ——— آپ حضرت امیر ملت قدس سرہٗ کے حکم پر کراچی سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے گئے اور وہاں مکان خرید کر مستقل رہائش اختیار کر لی۔ اور جماعت منزل کی تعمیر شروع کر دی۔ چنانچہ آپ کی کوششوں سے یہ شاندار دو منزلہ عمارت تیار ہو چکی ہے اور مزید کام جاری ہے۔ [2]

تحریک پاکستان میں بھی آپ نے فعال کردار ادا کیا۔ ۱۹۴۶ء میں بنارس کی آل انڈیا سنی کانفرنس میں امیر ملت قدس سرہٗ کی معیت میں شرکت کی اور اس کی کامیابی و کامرانی کے لیے مقدور بھر جد و جہد کی۔ حضرت امیر ملت قدس سرہٗ اس کانفرنس کے صدر تھے۔ ——— ہندوستان بھر میں پاکستان کی حمایت میں ——— تبلیغی دوروں ——— کے لیے اکابر اہل سنت کی جو کمیٹی تشکیل دی گئی، بخشی صاحب بھی اسکے رکن تھے۔ [3]

---

[1] سیرت امیر ملت صہ ۳۵ ۷، کرامات امیر ملت صہ ۴۳ ۷ تا صہ ۷۷
[2] آفتاب عالمتاب صہ ۵ سیرت امیر ملت صہ ۳۶ ۷ کرامات امیر ملت صہ ۱۵۴
[3] خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس بحوالہ ماہنامہ الحبیب لاہور اکتوبر ۱۹۶۰ء

آپ بڑے متقی، پرہیز گار اور صالح بزرگ تھے۔ حضرت امیرِ ملت قدس سرہٗ آپ پر بہت شفقت فرماتے، نیز آپ کے ظاہر و باطن کی اصلاح و ترقی میں توجہ فرماتے تھے۔ آپ کو بھی اپنے شیخ اور سارے پیر خانے سے کمال عقیدت و محبت تھی۔ اگر کسی سے کوئی ایسی بات سرزد ہو جاتی جو بخشی صاحب کے خیال میں توہین کا شائبہ بھی رکھتی تھی تو اسکے ساتھ بہت سختی سے پیش آتے سرزنش فرماتے اور ہمیشہ کے لیے علیک سلیک بند کر دیتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ فنافی الشیخ کے درجہ تک پہنچے ہوئے تھے۔ ۳ے

آپ کی وفات حسرت آیات ۶ر رمضان المبارک ۱۳۹۴ھ / ۲۲ ستمبر ۱۹۷۴ء کو مدینہ طیبہ میں ہوئی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ ۱ے ایک صاحبزادہ صاحب یادگار چھوڑے جو میجر جنرل کے عہدے سے ریٹائرڈ ہو کر کراچی میں مقیم ہیں۔

علاوہ ازیں آپ کی مندرجہ ذیل کتابیں یادگار ہیں۔

۱۔ آفتاب عالمتاب : اس کتاب میں حضرت امیرِ ملت قدس سرہٗ کی مختصر سوانح عمری اور مذہبی، ملی اور سیاسی کارناموں کا تذکرہ ہے۔

۲۔ کوکبۂ غزوہ بدر : اس میں جنگِ بدر اور اس میں شریک ہونے والے تمام غازیوں اور شہیدوں کے مختصر حالاتِ زندگی لکھے گئے ہیں۔

۳۔ تصویر یا تصوّر : حرمتِ تصویر اور اہمیتِ تصور پر نہایت مدلل رسالہ ہے۔

۴۔ جواہر المناقب : فضائل و مناقب حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہٗ پر مختصر رسالہ ہے۔

۵۔ سبحہ اصحابِ بدر : اصحابِ بدر کے اسماء و فضائل وغیرہ

۶۔ کراماتِ امیرِ ملت : حضرت امیرِ ملت قدس سرہٗ کی مسلمہ اور مصدقہ اور مستند کرامات، یہ نادر کتاب ہے۔

۳ے تذکرہ مشائخ نقشبندیہ (تکملہ) مطبوعہ لاہور صہ ۵۹۳

۱ے ماہنامہ انوارِ صوفیہ قصور، نومبر ۱۹۷۴ء صہ ۳۰

تأثرات

غزالیٔ زماں ضیغمِ اسلام

علامہ محدث سید احمد سعید کاظمی امروہوی قدس سرہٗ ملتان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سید احمد سعید کاظمی
صدر مرکزی جماعت اہلسنت پاکستان
صدر مرکزی تنظیم المدارس (اہلسنت) پاکستان
مہتمم و شیخ الحدیث، مدرسہ عربیہ انوار العلوم ملتان

فون | مدرسہ : 30429
| رہائش : 76861
شاداب کالونی
پولیس لائنز روڈ۔ ملتان

تاریخ ۵ ذی القعدۃ الحرام ۱۴۰۵ھ
۲۴ جولائی ۱۹۸۵ء

ضیاء الملۃ والدین حضرت مولانا ضیاء الدین قادری مہاجر مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدینہ منورہ میں فیضانِ رسالت کا روشن اور عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا چمکتا ہوا نمونہ تھے۔ انہیں علم و عمل، تقویٰ و طہارت کا جگمگاتا ہوا مجسمہ کہا جائے تو بعید از صواب نہ ہوگا۔ حضرت ممدوح اعلیٰحضرت امام اہلسنت الشاہ احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز کی طرف سے گویا بارگاہِ رسالت میں ایک روشن نذرانہ تھے جنہیں ارضِ طیبہ نے اپنی آغوشِ رحمت میں لے لیا اور ان پر شرفِ قبولیت کی مہر لگادی۔ اللہ تعالیٰ ان کی ضیاء باریوں سے اہلسنت کے قلوب کو ہمیشہ منور رکھے۔ آمین

سید احمد سعید کاظمی عفی عنہ

حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی مدظلہ کراچی

PHONE ~~515700~~ 516995

2 MASTER HOUSE NEAR MEMON MASJID
SADDAR GHAZANFAR ALI ROAD
KARACHI 3 PAKISTAN

Shah Ahmad Noorani Siddiqi
PRESIDENT

THE WORLD ISLAMIC MISSION
INTERNATIONAL ISLAMIC MISSIONARIES GUILD

حضرت اقدس شیخ العرب والعجم مولانا شاہ ضیاء الدین
احمد القادری المدنی نور اللہ مرقدہ اپنے وقت کے
عظیم المرتبت جامع شریعت و طریقت بزرگ تھے
اور جس روحانی منصب پر قطب وقت کی
حیثیت سے وہ فائز تھے اسکو اہل بصیرت ہی جانتے
تھے،

یہ فقیر تقریباً ۸ سال کی عمر سے مختلف ادوار میں حضرت کی
پابوسی اور کفش برداری کا شرف حاصل کرتا رہا ہے
اور بے پناہ شفقت و محبت حاصل رہی، انکی دعائیں ملتی رہیں
کہ ناقابل بیان ہیں

حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ اپنے معمولات روزانہ کے بیحد پابند
اور اتباع سنت نبوی (علیٰ صاحبہا الف صلوٰۃ وسلام) کے پیکر

مجسم تھے ۔ نشست و برخاست میں بھی ذکر الٰہی ہمہ وقت جاری رہتا تھا ۔ شب میں اکثر محفل نعت شریف و ذکر اور صلاۃ و سلام کی وجہ سے سونے میں تاخیر ہو جاتی تھی مگر اپنے وقت پر تہجد کے لئے بیدار ہو جاتے تھے اور یہ معمول مستقلاً جاری رہا الا یہ کہ بیماری کا عذر ہو ۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا سرمایہ فقط عشق حضور پر نور سید العالمین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علی آلہ و صحبہ وسلم تھا ۔ کوئی ذاتی مکان زمین سامان نہ تھا ۔

وہ جو تیرے فقیر ہوتے ہیں
آدمی بے نظیر ہوتے ہیں

رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعہ ۔
حضرت کے وصال مبارک سے خلا یقیناً ہوا لیکن الحمد للہ آپ کے صاحبزادہ اور جانشین حضرت مولانا شاہ محمد فضل الرحمن مدنی مدظلہ العالی اس خلا کو پر کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ فیوض و برکات کو جاری رکھے آمین

فقیر شاہ احمد نورانی
۲/ صفر ۱۴۰۷

حضرت قبلہ سید محمد علی شاہ بخاری نقشبندی مجددی مدظلہ

سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالہ شریف (اوکاڑہ)

قدوۃ السالکین حضرت شیخ ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ متقی، صالح، اور کامل ولی اللہ تھے۔ مدینہ منورہ کی حاضری کے دوران آپ کی مجلسوں میں کئی بار حاضری ہوئی۔ بوجہ ضعیفی آخری ایام میں آپ کی بصارت کمزور ہو گئی تھی۔ کئی بار ایسا بھی ہوا کہ برکت کے لیے آپ کی محفل میں صرف بیٹھ کر ہی اٹھ آیا، اگر آپ کو پتہ چل جاتا تھا تو قریب کر کے ازراہِ شفقت میرے ہاتھوں کو چوم لیتے تھے۔ یہ سعادت مجھے میرے والد بزرگوار حضرت محمد اسماعیل شاہ بخاری المعروف حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وجہ سے حاصل ہوئی۔ میں نے حضرت قبلہ مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی محفل میں بیٹھ کر جو کچھ دیکھا وہ احاطہ تحریر میں لانا ممکن نہیں۔ آپ بہت بڑے مقام و مرتبہ کے بزرگ تھے۔

اللہ تعالیٰ آپ کے مقاماتِ شریفہ میں مزید ترقی فرمادے اور آپ کے صدقے ہم سب کے دین و دنیا میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کے مطابق ہوں۔

سید محمد علی شاہ

سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالہ شریف (اوکاڑہ)

پوسٹ بکس نمبر ۵۱

اوکاڑہ

شیخ طریقت حضرت الحاج میاں

جمیل احمد شرقپوری مدظلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شیخ طریقت مخدومی حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذاتِ گرامی مدینہ منورہ میں اہلِ دل حضرات کے لیے زبردست کشش رکھتی تھی اور دُنیا بھر کے عشاق حبیبِ کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کی زیارت سے مشرف ہوتے اور روحانی فیوض و برکات حاصل کرتے۔ اس فقیر کو بھی بے شمار دفعہ اُن کی زیارت کا شرف حاصل ہو چکا ہے۔ میری دُعا ہے کہ مولائے کریم اُن کے مدارجِ عالیہ میں ترقی عطا فرمائے۔ اور ان کا روحانی فیض جاری و ساری رہے۔

اُن کے پاکیزہ حالاتِ زندگی کا مطالعہ بھی طالبانِ راہ ہدیٰ کے لیے صبر و استقامت سے خدمتِ دین کرنے کا سبق دے گا۔

خاکپائے شیر ربانی و گدائے آستانہ لاثانی
میاں جمیل احمد شرقپوری
۲۷ رشوال المکرم ۱۴۰۵ھ

شیخ الطریقت حضرت صوفی شاہ محمد فاروق قدوسی چشتی صابری

(کراچی)

فقیر کو حضرت خواجہ شیخ ضیاء الدین احمد قادری مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے جو قلبی روحی
تعلق تھا اور ہے وہ وہی جانتے تھے یا فقیر کا دل ۔ بندہ تو حضرت قیوم عالم
بحرِ معرفت مولانا شاہ انعام الرحمٰن قدوسی چشتی صابری سہارنپوری قدس سرہٗ
سے بیعت اور ان کا خلیفہ مجاز ہے لیکن حضرت قبلہ مدنی علیہ الرحمۃ سے جو گہرا
تعلق ہے اس کا آئینہ دار ایک دستاویز محبت تحریری جو حضرت نے
۱۹۷۶ء کے رمضان المبارک میں عاجز کو عطا فرمائی تھی اسکی نقل ملفوف ہے۔
فقیر کے متعلق وہ کراچی کے ہر حاجی سے دریافت فرمایا کرتے تھے ۔ اللہ تعالیٰ
ان کے درجات بلند فرمائے ۔ آمین

پروفیسر محمد طاہر القادری لاہور

عارف دوراں حضرت مولانا ضیاء الدین احمد القادری مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت عالمِ اسلام کے لیے سرچشمۂ انوارِ نبوت اور تنویرِ مہرِ رسالت تھی۔ آپ ملتِ اسلامیہ کی عظمت کی زندہ تصویر اور تعلیماتِ اسلام کا مجسم پیکر تھے۔ آپ انتہائی متواضع اور منکسر المزاج ہونے کے ساتھ ساتھ شریعتِ حقہ کے پاسدار اور تعلیماتِ تصوف کا زندہ پیکر تھے۔ میرے لیے یہ امر باعثِ مسرت و افتخار ہے کہ میں نے ۱۹۶۳ء میں علومِ دینیہ کی تحصیل کا آغاز تبرکاً آپ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کر کے کیا۔

رب العزت آپ کی روحِ جلیلہ کو خلدِ بریں میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام سے ہمکنار کرے۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا مزید قرب و شفاعت عطا کرے۔ آپ کی وفات حسرت آیات سے عالمِ اسلام میں جو خلا واقع ہوا ہے اسے اپنے خصوصی لطف و کرم سے پُر کرے۔

آمین بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

خاکپائے علماء

محمد طاہر القادری

جناب عبدالعزیز عرفی ایڈووکیٹ کراچی

مدینہ منورہ میں حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی محافل سے میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں ہم نشینی رہی اور بعدہٗ ہم لوگوں نے دورانِ حج مولانا کے ہمراہ منیٰ و عرفات میں بھی ایک ہی معلم کی خیمہ گاہ میں قیام کیا۔ مولانا نے مرحوم مدینہ میں سکونت پذیر ہونے سے قبل کئی برس حضرت غوث الاعظم کے روضۂ اطہر پر بھی مقیم رہے تھے۔ لہٰذا اس دوران انہوں نے حضرت شیخ طریقت السید عبدالقادر الگیلانی اور سیدنا یوسف کے عہدِ طفولیت کی بہت سی باتیں بھی سنائی تھیں۔

حضرت مدظلہٗ العالی، اعلیٰحضرت فاضلِ بریلوی کے خلیفۂ مجاز تھے اور حبِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سرشار رہا نہ ان کے دولت کدہ پر نعت خوانی ہوتی، اور سلسلۂ درود و سلام رات گئے تک جاری رہتا تھا۔ حضرت کی طبیعت میں انتہائی انکساری تھی۔ ہر شخص پر اپنی پُر خلوص شفقت کے پھول نچھاور کیا کرتے تھے۔

عرفانِ قادر، سیرت سیدنا عبدالقادر جیلانی

مطبوعہ کراچی ۱۹۸۶ء ص ۳۱۲

جناب غضنفر علی ایڈووکیٹ، کھاریاں (گجرات)

۱۹۶۶ء کا ذکر ہے میں زبدۃ العارفین حضرت مولانا شیخ ضیاء الدین احمد القادری المدنی قدس سرہٗ کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوا۔ راقم سے قبل کچھ پاکستانی حضرات وہاں موجود تھے۔ انہوں نے اجازت حاصل کی اور دعا کے لئے بھی استدعا کی۔ حضرت مدنی قدس سرہٗ نے دعا فرمائی اور منجملہ اور باتوں کے یہ بھی فرمایا کہ خداوند کریم آپ کو تبلیغی جماعت کے سایہ سے محفوظ فرمائے۔

پاکستان سے رخصت ہوتے وقت میرے بزرگوار سید غلام حیدر شاہ صاحب مرحوم و مغفور نے مجھے کہا کہ وہاں جا کر دیکھنا کہ کیا اُس مُلک میں بھی مجذوب بزرگ ہیں یا نہیں۔ مدینہ تشریف میں بظاہر تو مجھے اس قسم کے کوئی بزرگ ——— دکھائی نہ دیئے۔ ایک دن حضرت مدنی قبلہ کی مجلس میں بیٹھا تھا آپ نے اپنے کشف سے میری اس جستجو کا حال جانا اور فرمایا۔

"ایک دفعہ مجھے خارش ہو گئی جو ٹھیک نہیں ہوتی تھی، آخر ایک روز ایک مجذوب گلی میں آیا اور گندھک، گندھک کے آواز دیتا گزر گیا۔ چنانچہ میں نے اس کا استعمال کیا، اور میں بالکل ٹھیک ہو گیا۔"

گویا باتوں ہی باتوں میں اس حقیر پُر تقصیر کو آگاہ فرما دیا کہ مجذوب یہاں بھی ہوتے ہیں۔

غضنفر علی شاہ
ایڈووکیٹ، کھاریاں
(گجرات)

سراج السالکین شمس العارفین حضرت مولانا صوفی

الحاج محمد خوش حال میاں قادری جہانگیری ابوالعلائی

(مدظلہ العالی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری مہاجر مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جید عالم دین، محدث اور فقیہ ہونے کے ساتھ روحانی دنیا میں بلند ترین منصب پر فائز تھے۔ اور ان کو دیارِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں زندگی گزارنے کا شرف و مجد نصیب ہوا۔ اور بعد وصال اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے قرب میں محوِ خواب ابدی ہونے کا جو فخر حاصل ہوا وہ خصوصی فضلِ رب قدیر ہے۔

محمد خوشحال عفی عنہ

چلہ گاہ شریف۔ بہار گڑھ

منظفر نگر (یوپی)

انڈیا

حضرت خواجہ ابوالخیر محمد عبداللہ جان نقشبندی مدظلہ العالی پشاور

پیر طریقت حضرت خواجہ ابوالخیر محمد عبداللہ جان نقشبندی مدظلہ العالی (پشاور) فرماتے ہیں پہلی مرتبہ حج پر جاتے ہوئے کراچی میں مولانا اوکاڑوی صاحب کی کوٹھی پر ایک ضیافت میں گفتگو ہو رہی تھی کہ اس وقت سلسلہ عالیہ قادریہ میں کون کامل بزرگ ہیں؟ مولانا اوکاڑوی صاحب نے کہا اس وقت مدینہ شریف میں ایک ہستی حضرت علامہ ضیاء الدین احمد مدنی ہیں جنہیں قطب مدینہ کہتے ہیں۔ مولانا اوکاڑوی صاحب نے کہا کہ آپ ضرور اُن کی خدمت میں حاضر ہوں، چنانچہ حرمین شریفین کی پہلی حاضری تھی اور والدہ صاحبہ بھی ساتھ تھیں اس لیے جذب و شوق اور مصروفیت کی وجہ سے حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کی زیارت نہ کر سکا۔

دوسری مرتبہ حج پر جاتے ہوئے کراچی میں مولانا اوکاڑوی صاحب سے پھر ملاقات ہوئی، انہوں نے کہا کہ اس مرتبہ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں ضرور حاضر ہوں، چنانچہ حج کے بعد مدینہ منورہ حاضری ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضری کے بعد طبیعت میں بے نیازی سی آگئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف فرما ہوں تو کسی کے پاس جانے کی کیا ضرورت ہے۔ ظہر کی نماز پڑھ کر سو گیا تو خواب میں مولانا ضیاء الدین احمد مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی، آپ نے فرمایا کیا اس دفعہ بھی نہیں ملو گے؟ اتنے میں آنکھ کھل گئی فوراً اُٹھ کر وضو کیا۔ عصر کی نماز کا وقت ہو رہا تھا، حرم شریف میں نماز عصر سے فارغ ہو کر پوچھتے پوچھتے حضرت کے دولت کدہ پر پہنچ گیا، اندر حاضر ہوا، حضرت علیہ الرحمۃ تشریف فرما تھے، علیک سلیک ہوئی، حضرت نے چائے کی پیالی عطا فرمائی، کچھ شامی علماء حاضر خدمت تھے، مسائل پر گفتگو ہو رہی تھی، آپ نے نماز مغرب میں تھوڑی سی

تاخیر فرمائی تو میرے دل میں وسوسہ گزرا، میں نماز مغرب کے بعد اجازت لے کر رخصت ہو گیا۔

اس مرتبہ بھی آپ کے فیض سے استفادہ نہ کر سکا، بعد میں معلوم ہوا کہ حرم شریف میں نماز حنبلی مسلک کے مطابق پڑھتے ہیں، ابھی کافی روشنی ہوتی ہے کہ مغرب کی اذان دی جاتی ہے اس لحاظ سے حضرت چند لمحے تاخیر کے ساتھ حنفی مسلک کے مطابق نماز مغرب ادا فرماتے ہیں۔

تیسری دفعہ حج پر جاتے ہوئے کراچی میں مولانا اوکاڑوی صاحب نے پھر کھانے کی دعوت دی، وہاں حضرت مدنی قدس سرہٗ کی ملاقات کے سلسلے میں گفتگو ہوتی رہی۔ مولانا اوکاڑوی صاحب نے تاکید فرمائی کہ حضرت سے ضرور شرف ملاقات حاصل کریں اور اسی وقت حضرت کی خدمت میں ایک دستی رقعہ لکھ کر دے دیا، جس میں اس فقیر کے متعلق تعارفی کلمات تھے۔۔

جب میں جدہ پہنچا تو مکہ مکرمہ جانے کے لئے ابھی کچھ وقت تھا، پاسپورٹ معلم کے ایجنٹ کے پاس تھے، تھکاوٹ بہت زیادہ تھی، رفقائے سفر مکہ شریف جانے کے انتظامات میں مصروف تھے، میں تھوڑی دیر آرام کرنے کی غرض سے لیٹ گیا۔ خواب میں حضرت مدنی قدس سرہٗ کی زیارت ہوئی کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوں، نماز مغرب کا وقت ہے، میں خاموشی سے بیٹھا رہا، میں اور دو تین ساتھیوں نے آپ کے ساتھ نماز مغرب باجماعت ادا کی، حضرت نے نماز، نوافل، اوراد سے فارغ ہو کر میری طرف رخ فرمایا اور اس فقیر کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر بغداد شریف کیطرف رخ کر کے فرمایا، میں نے آپ کا ہاتھ غوث پاک رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دیا، جو کچھ مجھے سلسلہ قادریہ میں پہنچا تھا وہ آپکو دے دیا اور فرمایا کہ ہمارے سلسلہ قادریہ میں لمبے چوڑے وظائف نہیں ہیں، جتنی شریعت کی پابندی کرو گے اتنا ہی فیض پھیلے گا اور بڑھے گا۔ اس کے بعد خواب سے بیدار ہو گیا، مکہ شریف کے لیے روانگی ہوئی، مناسک حج سے فارغ ہونے کے بعد مدینہ منورہ پہنچا۔

۲۵ر ذوالحجہ ۱۳۹۲ھ کو فرصت کے وقت باب مجیدی میں حضرت مدنی رحمہ اللہ کے آستانے پر حاضری دی، عصر کے بعد کا وقت تھا، آپ نے اخلاق کریمانہ سے مرحبا مرحبا فرماتے ہوئے قریب بٹھایا، چائے کی پیالی عنایت فرمائی، میں نے اوکاڑوی صاحب کا خط آپ کی خدمت میں پیش کیا، تھوڑی دیر بعد نماز مغرب کا وقت ہوگیا۔ نماز مغرب باجماعت حضرت کے ساتھ ادا کی، آپ نماز کے نوافل و اوراد سے فارغ ہوکر میری طرف متوجہ ہوئے اور میرے خواب بیان کئے بغیر سارے واقعہ کے مطابق اس فقیر کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے بغداد شریف کی طرف رُخ کرکے فرمایا کہ میں نے آپ کا ہاتھ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دیا اور جو کچھ مجھے سلسلہ قادریہ میں اجازت پہنچی تھی وہ آپکو دے دی اور پھر نصیحت فرمائی کہ ہمارے سلسلہ قادریہ میں اتنے لمبے چوڑے اوراد وظائف نہیں ہیں، جتنی شریعت کی پابندی کروگے اتنا ہی فیض پھیلے گا اور بڑھے گا اور پھر خصوصی دُعا فرمائی۔ اس کے بعد فرمایا کہ مطبوعہ سند سلسلہ ختم ہوگئی ہے میں بعد میں آپکو بھجوا دوں گا۔ میں نے آپ کی خدمت میں جدہ والا خواب بیان کیا۔ بعد میں مولانا اوکاڑوی صاحب مدینہ شریف حاضر ہوئے تو واپسی پر اس فقیر کے لیے سند و اجازت و خلافت سلسلہ قادریہ ساتھ لے کر آئے۔ بعد میں دس مرتبہ مدینہ منورہ کی حاضری نصیب ہوئی، فقیر حضرت مدنی علیہ الرحمہ کی صحبت سے استفادہ کرتا رہا۔

ایک مرتبہ حضرت کی خدمت میں حاضر تھا کہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن کے صاحبزادے اور حضرت کے پوتے حاضر خدمت ہوکر عربی میں سلام و آداب بجالائے اور آپ کی خدمت میں ایک دعوت نامہ پیش کیا اور عرض کیا یا سیدی یہ دعوت نامہ امیر (گورنر) مدینہ نے بھیجا ہے کہ ملک الفیصل حرم شریف کی توسیع کے سلسلے میں مدینہ منورہ آئے ہیں اور آپ کو ظہرانہ (کھانے) پر بلایا ہے۔ حضرت علیہ الرحمۃ نے دعوت نامے کو ہاتھ بھی نہ لگایا اور نہ اُس کی طرف دیکھا اور پھر ارشاد فرمایا، ہمیں بادشاہوں سے کیا غرض، ہم شہنشاہِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حضور حاضر ہیں۔ اللہ تعالےٰ آپکے

قدموں میں موت دیدے ۔ آپ کی دعا قبول ہوئی کہ جنت البقیع میں قبہ اہل بیت کرام کے قدموں میں آپ کا مدفن ہے ۔ [1]

---

[1] مکتوب حضرت خواجہ ابوالخیر محمد عبداللہ جان نقشبندی (پشاور) بنام راقم، محررہ ۲ اپریل ۱۹۸۳ء

" خالد امین مخفی الخیری، انوار الخیر، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۴ء ص ۱۳۵ (خلیل احمد)

حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری

سجادہ نشین بھیرہ شریف

اہل علم و عرفان کے جو قافلے مدینہ طیبہ میں بارگاہِ محبوبِ رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری کا شرف حاصل کر کے وطن واپس لوٹتے، جن سے بھی اس فقیر کو ملاقات کا شرف حاصل ہوتا وہ سب مدینہ طیبہ کی ایک ہستی کی تعریف میں رطب اللسان ہوتے اسکے محامد و کمالات بیان کرتے کرتے ان کو کبھی سیری نصیب نہ ہوتی، بار بار اور ہر سال اربابِ درد و محبت کی زبان سے اس شخصیت کے کمالات سن کر اس فقیر کے دل میں ایک غائبانہ اُلفت و عقیدت کا رشتہ قائم ہو گیا۔ دل میں یہ آرزو انگڑائیاں لینے لگی کہ جب بھی بخت خوابیدہ بیدار ہوا اور قسمت نے یاوری کی اور مدینہ طیبہ کے معطر اور معطّر شہر کی گلیوں میں اڑنے والی خاک کے ذرّوں کو آنکھوں کا سرمہ بنانے کی سعادت نصیب ہوئی تو اس مردِ حق کی زیارت کروں گا۔ جس کی اس قحط الرجال کے زمانہ میں بلا استثناء ہر شخص تعریف و توصیف کرتا ہے۔

جب حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر کرم ہوئی اور ۱۹۸۱ء میں عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کے بعد مدینہ طیبہ میں حاضری کا شرف نصیب ہوا تو بارگاہِ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری کی سعادت حاصل کرنے کے بعد میں اس محبوب ہستی کی تلاش میں نکلا جسے حضرت مولانا ضیاء الدین احمد کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔

حرم نبوی شریف کے بالکل قریب ایک گلی میں داخل ہوا اس گلی میں ایک مکان کا پتہ دیا گیا کہ اسمیں ایک عاشق رسول قیام فرما ہے، جو نہ صرف خود عشق نبوت

کے بادۂ گلفام سے مخمور رہتا ہے بلکہ جس کو بھی اس مردِ حق کی صحبت نصیب ہوتی ہے۔ اس کے دِل میں بھی عشقِ مصطفوی کا چراغ روشن کر دیتا ہے۔ جب میں ایک سادہ سے حجرہ میں داخل ہُوا تو مجھے ایک سجادہ پر بیٹھا ہُوا مردِ خدا نظر آیا جس کے چہرہ پر انوارِ الٰہی کی تجلیاں بِکھر رہی تھیں، جس کی سادگی اور پُرکاری دلوں کو اپنا منوا لا بنا رہی تھی۔ میری یہ پہلی ملاقات تھی۔ لیکن اس کریم النفس ہستی نے مجھے وہ پذیرائی بخشی کہ ساری اجنبیتیں کافور ہو گئیں۔ مجھے یوں محسوس ہونے لگا کہ میں اس محفل کے دیرینہ حاضر باش لوگوں میں سے ہوں۔

حضرت مولانا علیہ الرحمۃ کی محفل میں ہر رات عشاقِ حبیب کبریا علیہ اطیب التحیۃ والثناء کا ایک جمگھٹا لگا رہتا۔ جو بڑی پُرکیف لَے میں نعتیں پڑھ کر بارگاہِ محبوب رب العالمین میں اپنے نیاز مند دلوں کا ہدیہ نیاز و عقیدت پیش کرتے، وقت کے گزرنے کا احساس تک نہ ہوتا۔ اختتام پر حضرت مولانا دُعائے خیر فرماتے اور حاضرین کو بڑے محبت بھرے انداز میں الوداع کہتے۔ جتنے روز مدینہ طیبہ میں حاضری کی سعادت نصیب رہی شاید ہی کوئی شام ایسی گزری ہو کہ اس پاک محفل میں شرکت میسر نہ آئی ہو۔

جن لوگوں نے آنجناب کی زیارت کی ہے یا جنہیں ہمنشینی کا شرف نصیب ہُوا ہے وہ کبھی ان نورانی لمحوں کو فراموش نہیں کر سکیں گے۔ ریاض الجنۃ میں آپ کی نمازِ جنازہ ادا کی گئی اور مواجہہ شریف کے سامنے سے گزرتے ہوئے اور اپنے آقا کی بارگاہ میں ہدیہ صلوٰۃ وسلام پیش کرتے ہوئے جنت البقیع شریف میں اہلِ بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کی طرف اپنی آخری آرامگاہ میں جلوہ فرما ہو گئے۔

حجازِ مقدس کے اکابر اہلسنّت آپ کے حلقۂ عقیدت میں داخل تھے۔ اللہ تعالیٰ جنت البقیع کے اس پاک گوشہ پر اپنی انگنت رحمتیں نازل فرمائے جس کے ایک کونہ میں اپنے محبوب کریم کا دُلارا اپنے عشاق کی آنکھوں کا تارا آرام فرما ہے۔

اہل سنت والجماعت کے اکابر جو حسنِ اتفاق سے وہاں موجود تھے انہوں نے ان کے فرزند ارجمند حضرت مولانا فضل الرحمٰن کی دستار بندی کی۔ غریبوں سے محبت، فقراء کی دلنوازی، مسافروں سے پیار اور شانِ دلبری جو آپ کے پدر بزرگوار قدس سرہٗ کی خصوصیات تھیں آپ کی ذات میں یہ سب صفات بڑے بانکپن سے جلوہ فرما ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس خانوادۂ قدسی صفات کے فیوض و برکات کو تاقیامت جاری وساری رکھے طالبانِ حقیقت حاضر ہوتے رہیں اور گوہرِ مقصود سے اپنے دامنِ طلب کو معمور کرتے رہیں، آمین ثم آمین

حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قدس سرہٗ کے شاگردوں اور مستفیدین کا شمار ممکن نہیں۔ اسی طرح آپ کے مریدین کی تعداد بھی بے حد وبیحساب ہے، صرف حجاز مقدس میں نہیں بلکہ عرب وعجم کے ہر خطہ میں آپ کے عقیدتمند اور خلفاء موجود ہیں جو اپنے اپنے مقام پر اپنی اپنی حیثیت کے مطابق اپنے شیخ طریقت مرشد معظم اور مربی کامل کے مقاصدِ عالیہ کو پورا کرنے میں اپنی محنتیں صرف کر رہے ہیں۔ ان میں ایک ایسا آفتاب عالمتاب بھی ہے جس کے علم وفضل کے انوار سے وادی بطحا کے درو دیوار اور کوچہ و بازار جگمگا رہے ہیں جس کو عالم اسلام کے تمام علمی اور روحانی حلقوں میں بڑی عزت وقدر کی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے، جن کی علمی تصنیفات اور آپ کے مجالسِ وعظ میں آپ کے پندونصائح اور آپ کے حلقہ درس میں حاضر ہونے والے طالبانِ علم حق فیض یاب ہو رہے ہیں میری مراد السید محمد بن علوی المالکی الحسنی الہاشمی کی ذات والا صفات ہے۔

اللّٰھم ایاک نعبد وایاک نستعین اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین وصلی اللّٰہ علی خیر خلقہ ونورِ عرشہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین ط

۱۰ شوال المکرم ۱۴۰۶ھ　　پیر محمد کرم شاہ

مفتی مظفر احمد قادری بدایونی

برکات العلوم، داتا گنج بدایوں، یوپی، بھارت

یہ اس زمانہ کی بات ہے جبکہ فقیر ۱۹۶۵ء میں زیارت حرمین شریف سے مشرف ہوا اس سال اکبری حج تھا۔ فقیر حج بیت اللہ سے فارغ ہوکر مدینہ باسکینہ میں حاضر ہوا، سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزارِ مقدس پر پہلی حاضری نصیب ہوئی وہ وقت درمیان عصر و مغرب ——— تھا۔ رات گزار کر حسب وصیت اپنے والد ماجد فیض العارفین شاہ منور حسین قبلہ قادری مجددی داتا گنجپوری علیہ الرحمۃ (المتوفی ۱۳۹۰ھ) قطب مدینہ شریف حضرت علامہ شاہ ضیاء الدین علیہ الرحمۃ (خلیفۂ اعلیٰحضرت قدس سرہ) کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت قبلہ نے سلام کا جواب عنایت فرماتے ہوئے دریافت فرمایا، ما اسمک یاشیخ؟ (آپکا نام کیا ہے؟) میں نے عرض کیا اِسمی "مظفر احمد" حضرت قبلہ نے نام سنتے ہی فرمایا، جعلک اللہ کاسمک (خدائے تعالیٰ تم کو اسم بامسمّٰی کرے) یعنی تم کو ہر جگہ منصور و مظفر فرمائے۔ پھر احقر سے بہت سی باتیں دریافت فرمانے کے بعد پوچھا آپ کس سے مرید ہیں۔ اور کہاں کہاں سے کیا کیا نسبت ہے احقر نے سوالوں کا جواب دیتے ہوئے عرض کیا کہ فقیر تاج العلماء علامہ سید شاہ اولاد رسول محمد میاں صاحب علیہ الرحمۃ مارہروی سے شرف بیعت رکھتا ہے۔ سرکار مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خاں بریلی شریف سے صاحب اجازت ہے یہ سنتے ہی اُٹھے اور فقیر کو سینے سے لگالیا پیشانی کو بوسہ دیتے ہوئے فرمایا،

"بوئے یار می آید"

اور ریش مبارک اشکوں سے تر ہوگئی، برجستہ ارشاد فرمایا "بیٹے" میں نے بھی تم کو اجازت دی اور بیٹھ کر مزید اجازت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ دلائل الخیرات، قصیدہ بردہ کی بھی اجازت ہے ـــ پھر خوب خوب دعاؤں سے نوازا۔ فقیر بارہ یوم مدینہ شریف حاضر رہا۔ حضرت قبلہ کی خدمت میں اکثر و بیشتر حاضری دیتا رہا۔

حضرت علیہ الرحمۃ شریعت و طریقت کے حامل تھے احکام اور امر و نواہی فرائض و واجبات سنن و مستحبات کی تعمیل و بجا آوری میں تاکید نہایت فرماتے اور اسے ہی اپنی زندگی کا مقصود سمجھتے علم و تقوے ورع، ترک تجرید، عشق، تفرع۔ ذوق۔ کلام، ارشادات رموزات، میں اپنے زمانہ میں منفرد تھے میدان کرامت میں، علم دین میں سرداروں میں سرآوردہ تھے۔ آپ کی مجلس شریف میں یعنی آپ کے دولت کدہ میں کسی نشہ کی چیز کا نام بھی کوئی زبان پر نہ لاتا تھا۔ آپ کی حیات طیبہ" الحب للہ والبغض للہ" کی آئینہ دار تھی ذراسی بھی خلافِ شرع بات ناپسند ہی نہ فرماتے بلکہ اس پر سخت تنبیہ فرماتے تھے۔ آپ جامع فضائل صوری و معنوی، عارفِ باللہ مجاہد فی سبیل اللہ، اعلا رکلمۃ الحق میں قدم راسخ و عزم صادق رکھتے تھے۔ عارفانہ حیات کے اعتبار سے جامعیت مالکہ کے مالک تھے۔ آپ اس درجہ راست باز مسکن و متواضع اور قناعت پسند تھے کہ دوست تو دوست دشمن بھی آپ کے اخلاق کریمانہ سے شرمندہ رہے۔ ارباب حاجات اور مصیبت زدوں کے لئے ہر وقت آپ کے کرم کا دروازہ کھلا رہتا تھا۔ غربا و مساکین کو ہر وقت اپنے سینے سے لگائے رہتے تھے۔ جب کوئی آپ کے سامنے آپ کی تعریف کرتا تو منع فرماتے اور فرماتے: رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا بِمَا یَقُوْلُوْنَ"

آہ آج وہ ذات گرامی ہماری نگاہوں کے سامنے نہیں مگر ان کے فیوض و برکات کی بارش ہر وقت و ہر آن یکساں ہے۔ خدائے تعالیٰ ان کی قبر انور پر انوار و تجلیات کی بارش فرمائے۔ آمین آمین

مولانا سید خلیل احمد قادری

خطیب مسجد وزیر خاں لاہور

حضرت امام اہل سنت منبع رشد و ہدایت قبلہ مولانا ضیاء الدین احمد قادری رضوی قطب مدینہ رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر خیر حضرت والد ماجد علیہ الرحمۃ (مولانا ابوالحسنات قادری) نے اپنے سفر نامہ حج (رفیق السفر الی بلد خیر البشر) میں کیا ہے۔ لہٰذا اُن سے غائبانہ عقیدت تھی ۱۹۶۳ء میں پہلی بار غلاف کعبہ کے وفد کے ساتھ مدینہ منورہ حاضری کی سعادت حاصل ہوئی تو حضرت قطب مدینہ کی زیارت سے بھی مشرف ہوا۔ اس کے بعد جب بھی حاضری ہوئی حضرت قبلہ علیہ الرحمۃ کے ہاں ہی قیام رہا۔ اور مختلف مسائل پر گفتگو رہی انتہائی شفیق، فاضل اجل، اہل نظر اور فنافی الرسول تھے۔ اُن کی ایک خاص قابل ذکر کرامت متعدد بار ظہور پذیر ہوئی، یہ کہ جب بھی سرکار دو جہاں ﷺ کے روضۂ انور و اقدس پر حاضر ہو کر معروضات پیش کیں۔ ان کا جواب حضرت قطب مدینہ کی بارگاہ سے مل گیا۔ اس سے ظاہر و باہر ہے کہ سرکار ابد قرار، ہادی سبل امام الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آپ پر کس قدر احسان تھا۔ اور سرکار دو جہان نے آخر میں یہ کرم بھی فرمایا کہ اُن کی آخری آرام گاہ جنت البقیع شریف میں حضرات اہل بیت کرام کے قرب میں بنی۔

رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً

فقیر سید خلیل احمد قادری

۱۵ ذی قعدہ ۱۴۰۵ھ

ﷺ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی مدظلہ

(کراچی)

سالہا در کعبہ و بت خانہ می نالد حیات
تا ز بزم عشق یک دانائے راز آید بروں

اس خاکدانِ عالم میں تخلیق آدم سے تا ایں دم بے شمار انسان آئے اور پیوند خاک ہو گئے اور آج اس صفحہ ہستی پر نہ ان کا نام و نشان باقی ہے اور نہ کوئی نام لیوا، لیکن اس کے برعکس کچھ نفوس قدسیہ ایسے بھی ہیں کہ جن کے ذکر اور کارہائے نمایاں کو نہ تو گردش لیل و نہار مٹا سکی اور نہ حربہ اغیار۔ یہی وہ مقبولان بارگاہِ الٰہی اور کشتۂ عشق و محبتِ رسالت پناہی ہیں جن کے لیے حدیث صحیح میں آیا ہے (ثم یوضع له القبول فی الارض) یعنی یہی وہ مردانِ حق آگاہ اور توحید و رسالت کے پروانے ہیں جنہوں نے اپنے تن من، دھن سب کچھ اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان کر دیا۔ اسی کی برکت سے مولائے کریم نے نہ صرف آسمانوں بلکہ روئے زمین پر بھی ان کی یاد کو جاری و ساری کر دیا ہے نیز یہ کہ جن کے علم و فضل، زہد و تقوےٰ، امانت و دیانت اور ایثار و قربانی کا ڈنکا آج بھی چار دانگ عالم میں بج رہا ہے اور قیامت تک بجتا رہے گا۔ جن کی ولایت، کرامت اور استقامت کا اقرار و اعتراف بلا امتیاز مذہب و ملت سبھی کر رہے ہیں۔ خاص کر سلاسل اربعہ کے سرخیل جیسے سیدنا غوث اعظم جیلانی۔ سیدنا سلطان الہند خواجہ غریب نواز اجمیری سیدنا شہاب الدین سہروردی اور سیدنا بہاء الدین نقشبند رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین انہی نفوس قدسیہ اور مقبولان بارگاہِ الٰہی کے سچے نام لیوا، عاشقِ صادق اور اپنے اکابر کی امانتوں کے امین اور مسلک اہلسنت کے پاسبانوں میں محدث اعظم و مجدد اعظم یعنی حضرت علامہ وصی احمد صاحب محدث سورتی علیہ الرحمہ

اور فاضلِ بریلوی علیہ الرحمۃ کے شاگردِ رشید و مرید سعید سیدی، سندی، قطب مدینہ منورہ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی علیہ الرحمۃ کا بھی شمار ہوتا ہے۔

موصوف فاضلِ بریلوی اور محدثِ سورتی کی آنکھوں کا نور اور دل کا سرور ہیں۔ آپ نے کم و بیش نو سال بغداد شریف اور ستر سال سے زائد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے شہر میں قیام کا شرف حاصل کیا اور مولانا حسن رضا خاں صاحب نے کیا خوب کہا ہے ؎

کہاں یہ مرتبہ اللہ اکبر حجرِ اسود کا
یہاں کے کنکروں نے پاؤں چومے ہیں محمد کے

اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت مولانا ضیاء الدین قادری علیہ الرحمۃ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب و احترام اور عقیدت و محبت کی برکت سے جو قبولِ عام تام مرحمت فرمایا اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ دنیا کے کسی گوشے اور کونے سے آنے والے اہلِ سنت کے لئے یہ مشکل تھا کہ وہ مدینہ منورہ میں محبوب اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ عظمت پناہ میں حاضر ہو اور مولانا مدنی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوکر روحانی اور ایمانی کیف و سرور حاصل نہ کرے جو کہ ہر روز بعد نماز عشاء میلاد شریف کی صورت میں موصوف کے دولت کدہ پہ برس ہا برس جاری و ساری رہا۔

احقر مئی ۱۹۶۳ء میں مجاہدِ ملت حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی علیہ الرحمۃ کی قیادت میں جانے والے حج وفد میں شامل تھا اور اسی موقعہ پر مجھے مولانا ضیاء الدین احمد صاحب قبلہ قادری رضوی علیہ الرحمۃ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ ۱۹۶۳ء سے ۱۹۸۰ء تک چار مرتبہ حرمین شریفین کی زیارت کا شرف حاصل ہوا جس میں دو مرتبہ میری اہلیہ بھی شریکِ سفر رہیں۔ یہ حضرت مدنی کی کرامت تھی کہ طویل عمر شریف پانے اور مختلف امراض و عوارض میں مبتلا ہونے کے باوجود سلام و مصافحہ کے بعد پہچان لیا اور انتہائی شفقت و محبت سے پیش آئے اور تمام احباب کی نام بنام خیر و عافیت معلوم کی اور ہر آنے والے کے ساتھ حضرت کا یہی شفقت و محبت بھرا انداز ہوتا تھا۔ اور احقر حجاز مقدس کے اس

سفر کو حاصلِ زندگی سمجھتا ہے کیونکہ اس سفر میں کئی شرف حاصل ہوئے۔

پہلا شرف تو یہ کہ یہ سفر مجھے اپنے استاذ محترم تاج العلماء مفتی محمد عمر صاحب نعیمی علیہ الرحمۃ کی معیت میں حاصل ہوا۔ ۲۔ دوسرا شرف یہ کہ اسی سفر میں احقر کو قطب مدینہ حضرت حضرت مولانا ضیاء الدین احمد صاحب سے شرف بیعت حاصل ہوا۔ (۳) تیسرا شرف کہ ۱۹۶۳ء کا حج جمعہ کے دن واقع ہوا۔ (۴) چوتھا یہ کہ اس سال پاکستان سے علماء و مشائخ اہلسنت کی ایک بڑی جماعت حرمین شریفین کی زیارت کے لئے حاضر ہوئی تھی جس میں تاج العلماء مفتی محمد عمر صاحب نعیمی علیہ الرحمۃ، مجاہد ملت فاتح سرحد حضرت مولانا عبد الحامد صاحب قادری بدایونی علیہ الرحمۃ، خطیب اعظم حضرت مولانا عارف اللہ صاحب قادری علیہ الرحمۃ، مبلغ اسلام حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صاحب صدیقی قادری، حضرت مولانا خلیل احمد صاحب قادری خطیب مسجد وزیر خاں، حضرت علامہ استاذ العلماء مولانا عطاء محمد صاحب بندیالوی، حضرت مولانا مفتی غلام قادر صاحب کشمیری، شہزادہ غوث اعظم حضرت پیر طاہر علاء الدین صاحب گیلانی اور حضرت قبلہ پیر غلام محی الدین صاحب (بابوجی) گولڑہ شریف والے۔ اس کے علاوہ بھی کافی علماء کرام و مشائخ عظام اس موقع پر تھے۔

احقر نے مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کی روحانی و ایمانی فضا میں جو قطب مدینہ کا والہانہ انداز دیکھا ہے۔ اس کو بلا مبالغہ قلم و زبان تحریر و بیان کرنے سے قاصر ہے۔ بقول حضرت بہزاد لکھنوی مرحوم کے ؂

یارب سوئے مدینہ دیوانہ بن کر جاؤں
اس شمع دو جہاں کا پروانہ بن کر جاؤں

حضرت قطب مدینہ کے اسی علم و فضل، زہد و تقوے، ذکر و فکر، اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سچی محبت و عقیدت کی وجہ سے دنیا کے گوشے گوشے میں حضرت کے مریدین و معتقدین کی ایک کثیر تعداد موجود ہے۔ صحیح تعداد تو حضرت کے جانشین سیدی و مولائی حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدنی قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ ہی کو معلوم ہوگی۔

لیکن احقر کا اندازہ ہے کہ وہ ایک لاکھ سے متجاوز ہے۔ حضرت مدنی کی خدمت میں حاضر باش حضرات کو معلوم ہے اور میرے مخدوم و محترم حکیم اہلِ سُنّت محسنِ ملّت حکیم محمد موسیٰ صاحب چشتی قادری ضیائی مدظلہ العالی اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ حضرت مدنی فاضلِ بریلوی، محدثِ سورتی اور دیگر علماء اہلِ سنّت کا ذکرِ خیر کس والہانہ انداز میں فرماتے تھے۔ نیز یہ کہ نجدی حکومت سے پہلے حکومتِ عثمانیہ جو کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے ادب و احترام کے سلسلے میں مشہور و معروف تھی اور مقاماتِ مقدسہ اور مقابر متبرکہ کا خیال رکھتی تھی حضرت موصوف سلطنتِ عثمانیہ کا ذکر بھی اچھے انداز میں فرمایا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل اس گلشن رضوی کی خوشبو سے ہمیشہ مشام عالم کو معطر رکھے۔ آمین ثم آمین

والسلام

احقر محمد جمیل احمد نعیمی غفرلہٗ

مفتی سید شجاعت علی قادری

جج : وفاقی شرعی عدالت پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

جب کوئی زائر مدینہ طیبہ کی زیارت سے واپس آتا اور اس سے ملنے کا مجھے شرف حاصل ہوتا تو اس کی زبان پر حضرت علامہ ضیاء الدین احمد المدنی رحمہ اللہ تعالیٰ و قدس سرہٗ العزیز کا تذکرہ ضرور ہوتا، ہر زائر آپ کے زہد و تقوے، عشقِ رسول، اکرام علماء و مشائخ، تواضعِ زائرین حرم اور دیگر اوصاف حمیدہ و خصائل مرضیہ میں رطب اللسان ہوتا۔ میں طالب علمی کے زمانہ ہی سے حضرت کے بارے میں تواتر سے تعریف و توصیف کے کلمات سنتے سنتے ذہنی طور پر حضرت کے فضل و کمال کا معترف ہو چکا تھا۔ " انتم شہداء اللہ علی الناس (تم اللہ کے گواہ ہو لوگوں پر) کے مصداق کسی شخص کی عظمت کے لیے کافی ہے کہ لوگ اور خاص طور پر اچھے لوگ اس کا ذکر اچھائی سے کریں۔ میری کسی ایسے شخص سے ملاقات نہیں ہوئی جس نے حضرت کے بارے میں کوئی شکایت کی ہو، جو بھی ملا اس نے یہی قصہ سنایا کہ کس طرح حضرت نے اسکے ساتھ شفقت و محبت کا اظہار کیا اور کس طرح باصرار اپنے خوانِ نعمت کے ساتھ شفقت و محبت کا اظہار فرمایا۔ جب میں ریاض یونیورسٹی میں اسکالرشپ پر گیا تو مجھے حرمین طیبین کی خاص حاضری پہلی مرتبہ نصیب ہوئی اور وہ عظیم ہستی جو چار دانگ عالم کے اہل سنت و جماعت مسلمانوں کا مرکزِ عقیدت تھی۔ اسکی بارگاہ میں باریابی کا وقت آ ہی گیا۔ اصطفاء منزل مدینہ طیبہ کے قریب قدرے تنگ سی گلی میں داخل ہوتے وقت حضرت کے بلند مقام کا تصور میرے قلب و نگاہ کو مرعوب کئے ہوا تھا اور میں اسی ذہنی کشمکش میں تھا کہ کس طرح دروازہ سے داخل ہونا چاہیئے، کیسے سلام کرنا چاہیئے اور کس طرح باادب بیٹھنا چاہیئے۔ اتنے میں حضرت کا دولت کدہ آگیا۔ یہ پرانی وضع کا ایک مکان

تھا، جس کمرہ میں حضرت تشریف فرما رہے تھے وہ سادگی اور وقار کا مرقع تھا۔ میانہ قد اکھرا بدن، سفید ریش، سفید عمامہ باندھے نورانی صورت کے ایک بزرگ دوزانو میرے سامنے بیٹھے تھے۔ میں نے سلام عرض کیا، مصافحہ کیا اور دُور ہٹ کر بیٹھنے لگا۔ مگر حضرت نے بکمال شفقت اپنے قریب بٹھایا۔ ابھی میں اپنے تعارف کے لیے کچھ کہنا چاہتا تھا کہ حضرت نے نام سنتے ہی فرمایا، مجھے آپ کا تعارف پوری طرح حاصل ہے۔ آپ کا ذکر سنتا رہتا ہوں مگر گذشتہ سال مولانا سید سعادت علی قادری (میرے برادرِ معظم) تشریف لائے تھے اُن سے بھی آپ کا تذکرہ کیا۔ آپ کی سند حضرت مفتی غلام قادر صاحب کشمیری (میرے واجب الاحترام دوست حال مقیم میر کالونی کراچی جو حضرت سے میرے لیے سندِ حدیث اپنے ہاتھ سے نقل فرما کر لائے تھے۔ فجزاہ اللہ خیر الجزاء) کے ہاتھ بھجوادی تھی، میں حضرت کے قوی الحافظہ ہونے کے کئی واقعات پہلے بھی سُن چکا تھا اب پوری طرح یقین ہوگیا۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ زائرین حرم علماء و مشائخ جب پاک و ہند سے روانہ ہوتے تو جہاں ان کے دِل میں حرمین طیبین و مقاماتِ مقدسہ کی زیارتوں کی نیت ہوتی تھی۔ وہیں ان کے گوشۂ قلب میں حضرت علامہ ضیاء الدین احمد المدنی رحمۃ اللہ علیہ کے فیضِ صحبت سے مستفید ہونے کا تصور بھی موجود ہوتا تھا، بلاشبہ آپکا آستانہ علماء و مشائخ و عوامِ اہلِ سنّت کا مرکزِ عقیدت تھا۔ تھکے ہوئے قافلے یہاں سکون پاتے اور بھٹکے ہوئے مسافر یہاں سے منزلِ مقصود کی راہ پاتے۔ اس مصروف دنیا میں کسی کو کسی سے ملنے کی فرصت کہاں میسّر؟ یہ تو جذب و کشش کا کرشمہ ہے کہ لوگ کشاں کشاں کسی سے ملنے جائیں، بلاشبہ حضرت مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ میں ایسی جاذبیت تھی اور ان کی شخصیت ایسی ہی پرکشش تھی کہ زائرِ حرم کو اُن سے ملاقات کئے بغیر چین ہی نہ آتا تھا۔ ایک عرصہ تک میں پاکستان کے علماء و مشائخ کو زائرین حرم سے یہ سوال کرتے سنتا رہا کہ حضرت علامہ ضیاء الدین احمد صاحب خیریت سے ہیں؟ ایک شخص کی عظمت کو یہی کافی ہے کہ ہر غائب و حاضر اسکے احوال پوچھتا ہو اور اسکی خیر و عافیت کا طالب ہو۔ افسوس کہ یہ عظیم المرتبت ہستی اب ہمارے درمیان نہ رہی۔

حضرت مولانا محمد اطہر نعیمی (کراچی)

حضرت علامہ مولانا الحاج ضیاء الدین احمد صاحب قدس سرہٗ کی بارگاہ میں خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لیے الفاظ کہاں سے لاؤں۔ حضرت مولانا کی ذات مجمع الصفات تھی۔ بچپن سے حضرت مولانا کا تذکرہ استاذ مکرم صدرالافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی قدس سرہٗ اور والد محترم تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی قدس سرہٗ سے سنتا رہتا تھا اور یہ سوچا کرتا کہ وہ شخصیت کتنی عظیم ہوگی جن کا تذکرہ یہ عظیم ہستیاں کس قدر با وقار انداز میں کرتی ہیں۔ ان حضرات کے علاوہ اور بہت سے اکابر اہلسنت سے بھی سنا۔ یہ تمنا رہی کہ میں ان کی زیارت کروں، برسہا برس کی تمنا آرزو کے بعد جنوری ۱۹۷۲ء میں مدینہ طیبہ کی حاضری کا شرف نصیب ہوا تو قلب کا عجیب عالم تھا آج بارگاہ بیکس پناہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم میں مواجہ میں کھڑے ہو کر ہدیہ صلوٰۃ وسلام پڑھنے کی سعادت نصیب ہوگی اور ایک عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کا شرف حاصل ہوگا۔

ہمارا قافلہ شب میں بارہ بجے مدینہ پہنچا تھا، نماز فجر مسجد نبوی میں ادا کی۔ بعد نماز بارگاہِ رسالت میں صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کر کے صبح کو آٹھ بجے کے بعد مسجد نبوی سے باہر آئے تو حضرت مولانا قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضری کے خیال سے پتہ معلوم کرتے ہوئے جب مولانا کے دولت خانہ پر آئے تو دروازے بند دیکھ کر مایوسی ہوئی اس وقت ایک صاحب نے آکر بتایا کہ حضرت مولانا سے ملاقات کے اوقات مقرر ہیں۔ اب نماز ظہر سے قبل ملاقات ہوگی چنانچہ اس درمیانی وقفہ کو گزارنے کے لیے پہلے تو ناشتہ کیا اس کے بعد مدینہ طیبہ کی

ـــــکی بھینی مہکتی ہوئی گلیوں میں گھومتے رہے اور پاکستانی وقت کے مطابق گیارہ بجے کے بعد جب حضرت مولانا قدس سرہٗ کے درِ دولت پر آئے تو دروازہ کھلا ہوا تھا میں اندر کمرہ میں گیا تو حضرت مولانا قدس سرہٗ سامنے تشریف رکھتے تھے اسوقت کمرہ میں شام کے مخلصین بیٹھے ہوئے تھے میں دست بوسی کے بعد ایک گوشہ میں بیٹھ گیا لیکن دست بوسی کے موقعہ پر صرف اپنا نام بتاکر یہ کہا تھا کہ اطہر نعیمی ہے۔ کراچی سے حاضر ہوا ہوں، میں تھوڑی دیر بیٹھا تھا دلمیں خیال آیا کہ حضرت مولانا نے شاید پہچانا نہیں اسلیئے توجہ نہیں فرمائی، چنانچہ کچھ کہنا چاہتا تھا اور ایک جملہ زبان سے ادا ہوا تھا کہ حضرت والا نے فرمایا صاحبزادہ! آپ یہ سمجھتے ہیں کہ میں نے پہچانا نہیں۔ یہ حضرات ابھی مدینہ طیبہ سے جانے والے ہیں۔ ان سے فارغ ہو لوں تو آپ سے بات کرتا ہوں اور آپ سے تو بہت سی باتیں کرنی ہیں۔ چند منٹ کے بعد جب شامی مہمان رخصت ہوئے تو مولانا صاحب نے فرمایا آپکو یہ خیال کیوں ہوا کہ میں نے پہچانا نہیں، آپ تاج العلماء مفتی محمد عمر صاحب کے صاحبزادے ہیں۔ گذشتہ سال آپ کے چھوٹے بھائی اور والدہ بھی مدینہ طیبہ آئے تھے اس کے علاوہ نعیمی کی نسبت تو صدر الافاضل کی یاد تازہ کرتی ہے اور میں تو آپ کے نام سے پہلے سے متعارف ہوں۔ اس کے بعد مولانا رحمۃ اللہ علیہ کراچی کے احباب سے متعلق استفسار فرماتے رہے اور مراد آباد میں جامعہ نعیمیہ کے بارے میں بہت سی باتیں کیں، میری حیرت کی اس وقت انتہا نہ رہی کہ جب حضرت والا نے ایسی باتیں کیں جن کے بارے میں مجھے کراچی میں تفصیلات معلوم نہ تھیں، لیکن حضرت مدنی قدس سرہٗ کو مدینہ طیبہ میں سب کچھ معلوم ہے۔

مجھے بہت سے لوگوں سے واسطہ رہا اور ان کی قوت حافظہ پر رشک کرتا لیکن جب حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی تو میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی کہ حضرت مولانا قدس سرہٗ کا حافظہ ایسا ہے کہ اس دور میں ایسے حافظہ کے مالک مشکل ہی سے ملیں گے۔ اس ملاقات کے بعد میں اجازت لے کر واپس ہوا تو مولانا صاحب نے

نے دریافت فرمایا اب کب آئیں گے ؟ میں نے عرض کیا نماز عشاء کے بعد، اس کے بعد مدینہ منورہ کے تیرہ روزہ قیام میں کوئی شب ایسی نہ تھی جس میں حضرت مولانا صاحب کی خدمت میں حاضری نہ ہوئی ہو۔ حضرت مولانا کی شفقتوں کا یہ عالم تھا کہ مجھے اپنے قریب بٹھاتے اس دوران اکثر فاضل بریلوی قدس سرہ حضرت صدر الافاضل اور والد محترم کا تذکرہ فرماتے تھے۔

مجھے اکابر علماء ومشائخ کی زیارت کا موقعہ ملا ہے لیکن حضرت مولانا قدس سرہٗ سے شرف نیاز کے بعد جو تاثر مرتب ہوا ہے اسکو میں الفاظ میں ادا نہیں کرسکتا حضرت مولانا قدس سرہٗ کے یہاں شب کی نشست میں نعت خوانی ضرور ہوتی تھی پاکستان ہندوستان کے مشہور اور بہترین نعت خوان بارگاہ رسالت میں زمزمہ سرائی کرتے۔ ایسا بھی ہوتا کہ حضرت مولانا کسی شعر کی تشریح فرماتے تو اسرار و رموز کے دریا بہا دیتے۔ نعت خوانی کے بعد دستر خوان بچھتا اور حاضرین حضرت کے دستر خوان سے کسب فیض کرتے۔ میں نے پہلی شب حاضری کے بعد عرض کیا میں تو کھانے سے فارغ ہو چکا ہوں تو حضرت نے فرمایا یہ فقیر کا دستر خوان ہے۔ چنانچہ دوبارہ شریک ہوا۔ اس کے بعد معمولاً حضرت مولانا کے ساتھ کھانے میں شریک ہوتا۔ تصوف کے مسائل ہوں یا شریعت کے تاریخ سے متعلق ہوں یا کسی اور موضوع سے جب حضرت مولانا کسی موضوع پر کچھ بولتے تو یہ معلوم ہوتا کہ اس فن کا امام اس موضوع پر اظہار کر رہا ہے میں ششدر ہوں کہ حضرت مولانا کے کس کس انداز کے بارے میں لکھوں۔ حضرت مولانا قدس سرہٗ اپنے متعلقین ومتوسلین ہی کی نہیں بلکہ ہر اس شخصیت کی خیریت بھی معلوم فرماتے تھے جو ایک مرتبہ بھی حضرت مولانا کی خدمت میں حاضر ہوا ہو۔ میرے ہم وطن مراد آباد کے ایک صاحب نے جو آجکل کراچی میں مقیم ہیں، والد محترم کے حوالہ سے تعارف حاصل کیا جب میں مولانا قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا میاں نعیمی صاحب کے حوالہ سے مراد آباد کے ایک صاحب آئے تھے وہ خیریت سے ہیں؟ آج ایسی شفقتیں کرنے والے اکابر کہاں ہیں ایسے حضرات

کو نظریں تلاش کرتی ہیں۔ اکتوبر ۱۹۷۸ء مدینہ طیبہ کی حاضری کا جب دوسری مرتبہ شرف حاصل ہوا تو میں حسبِ معمول حضرت مولانا کی خدمت میں حاضر ہوا، اس مرتبہ حضرت مولانا کی بصارت کمزور ہوگئی تھی لیکن میری آواز سے حضرت مولانا قدس سرہٗ نے پہچان کر فرمایا اطہر میاں آئے ہیں۔ میں اپنی خوش بختی پر ناز کرنے لگا کہ حضرت والا کو میں یاد ہوں اور میری آواز سے حضرت والا نے مجھے پہچان لیا۔ اس وقت کراچی کے چند علماء بھی موجود تھے لیکن حضرت والا نے مجھے معمول کے مطابق اپنے قریب بلا کر بٹھایا۔ اس مرتبہ روزانہ کی بجائے دوسرے تیسرے دن حاضری کا موقع ملتا تھا۔ ایک مرتبہ حضرت نے فرمایا اطہر میاں کہاں ہیں ہم تم کو روزانہ یاد کرتے ہیں۔ چنانچہ کوشش کرکے تھوڑی ہی دیر کے لیے روزانہ حاضر ہوتا تھا۔

حضرت مولانا کی ذات ملتِ مسلمہ کے لیے نعمت غیر مترقبہ بھی تھی اور مدینہ منورہ میں ایسا مرکز تھی جہاں حبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا درس ملتا تھا جو اس دور میں دوسری جگہ نہیں مل سکتا تھا۔

یہ چند کلمات صرف اس لیے لکھے ہیں کہ حضرت مولانا قدس سرہٗ کی بارگاہ میں خراجِ عقیدت پیش کرنے والوں میں میرا نام بھی شامل ہوجائے۔ ربِ کریم حضرت مولانا کے روحانی فیوض سے متمتع فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین

مبلّغ اسلام مولانا سیّد سعادت علی القادری

(ہالینڈ)

۱۷ نومبر ۱۹۸۵ء ساڑھے بارہ بجے، شب، مدینہ طیبہ سے جناب شیر زمان قادری ضیائی فون کرتے ہیں، بے انتہا خوش ہوا، یقین نہیں آتا کہ دیارِ آقا (صلی اللہ علیہ وسلم) سے مجھ گناہ گار کو کوئی یاد کرے گا، رسمی گفتگو کے بعد موصوف نے حکم دیا "آپ کے مولانا ضیاء الدین احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق اپنے تأثرات قلمبند کرنا ہیں" جس قدر جلد ممکن ہو حکیم محمد موسیٰ صاحب امرتسری کو لاہور روانہ کر دیں،

جو کتابیں سامنے تھیں بند کیں، جو مقالہ زیر قلم تھا، روکا اور یہ مضمون لکھنا شروع کر دیا ایک اس لئے کہ جو حکم مدینہ منورہ سے آئے اسکی تعمیل دوسرے کاموں سے پہلے ہونا ہی چاہیئے، دوسرے اس لئے کہ ایک ایسی شخصیت کے متعلق اپنے دل کی باتیں نوکِ قلم پر لانے کا موقع میسر آیا جس کا نورانی چہرہ آج تک لبا اوقات آنکھوں میں گھومتا ہے اور یاد تازہ رہتی ہے۔

سنہ ۵۳ء سے سنہ ۶۰ء تک کی بات ہے، جب بھی اکابر کی محفل میں بیٹھنے کا موقع ملا، مدینہ طیبہ کا تذکرہ آیا تو حضرت مولانا ضیاء الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر ضرور سنا ہمارے علماء اپنے ہمعصروں کی تعریف کم ہی کرتے ہیں، لیکن حضرت موصوف کی میں نے ہر زبان سے تعریف و تکریم ہی سنی، یہ میری طالب علمی کا دور تھا جو تجسس کا زمانہ ہوتا ہے لہٰذا کبھی کبھی اپنے بعض اکابر سے میں نے حضرت کے متعلق خود بھی سوالات کئے، اور سب ہی سے ان کی تعظیم و تکریم کے کلمات سنے۔

اُستاذِ مکرم حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کچھ اکابر کی باتیں سُنا رہے تھے
میں پوچھ بیٹھا "حضور سُنا ہے مدینہ شریف میں کوئی مولانا ضیاء الدین صاحب رہتے ہیں، سوال
پورا نہ ہونے پایا تھا، سبحان اللہ، سبحان اللہ، کہنا شروع کر دیا اور پھر آپ کا مختصر حال بیان
کرتے ہوئے فرمایا:

ایک سچّے عاشقِ رسول ہیں، جن کو سرکار نے اپنے دربار میں قبول کر لیا ہے۔
خدا کرے تم بھی ان کی زیارت کرو، ان کی زیارت سے ایمان تازہ ہوتا
ہے۔"

تاج العلماء حضرت مولانا مفتی محمد عمر نعیمی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا تو فرمانے لگے:
"میں نے اپنی زندگی میں کسی انسان کو اتنا متبع سنّتِ رسول نہ دیکھا،
جتنے حضرت ہیں اور اندازہ ہوتا ہے کہ وہ سنّت کو صرف شریعت سمجھ کر
اتباع نہیں کرتے بلکہ محبوب کی ادا جان کر پیروی کرتے ہیں جو اطاعت
کا اعلیٰ مرتبہ ہے۔"

جمعیۃ علماء پاکستان کے صدر مولانا عبد الحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ سے میں نے کہا، کیوں نہ
جمعیّت کے کسی اہم جلسے کے لئے، حضرت مولانا ضیاء الدین احمد صاحب کو مدعو کیا جائے
فرمانے لگے:-

"میاں تم جانتے نہیں، پاکستان کا وزیر اعظم بھی انہیں بنا دیا جائے، تب بھی
وہ ایک لمحہ کے لیے مدینۃ الرسول سے باہر نکلنا گوارہ نہ کریں گے۔"

حکیم الامت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا ابو البرکات، حضرت
مولانا ابو الحسنات، حضرت مولانا عارف اللہ شاہ قادری، پیرومرشد حضرت صوفی
کفایت علی شاہ، حضرت پیر صوفی فاروق احمد رحمانی، شیخ الاسلام حضرت خواجہ
پیر محمد قمر الدین سیالوی (رحمہم اللہ علیہم اجمعین) اور نہ جانے کن کن علماء و مشائخ

سے میں نے آپ کی تعریف سُنی، اتنی باتیں سُنیں کہ دِل کی تمناؤں میں آپ کے دربار کی حاضری بھی ایک تمنا بن گئی۔

۱۹۷۰ء میں ایک موقع آیا کہ جمعیۃ علماء پاکستان کی مجلس عاملہ نے میری یہ تجویز منظور کرلی کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ کانفرنس کے لیے حضرت کے صاحبزادے سجادہ نشین حضرت علامہ مولانا فضل الرحمٰن صاحب (اللہ ان کی عمر دراز کرے اور ہمارے سروں پران کا سایہ قائم رکھے، شرِ اعداء سے انہیں محفوظ رکھے) کو مدعو کیا جائے کہ مدینے کے نمائندے کی شرکت کانفرنس کی کامیابی کی ضمانت ہوگی۔"

مَیں اپنی قسمت پر نازاں تھا جب میں نے کراچی میں ان کا استقبال کیا، جب مجھے ان کی میزبانی کا شرف حاصل ہوا، کیا رُوح پرور منظر ہوتا تھا، جب کراچی کے ہل پارک میں مخصوص محفلِ نعت ہوتی تھی، اور مولانا فضل الرحمٰن ہمارے درمیان بیٹھے، کیف وسرور میں ڈوبے ہوئے تھے ——————— کاش! زندگی میں پھر مولانا کے ساتھ، ایسی محفلیں جمیں۔

غرضیکہ اکابر کے تذکروں، مولانا موصوف کی ملاقاتوں نے، میرے دل و دماغ پر حضرت مولانا ضیاء الدین رح کی شخصیت کا ایک ایسا تصور قائم کر دیا تھا کہ اکثر مجھے ان کی زیارت کے لیے بے چینی سی رہتی تھی، حتیٰ کہ، بحمدللہ! حاضری ہوئی اور کئی مرتبہ زیارت کا شرف نصیب ہوا۔

جنوری ۱۹۷۴ء میں جنوبی امریکہ، سے چند دن کے لیے ہالینڈ پہنچا تو فیصلہ کیا، کہ زیارتِ مدینہ سے مشرف ہوتا ہوا پاکستان پہنچوں، خدا کا شکر ہے کہ آقا کے دربار سے اجازت مِل گئی اور حاضر ہوگیا، دربارِ عالی میں حاضری کی جب تمنا پوری ہوئی تو دوسری بڑی آرزو پوری کرنے کا خیال آیا بعد عصر دولت کدہ تلاش کرتا حاضر ہوگیا۔ خوش قسمتی، کہ حضرت تنہا ہی تھے، سلام عرض کیا، دست بوسی کی اور بالکل سامنے بیٹھ گیا۔

اب ایک بارُعب لیکن پُرکشش نورانی چہرہ میرے سامنے تھا۔ میرے پاس الفاظ نہیں کہ اُس وقت کی اپنی قلبی کیفیت بیان کرسکوں، یہ ضرور جانتا ہوں کہ مجھ پر یہ کیفیت پہلی اور شاید آخری مرتبہ طاری ہوئی۔

تقریباً ایک منٹ بعد حضرت نے نظر اُٹھا کر دیکھا اور پہلا سوال تھا۔

آپ کا نام ؟

عرض کیا ، سعادت

فرمانے لگے ، اچھا ، مولانا سید سعادت علی قادری

دونوں ہاتھ پھیلاتے ہوئے ، قریب آئیے ۔ مولانا ، آپ کا تو بہت عرصہ سے انتظار تھا ، ہمت کرکے آگے بڑھا ، آپ نے نہایت ہی مشفقانہ انداز میں گلے لگایا۔ مجھے احساس ہوا ، کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضری یقیناً ، مقبول ہوگئی کہ ایک شفیق بزرگ نے مجھے اپنے آغوشِ رحمت میں لے لیا ، ایک بوجھ سا ہلکا ہوا ، عجب سرور سا محسوس ہوا۔ (اللہ ہم پر ان کا فیض جاری رکھے) آمین

اس پہلی ملاقات کے بعد یہ کیفیت ہوگئی کہ جب تک حضرت کی محفل میں حاضری نہ ہو ، چین نہ آتا ، بلکہ سچ یہ ہے کہ آپ کے دَر کا ٹکڑا نہ ملتا تھا پیٹ نہیں بھرتا تھا ، چاہے کتنے ہی عمدہ کھانے کھائے ہوں ، متعدد بار مدینہ طیبہ کی حاضری نصیب ہوئی اور ہر مرتبہ یہی حال رہا ۔

اس سفر میں اہل وعیال بھی ہمراہ تھے اتفاقاً تیسرے دن ہی میرے اکلوتے بیٹے ، سید عامر علی قادری کو شدید بخار ہوگیا اس وقت بارہ سال عمر تھی ، شام ہوتے ہوتے حالت بہت زیادہ خراب ہوگئی ، اتنی کہ مجھے اسکی زندگی کی کوئی خاص اُمید نہ رہی ۔

بعد مغرب ہوٹل سے نکلنے کے لیے تیار ہوا تو اہلیہ بولیں ! اس حالت میں بچے کو چھوڑ کر آپ نہ جائیں ۔ میں نے کہا میں حضرت کے پاس جارہا ہوں ، دُعا کی گذارش کروں گا ، حاضر ہوگیا ، حسب معمول محفل بھی شروع ہوگئی ، ایک کونہ میں خاموش بیٹھا رہا ۔ ہمت نہ ہوتی

تھی کہ کچھ عرض کروں، محفل ختم ہوئی تو اشارہ کر کے اپنے قریب بُلایا، فرمایا:

آپ خیریت سے ہیں، میں نے اپنی پریشانی عرض کی، کچھ ایسے انداز سے اطمینان دلایا کہ اچانک سکون سا ہوگیا، پھر پوچھا آپ کا قیام کس سمت میں ہے۔ میں نے اشارہ کر کے بتایا آپ نے کچھ پڑھا اور اُس طرف پھونکا۔"

ہوٹل پہنچا، تو ماں بچے کو چائے پلا رہی تھی، صبح ہوتے ہوتے طبیعت خاصی ٹھیک ہو چکی تھی مزید شفقت دیکھیئے کہ بعد ہی فجر، حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب خود تشریف لاتے ہیں، بچے کو دیکھتے ہیں فرماتے ہیں۔ ڈاکٹر کے یہاں سے چلو، میں نے عرض کیا، اب شاید ضرورت نہیں، فرمایا:

ابھی مجھے حضرت نے حکم دیا ہے اسی لیے میں آیا ہوں۔

۱۹۷۶ء میں جب دوبارہ حاضر ہُوا تو آپ نے خصوصیت کے ساتھ نام لے کر عامر میاں کی خیریت معلوم کی، سبحان اللہ! ایسے شفیق بزرگ اب کہاں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی، دُعا کا اثر ہے کہ اُس دن سے آج تک بحمدللہ، عامر میاں بیمار نہیں ہوئے اور مجھے پورا یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں تا حیات ہر آفت سے محفوظ رکھے گا۔ کیونکہ عاشقِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی دُعا کا، ایسا ہی اثر ہوتا ہے، جس پر نظرِ کرم ہو جائے، ہمیشہ کے لیے امراض و آفات سے محفوظ ہو جائے اور بلاشبہ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ کو یہ مرتبہ حاصل تھا، میں نے عامر میاں کو حضرت کی فاتحہ کرتے رہنے کی خصوصی تاکید کر رکھی ہے تاکہ توجہ جاری رہے کہ اللہ کے نیک بندوں کی توجہ کا اثر ان کے دُنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد بھی رہتا ہے۔

میں نے کسی عالم یا پیر کو اپنے ہم عمر یا ہمعصر کے سامنے اس طرح نہ دیکھا جس طرح حضرت علیہ الرحمۃ کے سامنے مشاہیر، اکابر، علماء و مشائخ کو مؤدب اور مرعوب پایا۔ ۱۹۷۹ء میں ایک دن بعد عصر حاضر ہُوا تو آپ کے بالمقابل ایک صاحب کو نہایت عاجزانہ انداز میں بیٹھا پایا۔ تھوڑی دیر بعد پتہ چلا کہ وہ شخصیت ہے جس کا پورے سندھ میں طوطی بولتا ہے۔ یعنی،

مجاہد ملت حضرت علامہ مولانا حبیب الرحمٰن قادری اڑیسوی (علیہ الرحمۃ والرضوان) حیرت ہوئی کہ میرا مخدوم بھی اس دربار میں خادم نظر آرہا ہے۔ تین دن بعد حضرت موصوف کی گرفتاری عمل میں آئی۔ وہ وقت بھی میں نے دیکھا، سیّدی علیہ الرحمۃ ایک عالم اہلسنّت کی گرفتاری پر کیسے مضطرب تھے میں اُن کی ہر ادا سے محسوس کر رہا تھا کہ آپ کے دل میں اپنے علماء کی کتنی محبت تھی۔

غرضیکہ اپنے اکابر سے حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کے متعلق ایک مدت، جو کچھ سُنا تھا، میں نے اُن کو ویسا ہی پایا، سچ یہ ہے کہ جب کوئی سنّت کو اللہ کے محبوب جان کر اُس کا متبع، پیروکار رہتا ہے تو اللہ اسکو ہر طرح نوازتا ہے۔

وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ط — اور جسے، سنّت عطا کی گئی، یقیناً اُسے بہت بھلائی دی گئی۔ (پ۳، بقرہ، ۲۶۹)

حضرت الشیخ سیّدی مولانا ضیاء الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ سچے عاشقِ رسول تھے، بیکرِ اُسوۂ رسول تھے انہوں نے خدا کے دربار میں اپنے عشق کو سچا ثابت کرنے کے لئے محبوب کی ہر ادا کو اپنانے کی پوری پوری کوشش کی، وہ عابد و زاہد تھے، شفیق و خلیق تھے ہر ایک سے ہمدردی محبت ان کا شیوہ تھا۔ سب کی بھلائی چاہنا اور سب کے لیے دُعاء خیر کرتے رہنا ان کا وظیرہ تھا، علماء و عوام میں باہمی اخوت و بھائی چارے کے خواہاں رہتے تھے، خوش کلامی و خوش خلقی کے عادی تھے، متحمل، بردبار اور نرم مزاج تھے، ہنس مکھ و بشاش نظر آتے تھے لوگوں کے مناصب و مراتب کو بخوبی پہچانتے تھے، پاکیزہ و سادہ زندگی بسر کرتے تھے، مختصر یہ کہ انہوں نے، اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ادا اپنانے کی کوشش کی، اور یقیناً ان کی مساعی مقبول ہوئیں کہ اللہ تعالےٰ نے انہیں اپنے وعدے کے مطابق وہ سب کچھ دیا، جو نبی مکرم علیہ السلام کی اتباع و پیروی کرنے والوں کو نصیب ہوتا ہے۔

اللہ نے ان کو علم دیا، ان کے چہرے پر، نور دیا، رعب دیا، حسن دیا، شہرت دی،

عزت دی دولت دی، ولدِ صالح، صحیح جانشین دیا، کونسی نعمت ہے جو اِن کو نصیب نہ ہوئی اور یہ قابلِ رشک ہے، اُن پر خدا کا یہ فضل کہ محبوب کے قدموں میں مسکن و مدفن دیا، یقیناً، اللہ ان سے راضی ہوا۔ اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔

حیرت اس بات پر ہوتی ہے کہ جس شخص نے ساری زندگی گوشہ نشین ہو کر گزاری اسکی اتنی وسیع شہرت کیونکر ملی، کہ اپنے غیر سب ہی جانتے ہیں۔ شہرت کے وہ ذرائع جو ہم اور دُنیا والے اختیار کرتے ہیں اُن میں سے انہوں نے کوئی ذریعہ اختیار نہ کیا، بلکہ ہمیشہ وہ شہرت سے بچنے ہی کی کوشش کرتے رہے نہ تو اُنہوں نے ملک در ملک، شہر بشہر جاکر تقاریر کیں نہ ان کی تصانیف ہیں جن سے لوگ متأثر ہوئے ہوں نہ ہی وہ کسی ادارے کے بانی و مہتمم ہوئے نہ ہی سیاست میں کبھی حصّہ لیا، نہ کوئی ایسا فتوے جاری کیا جس سے دُنیا میں کوئی تہلکہ مچا ہو نہ ہی کوئی مشہور تاجر تھے لیکن پھر بھی مرجع خلائق تھے اس حیرت و استعجاب کو ختم کرنے کے لئے کلامِ الٰہی کی طرف رجوع کیجئے تو پتہ چلتا ہے:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى	مرد و عورت جو بھی نیک کام کرے تو ہم اُسے
وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً	پاکیزہ زندگی عطا کریں گے اور ہم انہیں ضرور
طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ	اجر دیں گے اُن کاموں کے عوض جو وہ کرتے
بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝	ہیں۔ (پ۱۴۔ نحل، ۹۷)

میرے مخدوم رحمۃ اللہ علیہ نے شہرت کے غیر یقینی ذرائع کے بجائے، صالحیت کو اختیار کیا، تو وعدۂ الٰہی پورا ہوا اور انہیں "حیاتِ طیبہ" نصیب ہوئی۔

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۝ پ۳۰   جس نے دل کو پاک کر لیا وہ ہی کامیاب ہوا

انہوں نے کامیابی کے لئے کمزور سہاروں پر تکیہ کرنے کے بجائے تزکیہ کا انتہائی، یعنی عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دیارِ محبوب کا قیام اختیار کیا تو فلاح و کامرانی قدمبوس ہوئی۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا۔ جو شخص اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانتا ہے وہی بڑی کامیابی پاتا ہے۔

وہ ہر حال میں اللہ اور اُس کے رسول کے مطیع و فرمانبردار رہے تو فوز و فلاح پائی۔

اس میں حیرت کی کیا بات ہے تعجب کس چیز پر ہے ہم بھی صالحیت، تزکیہ اور اطاعت کو اپنی زندگی کی بنیاد بنالیں تو ہم سے بھی خدا اپنے وعدے کو پورا کرے گا کہ اسکی راہ پر چلنے والے ہمیشہ حکمرانوں بادشاہوں اور دولت مندوں سے زیادہ ہی مشہور، مکرم اور محترم رہے ہیں۔

مجھے یقین ہے کہ سیدی الشیخ ضیاء الدین احمد علیہ الرحمۃ والرضوان ان علماء میں سے تھے جن کے لیے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا اللہ کے بندوں میں علماء اُس سے ڈرتے ہیں۔

اور جن کے لئے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا:

عن ابن عباس رضؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقیہٌ واحد اشد علی الشیطٰن من الف عابدٍ۔ (رواہ الترمذی و ابن ماجہ)

حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایک فقیہ شیطان پر ہزار عبادت گزاروں سے زیادہ بھاری ہوتا ہے۔

عن معاویۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یرد اللّٰہُ بہ خیرًا یفقھہ فی الدین و انما انا قاسم و اللّٰہُ یعطی۔ (متفق علیہ)

حضرت معاویہؓ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کے ساتھ اللہ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے۔ اسے دین میں سمجھ عطا کر دیتا ہے میں تو بانٹنے والا اور اللہ دینے والا ہے۔ (بخاری ومسلم)

ان کے چہرے پر میں نے "خشیتِ رب" کو دیکھا اور عشق رسول کا نور بھی جھلکتا پایا۔

فکر اور تفکر کا انداز بھی ظاہر ہوتا تھا، ایسا جیسے وہ خدا کے اس ارشاد پر عمل کر رہے ہوں۔

وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ (پ ۲۸، حشر ۱۸)	اور ہر شخص کو دیکھنا چاہیئے کہ اس نے کل کے لئے آگے کیا بھیجا ہے۔

ذرا سوچئے ان کیفیات کی مظہر ہستی کی تعریف کرنے کے لئے، میں کون سے الفاظ استعمال کروں، بس اتنا کہہ دیجئے کہ کسی نے اُن کو علامہ دعالم کہا، کسی نے صوفئ باصفا، کسی نے شیخ طریقت کسی نے عاشقِ رسول اور کسی نے شیخ العرب والعجم، بلاشبہ سب نے سچ کہا، پر، میرا وجدان کہتا ہے کہ وہ ”اولیاء کرام کی اُس جماعت کے ایک فرد تھے جن کو خدا نے اپنی جماعت، اپنا لشکر، ”حزب اللہ“ کہا:

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۠ (پ ۲۸، المجادلہ، ۲۲)	اللہ اُن سے راضی ہوگیا اور وہ اُس سے راضی ہوگئے یہ اللہ کا گروہ ہیں اور سن لو اللہ ہی کا گروہ دونوں جہان میں کامیاب ہے۔

وہ دُنیا سے چلے گئے، خوب گئے، ہم نے اُنہیں دفن کیا، ملائکہ نے انہیں ان کے رب کی رضا کا مژدہ سنایا، قبر میں ان کے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا استقبال کیا، اب ہمارے پاس کیا ہے جو انہیں دیں، یہی چند توصیفی کلمات گا ہے گا ہے، ایصال ثواب لیکن اُن سے مانگنے کو بہت کچھ ہے۔ ان کے صاحبزادے سجادہ نشین کے لیے صحت و تندرستی، عمر دراز، ان کے عقیدتمندوں ارادتمندوں کے لیے خیر و عافیت، ہمارے پاس تو انہیں دینے کے لیے کچھ نہیں، اُن کے پاس سب کچھ ہے وہ زندگی بھر دیتے ہی رہے اور ایسے لوگ دُنیا سے جانے کے بعد بھی دیتے ہی رہتے ہیں، خوب مانگو، بس عقیدت و اعتماد سے مانگو ضرور ملے گا۔“

پس اے اللہ، اپنے اس ولی کے صدقے میں، ان کے لیے، میری طرف سے ان چند سطور کو قبول فرما، مجھ پر بھی، اُن کا فیض جاری فرما، دُنیا و آخرت

کی بھلائیاں عطا فرما ، یا رب ، تو ہی مُجیب الدعوات ہے"۔

فقیر سیّد سعادت علی القادری

مقیم حال ، ہالینڈ

مورخہ ۲۸ ر نومبر سنہ ۱۹۸۶ء

حضرت مولانا محمد علی مہتمم جامعہ رسولیہ شیرازیہ بلال گنج، لاہور

خلیفہ مجاز حضرت شیخ ضیاء الدین احمد القادری المدنی قدس سرہٗ

عرصہ ہوا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی نور اللہ مرقدہٗ کے خلیفہ شیخ العرب والعجم حضرت علامہ مولانا ضیاء الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق مختلف احباب سے ان کے فیوض و برکات اور مناقب جلیلہ پر مشتمل باتیں سننے میں آتی رہیں۔ دیارِ حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زائرین سے بھی جب موصوف کے اخلاق فاضلہ اور روحانی کمالات کا تذکرہ رونقِ سماعت ہوا۔ ان کے عشقِ مصطفیٰ کی روح پرور باتیں اور تقوےٰ و پرہیزگاری کی اعلیٰ زندگی کے واقعات نے دل کے دریچہ پر دستک دی۔ بلا ناغہ میلادِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی محافل و مجالس اور ہر لمحہ ان کی دوزانو بیٹھک نے خیالات کو روانگی بخشی۔

ان کے دیدار پر انوار سے مستفیض ہونے والی آنکھوں کو دیکھ کر میری آنکھوں سے حسرت کے آنسو بہائے۔ اُن کی حُسنِ گفتار و کردار کی گواہی دینے والوں کی گفتگو نے محرومیٔ زیارت کو حرمانِ نصیب گردانا۔ دل تھا کہ ہر وقت ان کی قدم بوسی کے لیے پھڑکتا تھا، آنکھیں تھیں کہ ہر لمحہ ان کی زیارت کی پیاسی تھیں، کان تھے کہ ہر وقت ان کی عشقِ مصطفیٰ میں ڈوبی ہوئی گفتار سے زندگی کے متلاشی تھے۔ بالآخر ربِّ کریم نے اپنے محبوب رؤف رحیم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے گنبدِ خضراء کی زیارت کے لیے بُلا ہی لیا۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نظرِ کرم فرمائی، ۱۹۵۷ء میں زیارتِ حرمین طیبین سے پژمردہ روح کو حیاتِ نو ملی۔ مجھے زندگی کا یہ حیات بخش سفر براستہ خشکی طے کرنے کا موقعہ ملا۔ اس سفر میں کہیں آنا جانا اور ٹھہرنا سب ان لوگوں کی مرضی پر منحصر تھا جن کے ٹرکوں کے ذریعہ ہمیں یہ سعادت نصیب ہوئی۔ حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ مقدسہ

کے آنکھوں سے بوسے لیے، جبینِ عقیدت نے جھک کر سلام عرض کیا اور گنہگار آنکھوں نے عقیدت کے موتی اس خطۂ زمین پر نچھاور کیے جس کا احترام عرشِ معلیٰ بھی کرتا ہے۔ چند لمحوں کی حاضری یوں تھی، گویا دُنیا و ما فیہا سے بے خبر کوئی جنت الفردوس کی کیاری میں اللہ کے محبوب کی اداؤں سے ایمان کو جِلا دے رہا ہو۔

اسی سفر کے دوران حضرت ممدوح کی حاضری کا موقعہ بھی میّسر آیا، لیکن وہ بھی صرف ایک مرتبہ۔ بہت سے ارمان لے کر گیا تھا لیکن ٹرک والوں نے اس سے زیادہ ملاقات کا وقت نہ دیا۔ زیارت تو ہوئی لیکن حسرتوں کے پہاڑ نہ ٹوٹ سکے۔ جذباتِ محبت میں کمی نہ آئی۔ عشق و محبت کی آگ سرد نہ پڑی، بلکہ ایک ہی ملاقات نے آگ پر تیل کا کام کیا اور جس پیاس کو بجھانے گیا، وہ اور بھڑکی۔ جس دل کو تسکین کی دولت ملنی تھی، اُسے اضطراب اور تڑپ کے زیورات پہنا دیئے گئے۔ جو سُنا تھا اُس سے کہیں زیادہ دیکھا جو سوچا تھا اس سے بڑھ کر پایا۔ بس یوں سمجھیے کہ آپ عشق مصطفےٰ کا مرقع تھے۔ محبت رسول کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔ دین کی عظیم منیار تھے اور اسوۂ حسنہ کی ظاہری مثال تھے۔ ایسی شخصیت کی ایک مرتبہ زیارت سے کب جی بھرتا ہے۔ پہلے تو صبر تھا، اب بے صبری۔ پہلے تو وصال کی تڑپ تھی۔ اب ہجر نے دوبارہ وصال کے خیال سے پژمردہ کر دیا۔ ہاتھ دُعا کے لیے ہر وقت بُلند اور دل ملاقات کے لیے ہر وقت مشتاق۔ خدا خدا کر کے گیارہ سال بعد پھر وہ ساعت آئی۔ ۱۹۶۸ء میں دوبارہ حاضری نصیب ہوئی۔ اس دفعہ آٹھ دن مدینہ منوّرہ میں رہنے کے لیے ملے۔

روزانہ ایک دفعہ مولانا ممدوح کی حاضری کا موقعہ ملتا۔ تقریباً ایک گھنٹہ ان کی پُر کیف مجلس میں بیٹھنا نصیب ہوتا۔ یہ ایک گھنٹہ کی حاضری اتنی پُر تاثیر تھی کہ دوسرے دن کی حاضری تک اس کے اثرات باقی رہتے، لیکن آٹھ دن کے بعد پھر داغِ مفارقت قسمت میں لکھا تھا اور با دلِ نخواستہ وطن لوٹ آیا۔

طویل جدائی نے نڈھال کر دیا۔ آتشِ ہجر میں پہلے سے زیادہ الاؤ تھا۔ بالآخر نو سال

بعد پھر قسمت نے یار اکیا۔ نیلی چھت والے نے سبز گنبد والے کی طفیل حرمین طیبین کی حاضری بخشی۔ درِ خیرالوریٰ پر بیس دن گزارنے کی سعادت میسر آئی۔ ان ایام میں حضرت مولانا ضیاء الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ کے فیوض و برکات سے استفادہ کا بکثرت موقعہ ملا۔ آپ کے تو کچھ ایسا کرم ہوا کہ وقت کی پابندی بھی رکاوٹ نہ بنی۔ جب درِ فیض کھلا دیکھا، حاضری کا شرف پالیتا۔ معتقدین و متوسلینِ حضرت سے جس قدر اور جو سُنا اس سے سِوا پایا۔ عشق و مستی کے بحرِ بیکراں تھے۔ اطاعت و عبادت کا روشن مینار تھے۔

پھر چوتھی مرتبہ ۱۹۸۱ء میں امام الانبیاء حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درِ اقدس پر حاضری نصیب ہوئی۔ اس دفعہ تقریباً پچاس دن رہنے کا اتفاق ہوا۔ اس دفعہ حضرت ممدوح رحمۃ اللہ علیہ نے نظرِ کرم فرمائی اور فرمایا کہ آپ نماز مغرب کے بعد سے نمازِ عشاء تک حاضرین کو حج کے مسائل و احکام بیان کیا کریں۔ یہ حضرت کا آخری سال تھا، استغراق کی کیفیت طاری تھی۔ ہر آنے والے کو آپ کی دفعہ صرف سلام کا جواب دیا کرتے، اور خدا کے حضور دعائیہ کلمات ادا کر دیا کرتے تھے۔ لیکن اس کیفیت میں بھی حضرت فیضدرجت کی نظرِ کرم مجھ پر بہت زیادہ تھی۔ شرف یابی کے وقت جب اپنا نام عرض کرتا۔ دستِ اقدس کے بوسے لیتا تو مجھ بے مایہ اور ناقص کے ہاتھ پکڑ کر اپنی آنکھوں سے لگاتے اور مرحبا مرحبا کے الفاظ زبان پر جاری ہوتے۔ حضرت کی اس ادا نے مجھے وہ راحت و مسرت بخشی۔ جس کا الفاظ احاطہ نہیں کر سکتے۔ بس یوں سمجھئے دونوں جہاں کی نعمتیں مل گئیں۔

اکتساب فیض و حصولِ برکات کا یہ سلسلہ پونے دو ماہ جاری رہا۔ جب ذوالحجہ کی تین تاریخ ہوئی تو بندۂ ناچیز الوداعی ملاقات کے لیے حاضر ہوا۔ ادائیگی حج کے لیے مکۃ مکرمہ روانہ ہونا تھا۔ دل کی بے چینی اپنے عروج پر تھی، عقیدت و محبت کے دریا میں طغیانی کا سماں تھا۔ حضور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ بیکس پناہ کی فرقت دل کو ڈسنے لگی۔ مدینہ منورہ کے در و دیوار کی جدائی پیمانۂ صبر کو لبریز کر رہی تھی اور حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی شفقت و عنایات کی بظاہر محرومی جان لے رہی تھی۔ انہی خیالات و تصورات

کو لیے ہوئے جب خدمت عالیہ میں پہنچا۔ اس وقت صرف آپ کے صاحبزادے ولیٔ کامل حضرت علامہ مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ العالی بھی موجود تھے۔ حضرت کی خدمت میں سلام عرض کیا، اپنا نام بتایا۔ پہلے کی طرح بوسہ لینے پر میرے ہاتھوں کو اپنی آنکھوں پر لگایا۔ قبلہ صاحبزادہ صاحب نے میری روانگی کے بارے میں عرض کیا اور میرے لئے اجازت چاہی اور خصوصی نظر کرم کی درخواست کی۔ چند لمحے سکوت فرما کر صاحبزادہ صاحب کو فرمایا کہ مولانا محمد علی کو سند دی جائے۔ سند پُک گئی۔ الحمد للہ حضرت نے اپنے دست اقدس سے سند کے ساتھ اپنی دستار مبارک بھی مجھ ناچیز کو مرحمت فرمائی۔ یہ دونوں تبرکات اور اجازت ہوئی اور میں پھر ملاقات کی تمنا لیے مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ چل دیا۔ مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران حضرت کے وصال کی جان لیوا خبر سُنی۔ اس جانکاہ خبر کے بعد میں نے آپ کی رُوح کے توسّل سے عرفات و منیٰ میں اللہ کے حضور دعائیں مانگیں۔ مختصر یہ کہ حج کے افعال سے فراعت پاکر واپس پاکستان آگیا۔

لاہور میں رہتے ہوئے آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس شیدائی (جو بظاہر آنکھوں سے اوجھل ہو گئے تھے) سے عالم خواب میں مجھے وہ کچھ عطا ہوا، جس کا ذکر کرنا باعث طوالت اور خودنمائی کے ضمن میں آتا ہے لیکن اتنا ضرور کہوں گے کہ اگرچہ میں بنا تہ اس قابل نہ تھا لیکن حضرت مدنی سے حضرت میاں شیر محمد علیہ الرحمۃ اور سیدی مرشدی قدوۃ السالکین حضرت خواجہ نور الحسن علیہ الرحمۃ کے عقیدتمندوں میں ہونے کی وجہ سے مجھے یہ اعزاز ملا۔ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پیکر اور اُسوۂ حسنہ کی عملی تصویر تھے۔ اگرچہ اس میدان میں کرامات کا ہونا کسی کے مقرب ہونے کے لیے لازم نہیں جیسا کہ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے ؎

ما برائے استقامت آمدیم
نے برائے کشف و کرامت آمدیم

لیکن اس کے باوجود میں یقین سے کہتا ہوں کہ میں نے حضرت مدنی کے متعلق خصوصاً اہل مدینہ سے لاتعداد کرامات سنیں۔ یہاں صرف تبرک کے طور پر ایک کرامت بیان کر رہا ہوں اور یہ بھی

اُس شخص کی زبانی جسے رب ذوالجلال نے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سبز گنبد کو ہر سال رنگ کرنے کی سعادت عطا فرمائی ہے۔

شیخ محمد طاہر ساکن مدینہ منورہ (متوطن ضلع گوجرانوالہ۔ پاکستان) بیان کرتے ہیں کہ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی علیہ الرحمۃ کا جس دن وصال ہوا۔ میں مدینہ منورہ میں ہی تھا۔ لیکن مجھے کسی نے بھی آپ کے وصال کی خبر نہ دی۔ جب لوگ کفن دفن سے فارغ ہو گئے۔ مجھے پتہ چلا۔ میں نے اپنے ان دوستوں سے جو حضرت کی آخری رسومات میں شریک تھے ناراض ہو گیا حتیٰ کہ کئی دن تک اُن میں سے کسی سے میں نے بات نہ کی۔ بعد وصال جنت البقیع میں فاتحہ خوانی کے لیے حاضر ہوا۔ دن کے دس بجے تھے۔ دیوار کے سوراخوں میں سے حضرت کی قبر پہ نظر پڑی، میں نے حضرت کو اپنی قبر پر اُسی شکل وصورت میں دیکھا جس کے ساتھ وہ اپنے حجرہ شریفہ میں جلوہ گر ہوتے تھے۔ میرے ساتھ ایک نوجوان محمد تنویر بھی تھا میں نے اُس کو بھی دکھایا۔ اس نے بھی یہ سب کچھ دیکھا۔ زیارت ہونے کے بعد ہماری آنکھوں سے اوجھل ہو گئے اور ہم واپس آ گئے۔

اس کرامت سے اہل سنت وجماعت کے مہذب مذہب کی تصدیق ہوتی ہے کہ اللہ کے بندے حیات ظاہری اور حیات برزخی میں اپنے متوسلین سے تعلق رکھتے ہیں اور فیوض و برکات سے اسی طرح نوازتے ہیں جس طرح ظاہری زندگی میں نوازتے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے حشر ونشر میں ان جیسے پاک سیرت اور مقربانِ بارگاہ کی رفاقت عطا فرمائے اور ان کی شفاعت سے بہرہ ور فرمائے۔

اللّٰھم اٰمین۔

مولانا محمد جلال الدین قادری

(کھاریاں، گجرات)

سنہ ۱۳۹۸ھ / ۱۹۷۸ء میں حرمین طیبین کی حاضری کے موقع پر یہ فقیر حضرت مولانا علیہ الرحمۃ کی حاضری وزیارت سے بہرہ ور ہوا۔ الحمد للہ! پہلی ہی نظر میں معلوم ہوا کہ حضرت مولانا علیہ الرحمۃ کا نورانی وجود اسلاف کا بہترین نمونہ ہے۔ آپ کو دیکھ کر اللہ تعالےٰ یاد آیا۔ نہایت شفقت ومحبت سے فقیر کا حال دریافت فرمایا۔ فقیر کی خدمات دینیہ وعلمیہ کا سُن کر آپ نے دعائیں دیں۔

دیارِ حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں موجودہ متغلب حکمرانوں نے نعت خوانی اور صلوٰۃ وسلام کی محافل کو جبراً وظلماً بند کر رکھا ہے۔ خلاف ورزی کرنے والوں کو عبرت ناک سزائیں دی جاتی ہیں مگر حضرت مولانا ضیاء الملت والدین علیہ الرحمۃ کا حبِ رسول کا جذبہ صادق ان تمام مشکلات پر غالب رہا، بالالتزام ہر روز آپ کے ہاں نعت خوانی اور صلوٰۃ وسلام کی محفل منعقد ہوتی۔ حضور پُرنور مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل ومحامد اور اولیاء کاملین کے تذکرہ سے آپ کی کوئی محفل خالی نہ ہوتی۔ سوز وگداز سے بھرپور اس نورانی محفل میں حاضرین کی حالت دیدنی ہوتی، ہر طرف انوار کی بارش اور آنسوؤں کی جھڑی نظر آتی، یہ سب کچھ آپ کی توجہ کا فیض ہوتا۔

آپ کی ذات مرجع خواص وعام اور حرمین طیبین میں محبانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ گاہ تھی معارف دینیہ کے علاوہ آپ کے دسترخوان سے حاضرین دنیوی نعمتوں سے بھی سرفراز ہوتے۔ حضرت مولانا کو دیکھ کر توکل کا مفہوم واضح ہوجاتا۔

آپ کے معارف باطنی کی رفعت کا اندازہ تو صاحبانِ نظر ہی کر سکتے ہیں۔ فقیر کے ایک ہمراہی کے دل میں گستاخِ رسول امام کی اقتداء میں نماز نہ ادا کرنے کے بارے میں

ذرا خلش تھی۔ بغیر عرض کئے وہ مسئلہ اس محبت سے بیان فرما دیا کہ وہ خوش نصیب اس واقعہ کو آج بھی یاد کر کے آپکی عظمت کا اقرار کرتا ہے۔ برصغیر کے علاوہ دیگر ممالک میں بھی آپ کے بے شمار مریدین، متوسلین اور خلفاء موجود ہیں۔ جو دین حق کی تبلیغ و اشاعت میں مصروف ہیں۔ غرضیکہ آپ کی ذات شریعت و طریقت کی جامع تھی۔

فقیر قادری محمد جلال الدین عفی عنہ۔
۲۰ ذی قعدہ ۱۴۰۴ھ

خطیبِ پاکستان حضرت مولانا حافظ محمد شفیع اوکاڑوی

خطیب پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ فرمایا، کہ ایک سال میں نے ماہ رمضان المبارک مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں گزارا اور انوار و برکات کی برسات سے لطف اندوز ہوا۔ عید کے نماز ادا کر کے صاحب الجود و الکرم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ہدیۂ صلوٰۃ و سلام پیش کرنے کے لیے گیا۔ یہ پہلی عید تھی جو اپنے گھر والوں اور والدین سے دُور آئی تھی۔ مگر مدینہ منورہ میں عید کرنے کی خوشی بہت زیادہ تھی، ابھی سلام پیش ہی کیا تھا کہ دل بھر آیا اور ہچکیاں بندھ گئیں۔ عرض کی حضور! ماں باپ آج کے دن نالائق اولاد کو بھی معاف کر دیتے ہیں ——— عیدی دے دیتے ہیں، محروم نہیں رکھتے۔ آپ تو مومنوں پر رؤف و رحیم ہیں، کرم ہی آپ کی شان ہے، مجھے بھی آج عیدی عطا کیجیے۔ یہی التجا جنت البقیع میں سیدنا عباس رضی اللہ عنہ اور جبل اُحد سے متصل سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزاروں پر کی اور ان سے سفارش کے لئے کہا۔ والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت سیدنا عبد اللہ کی بارگاہ میں سفارش کی گزارش کی۔

میرا قیام شیخ العرب والعجم مولانا ضیاء الدین احمد قادری مدنی قدس سرہٗ کے ہاں تھا جو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضلِ بریلوی قدس سرہٗ کے خلیفۂ مجاز تھے جو سلسلہ معمریہ، شاذلیہ، اشرفیہ اور دیگر سلاسلِ طریقت میں اجازت و خلافت رکھتے تھے۔ اس رات جب سویا تو خواب دیکھا کہ ایک مستطیل نما نہایت سنہری لوح (تختی) ہے اچانک ایک خوبصورت ہاتھ نمودار ہوا۔ اور اس نے ایک ایک حرف کی نمایاں الگ الگ خطاطی کرتے ہوئے میرا

نام اس طرح کندہ کیا "محمد شفیع" میں دیکھ کر مسرور ہوا۔ میری آنکھ کھلی تو قریب ہی حضرت مدنی علیہ الرحمۃ مصلٰی بچھائے وظائف میں مشغول تھے۔ میں نے حضرت کو خواب سنایا۔ حضرت نے قریب بلایا اور سینے سے لگالیا۔ پوچھا کہ آج بارگاہِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ مانگا تھا؟ عرض کی جی ہاں عیدی مانگی تھی۔ فرمایا مولانا مبارک ہو، آپکو عیدی مل گئی ہے۔ بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک سنہری لوح دی ہے جس پر مقرب اور محبوب غلاموں کا نام لکھ لیتا ہوں۔ مولانا آج آپ کا نام محبوبوں میں شامل ہوگیا ہے۔ صبح ہوئی تو حضرت نے تمام سلاسل عالیہ میں مجھے خلافت و اجازت عطا فرمائی۔ میں نے عرض کیا میں گنہگار و نالائق ہوں اس نعمت کا خود کو اہل نہیں سمجھتا۔ حضرت نے فرمایا مولانا یہ ہماری طرف سے نہیں، اس کا ہمیں حکم ہوا ہے۔ ہم تو تعمیل ارشاد کر رہے ہیں۔ [1]

---

[1] مولانا حیدر، ڈربن جنوبی افریقہ، مضمون مولانا محمد شفیع اوکاڑوی، ہفت روزہ اخبار جہاں کراچی ۲۲ تا ۲۸ راپریل ۱۹۸۵ء ص ۱۷

مولانا ابوداؤد محمد صادق رضوی مدظلہ العالی

(گوجرانوالہ)

خلیفۂ اعلحضرت حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ یوں تو خطۂ پاکستان کے مردم خیز علاقہ سیالکوٹ میں پیدا ہوئے مگر عشق مدینہ وصاحب مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بدولت "مدنی" کہلائے۔ اس عاشق مدینہ نے دِل کی بستی میں مدینہ منوّرہ کو ایسا بسایا کہ زندگی کا بہت بڑا حصّہ (ستر برس سے زائد) مدینہ منورہ میں بسے اور اوائل عمری میں ہی مدینہ کے ہوکر رہ گئے کہ بالآخر خاکِ مدینہ نے اُن کو اپنے جلو میں لے لیا اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے سرزمین مدینہ میں محو استراحت ہوگئے ؎

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

اگر ہم غور سے دیکھیں تو ہمیں پتہ چلے گا کہ مولانا ضیاء الدین مدنی مرحوم اپنے مُبارک نام و کام کے لحاظ سے واقعی اسم بامسمّٰی تھے۔ جہاں اُن کے آباؤ اجداد میں علاّمہ عبدالحکیم سیالکوٹی جیسی نادرروزگار شخصیت کا نام آتا ہے۔ وہاں اُن کے اساتذہ کرام میں مولانا محمد حسین پسروری مولانا غلام قادر بھیروی اور مولانا وصی احمد سُورتی جیسی علمی، روحانی و دینی عظیم شخصیات کا نام بھی آتا ہے۔ جہاں آپکو یہ خاندانی و تعلیمی اعلیٰ نسبتیں حاصل ہیں۔ وہاں آپکی روحانی نسبت بھی اعلیٰ و بالا ہے۔ کہ آپ مجدد برحق اعلحضرت مولانا شاہ احمد رضا خانصاحب فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ سے بیعت ہوئے اور انہوں نے آپکو اپنی خلافتِ عظمٰی سے نوازا، اور سند حدیث بھی عطا فرمائی۔

آپ کی عالی نسبتی اس سے بھی اندازہ کیجئے کہ آپنے ۹ سال تک آستانہ عالیہ حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ... [illegible]

اور شیخ مصطفےٰ و شیخ شرف الدین علیہما الرحمۃ سے اکتساب فیض کیا۔

بغداد شریف سے مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور پھر آقائے مدینہ کے عاشق صادق نے یہیں ڈیرا ڈال دیا۔ مدینہ منورہ میں آپ نے حضرت شیخ احمد الشمس مغربی، شیخ محمود المغربی، مولانا عبد الباقی فرنگی محلی، اور شام کے مشہور عالم مولانا یوسف نبہانی سے علمی و روحانی استفادہ کیا۔ اور ان حضرات نے بھی آپکو سند حدیث و خلافت سے نوازا۔ (رحمۃ اللہ علیہ)

آپ نے سلطان عبد الحمید، شریف حجاز اور خاندانِ سعود کی حکومتوں کے لیل و نہار دیکھے مگر کبھی حکمرانوں سے مراسم قائم کرنے کی ضرورت محسوس نہ کی۔ آپ کے مسلکی مخالفین اکثر آپ کے خلاف رپورٹ بازی کرتے رہے مگر نہ آپکو کبھی کوئی گزند پہنچا اور نہ ہی پائے استقامت میں کوئی لغزش آئی۔

آپ نے عرصہ دراز تک مسجد نبوی شریف میں درسِ حدیث نبوی دیا اور ذکر رسول کی محفلیں قائم کیں۔ مدینہ طیبہ میں محافل میلاد کا انعقاد آپ کا عظیم دینی ورثہ ہے جو آپکی حیات مبارکہ میں بہر نوع دمِ واپسیں تک جاری رہا۔ اور بحمد اللہ! اب تک جاری و ساری ہے، اور ان شاء اللہ العزیز ہمیشہ ہمیشہ جاری رہے گا۔

جب آپ کو شدید علالت کی بنا پر ہسپتال داخل کرانا پڑا، تو آپنے ہسپتال میں بھی محفلِ میلاد منعقد کر کے اپنی رُوحانی غذا کا اہتمام کیا۔ اگرچہ مخالفین آپ سے خاصے سراسیمہ ہوئے اور مخالفت کی انتہا کر دی مگر آپنے کوئی پرواہ نہ کی اور عشقِ رسول کی شمع کو فروزاں رکھا۔ آپکی محفل میں مصر۔ شام۔ ترکی۔ عراق۔ برطانیہ۔ افریقہ۔ عرب امارات۔ پاک و ہند غرضیکہ دُنیا کے گوشے گوشے سے عقیدتمند شریک ہوتے رہتے تھے اور اس طرح سے آپکے عقیدتمندوں سے دُنیا کا ہر گوشہ آباد ہے۔

عشق رسول کی جو دولت آپکو رب تعالیٰ نے ودیعت فرمائی۔ آپ اسے عمر بھر لٹاتے رہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپکی ضیاء دینی رہتی دُنیا تک دُنیا کو منور کرتی رہے گی اور آپ کے مرید۔ شاگرد اور عقیدتمند آپ کے مشن کو ہمیشہ جاری رکھیں گے۔ (ان شاء اللہ)

ہماری دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ آپ کے فرزند دلبند اور سجادہ نشین حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدنی مدظلہٗ العالی کو آپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے، تادیر دینی رہنمائی و فیوض و برکات عام کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

حضرت مولانا ابوالظفر سید محمد زبیر شاہ

شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ غوثیہ چکوال

حج سے فارغ ہو کر مدینہ طیبہ حاضری کے دوران حضرت مولانا ضیاء الدین رحمہ اللہ کی زیارت سے قیام کے دوران کئی مرتبہ مشرف ہوا گو آپ ان ایام میں محویت کے عالم میں تھے لیکن پھر بھی چند ایک خصوصیات نمایاں تھیں۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت و خلافت کے علاوہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے غلام کو اپنی بارگاہ کا خادم بنا کر رکھنا اور ہر وقت گنبد خضرا کے سامنے رہنا یہ عظیم مقدر کی بات ہے جو مدینہ طیبہ کی چند ساعت بہار ہی دیکھ لے وہ نہیں بھولتا اور جس شخصیت کو زندگی کا ایک حصہ آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے گنبد خضرا کے سائے میں بسر کرنے کا موقع ملے۔ اور پھر سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی "من شاء ان یموت بالمدینہ فلیمت بالمدینۃ" اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی تمنا اور دعا "اللّٰھم ارزقنی شھادۃ فی سبیلک وموتۃ فی بلد نبیک" حضرت قبلہ کا مدینہ شریف میں وصال اہل نظر سے اس کی عظمت پوشیدہ نہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلک حقہ پر استقامت نصیب فرمائے۔ آمین

فقیر سید محمد زبیر شاہ

چکوال

علامہ محمد فیض احمد اویسی

(بہاولپور)

مدینہ منورہ کا اشتیاق ہر مومن کے قلب میں ہر وقت موجزن رہتا ہے بالخصوص جس دل میں حبیب کبریا شفیع ہر دوسرا سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق کی چنگاری سُلگ رہی ہو تو وہ ہر لمحہ مدینہ منورہ کا وِرد رکھتا ہے۔ فقیر عرصہ دراز سے مشتاق تھا کہ قسمت کی یاوری ہو تو حاضری نصیب ہو۔ ۱۳۹۱ھ میں فقیر کو اس دولت سے نوازا گیا۔ زمانہ طالب علمی میں قطب مدینہ حضرت علامہ ضیاء الدین احمد القادری المدنی قدس سرہٗ کا اسم گرامی سُن پایا تھا۔ نہ صرف نام بلکہ آپ کے علمی، عملی اور روحانی کمالات کا شہرہ بھی۔

مدینہ طیبہ پہنچتے ہی نقیر کے تلامذہ نے سنہری جالی پاک کی حاضری سے فراغت کے بعد قطب مدینہ کی زیارت کی یاد دہانی کرائی، فقیر تو پہلے ہی اس میخانہ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شوق دل میں لئے تھا، احباب کے یاد دلانے پر بے چین ہو گیا۔ اس لیے بجائے اپنی رہائشگاہ پر جانے کے قطب مدینہ کے مکان کا رُخ کیا۔ عصر کے بعد کا وقت تھا، میرا رفیق مجھے قطب مدینہ کے مکان پر لے گیا۔ اس وقت حضرت کے پاس کثیر التعداد میں علماء و مشائخ موجود تھے اور آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا فضل الرحمٰن قادری مدظلہٗ بھی تشریف فرما تھے۔ علماء و مشائخ میں بعض فقیر کو جانتے تھے۔ اسلئے فقیر کے حاضر ہوتے ہی حضرت کو فقیر کا تعارف کرایا۔ حضرت فرمانے لگے "مجھے تو آپ کی آمد کا کافی عرصہ سے انتظار تھا، اچھا ہوا آ گئے"۔ مجھے آپ کے ارشاد گرامی سے شرم محسوس ہو رہی تھی کہ ایسی بڑی شخصیت مجھ جیسے کی منتظر ہو، فقیر پر کرم فرمایا اور جتنی دیر یہ فقیر حاضر خدمت رہا آپ نے خصوصی توجہ سے نوازا۔ اسی اثناء میں

اپنی سرگذشت اور اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنّت مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہٗ سے خصوصی تعلقات اور نیاز مندی کی باتیں سناتے رہے۔ مدینہ منورہ کے قیام کے دوران یہ واضح ہوا کہ حضرت قطبِ مدینہ رحمۃ اللہ علیہ کا مدینہ طیبہ میں رہ کر مسلکِ حق کی ترویج کا کام سرانجام دینا انہی کا حصہ ہے باوجودیکہ مخالفین نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ مسلکِ اہلِ سنّت دیارِ عرب میں مٹ کر رہ جائے لیکن اس مردِ مجاہد کے خلوص و استقامت نے مسلک کو وہ پروان چڑھایا کہ بے سروسامانی کے باوجود عمل پیہم سے پیامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم گھر گھر پہنچایا۔ اپنے دولت کدہ پر روزانہ کی محفلِ میلاد کے انعقاد سے اہلِ سنّت کی تقاریر کی خوب اشاعت ہوئی نہ صرف آپ کے دولتکدہ پر بلکہ مدینہ طیبہ کے ہر گلی کوچے میں اندرون خانہ یا نبی سلام علیک کے نعرے گونجے۔ اہلِ مدینہ نے حکومت سعودیہ کی سخت پابندی کے باوجود محافلِ میلاد کا انعقاد روحانی غذا بنا رکھی ہے۔ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ نجدی حکومت کے ملازمین ڈیوٹی سے فراغت کے بعد نہ صرف منتظم نظر آتے تھے بلکہ خود مجالس قائم کرتے۔

آپ کے ہاں محافل میں جو تقاریر ہوتیں ان تقاریر کو آپ کے مریدین ٹیپ کرا کر حلقۂ احباب میں تقسیم کراتے۔ ہند و پاک و دیگر ممالک کے علماء کی تقاریر منگوا کر مختلف دوکانوں پر رکھوا دیتے۔ جن سے اہلِ مدینہ و دیگر ممالک کے اہلِ درد حضرات اپنے اپنے ملکوں میں تبرک کے طور پر لے جاتے، جس کا اثر یہ ہوا کہ اہلِ مدینہ کو عام محافل برپا کرنے کی ممانعت کے باوجود گھر میں ذکرِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خوب موقعہ میسر آیا۔ ہم نے چھوٹے بچوں مستورات و نوجوانوں اور بوڑھوں تک کو صبح و شام — ٹیپ ریکارڈ کے ذریعے ذکرِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سُننے میں سرمست و سرشار دیکھا۔ یہ ساری برکتیں قطبِ مدینہ ہی کی ہیں۔

رحمہٗ اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً

مولانا محمد منظور احمد فیضی اوچی مدظلہ العالی

قطب مدینہ حضرت مولانا الشیخ الامام ضیاء الدین احمد قادری مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی زیارت سے فقیر بارہا مدینہ منورہ میں اور ایک دفعہ مکہ مکرمہ مسجد حرام شریف میں مستفیض ہوا۔

* فقیر عموماً رات کی محفل میلاد میں حضرت مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری دیتا رہا۔
* آپ بلاناغہ ہر رات محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منعقد کرتے تھے اور اس محفل میں روتے رہتے تھے۔ حتیٰ کہ مرض الموت میں بھی ہسپتالِ مدینہ منورہ میں محفل میلاد منعقد کرتے رہے۔

* اور تبرک میلاد شریف (کھانا) میں اتنی برکت ہوتی کہ سب کو پورا ہوجاتا اور سب شرکاء کا پیٹ بھر جاتا اور بچ رہتا تھا۔
* بہت دفعہ فقیر سے تقریریں اور نعتیں سُنیں۔
* ایک دفعہ شام و مصر، عراق، غرض عرب و عجم کے علماء و مشائخ پر مشتمل محفل میلاد تھی عربی میں تقاریر ہو رہی تھیں۔ ہندو پاک کی نمائندگی کے لیے عربی میں تقریر کے لیے حضرت مدنی کی نگاہِ کرم نے فقیر کو منتخب کیا اور حکم دیا، فقیر نے ان کی نگاہِ کرم سے عربی میں تقریر کی۔

حضرت مولانا نور اللہ صاحب بصیر پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ بھی اس محفل میں موجود تھے۔ حضرت مدنی نے دعاؤں سے نوازا۔

* اکثر و بیشتر حضرت مدنی رحمۃ اللہ بوقت دعا اپنی داڑھی کے سفید بال کریم کی بارگاہ میں

پیش کر کے اجابت کی درخواست پیش کرتے ۔

★ ایک دفعہ حضرت مدنی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ کا فلاں نام اسم اعظم ہے یا اے اللہ میں تجھ سے اسمِ اعظم کا صدقہ یہ بھیک مانگتا ہوں، یہ صحیح نہیں۔ بھائیو! مجھے بتاؤ کہ میرے اللہ کا کون سا نام غیر اعظم ہے (اصغر ہے)؟ اس کے تو سب نام اعظم ہیں ۔

★ ایک دفعہ فرمایا کہ جب میں پہلے پہلے مدینہ منورہ آیا تو اس وقت کسی دکاندار مدینہ منورہ کی زیادہ بکری ہوجاتی اور مزید کوئی خریدار آتا تو وہ دکاندار خریدار سے کہتا کہ میری بکری کافی ہوچکی ہے میرے فلاں برادر مسلم کی بکری کم ہوئی ہے لہٰذا یہ چیز اُس سے خرید کرلو ۔

★ مسجد حرام شریف میں فرمایا کہ میرے مُرشد کے لختِ جگر حضرت مفتی مُصطفٰے رضا خان صاحب بریلی سے تشریف لا رہے ہیں فقیر ان کے استقبال کے لیے حاضر ہُوا ہے۔ آپ ان کی زیارت سے مشرف ہوں وہ ولی اللہ ہیں ۔ آپ کو قلبی سکون ان کی زیارت سے نصیب ہوگا ۔ الحمد للہ! ایسے ہی ہوُا ۔

★ فقیر کو اکثر حضرت مدنی ازراہ شفقت بھائی فرماتے تھے ۔ بڑی متواضع شخصیت تھی۔

★ فرمایا بھائی منظور احمد میں نے آپ کی کتاب "مقامِ رسول" کو اوّل سے آخر تک حرف حرف سُنا بہت اچھی کتاب ہے ۔

★ فقیر کو امام ضیاء الدین احمد قادری اور مفتی اعظم ہند رحمہا اللہ تعالےٰ سے مدینہ منورہ میں خلافت نصیب ہوئی ۔

★ فرمایا کہ اعلیٰحضرت رحمہ اللہ کی یہ عرضی ؎

نقصان نہ دے گا تجھے عصیاں میرا
عفو میں کچھ خرچ نہ ہوگا تیرا
جس میں تیرا نقصان نہیں کردے معاف
جس میں تیرا خرچ نہیں دے مولا

حدیث کا ترجمہ ہے ۔

حضرت مولانا غلام رسول گوہر جماعتی قصوری

علیہ الرحمۃ

حضرت مولانا شیخ العلم مخدوم العلماء سراج الملت والدین ضیاء الدین احمد القادری رضوی نزیل مدینۃ المنورہ گذشتہ ایام میں رحلت فرما گئے ہیں۔ آپ کی وفات اہلِ اسلام کے لیے نا قابلِ تلافی نقصان ہے۔ آپ کی ذات منبع فیوض و برکات تھی۔ موسمِ حج میں ہندوپاک کے جید علماء آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف زیارت سے بہرہ ور ہوتے۔ آپ میں جو خوبیاں تھیں وہ آپ کے معنوی کمالات کی دلیل تھیں۔ جیّد اور ممتاز علماء میں آپ کا مقام اعلیٰ و اسنیٰ تھا۔ خلوص۔ تواضع، ایثار ایسی صفات سے آپ آراستہ تھے۔ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زندہ تصویر تھے۔ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خُلفاء سے تھے۔ ایک طویل عرصہ سے مدینۃ المنورہ میں مقیم تھے۔ روضۂ مطہرہ کے سامنے آپ کا گھر تھا۔ ایام حج کے ماسوا، دیگر ایام میں آپ کے کاشانۂ فیض میں ہر روز رات کو محفلِ میلاد ہوتی۔ مدینۃ المنورہ کے مداحین عربی زبان میں مدحتِ رسولؐ میں نغمہ سرائی کرتے۔ جس سے حاضرین بہت متأثر اور محظوظ ہوتے علماء وعظ کرتے۔ خُدا کے فضل و کرم سے ایک محفل میں حضرت مولانا نے خود میرا نام لے کر فرمایا: غلام رسول! اٹھ اور بیان کر۔ میں نے حسب ارشاد فضائلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر وعظ کیا۔ میرے بعد حضرت مولانا عبد الغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے وعظ فرمایا۔ یہ ۱۹۶۹ء کا واقعہ ہے۔

سن مذکور میں جب مجھے مدینۃ المنورہ اور روضۂ مطہرہ کی حاضری نصیب ہوئی تو آٹھ دنوں کی قلیل حاضری کے ایام میں روزانہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ اس سے

قبل غائبانہ رسم و راہ تھی ۔ آپ اکثر قصور کے حجاج کے واسطے اپنا سلام مجھ کو بھیجا کرتے تھے ۔ یہ آپ کی نوازش تھی ۔حضرت امیر ملت محدث علی پوری قدس سرہٗ کے صدقہ سے جب میں پہلی بار حاضر ہوا تو آپ نے میرا تعارف چاہا ۔ میں نے عرض کیا ! حضور پاکستان کے ایک شہر قصور سے حاضر ہوا ہوں ۔ فرمایا : وہاں مولوی غلام رسول صاحب رہتے ہیں ۔ ان کا کیا حال ہے ۔ میں نے شوق سے سرشار ہو کر عرض کیا ۔ حضور وہ غلام خدمت میں حاضر ہے ۔ آپ بہت خوش ہوئے اور بڑے تپاک سے ملے ۔ چائے کا پیالہ عطا فرمایا ۔ پھر کھانا کھلایا ۔ دستر خوان پر گجریلا بھی تھا ۔ مجھے خصوصیت سے فرمایا گجریلا کھاؤ ۔ حضرت امیرِ ملت بڑے شوق سے کھایا کرتے تھے ۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ آپکو جوار رحمت میں مزید مدارج علیا عطا فرمائے ۔

گوہر

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد عبد اللہ قادری اشرفی مدظلہ العالی

قصور

بفضلہ تعالیٰ ۱۹۷۲ء میں فقیر الی ربہ القدیر کو حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضہ مقدسہ معظمہ منورہ عالیہ کا شرف حاصل ہوا۔ قیام مدینہ اور مسجد نبوی میں صلوٰۃ اربعین کا شرف ومکرمت ومرتب دورجت حاصل کرنے کے دوران زبدۃ العارفین عمدۃ الکاملین۔ شیخ العرب والعجم، مقرب بارگاہِ رسولِ اکرم، پیر طریقت واقفِ شریعت، شہبازِ حقیقت، غواصِ معرفت، علامہ مولانا ضیاء الدین احمد مدنی، مرجع خلائق محور حقائق قدس سرہ العزیز سے ملاقات ہوئی۔ اگرچہ اس ملاقات کو کئی سال گزر گئے لیکن اس کے اثرات آج بھی میرے دل و دماغ اور نظر و فکر اور ذہن وفہم میں احسن انداز میں موجزن ہیں۔

★ مولانا علامہ ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ فخر الملۃ والدین تھے اور عالم اسلام کی علمی شخصیتوں میں سے تھے۔

★ پوری دنیا کے مسلمان! قیام مدینہ بارگاہِ رسالت کی حاضری کے دوران وقت من الاوقات وحین من الاحیان آپ سے ملاقات کرنا فخر خصوصی سمجھتے تھے خصوصًا علماء ملت، صوفیاء عظام مشائخ ذی احترام اور دینی افاضل اور صالحین ومعتقدین کا مجمع کثیر قائم رہتا اور ہر وقت سرکار کے ذکر کا چرچا رہتا ہے

خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضا
دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

★ آپ عاشقِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ بفضلہ تعالیٰ میں ذمہ دارانہ کہ آپ کا عشقِ رسول میں اسی قدر انہماک تھا کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو

عشقِ رسول میں فنا فی الرسول ہونے کی بیّن دلیل ہے۔

★ آپ کا قلب پاک سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے منور تھا جس کی عکاسی آپ کے چہرۂ انور سے ظاہر و باہر تھی اور آخر وقت تک، اور دیکھنے والے بیان کرتے ہیں کہ دُنیا سے رحلت فرماتے وقت بھی چہرہ انور نورانی ہی رہا۔ یہ ہے ایک عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ ؎

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

یہ نورُ اتنا ول کش اور جاذبِ نظر تھا کہ عام وخاص اس نورانی چہرہ کو دیکھ کر متأثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے تھے۔

★ اُن سے ملاقات کے وقت ان کی عالمانہ فاضلانہ اور مدلل ومفصل گفتگو سے اندازہ ہوتا تھا کہ آپ صرف گوشہ نشین ہی نہ تھے بلکہ ایک بہت بڑے فاضل، بلند پایہ عالم دین، حجۃ الاسلام، شیخ الاسلام اور مناظر بین الادیان تھے۔

★ ان کی مہمان نوازی، سنتِ رسول مقبول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سنتِ خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نہج پر تھی۔ ہر حج پر جانے والے سُنّی حضرات مدینہ منورہ میں حضرت کی اس مہمان نوازی سے بہرہ ور ہوئے۔

★ آپ اعلیٰحضرت عظیم البرکت امام اہل سنت چودھویں صدی کے مجدد مولانا الشاہ احمد رضا خان صاحب قادری فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مشن کو کامیاب بنانے میں انتہائی سعی بلیغہ فرماتے۔ اور آئندہ ورروندہ کو اس مشن سے پورا پورا آگاہ فرماتے نیز گستاخانِ رسول کی احسن طریقہ سے سرکوبی اور گوشمالی فرماتے۔ اور نظامِ مصطفےٰ کے نفاذ اور مقامِ مصطفےٰ کے تحفظ میں جہاد باللسان فرماتے رہتے۔

حضرت مولانا محمد معین الدین قادری فقیہہ شافعی فیصل آباد

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں ۱۹۵۶ء میں آقائے نعمت محدث اعظم پاکستان مولانا علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد قادری قدس سرہٗ کی معیت میں جب مدینہ طیبہ کی حاضری اور دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا تھا تو اس وقت محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کے دامن کرم سے وابستہ رہ کر حضرت شیخ العرب والعجم قدس سرہٗ نے اس وقت جو پذیرائی بخشی تھی اور جن عنایات کریمہ سے نوازا تھا ان کا نقشہ اب بھی نگاہوں کے سامنے ہے۔ آپ نے حضرت محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ المنان سے فرمایا کہ جب حضرت علامہ یوسف نبہانی علیہ الرحمۃ کو میں نے اعلیٰحضرت مجدد دین وملت مولانا علامہ الشاہ الامام احمد رضا خاں قدس سرہٗ کی مبارک تصنیف "الدولۃ المکیہ" پیش کی تو وہ کتاب دیکھ کر فوراً سجدے میں گر گئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس وقت دنیا میں ایسے علماء حق موجود ہیں جو گستاخان رسول کا منہ بند کرنے کی صلاحیتیں رکھتے ہیں۔ اور برملا اظہار حق کرتے ہیں، اور دلائل و براہین سے مخالفین کے اعتراضات کے جوابات دیتے ہیں۔ حضرت نے بتایا کہ علامہ یوسف نبہانی دیر تک کتاب کو چومتے رہے۔ اس واقعہ سے جہاں یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کا علماء حق کے نزدیک کیا مقام ہے۔

آپ کے ہاں روزانہ شام محفل میلاد کا باقاعدگی سے اہتمام ہوتا تھا جس میں مختلف

زبانوں میں بارگاہِ رسالت میں ہدیہ عقیدت پیش کیا جاتا تھا۔ آپ بڑے ذوق و شوق کے ساتھ نعتیں سنتے لیکن آپ فرماتے کہ محفل میلاد میں اگر اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کا کلام نہ پڑھا جائے تو محفل نامکمل سی رہتی ہے۔ اس لئے آپ کہہ کر اعلیٰحضرت کا کلام سنتے تھے۔

حضرت شیخ العرب والعجم کی مہمان نوازی سے ہر وہ سُنی اچھی طرح واقف ہے۔ جسے مدینہ طیبہ کی حاضری کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔ دن رات لنگر جاری رہتا۔ انواع واقسام کے عمدہ عمدہ کھانے تیار ہوتے، ایسا کبھی نہیں ہوا کہ محض معمولی سا کھانا کر لیا گیا ہو۔ بلکہ ہمیشہ عمدہ سے عمدہ کھانا پکتا اور ہر روز اقسامِ طعام میں تبدیلی ہوتی رہتی۔

حضرت شیخ العرب والعجم مولانا ضیاء الدین احمد علیہ الرحمۃ کی باتیں دل پر نقش ہیں، ان کی محفل مقدس کا منظر نگاہوں میں گھومتا رہتا ہے۔ ان کے ہاں کھائی ہوئی دعوت کی لذت اب بھی ہونٹوں پر محسوس ہوتی ہے اور ان کی ایمان افروز باتیں اب قلب و رُوح کی سرشاری کا باعث بنتی ہیں۔ فقط والسّلام

الحاج ملک شیر محمد خان اعوان مرحوم (کالاباغ، میانوالی)

مجھے اعلیٰحضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ کی ذات جامع الصفات سے بے پناہ عقیدت ہے اور اس ناطے سے مجھے ان کے خلفاء سے بھی ارادت ہے۔

ع غالب ندیم دوست سے آتی ہے بوئے دوست

اس سلسلہ میں میرے دل میں اعلیٰ حضرت کے نامور خلیفہ حضرت شیخ العرب والعجم علامہ شاہ ضیاء الدین احمد قادری مدنی سے عقیدت و احترام کا جذبہ ایک عرصہ سے موجزن تھا۔ میرے حبیب لبیب مفکر اہل سنت حضرت مولانا الحاج حکیم محمد موسیٰ صاحب امرتسری کی محفلوں میں بھی اکثر حضرت علامہ مدنی کا ذکر موضوع گفتگو رہتا تھا۔ ان تذکار جمیلہ سے حضرت مدنی سے میری محبت میں اور اضافہ ہوتا گیا، اور میں نے اپنی عقیدت کے اقتضا سے اپنی تالیف محاسن کنز الایمان کا انتساب حضرت علامہ مدنی کے اسم گرامی سے کیا۔

میداء فیاض کی کرم گستری سے مجھے ۱۹۷۷ء میں حج بیت اللہ کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس سفر سعادت پر روانہ ہونے سے قبل میں جب حضرت حکیم صاحب قبلہ سے ملا تو ان سے حضرت علامہ مدنی کا پتہ نوٹ کرلیا۔ جب مکہ معظمہ کے قیام کے بعد مدینہ منورہ حاضری دی تو ایک روز حضرت علامہ مدنی کے دولت کدہ کا پتہ دریافت کرتے ہوئے ان کی خدمت میں جا پہنچا۔ اس وقت حضرت علامہ مدنی کے ارد گرد ان کے بہت سے معتقدین بیٹھے ہوئے تھے جن میں کچھ پاکستان کے تھے اور کچھ دوسرے ممالک کے تھے۔ میں السلام علیکم کہہ کر حضرت علامہ مدنی سے مصافحہ کرکے بیٹھ گیا۔ حضرت علامہ مدنی کی نورانی صورت دیکھتے ہی میرا دل گواہی دینے لگا کہ آپ واقعی خاصانِ خدا میں سے ہیں۔ حضرت علامہ مدنی نے میری

طرف غائر نظر سے دیکھا اور اشارہ کرتے ہوئے فرمایا میرے پاس آجائیں ۔ چنانچہ میں ان کے پاس بیٹھ گیا ۔ حضرت علامہ مدنی نے مجھ سے وطن کے متعلق دریافت کیا، تو میں نے عرض کیا، میں پاکستانی ہوں اور مجھے آپ سے غائبانہ عقیدت رہی ہے اور آج خوش قسمتی سے آپ سے نیاز حاصل کرنے کا شرف نصیب ہوا ہے ۔ مجھے اپنی ایک تالیف "محاسن کنزالایمان" کو آپ کے اسم گرامی سے معنون کرنے کا فخر حاصل ہے ۔

محاسن کنزالایمان کا نام سنتے ہی حضرت علامہ مدنی بے حد خوش ہوئے اور فرمایا تم نے قرآن کریم کی خدمت کر کے اپنا گھر جنت میں بنالیا ہے ۔ میں تمہاری اس کتاب کو پڑھوا کر سن چکا ہوں ۔ مقامِ مسرت ہے کہ تم نے اسلامیانِ برصغیر کو قرآنِ مجید کے صحیح اردو ترجمہ سے روشناس کرایا ہے ۔ اللہ تعالیٰ تم کو اس کا اجرِ جزیل عطا فرمائے ۔ حضرت علامہ مدنی کی زبان سے ان کلمات تحسین کو سن کر دفورِ مسرت سے میری آنکھوں سے آنسو نکل آئے اور دل میں اللہ کا شکر ادا کیا کہ اللہ کے فضل سے میری ناچیز علمی کاوش کی گونج برصغیر سے نکل کر دیارِ حبیب تک سنائی دے رہی ہے ۔

این سعادت بزورِ بازو نیست   تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اس کے بعد حضرت علامہ مدنی نے چائے اور پھلوں سے تواضع فرمائی اور کمالِ شفقت سے کام لیتے ہوئے مجھے اپنے ہاں ٹھہرنے کی خواہش ظاہر فرمائی ۔ میں نے شکریہ ادا کرتے ہوئے عرض کیا کہ یہاں اپنے ایک ہموطن دوست کے ہاں میری رہائش کا خاطر خواہ انتظام ہے میں نے حضرت علامہ مدنی کی مصروفیات کے پیشِ نظر ان سے اجازت لی انہوں نے دعائیں دیتے ہوئے رخصت فرمایا ۔ ان کی بابرکت اور سعادت بخش صحبت کا اثر آج بھی دل و دماغ میں اسی طرح پاتا ہوں ۔

اُن کی محفل سے اُٹھ کر جو بھی آئے کامگار آئے
خمستان در نظر آئے گلستاں در بہار آئے
حقیقت میں وہی سرمایۂ عمرِ گرامی ہے

حضرت علامہ مدنی عالمِ اسلام کے جلیل القدر علمی اور روحانی رہنماؤں میں سے تھے۔

ان کی وفات سے جو خلا پیدا ہوا ہے وہ صدیوں تک پُر نہ ہو سکے گا۔ کیونکہ اس قسم کی شخصیتیں صدیوں بعد پیدا ہوتی ہیں ؎

عمرہا در کعبہ و بُت خانہ می نالد حیات
تا ز بزمِ عشق یک دانائے راز آید بروں

ابوالاحسن محمد محبوب الٰہی رضوی

(چونیاں ضلع قصور)

اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ نے مجھے ۱۹۵۶ء میں حرمین شریفین کے حج و زیارات سے مشرف فرمایا۔ کراچی سے جدہ تک سمندری جہاز کے ذریعے سفر کیا اور ایک ہفتہ بعد حضرت سید حیدر حسین شاہ علی پوری، شاہ احمد نورانی پیر آغا صاحبزادہ عبداللہ جان قندھاری اور سیٹھ عبدالشکور سیمن صاحبان جیسے خوش عقیدہ اور متدین بزرگوں کی رفاقت نصیب ہوئی۔ سیٹھ صاحب نے بتلایا کہ حضرت قبلہ شیخ الحدیث مولانا محمد سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ بھی پہلے حج و زیارت کے لیے پہنچ چکے ہیں نیز مدینہ منورہ میں حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری کی بڑی تعریف کی اور مجھے ان سے ملاقات کرنے کی تاکید کی۔ مکہ مکرمہ پہنچنے پر دوسرے دن ہی حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے خصوصی رفقاء مولانا معین الدین و مولانا محمد ابراہیم خوشتر صاحبان سے ملاقات ہوگئی۔ اور اس طرح ان کی معیت میں ارکانِ حج ادا کرنے اور ان کی نورانی محافل و مجالس سے فیضیاب ہونے کا موقعہ ملا۔ اس دوران حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے مدینہ منورہ میں حضرت شیخ العرب والعجم مولانا ضیاء الدین احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے کی ترغیب دی اور مولانا معین الدین صاحب کو فرمایا کہ مجھے ان کا پتہ لکھ دیں لہٰذا انہوں نے پتہ لکھ دیا۔ دریں اثنا حضرت مولانا برہان الحق جبلپوری علیہ الرحمۃ اور ان کی جماعت سے بھی ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ ان کے جھنڈے پر اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کا شعر مرقوم تھا۔

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو

یہ جھنڈا ان کے قلوب کی وارفتگی کی ترجمانی کر رہا تھا اور اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ سے اظہار نسبت بھی۔ میری واپسی اب بذریعہ ہوائی جہاز کا انتظام ہو چکا تھا لہٰذا مجھے مدینہ طیبہ جانے کی اجازت جلد ہی مل گئی اور مجھے حضرت قبلہ شیخ الحدیث کی معیت میں حرم کعبہ میں اعتکاف کی سعادت نصیب ہو گئی۔ اگلے دن حضرت قبلہ نے کچھ نصائح اور دعاؤں کے ساتھ رخصت کرتے ہوئے پھر یاد دہانی کرائی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفاء ثلاثہ اور دیگر محترم المقام بزرگوں کی حاضری کے بعد حضرت مولانا ضیاء الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونا۔ معلوم ہوا کہ آپ ہمیشہ اپنے متوسلین و متعلقین کو جو حج کے لیے آتے تھے حضرت شیخ العرب والعجم سے ملاقات کی تلقین فرماتے تھے۔ مدینہ منورہ پہنچنے پر بالترتیب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں بصد عجز و نیاز صلوٰۃ و سلام پیش کر کے تسکین روح حاصل کی اور تمام عزیز و اقارب و احباب کے لیے معروضات پیش کیں اور اس طرح ایک مدت کی آرزو پوری ہونے پر انتہائی مسرت حاصل ہوئی اس کے بعد حضرات خلفاء ثلاثہ و دیگر معزز ہستیوں کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کیا۔ دوسرے دن غالباً ۴/۳ اگست ۵۶ءء حضرت شیخ الشیوخ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ کے در دولت پر حاضر ہوا، اجازت ملنے پر اندر گیا۔ حضرت قبلہ کی دست بوسی سے شرفیاب ہوا آپ نے از راہ شفقت اپنے پاس بیٹھنے کا حکم دیا۔ میں نے اپنا مختصر تعارف کرایا اور حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ دیا۔ حضرت قبلہ نے اظہار مسرت فرمایا اور بڑی شفقت و محبت سے پیش آئے۔ میرے لیے کچھ سامان خورد و نوش لانے کا حکم دیا۔ آپ کا یہ تبرک میرے لیے ایک نعمت عظمیٰ سے کم نہ تھا، کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز اور حضرت شیخ الحدیث مغفور کے ممدوح کی طرف سے تھا۔ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو عصر حاضر کے بلند پایہ بزرگ قرار دیا تھا۔

میں نے ان کو نہایت متواضع یادگار سلف، پیکر علم و عمل پایا۔ آپ کی زیارت سے ایک عجیب کیف و سرور حاصل ہوا۔ مدینہ منورہ زاد اللہ شرفہا میں ایسی پاکیزہ سیرت

پُرکشش جاذب نظر ہستی کا مستقل قیام اور اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کی روحانی اور علمی نیابت . . . .
جبکہ حکومت کی طرف سے متعدد پابندیاں عاید تھیں ایک ظاہرہ کرامت سے کم نہ تھا۔
انہوں نے عشق مصطفوی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا روحانی مشن بطریق احسن جاری رکھا اور بقول ؎

ہوا تھی گو تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا تھا
وہ مرد درویش جس کو حق نے دیئے تھے اندازِ خسروانہ

ایسی پاکیزہ اور روح افزاء مجلس چھوڑنے کو تو دِل نہ چاہتا تھا لیکن ابھی متعدد مقدس مقامات و مزارات کی زیارت سے فیضیاب ہونا تھا جس کا پروگرام بنا رکھا تھا، اور حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی مصروفیات کا احساس بھی دامن گیر تھا لہٰذا اجازت طلب کی جس پر آپ نے دُعا خیر کے ساتھ رخصت فرمایا۔
آپ سے یہ مختصر اور پُرلطف ملاقات میرے لیے سرمایہ افتخار رہے گی۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے طفیل ان کے روحانی فیوضات سے ہمیشہ بہرہ ور رکھے اور عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم و اہلبیت عظام وصحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے انوار سے منورہ فرماتا رہے۔ آمین
ایسے ہی اللہ والوں کے ذکر و اذکار سے محافل میں رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔

کوکبؔ نُورانی کراچی

۱۹۷۵ء میں مجھے ۳۷ روز آپ کے ہاں قیام کی سعادت حاصل ہوئی۔ میں نے نہایت قریب رہ کر آپ کے شب و روز دیکھے آپ کی عمر ایک سو برس سے تجاوز کر چکی تھی۔ اٹھنے بیٹھنے میں بہت تکلیف ہوتی تھی مگر کسی کا سہارا نہیں لیتے تھے۔ اپنا اگالدان تک خود دھوتے۔ کبھی میں کہتا حضرت آپ اتنی تکلیف سے اٹھتے ہیں۔ مجھے فرمایا کریں۔ فرماتے! بیٹا تم چند دن کے لیے آئے ہو اگر تم سے کام لیتا رہا تو تمہارے بعد پھر مجھے ہی کرنا ہے۔ اس لیے اچھا ہے اپنی عادت بنا لوں۔ میں نے دیکھا سیّدی دان کے گھر کے احباب اور قریبی رشتہ دار اسی لقب سے انہیں پکارتے)، بہت کم سوتے زیادہ وقت اوراد و وظائف میں گزرتا جوڑوں کے درد اور دیگر تکالیف کے سبب زیادہ دیر بیٹھ بھی نہیں پاتے مگر زبان پر ہر دم کلمہ شکر جاری رہتا۔ دُعائے نیم شب اور دُعائے سحر گاہی میں ان کی کیفیت میں نے دیکھی ہے۔ دُعا کے بعد روضۂ رسول کی طرف رُخ کرتے اور یہ شعر پڑھتے۔ ؎

ہم کو شرف دُعا سے ہے باقی رہا قبول
یہ جانیں ان کے ہاتھ میں کنجی اثر کی ہے

ان کے ہر ملنے والے کو نوید ہو کہ کوئی ایسا نہیں جسے وہ اپنی دُعاؤں میں یاد نہ فرماتے ہوں۔ مگر اب یہ بہاریں کہاں، حد درجہ سادگی اور تواضع آپ کا خاصہ تھی۔ میں تہجد کے بعد جب گھر آتا تو سحری سے پہلے آپ کا جسم دباتا آپ بہت خوش ہوتے اور پھر اتنی دُعائیں دیتے کہ میرے آنسو جاری ہو جاتے۔ یہی نہیں آپ کی شفقت کے ہزاروں واقعات لوحِ دل پر نقش ہیں۔ آپ کے اخلاق نہایت پاکیزہ تھے اور عادات نہایت ستھری تھیں۔ آپ کے پاس بیٹھنے سے خدا یاد آتا تھا اور ایمانی و روحانی لذت ملتی تھی۔ کبھی علمی گفتگو چھڑ جاتی تو میں سیّدی کے تبحرِ علمی پر حیرت کرتا۔ اتنے ہنس مکھ اور شگفتہ مزاج تھے کہ آپ کے پاس بیٹھ کر کبھی اکتاہٹ نہیں ہوئی۔ دل یہی چاہتا تھا کہ سیّدی فرماتے رہیں اور میں سنتا رہوں۔ عرب

عجم سے خطوط آتے، بینائی کمزور ہوگئی تھی لوگ پڑھ کر سناتے، ہر کسی کے لیے دعائے خیر فرماتے۔ بزرگوں کا ذکر خیر چل نکلتا تو نہایت تعظیم اور عقیدت سے ان کی مدح کرتے اور اپنی کسر نفسی فرماتے۔ دستر خوان پر جو آجاتا اس کا خیال فرماتے۔ روزانہ بعد نماز عشاء مختصر میلاد شریف ہوتا۔ نعت خوانی اور صلوٰۃ وسلام کے بعد لنگر عام ہوتا اور دعا ہوتی کبھی خود کرتے کبھی محفل میں کسی کو دعا کرنے کے لیے فرماتے۔

علامہ سید احمد سعید کاظمی اور سیدی کی پہلی ملاقات کا میں چشم دید گواہ ہوں۔ میں نے دیکھا کہ سیدی دین مصطفوی کے اس عظیم فرزند سے کتنی تواضع سے پیش آ رہے تھے جبکہ خود علامہ کاظمی سیدی کے قدموں میں بچھے جاتے تھے۔ سیدی اکثر فرمایا کرتے تھے پاکستان میں دو عالم بہت بڑے ہیں۔ اور انہوں نے بڑی خدمت کی ہے۔ ایک علامہ سید احمد ابوالبرکات لاہوری اور دوسرے علامہ کاظمی صاحب، فن خطابت میں مولانا محمد شفیع اوکاڑوی اور مولانا عبدالغفور ہزاروی کی مدح فرماتے اور ان سب کو بہت دعائیں دیتے تمام علماء اہلسنت اور مشائخ بالخصوص سادات کا بہت احترام فرماتے۔ سید مسکین شاہ صاحب مدنی آتے تو سیدی ان کے پاؤں چھوتے میرے شیخ زادے ملاقات کو جاتے تو انہیں نہایت احترام سے بٹھاتے اور تواضع فرماتے اور وہ کتنے ہی خستہ حال جو آپ کے در فیض سے شاد کام جاتے۔ ان کو یاد کرتا ہوں تو ہوک سی اٹھتی ہے۔ ایسی شفقت و عنایت انہیں اب کہاں سے ملے گی۔ ان پر کیا گزرتی ہوگی۔

الحمد للہ! کہ آپ کے فرزند حضرت مولانا فضل الرحمٰن ایک عالم اور صوفی درویش ہیں۔ نہایت سادہ اور مخلص بزرگ ہیں۔ اور اپنے والد گرامی کے طریق پر قائم ہیں۔ انہیں اپنے عظیم باپ اور حضرت سیدی کو اپنے لائق فرزند سے بہت محبت تھی حضرت سیدی کے پاس آنے والے ہر مہمان سے مولانا فضل الرحمٰن نہایت محبت سے پیش آتے ہیں۔ علماء و مشائخ کی قدر کرتے ہیں۔ طبیعت مخلص بے باک اور سادہ ہے۔

حضرت سیدی کے خلفاء ترکی، شام، مصر اور پاک و ہند میں ہیں۔ اور مریدین

ہزاروں کی تعداد میں ہر سمت بکھرے ہیں۔ آفریقہ میں بھی آپ کے مریدین موجود ہیں اور ظاہری و باطنی فیوض کا سلسلہ جاری ہے۔

۲ اکتوبر ۱۹۸۱ء کو مجھے سخت بخار تھا۔ نماز جمعہ کو بھی نہ جاسکا، دوپہر کو فون آیا کہ حضرت مولانا ضیاء الدین کا وصال ہوگیا ہے خبر سُن کر سکتہ میں آگیا، مولانا کی طویل علالت اور کل من علیہا فان کے تحت یہ خیال تو تھا کہ یہ وقت بھی آنا ہے۔ مگر اس کا انتظار تو نہیں تھا، کیسے مان جاؤں کہ یہ حادثہ ہوا ہے۔ مدینہ منورہ فون کیا، ان کے فرزند سے بات کی، وہ بھی رو رہے تھے کہ سیدی بے آسرا چھوڑ گئے۔ بھائی کو کب سیدی چلے گئے جمعہ میں چلے گئے۔ وہ فرماتے رہے مگر دل نہیں مان رہا تھا میرے ذمہ یہ کام لگا کہ لوگوں کو مطلع کروں، کس دل سے کہوں، زبان سے کیسے ادا کروں سیدی کی پوتی کراچی میں ہیں انہیں فون کیا ——— وہاں بھی آہ و بکا تھی اے خدایا! تو واقعی بے نیاز ہے۔ حکومت کے ذمہ داروں کو باخبر کیا تاکہ ذرائع ابلاغ سے خبر عام ہو سکے اور ہر کوئی جان لے کہ ایک اور چراغ گل ہوگیا۔ اور اس کے لیے ان کا شکریہ کہ شب ۱۰ بجے کی خبروں میں مولانا کے انتقال کی خبر نشر ہوگئی۔

مولانا نُور احمد قادری

سفارت خانہ انڈونیشیا - اسلام آباد

بڑے لوگوں کی بڑی باتیں ہیں، بڑے لوگ اپنے آغاز زندگی ہی سے بڑی صفات کے حامل ہوتے ہیں۔ اور پھر حق سُبحانہٗ تعالیٰ جنہیں اپنے کام کے لیے چُن لیتا ہے اور سرکار دو جہاں، نُورِ کون و مکاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمرۂ عشاق میں شمار کر دیتا ہے، تو ان کی بڑائی کے تو کہنے ہی کیا ہیں، وہ قائدین زمانہ کے قائد اور سرآمد روزگار حضرات کے پیشوا اور رہبر بنتے ہیں۔ زمانہ ان کے کمال علمی اور روحانی سے فیض یاب ہوتا ہے۔ اُن کے آفتابِ علم کی روشنی چار دانگ عالم میں ہر طرف پھیل جاتی ہے اور ان کے کمالِ عشقِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے سبب مبداء فیاض سے اُنہیں جو علم لدنی ملتا ہے وہ روحانیت کے میدان میں راہ سلوک طے کرنے والوں کے لیے ہر گام پر قطب تارے کی طرح رہنمائی کا موجب ہوتا ہے، دُنیا بھر اُن کے کمال علم و روحانیت سے اور فیض ولایت سے بہرہ ور ہوتی ہے اور یہ بُلند مقام ہے صرف اولیاء کاملین اور واصلین حق کا جو بارگاہِ کبریٰ سے ان کیلیے مقرر ہے۔

استاذ المحدثین قُطب المشائخ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ اسی بُلند مقامِ ولایت کے اولیائے کاملین میں سے تھے، وہ ہمارے اس دَور یعنی بیسویں صدی عیسوی کے ایک عظیم صاحبِ کرامت ولی اللہ تھے اور اس لحاظ سے اُنہیں اعزاز حاصل ہے کہ ان کی دینی خدمات کی طویل زندگی کا سارے کا سارا دَور جو کم و بیش ۷۲ سال کے طویل امتداد پر محتوی ہے، مدینہ منورہ ہی میں گزرا اور اس طویل دَور کا کوئی لمحہ بھی ذکر و فکر، خدمتِ

دین اور خدمتِ اہلِ دین سے قطعاً خالی نہ رہا۔ وہ دینِ حق کے بے مثل عالم اور بہت سے لوگوں کے رُوحانی پیشوا اور رہبر تھے۔

تحریکِ پاکستان کے آخری کٹھن مراحل کے وقت آپ کی دعائے مستجاب نے بڑا کام کیا۔ پاکستان کے معرضِ وجود میں آنے کے تقریباً نو دس ماہ قبل جو حج ہوا اور اس حج پر جانے والے برصغیر کے اُن لوگوں نے جن کے دِل میں پاکستان کا درد تھا اور آپ سے عقیدت رکھتے تھے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ میں آکر جب آپ کے ہاں قیام کیا تو آپ سے عرض کیا کہ پاکستان کی تحریک آخری مراحل میں ہے مگر ہندو اور انگریز کا گٹھ جوڑ پاکستان بننے کی راہ میں حائل ہے۔ دُعا فرمائیں کہ مشکل حل ہو جائے اور پاکستان بن جائے، اس لیے کہ برصغیر کے مسلمانوں کی آبرومندانہ زندگی اسی میں ہے تو آپ نے حرم شریف میں جاکر دُعا فرمائی اور پھر ان تمام پاکستان کے متمنی لوگوں سے آپ نے فرمایا فکر نہ کرو، انشاءاللہ پاکستان ضرور بنے گا اور دُنیا کی کوئی بھی ——— دشمن طاقت پاکستان کو بننے سے نہیں روک سکتی۔

چنانچہ پھر ایسا ہی ہوا، حضرت قائدِاعظم محمد علی جناح کی قیادت میں تحریکِ پاکستان کامیابی سے ہمکنار ہوئی۔ اور پاکستان بن کر رہا، پاکستان کے دشمن خائب و خاسر ہوئے۔

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے ۶۵ حج کئے اور مسجد نبوی مدینہ منورہ میں ترکوں اور شریف حسین کے عہد تک درس حدیث دیا، اس کے بعد صوفیہ کے طریق پر اللہ کے پیارے محبوب کی محبت و اطاعت کا درس آخری دم تک دیتے رہے۔

آپ نے ۱۰۴ برس کی عمر پاکر مدینہ منورہ ہی میں، ۴ ذوالحجہ ۱۴۰۱ھ/ ۲ اکتوبر ۱۹۸۱ء کو جمعہ کے روز عین جب کہ حرم شریف کے صدائے اذان "اللہ اکبر" سے کلمات کے ساتھ بلند ہوئی تو آپ مالکِ حقیقی سے جا ملے۔ مدینہ منورہ کی بے شمار خلقت، علماء فضلاء اور مشائخ نے آپ کی نمازِ جنازہ میں شرکت کی، پورا شہر آپ کے داغِ مفارقت سے نڈھال تھا، اہلِ دِل اشکبار تھے کہ ایک صاحبِ خدمت ولی اللہ، ایک جید

عالم، استاذ الاساتذہ، فاضلِ زمانہ، گلستانِ معرفت کا پھول، عاشقِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم سے جدا ہو گیا۔ وہ جید عالم جس نے رضائے الٰہی کی خاطر اپنی ساری زندگی خدمتِ دین میں صرف کر دی، کسی اہلِ دنیا سے کبھی کچھ نہ لیا، اپنے کمالِ خدمت کا صلہ صرف بارگاہ کبریٰ سے لیا اور جو لیا وہ بھی سب کو دے دیا اور اپنے مقام پر ایک مثال قائم کر دی کہ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سرشار اولیاء اللہ کا طریقِ خدمت یہ ہے۔ بارگاہ خداوندی کے مقبول عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی اولیاء اللہ کی شان ایسی ہی ہوا کرتی ہے۔

ع

"خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را"

مولانا کوثر نیازی

۱۹۶۵ء میں پہلی بار مجھے دیارِ حبیب کی حاضری نصیب ہوئی، ایک روز عصر کے بعد حضرت مولانا ضیاء الدین کی خدمت میں حاضری ہوئی۔ پاکستانی سفارت خانہ کے ایک متدین کارکن ہمارے وفد کے ہمراہ تھے اب ٹھیک طرح نام یاد نہیں رہا شاید منہاس نام تھا بریلوی مسلک اور عشقِ رسول میں غرق، مجھے روضۂ رسول پر روتے بلکتے دیکھا تو انہی نے حضرت مولانا ضیاء الدین کے گھر کا رستہ دکھایا۔ وہ حضرت سے بیعت بھی تھے اور آپ کے مقرب بھی، پہنچے تو یہاں محفل جمی ہوئی تھی۔ لوگ ایک نورانی شخصیت کے گرد ہالہ کئے بیٹھے تھے۔ منہاس صاحب پہلے ہی جاکر تعارف کرا چکے تھے۔ محبت سے ملے پاکستان سے آئی ہوئی مٹھائیاں منگوائیں چائے پیش فرمائی مگر ایسی چائے کہ اب تک ذائقہ دعائیں دیتا ہے فرمایا ہماری اپنی بکری کا دودھ ہے اسی لئے چائے میں خاص مزا ہے۔ محفل میں ایک نعت خوان بھی موجود تھے حضرت کے اشارے پر انہوں نے نعت سنائی جوارِ رسول میں۔ اس لیے بھی کہ مولانا کا گھر روضۂ رسول اور مسجد نبوی سے چند سو گز ہی کے فاصلے پر تھا۔ اس دردبھری آواز نے محفل کو تڑپا دیا۔ حضرت کی حالت بھی دیدنی تھی۔ آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگی ہوئی تھی اور یہ ایک صاحب دل کی توجہ کا فیض تھا۔ کہ فضا میں ہر طرف انوار ہی انوار نظر آرہے تھے۔

دوسری مرتبہ ۱۹۷۱ء کے بعد حاضر ہوا۔ اب ضعیف ہو چکے تھے۔ حسب معمول وہی لذیذ چائے پلائی اور اس میں اپنی بیکراں شفقتوں کا رس گھول دیا۔ بطور خاص دعا کے لیے ہاتھ

اٹھائے اور چلتے ہوئے مدینہ منورہ کی کھجوریں بھی عطا کیں۔ میں نے خود تو آپ سے نہیں پوچھا البتہ ان کے قریبی حلقے سے تصدیق ہوئی کہ نماز وہ مسجد نبوی میں امام کے پیچھے نہیں پڑھتے ان کے خیال میں یہ لوگ بے ادب تھے میں نے بہت سے لوگوں کو ان کے اس مسلک پر تنقید کرتے بھی دیکھا مجھ عاجز کا اپنا حقیر عمل اس مسئلے میں ان کے عمل سے مطابقت نہیں رکھتا لیکن ایک بات واضح ہے۔ ان کا یہ انداز فکر بھی عشق رسول ہی پر مبنی تھا۔ امام بدعقیدہ یا گستاخ ہے کہ نہیں اس پر تو بحث کی جا سکتی ہے لیکن جب ایک شخص یہ مانتا ہو کہ امام واقعی ایسا ہے تو پھر اس کے پیچھے اس کی نماز کیسے ہو سکتی ہے؟

میں نے مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیع مرحوم سے ایک عجیب بات سنی اور یہ بات شاید انہوں نے اپنے کسی رسالے میں بھی لکھی ہے کہ جب حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی کا انتقال ہوا اور کسی نے حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کو اسکی اطلاع دی تو انہوں نے بے ساختہ ان کے لیے دعائے مغفرت کی، دیکھنے والے جانتے تھے کہ دونوں بزرگوں کے اختلات کا زمانے بھر میں چرچا ہے۔ کسی نے عرض کیا "حضرت! مولانا احمد رضا خاں صاحب تو آپ کو کافر کہتے تھے آپ ان کیلئے دعائے مغفرت کر رہے ہیں فرمایا "حضرت مولانا مجھے کافر کہتے تھے کہ میں ان کے نزدیک گستاخِ رسول تھا۔ اگر وہ یہ سمجھنے کے بعد بھی مجھے کافر نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے۔"

حفظِ مراتب اور سخن فہمی کا یہ انداز ان حضرات کے معتقدین بھی اپنالیں تو آج ہمارے کتنے مسئلے حل ہو جائیں گے۔

بشکریہ

روزنامہ جنگ کراچی

۱۷ر نومبر ۱۹۸۱ء

پروفیسر شاہ فریدالحق (کراچی)

پروفیسر شاہ فریدالحق (کراچی) لکھتے ہیں ۱۹۷۴ء میں حج کی سعادت حاصل ہوئی۔ دورانِ قیام مدینہ منورہ یہ اشتیاق پیدا ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ایک عاشق بزرگ جو مسجد نبوی کے سایہ میں مدتوں سے قیام پذیر ہیں، اُن سے ملاقات کی جائے۔ اتفاق کی بات ہے کہ احقر کا قیام اصطفےٰ منزل میں تھا جو باب مجیدی کے بالکل سامنے واقع ہے۔ معلوم ہوا کہ وہ بزرگ اصطفےٰ منزل کے مرکزی دروازہ کے سامنے جو گلی ہے اسی میں رہتے ہیں، باب مجیدی کے سامنے سڑک پار گلی کے کونہ پر ڈاک خانہ ہے۔ ڈاکخانہ کے سامنے متصل گلی میں جانے کے بعد داہنی گلی میں مڑ کر داہنی طرف دو تین مکانات کے بعد اس بزرگ اور عظیم شخصیت کی رہائش گاہ ہے۔ میں وہاں عشاء کی نماز کے بعد پہنچا، ایک پرانا دروازہ نظر آیا جس میں باہر ایک رسی لٹکی ہوئی تھی اسے کھینچنے پر دروازہ کھل گیا، اندر داخل ہوا تو داہنی طرف سامنے ایک کمرہ نظر آیا۔ جس میں کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے، سیڑھیوں پر جوتے رکھے ہوئے تھے میں بھی ہمت کر کے جوتے اُتار کر کمرے میں داخل ہوا اور السلام علیکم عرض کیا، لوگوں نے وعلیکم السلام کہا، بالخصوص ایک بزرگ ترین شخصیت پر نظر پڑی جو کونے میں تشریف فرما تھے ان کے گرد تکیے رکھے تھے، پیروں پر اونی شال پڑی ہوئی تھی، سر پر عمامہ، گرم کرتہ اور جیکٹ زیب تن کئے ہوئے تھے۔ دُبلے پتلے ضعیف چہرہ پر سفید چلتی ہوئی داڑھی، ماتھے پر خفیف سا سجدہ کا نشان، گندمی رنگ، نظر پڑتے ہی ایسا معلوم ہوا چہرہ پر نور برس رہا ہے، دل نے کہا یہی وہ بزرگ معلوم ہوتے ہیں جن کی شہرت ہندو پاک ہی میں نہیں، بلکہ بلاد

اسلامیہ میں ہے۔ ایک صاحب سے پوچھا یہ بزرگ کون ہیں؟ معلوم ہوا یہی مولانا ضیاء الدین احمد مدنی ہیں۔ میں نے لپک کر مصافحہ کیا، ہاتھوں کو بوسہ دیا اور ایک کنارے بیٹھ گیا، لوگوں کا ہجوم بڑھتا گیا یہاں تک کہ پورا کمرہ بھر گیا۔ نعت خوانی شروع ہوئی، ایک گھنٹہ تک نعت خوانی ہوتی رہی۔ اس کے بعد اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور سلام پڑھا۔ حضرت ضعف پیری کی وجہ سے کھڑے نہیں ہو سکتے تھے، یہاں سے یہ معلوم ہوا کہ بیٹھ کر صلوٰۃ و سلام پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ کھڑے ہو کر باادب پڑھنے کو ناجائز و حرام اور شرک قرار نہ دیا جائے۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ بعض محافل میں دیوار کے سہارے کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھتے۔

دوسری بار ۱۹۷۵ء میں حج کے دنوں مدینہ منورہ میں حضرت مدنی (علیہ الرحمہ) کی محفل میں حاضر تھا۔ حضرت کے پاس شام ایک بزرگ عبداللہ بن ابراہیم قادری اور ایک نعت خوان محمد خیر بن علی فہل دمشقی تشریف لائے۔ اور حضرت کی قدمبوسی کے بعد ادب سے بیٹھ گئے، حضرت نے خیریت دریافت فرمائی اور دمشق کے لوگوں کے متعلق پوچھا یہ حضرات عربی میں گفتگو فرما رہے تھے۔ محمد خیر بن علی فہل دمشقی نے عربی میں ذوق و شوق سے نعت سنائی، حاضرین پر ایک وجد کا عالم طاری ہوگیا، حضرت شیخ رونے لگے، ایک عجیب پُرکیف سماں تھا۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ذوق و شوق عطا فرمائے۔ [1]

---

[1] ماہنامہ ترجمان اہلسنت کراچی شمارہ جولائی ۱۹۷۵ء

جناب الحاج نواب الدین گولڑوی (مصنف کتب کثیرہ) لاہور

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا محمد ضیاء الدین احمد قادری مہاجر مدنی قدس سرہٗ کی ملاقات کا موقع بندہ کو تین بار سن انیس سو چھپن، باسٹھ اور چونسٹھ میں نصیب ہوا۔ جب سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے مدینہ طیبہ حاضر ہوا۔

مولانا موصوف رحمۃ اللہ علیہ کا رُخِ انور نہایت پُرکشش اور جاذبِ نظر تھا۔ آپ کے دیکھنے سے خدا یاد آتا تھا۔ آپ بہت کم گو، ملنسار اور مہمان نواز تھے۔ آپ کے دربار گوہر بار میں علماء مشائخ کا تانتا بندھا رہتا۔ جہاں علم و عرفان کی محفلیں گرم رہتیں۔ آپ کا کلام مختصر اور پُر مغز ہوتا جب بیان فرماتے تو منہ سے پھول جھڑتے۔

بندہ کی ملاقات جب آپ سے آخری بار ہوئی تو آپ اپنے دولت کدہ کی بالائی منزل پر بیٹھے روضۂ اطہر کی زیارت فرما رہے تھے۔ اُس وقت آپ کی زبان دُرفشاں سے جو کلمات نکلے ان کا مفہوم کچھ اسطرح تھا کہ "روضۂ اقدس کی زیارت عبادت ہے"۔ آپ عاشقِ رسول تھے تبھی تو ہندوستان سے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ کو پسند فرمایا۔ اور جنت البقیع میں آخری آرامگاہ پائی۔ اس قحط الرجال کے دَور میں آپ جیسے اوصاف کے حامل علماء و مشائخ بہت کم ملتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ پر لاکھوں رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین بجاہِ النبیّ الامی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

فقیر نواب الدین عفی عنہ گولڑوی
۱۴/۱ شمس سٹریٹ، سعدی پارک، مزنگ لاہور
۴ / ذیقعدہ ۱۴۰۵ھ بروز منگل

مولانا غلام نبی جانباز نقشبندی

لاہور

مولانا ضیاء الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ جنہیں اعلیٰحضرت عظیم البرکت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت وخلافت کا شرف حاصل رہا، فنا فی الشیخ تھے۔ جب بھی اعلیٰحضرت [illegible] اللہ علیہ کا ذکر یا آپ کا کلام سنتے تو آنکھوں میں آنسوؤں تیرنے لگتے آپ اپنے شیخ کامل [illegible]حک پر ناصرف سختی سے کاربند تھے بلکہ زبردست مبلغ تھے۔ گستاخانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہاتھ ملانا تو کجا علیک سلیک کے روادار نہ تھے بلکہ ببانگ دہل ان کا رد فرماتے تھے۔ قیام مدینہ طیبہ کے تقریباً ۷۲ سالہ مبارک دور میں اپنے شیخ کی تعلیمات کو پھیلانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی، شبانہ روز وعظ و تبلیغ کی محافل ومجالس میں تشریف لے جاکر لوگوں کو محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپکی کامل اتباع کی تعلیم دیتے۔ اور خود اپنے مکان پہ روزانہ بلاناغہ بعد نماز عشاء محفلِ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منعقد فرماتے جس میں دنیا بھ[illegible] سے آنے والے علماء کرام اور نعت خوانانِ شیریں بارگاہِ رسالت میں نذرانۂ محبت پیش کرتے۔ اختتام محفل پہ تمام سامعین کو پیٹ بھر کر کھانا کھلاتے اس طرح حاضرین کو روحانی و جسمانی غذا میسر آتی آپ کا جاری کردہ یہ چشمہ فیض ہنوز پوری آب وتاب سے آپ کے فرزند ارجمند مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ العالی کی سرپرستی میں جاری وساری ہے۔ مولیٰ کریم اس فیض عام کو تا قیامت جاری رکھے آمین۔

سیّد ارشاد احمد عارف

لاہور

مولانا ضیاء الدّین مدنی ۲راکتوبر کو مدینہ طیبہ میں انتقال کر گئے۔ ان کی عمر سو سال سے زیادہ تھی وہ اس دَور کی ایک عظیم علمی اور روحانی شخصیت تھے اور اُن کی دینی خدمات کا دائرہ وسیع تر ہے۔ شیخ العرب والعجم مولانا ضیاء الدّین مرحوم اس زمانے کی یادگار تھے۔ جب علم ذریعۂ شکم پَروری نہیں بنا تھا اور تصوّف و روحانیت کی دُنیا میں ریاکاری اور نمود و نمائش کا کوئی دخل نہیں تھا۔

آپ کی زندگی کا اصل سرمایہ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ جسے آپ زندگی بھر لٹاتے رہے۔ مختلف اوقات میں آپ ملحدانہ قوتوں کے مقابلے کے لیے جس طرح اپنے مریدوں اور شاگردوں کے ساتھ میدانِ عمل میں کودتے رہے وہ بھی آپ کی حق دوستی کا ایک ثبوت ہے۔ آپ علم اور روحانیت کا حسین مرقع تھے اور زندگی بھر اولیائے عظام کی تقلید میں دینِ اسلام اور مسلمانوں کی خدمت انجام دیتے رہے۔

حضرت مدنی علیہ الرحمۃ

ایک نظر میں

ولادت	۱۲۹۴ھ	۱۸۷۷ء
تکمیل درس نظامی و سلسلہ قادریہ میں اجازت و خلافت	۱۳۱۵ھ	۱۸۹۷ء
بغداد شریف روانگی	۱۳۱۸ھ	۱۹۰۰ء
مدینہ منورہ کا سفر	۱۳۲۷ھ	۱۹۱۰ء
علامہ یوسف نبہانی سے ملاقات	۱۳۳۰ھ	۱۹۱۲ء
بریلی شریف کا سفر	۱۳۳۹ھ	۱۹۲۱ء
مولانا فضل الرحمن مدنی کی پیدائش	۱۳۴۴ھ	۱۹۲۵ء
وصال	۱۴۰۱ھ	۱۹۸۱ء

راجہ محمد طاہر رضوی جہلم

سیرت

کی چند جھلکیاں

حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کے مورث اعلیٰ

اسد نظامی

ملک العلماء علامہ عبد الحکیم سیالکوٹی قدس سرہٗ

علامہ عبد الحکیم رحمۃ اللہ علیہ کا وطن سیالکوٹ تھا۔ عہد اکبری ۹۶۸ھ میں پیدا ہوئے یہیں پرورش پائی۔ آپ کے والد ماجد کا نام شمس الدین تھا۔ علامہ مشرقین، معلم الثقلین مولانا محمد کمال کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے تعلیم حاصل کی۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہٗ کو مجدد الف ثانی کے لقب سے سب سے پہلے آپ ہی نے یاد کیا، اور مجدد صاحب نے آپ کو آفتابِ پنجاب کا لقب دیا۔

علامہ سیالکوٹی عالم، فاضل، فقیہہ، محدث، مفسر اور خصوصاً علمِ معقولات کے بہت بڑے عالم تھے۔ آپ کا شمار اکابر علماء و فضلاء میں ہوتا ہے۔ آپ نے زیادہ تر منطق و فلسفہ کی ادق ترین کتابوں کے حواشی اور ان کی شرحیں لکھیں۔

اس کے علاوہ آپ کی جملہ کتب عربی زبان میں ہیں۔ جو کہ پاک و ہند کے علاوہ مصر، شام، ترکی، اور بلادِ عرب میں بھی شائع ہوتی ہیں۔ اور بڑی بڑی یونیورسٹیوں میں پڑھائی جاتی ہیں۔ آپ کی تصانیف کے نام درج ذیل ہیں:۔

۱: حاشیہ تفسیر بیضاوی

۲: حاشیہ کتاب مشہود

۳: حاشیہ مقدمات تلویح

۴: حاشیہ مطول

۵: حاشیہ شریفیہ

۶ : حاشیہ شرح عقائد تفتازانی

۷ : حاشیہ شرح عقائد ملا جلال دوانی

۸ : حاشیہ شرح شمسیہ

۹ : حاشیہ شرح مطالع

۱۰ : حاشیہ درۃ ثمینیۃ فی اثبات علم واجب

۱۱ : حاشیہ عبدالغفور

۱۲ : حاشیہ شرح ہدایۃ الحکمۃ

۱۳ : تکملہ عبدالغفور

۱۴ : حاشیہ قطبی

۱۵ : حواشی ہوامش شرح حکمت العین

۱۶ : حاشیہ مراح الارواح

۱۷ : تکملہ عبدالحکیم شرح جامی

۱۸ : حاشیہ شرح مواقف

۱۹ : حاشیہ شرح کافیہ

۲۰ : شرح تہذیب محشی

۲۱ : القول المحیط

۲۲ : دلائل التجدید

۲۳ : سیلکوتی علی التصورات

۲۴ : حاشیہ خیالی

مغل بادشاہ شاہجہان نے آپکو دو۲ مرتبہ میزان میں تلوایا اور ہر دفعہ چھ چھ ہزار/۶۰۰۰ روپیہ دیا۔ ۱۸ ربیع الاوّل ۱۰۶۷ھ / ۱۶۵۶ء کو سیالکوٹ میں وصال ہوا۔ "شیخ محسن" آپ کی تاریخ وفات ہے[۱]

خلیل احمد رانا

حضرت علامہ شیخ ضیاء الدین مدنی قدس سرہٗ کے

اساتذہ کرام

حضرت مولانا محمد حسین نقشبندی پسروری رحمۃ اللہ

حضرت مولانا محمد حسین نقشبندی پسروری سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ پسرور ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے ــــــــــــــــــــ تحصیل علم کے بعد، عارف باللہ حضرت فقیر محمد المعروف باباجی تیراہی قدس سرہٗ چورہ شریف ضلع اٹک سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت ہوئے اور اجازت و خلافت سے نوازے گئے۔ ان کے علاوہ آپ کو حضرت حافظ خواجہ فتح الدین رحمۃ اللہ علیہ سے بھی خلافت حاصل تھی۔[۱] آپ عرصہ تک پسرور میں لوگوں کو فیض عام سے بہرہ ور فرماتے رہے۔ آپ خوش خلق، شیریں زبان اور پُر تاثیر مرد خدا تھے۔ آپ کی طبیعت میں انکسار اور رحم دلی کمال درجے کی تھی۔[۲]

مولانا نور احمد پسروری ثم امرتسری (محشی مکتوبات شریف حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ) آپکے بڑے بھائی اور استاد تھے۔ بروایت حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہٗ کو حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی قدس سرہٗ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ مولانا نور احمد پسروری سیالکوٹی پر علم کا غلبہ اور مولانا محمد حسین پسروری پر تصوف کا غلبہ تھا۔[۳]

پروفیسر ڈاکٹر رانا احسان الٰہی ایم۔اے، پی۔ایچ۔ڈی سابق صدر شعبہ عربی پنجاب یونیورسٹی لاہور بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ مولانا محمد حسین نقشبندی پسروری علیہ الرحمہ کی بینائی معدوم ہوگئی تو انہوں نے قصیدہ بُردہ شریف پڑھ کر دم کرنے کی

فرمائش کی۔ چند روز یہ عمل کیا گیا تو آپ کی بینائی واپس آگئی۔ ؎۴

آپ کا وصال سیالکوٹ میں ہوا۔ جامع مسجد حنفیہ اعوانان محلہ اعوانان رنگ پورہ سیالکوٹ کے احاطہ میں شمال کی جانب اپنے پیرو مرشد حضرت خواجہ حافظ فتح الدین رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹ شعبان المعظم ۱۳۱۶ھ) کے دامن میں دفن ہوئے۔ اسی مسجد میں آپ سے مولانا ضیاء الدین احمد مدنی قدس سرہ نے تعلیم حاصل کی۔ آپ کے مزار مبارک پر کوئی کتبہ وغیرہ نہیں ہے۔ دیوار پر ایک کاغذ چسپاں ہے جس پر یہ عبارت درج ہے۔

برگزیدہ زماں کاشف ہر سر خفی و جلی قدوۂ دارین عالم باعمل صوفی باصفا
حضرت مولانا الحاج الشیخ محمد حسین صاحب پسروری رحمۃ اللہ علیہ، وصال
۱۰ شوال المکرم ۱۳۷۰ھ ؎۵

حضرت مولانا غلام قادر بھیروی قدس سرہ

عارف باللہ، استاذ الاساتذہ حضرت مولانا عبد القادر المعروف بہ غلام قادر ہاشمی بن مولانا غلام حیدر رحمہما اللہ تعالیٰ ۱۲۶۵ھ / ۱۸۴۹ء میں بمقام بھیرہ ضلع سرگودھا پیدا ہوئے۔

؎۱ مکتوب محمد نور المصطفیٰ رضوی سیالکوٹ بنام راقم الحروف (خلیل احمد)

؎۲ انساب الخلافت مترجم و مؤلف ابراہیم شاہی یاسی والا ضلع سیالکوٹ، ص ۳۳ مملوکہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری لاہور

؎۳ یادداشت حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ۔ لاہور

؎۴ فضل احمد عارف: برکاتِ بُردہ، مطبوعہ لاہور ص ۹۱

؎۵ مکتوب محمد نور المصطفیٰ رضوی (سیالکوٹ)، بنام راقم الحروف

ابتدائی تعلیم مولانا غلام محی الدین بگوی اور ان کے چھوٹے بھائی مولانا احمد دین بگوی سے حاصل کی۔ مزید تعلیم حاصل کرنے کیلئے حضرت مولانا مفتی صدرالدین آزردہ صدر الصدور کی خدمت میں دہلی حاضر ہوئے۔ تکمیل علوم کے بعد لاہور تشریف لائے اور اندرون بھاٹی دروازہ اونچی مسجد میں خطیب مقرر ہوئے۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ میں حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ سے بیعت ہوئے اور اجازت و خلافت سے بہرہ ور ہوئے۔ آپ کے اوراد و اشغال میں حضور سیدنا غوث اعظم قدس سرہٗ سے اویسی نسبت کی بنا پر قادریت کا غلبہ تھا۔ مشہور تاریخ گو اور تذکرہ نویس بزرگ مولانا غلام دستگیر نامی اپنی کتاب "بزرگانِ لاہور" میں لکھتے ہیں۔ کہ آپ کو لاہور کا قطب سمجھا جاتا تھا۔ ۱۲۹۷ھ / ۱۸۷۹ء میں اورینٹل کالج لاہور میں عربی کے نائب استاد مقرر ہوئے اور دو سال تک طلبار کو علم و فضل سے فیضیاب کرتے رہے۔ انہی دنوں انگریزوں نے ایک فتوے پر دستخط کروانا چاہے مگر آپ نے انکار کر دیا اور کالج کی ملازمت سے استعفےٰ دے دیا۔ اس کے بعد آپ نے جامعہ نعمانیہ ٹکسالی دروازہ لاہور میں درس و تدریس کا کام شروع کر دیا۔ پنجاب کے علمار میں سب سے پہلے مرزا قادیانی کے خلاف آپ ہی نے فتوے دیا اور اس وقت مرزا کی تردید کی جب کہ اس نے ابھی تک نبوت کا دعوےٰ نہیں کیا تھا۔ پنجاب کے علمار کی غالب اکثریت آپ کی شاگرد تھی۔ چند تلامذہ کے نام یہ ہیں :-

۱۔ امیر ملت حافظ پیر جماعت علی شاہ محدث علی پور علیہ الرحمۃ

۲۔ مولانا محمد عالم آسی امرتسری (مصنف الکاویہ علی الغاویہ)

۳۔ مولانا نبی بخش حلوائی لاہور (مصنف تفسیر نبوی)

۴۔ مولانا غلام احمد حافظ آبادی (سابق مدرس جامعہ نعمانیہ لاہور)

۵۔ حضرت مولانا ضیار الدین احمد مدنی رحمہ اللہ

آپ نے مختلف موضوعات پر بارہ کتابیں لکھیں۔ ان میں مشہور تصنیف اسلام کی گیارہ کتابیں دینی تعلیم کا بہترین نصاب ہے۔ آج بھی پنجاب کے چھوٹے دیہاتوں تک کی

مساجد و مدارس میں اسلام کی پہلی کتاب اور اسلام کی دوسری کتاب وغیرہ پڑھائی جاتی ہیں۔
آپ نے ۱۹ ربیع الاول ۱۳۲۷ھ / ۱۰ اپریل ۱۹۰۹ء کو وصال فرمایا۔ اور بیگم شاہی مسجد لاہور میں دفن ہوئے۔ ۱

علامہ وصی احمد محدث سورتی رحمہ اللہ

مولانا وصی احمد محدث سورتی ۱۸۳۶ء میں راندھیر (ضلع سورت بھارت) میں پیدا ہوئے۔ ۱۲۷۷ھ میں آپ دہلی آئے، یہاں مسجد فتحپوری میں قیام کیا پھر مدرسہ حسین بخش دہلی پہنچے وہاں کچھ عرصہ پڑھنے کے بعد ۱۲۷۹ھ میں مدرسہ فیض عام کانپور چلے گئے جہاں ان کو مولانا لطف اللہ علی گڑھی جیسا استاد ملا۔ یہاں مولانا محمد حسن کانپوری آپ کے ہم سبق رہے۔ ۱۲۸۹ھ میں مدرسہ فیض عام سے فارغ ہوئے اور گنج مرادآباد (ضلع اناؤ یوپی) پہنچے جہاں آپ نے مولانا فضل رحمٰن گنج مرادآبادی سے بیعت کی۔ ۱۲۹۰ھ میں آپ مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور پہنچے۔ جہاں مولانا احمد علی سہارنپوری سے درسِ حدیث لیا اور تقریباً ۱۲۹۵ھ میں سند حدیث لی۔ تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد محدث سورتی کانپور پہنچے جہاں مدرسہ فیض عام میں درس و تدریس اور فتوے نویسی کی ذمہ داریاں آپکو تفویض کی گئیں۔ یہاں آپ آٹھ سال رہے۔ نسائی شریف کا حاشیہ یہیں لکھنا شروع کیا۔ شادی کے بعد کانپور سے پیلی بھیت تشریف لائے اور یہاں مدرسہ حافظ العلوم میں صدر مدرس ہوگئے۔ پندرہ سال تک درس و تدریس میں مشغول رہے۔ پھر آپ نے مدرسۃ الحدیث کے نام سے اپنا الگ مدرسہ پیلی بھیت میں قائم کیا اور درس حدیث

---

۱ تفصیل کے لیے دیکھئے "تذکرہ اکابر اہل سنت" از مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری مطبوعہ لاہور

کا آغاز کیا، اس کے ساتھ ساتھ مسجد شیخ کبیر میں آخر عمر تک امامت کے فرائض انجام دیتے رہے ، درمیان میں دو سال کے لیے قاضی عبدالوحید کی دعوت پر مدرسہ حنفیہ پٹنہ چلے گئے لیکن دو[۲] سال بعد پھر اپنے مدرسہ میں آ گئے ۔ محدثِ سورتی نے تحریکِ ندوۃ العلماء میں بھی حصہ لیا ۔ ۱۳۱۰ھ میں مدرسہ فیض عام کانپور میں اس کا آغاز ہوا ۔ امام احمد رضا بھی اس کے ایک اجلاس میں شریک ہوئے اور اصلاحِ نصاب کے بارے میں ایک مقالہ پڑھا ۔ لیکن جب ندوۃ العلماء کا مزاج اور کردار بدلا تو پہلے امام احمد رضا علیحدہ ہوئے اس کے بعد محدثِ سورتی ۔ یہی نہیں بلکہ ندوۃ العلماء کے خلاف مستقل ایک تحریک کا آغاز ہوا اس سے قبل محدث سورتی نے پاک و ہند اور حجاز میں مولوی نذیر حسین دہلوی کے زیر اثر چلنے والی مہم کا تعاقب کیا ۔ اس سلسلے میں انہوں نے ایک کتاب جامع الشواہد لکھی ۔

فقہ و حدیث میں آپ کو بڑا تبحر حاصل تھا جس پر ــــ مندرجہ ذیل تصانیف اور حواشی گواہ ہیں ۔

۱ : حاشیہ مدارک

۲ : حاشیہ بیضاوی

۳ : حاشیہ جلالین

۴ : تعلیقات سنن نسائی

۵ : تعلیقات شرح معانی الآثار

۶ : تعلیقات شروح اربعہ ترمذی

۷ : شرح سنن ابی داؤد

۸ : شرح مشکوٰۃ المصابیح

۹ : افادات حصن حصین

۱۰ : التعلیق المجلی لما فی منیۃ المصلی

۱۱ : الدرۃ فی عقد الایدی تحت السرۃ

۱۲ : کشف الغمامہ عن سنیۃ العمامہ

۱۳ : اظہار شریعت

۱۴ : انفع الشواہد

۱۵ : حاشیہ مقامات حریری

۱۶ : حاشیہ شافیہ

۱۷ : حاشیہ ملاحسن

۱۸ : حاشیہ میبذی وغیرہ

محدثِ سورتی کے تلامذہ میں یہ حضرات قابلِ ذکر ہیں :-

۱ : مولانا محمد ظفر الدین بہاری

۲ : مولانا ضیاء الدین احمد مدنی

۳ : مولانا مشتاق احمد کانپوری

۴ : مولانا نثار احمد کانپوری

۵ : مولانا سید محمد محدث کچھوچھوی

۶ : مولانا خادم حسین علی پوری

۷ : سید سلیمان اشرف بہاری وغیرہ

محدثِ سورتی کے حلقہ احباب میں یہ حضرات شامل تھے۔

۱ : امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی
۲ : مولانا عبدالقدیر بدایونی
۳ : مولانا احمد حسن کانپوری
۴ : مولانا عبدالکریم گنج مرادآبادی
۵ : مولانا ارشاد حسین رامپوری
۵ : مولانا عبدالعلی آسی
۷ : پیر مہر علی شاہ گولڑوی
۸ : مولانا دیدار علی شاہ الوری وغیرہ

۸ رجمادی الاوّل ۱۳۳۴ھ / ۱۲ ر اپریل ۱۹۱۶ء کو وصال فرمایا۔[1]

---

[1] تفصیل کے لیے دیکھیے تذکرہ محدث سورتی از خواجہ رضی حیدر مطبوعہ کراچی ۱۹۸۱ء)

حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کے

شیوخِ طریقت

خلیل احمد رانا

حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ

امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی بن مولانا نقی علی خاں بن مولانا رضا علی خاں قدس سرہم، ۱۰ شوال ۱۲۷۲ھ / جون ۱۸۵۶ء کو پیدا ہوئے۔ میزان و منشعب حضرت مولانا غلام قادر بیگ بریلوی علیہ الرحمہ سے پڑھی، بعد میں مرزا صاحب نے آپ سے ہدایہ کا درس لیا تھا۔ ۱۲۸۲ھ میں تیرہ برس کی عمر میں والد ماجد سے درسیات مکمل کرلیں۔ ۱۲۹۱ھ کے بعد رام پور میں مولانا عبد العلی ریاضی داں سے شرح چغمینی کے چند اسباق پڑھے۔ ۵ جمادی الآخر ۱۲۹۴ھ میں مخدوم سید آل رسول مارہروی نور اللہ مرقدہ سے بیعت ہوئے، اسی وقت اجازت و خلافت مرحمت ہوئی۔ ۱۲۹۵ھ میں والد ماجد کے ساتھ پہلی بار حج و زیارت کے لیے گئے۔ حضرت شیخ عبد الرحمٰن سراج مکی مفتی احناف مکہ نے فقہ کی اجازت و سند دی۔ شیخ الاسلام علامہ احمد زینی دحلان مکی نے حدیث کی اجازت بخشی، حضرت شیخ حسین صالح جمل اللیل شافعی امام مسجد الحرام بغیر کسی تعارف کے مغرب کے بعد مقام ابراہیم سے آپ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گئے اور دیر تک فرماتے رہے انی لاجد نور اللہ فی ھذا الجبین (یعنی میں اس پیشانی میں اللہ کا نور پاتا ہوں) اور ضیافت کے بعد صحاح ستہ اور سلسلہ عالیہ قادریہ کی سند و اجازت دی۔ ۱۳۲۳ھ میں دوسری بار حرمین طیبین حاضر ہوئے۔ اس حاضری میں دیار عرب کے علماء و مشائخ کبار نے آپ سے ... اجازت و خلافت حاصل کی، اور آپ کے علمی تبحر کا اعتراف کیا، فقہ

حنفی کے عظیم المرتبت عالم علامہ صالح کمال کے پانچ سوال متعلقہ علم غیب کا بغیر کتب دیکھے ساڑھے آٹھ گھنٹے میں کتاب "الدولۃ المکیہ" کے نام سے جواب لکھے۔ شیخ الخطباء علامہ احمد ابوالخیر مکی[۲] نے مذکورہ کتاب کی سماعت کے بعد حسن انشاء، طرز استدلال اور جامعیت کی بے حد تحسین کی اور علوم خمسہ کے اضافے کا مشورہ دیا نیز کتاب پر تقریظ لکھی اور آپ کی شان میں امام و مجدد جیسے کلمات لکھے۔ شیخ الخطباء کے فرزند حضرت مولانا عبداللہ میرداد[۳] اور ان کے استاد مولانا حامد بن محمد بن احمد جداوی نے نوٹ کے بارے میں استفسار کیا۔ آپ نے اس کا مبسوط و مفصل جواب تحریر فرمایا۔ جو "کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم" کے نام سے طبع ہوا۔ مفتی احناف مکہ علامہ عبداللہ بن عباس بن صدیق نے کتب خانہ حرم میں اس کا مطالعہ کیا۔ اور غایت درجہ تحسین و آفرین کی۔ حضرت شیخ الدلائل علامہ عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکی نے بھی آپ سے ملاقات کی۔ مدینہ منورہ کے علماء کرام نے بھی اکرام کیا اور سند حدیث و تفسیر اور خلافت و اجازت حاصل کی۔

۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ کو بریلی (بھارت) میں آپ کا وصال ہوا۔ "شیخ الاسلام والمسلمین" سے تاریخ وفات نکلتی ہے۔ انتہائی ذہین تھے گیارہ برس کی عمر میں ہدایۃ النحو کی شرح لکھی۔ ایک ہزار کتابیں پچاس علوم و فنون پر تحریر فرمائیں۔[۴]

۱؎ علامہ شیخ صالح ابن شیخ العلامہ صدیق ابن شیخ علامہ عبدالرحمٰن کمال ۱۲۶۳ھ میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور نشوونما پائی، پہلے قرآن مجید حفظ کیا، پھر تجوید پڑھی، اکثر کتابوں کے متن اپنے والد ماجد کی عنایت سے حفظ کئے، اس کے بعد حضرت علامہ شیخ عبدالقادر خوقیر المتوفی ۱۳۰۲ھ سے درالمختار بحواشی علامہ محقق ابن عابدین شامی پڑھا۔ معانی و بیان و عروض علامہ سید عمر شامی سے اور فقہ مولانا رحمت اللہ بانی مدرسہ صولتیہ سے حاصل کی، لغات حدیث و تفسیر کا درس حضرت علامہ سید احمد ابن زینی دحلان علیہ الرحمۃ سے لیا۔ آپ نو عمری میں ہی علوم و فنون میں ماہر ہو گئے تھے، آپ کے تمام اساتذہ آپ کے تبحر علمی کے مداح و معترف تھے۔ فراغت کے بعد مسجد حرام میں درس کا سلسلہ شروع کیا، انداز تدریس عمدہ و دلنشیں تھا۔ اس لئے جلد ہی آپ کے تدریس کی شہرت ہو گئی۔ ۱۲۹۷ھ میں جدہ کے قاضی بنائے گئے، دو سال بعد مشاہدہ کعبہ کے شوق میں

مکہ چلے آئے، اور پھر سے درس دینے لگے ۔ شریف مکہ عبدالمطلب بن غالب کو آپ سے کمال درجہ محبت تھی آپ شریف مکہ کے خاص مشیر تھے اور بعد انتقال آپ ہی نے شریف مکہ کو غسل دیا اور کفنایا، اور ان کی وصیتوں کو جاری کیا ۔ شریف عدن نے بھی آپ کی بہت قدر کی، افتاء اور امامت و خطابت حرم اور شیخ العلماء کا منصب آپکو سپرد کیا ۔ بڑے بڑے علماء نے آپ سے درس لیا۔ ۱۳۰۲ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ علماء و مشائخ آپ کا جنازہ لائے۔ شیخ سلیمان حسب اللہ نے ملتزم کے پاس نماز پڑھائی، اور رونمائی کے وقت آبدیدہ ہوکر فرمایا: الیوم مات فقہ ابوحنیفہ (آج کے دن ابوحنیفہ کے فقہ کی موت ہوگئی) آپکو اعلیٰحضرت بریلوی سے حدیث وسلاسل طریقت کی عام اجازت حاصل تھی۔ (تذکرہ علمائے اہلسنت)

۲ے شیخ علامہ احمد ابوالخیر بن عبداللہ بن محمد بن صالح بن سلیمان بن محمد صالح محمد میرداد الحنفی ۱۲۹۵ھ میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، حفظ قرآن مجید کیا۔ شیخ علی السمبودی سے قرأت سبعہ پڑھی، مفتی جمال مکی المتوفی ۱۲۸۴ھ، شیخ محمد سعید بسابرۃ الخالدی وغیرہ سے علوم وفنون کی تکمیل کی ۱۲۹۳ھ میں حضرت شیخ شریف عبداللہ نے شیخ سلیمان عبدالمعطی مرداد کے انتقال کے بعد آپکو شیخ علمائے حرم مقرر کیا ۱۲۹۹ھ میں حضرت شریف عبدالمطلب نے آپکو طلب کرکے منصب افتاء کی پیشکش کی، مگر آپ نے منع کر دیا۔ ۱۳۱۰ھ میں حضرت شریف عون نے منصب افتاء قبول کرنے کے لیے کہا، تو آپ نے معذرت کی۔ آپ زہد وتقوے میں اور تواضع میں مشہور تھے، آپ کا گھر ہر وقت مستفیدین سے بھرا رہتا تھا۔ شعبان المعظم ۱۳۳۵ھ میں مکہ مکرمہ میں آپ نے وفات پائی اور جنت المعلیٰ میں آپکا مدفن ہے۔

۳ے حضرت مولانا عبداللہ ۱۲۸۵ھ میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، والد ماجد سے علوم وفنون پڑھا۔ فراغت کے بعد مکہ مکرمہ کے قاضی اور مسجد حرام کے امام اور شیخ الخطباء اور مدرس مقرر کیے گئے۔ آپ طویل العمامت، دبلے پتلے، وسیع الاخلاق اور متواضع ومنکسر المزاج تھے۔ آپ نے اپنے والد ماجد کے حکم سے اسی سفر میں حضرت امام العصر مولانا شاہ احمد رضا قادری قدس سرہٗ سے بیعت کی۔ حضرت بریلوی نے آپکو طریقت وحدیث بھی عطا کی۔ آپ رواق باب الصفا میں حلقۂ درس قائم کرتے تھے۔ ۱۳۴۳ھ میں مکہ مکرمہ ہی میں آپ فوت ہوئے۔

لہ تفصیل کے لیے دیکھئے "حیات امام احمد رضا" از ڈاکٹر محمد مسعود احمد، مطبوعہ سیالکوٹ،

حضرت شیخ سید حسین الحسنی الکردی رحمہ اللہ

قدوۃ الواصلین حضرت شیخ سید حسین الحسنی الکردی قدس سرہ بغداد شریف (عراق) میں ایک متقی بزرگ تھے۔ یہ کردستان کے رہنے والے تھے۔ جن دنوں بغداد شریف میں حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی ان سے ملاقات ہوئی، اس وقت ان کی عمر ۱۸۲ برس تھی۔ گھوڑے پر سواری فرماتے تھے۔ اتنی عمر ہونے کے باوجود کھڑے ہوکر نماز ادا فرماتے اور دوران قیام قرآن کریم کے دو تین پارے تلاوت فرماتے تھے۔ بڑے عابد و زاہد تھے۔ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی رحمہ اللہ نے ان کی خدمت میں تقریباً ½۱ سال قیام کیا۔ حضرت سید حسین نے حضرت مدنی قبلہ کو اپنے سلسلہ معمرہ میں مجاز و ماذون فرمایا۔ سلسلہ اجازت اس طرح ہے:

حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ
سید حسین الکردی علیہ الرحمۃ
سید اسمٰعیل اولیائی قدس سرہٗ
سیدی عبدالعزیز الجش رحمہ اللہ
سید عبدالرزاق قدس سرہٗ
سید شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ [1]

---

[1] روزنامہ جنگ کراچی ۵ راکتوبر ۱۹۸۱ء

" انٹرویو مولانا ضیاء الدین احمد مدنی (آڈیو کیسٹ ۱۹۷۳ء) مملوکہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری لاہور

• غلام قادر اشرفی، مولانا: مجموعہ وظائف مطبوعہ لالہ موسیٰ (گجرات۔ پاکستان) ۱۳۹۹ھ

حضرت شیخ احمد الشمس المالکی القادری المراکشی المدنی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سیدی شیخ احمد الشمس الشنقیطی المالکی قدس سرہ مشائخ مدینہ طیبہ میں سے تھے یہ بزرگ حافظ الحدیث تھے ہمیشہ خاموش رہتے تھے ، اگر کسی بات کا جواب دینا ہوتا تو صرف اسی مفہوم کی حدیث سُنا دیتے تھے ، چند کھجوروں کے علاوہ کچھ نہ کھاتے تھے ، ایک بکری پالی ہوئی تھی اس کا دُودھ پی لیتے تھے ۔ حضرت ضیاء الدین احمد مدنی نے ان کی صحبت میں کافی وقت گزارا ۔ اُنہوں نے حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کو اپنے طریقت کے سلسلہ معمرہ کی اجازت عطا فرمائی سلسلہ اجازت اس طرح ہے :

حضرت سیدی مدنی علیہ الرحمۃ

حضرت شیخ احمد الشمس قدس سرہٗ

حضرت سیدی مصطفےٰ ماء العینین الحسنی الشنقیطی قدس سرہٗ

حضرت سیدی عبدالعزیز الحبش قدس سرہٗ

قطب الآفاق حضرت عبدالرزاق قدس سرہٗ

حضرت الشیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ

حضرت شیخ ضیاء الدین احمد مدنی نے سیدی احمد الشمس قدس سرہٗ سے مدینہ منورہ میں بیضاوی شریف کو دوبارہ تبرکاً پڑھا ۔ ان کا وصال ۱۳۴۲ھ / ۱۹۲۳ء میں مدینہ منورہ میں ہوا ۔ اور جنت البقیع میں دفن ہوئے ۔ [1]

---

[1] انٹرویو حضرت علامہ ضیاء الدین احمد مدنی (آڈیو کیسٹ) مملوکہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری لاہور

" ماہنامہ ترجمان اہل سنت ، کراچی شمارہ جولائی ۱۹۷۵ء

حضرت علامہ سیدی عبدالرحمٰن سراج مکی مفتی حنفیہ قدس سرہٗ

حضرت سیدی عبدالرحمٰن بن عبداللہ سراج مکی رحمۃ اللہ علیہ مکہ مکرمہ میں مفتی حنفیہ تھے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ١٢٩٥ھ / ٧٨ ١٨ء میں اپنے والد ماجد مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ پہلے حج پر مکہ مکرمہ حاضر ہوئے تو حضرت سیدی عبدالرحمٰن سراج مکی قدس سرہٗ نے آپ کو تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ کی سند سے نوازا اور اپنے سلسلہ طریقت میں اجازت عطا فرمائی۔ ١٣٠١ھ / ١٨٨٣ء میں مکہ مکرمہ میں وصال ہوا اور جنت المعلےٰ میں دفن ہوئے۔ حضرت علامہ شیخ ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو آپ سے بواسطہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ اس طرح اجازت ہے۔

حضرت سیدی مدنی قدس سرہٗ
|
امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ
|
سیدی عبدالرحمٰن سراج مکی رحمۃ اللہ علیہ
|
سید محمد بن علی السنوسی قدس سرہٗ
|
سیدی عبدالعزیز الحبش قدس سرہٗ
|
سیدی عبدالرزاق قدس سرہٗ
|
حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ [1]

163

---

[1] فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں، مطبوعہ لاہور ص ٧٤
" مجموعہ لطائف از مولانا غلام قادر علیہ الرحمۃ

حضرت علامہ محدّث بدرالدین حسنی شامی رحمۃ اللہ

قطبِ شام علامہ شیخ بدرالدین محدث دمشق قدس سرہٗ نہایت متبعِ سنت یگانہ روزگار مرجع العلماء بزرگ تھے۔ آپ حضرت امام نووی (شارح صحیح مسلم) کے مشہور مدرسہ دارالحدیث کے جانشین تھے۔ شیخ محمد یحییٰ امکتبی حسینی استاذ مدرسہ دارالحدیث دمشق (شام) آپ کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"میں عرب و عجم کے علماء سے ملا۔ ان میں بزرگ ترین شخصیت میرے شیخ میرے سردار اور میرے رہنما، عالم ربانی، چودھویں صدی کے مجدد، کتب حدیث و آثار کے حافظ، سنت کو زندہ کرنے والے، بدعت کو مٹانے والے یعنی شیخ محمد بدرالدین محدث مشہور ہیں، اللہ مسلمانوں کو ان کی درازئ حیات سے نفع پہنچائے۔ وہ جمعہ کے دن نماز جمعہ کے بعد سے عصر کی اذان تک اسناد کے ساتھ حدیث کی کتابوں کا زبانی درس دیا کرتے تھے، پھر کوئی شخص آجاتا تو حضرت استاذ اس کی طرف متوجہ ہوتے اور اس شخص کے ضمیر میں جو ہوتا اس پر گفتگو فرماتے۔ بہت سے لوگ ایسے ہوتے جو اس سے پیشتر کبھی حاضرِ درس نہیں ہوئے تھے اور بہت سے ایسے ہوتے جو پہلے کسی مسئلہ میں ان سے اختلاف رکھتے اور پھر ان کے درس میں آتے تو ان کی مشکلیں حل ہو جاتیں۔"[1]

حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے انٹرویو میں فرمایا کہ علامہ بدرالدین شامی رحمۃ اللہ علیہ ادب کی وجہ سے مسجد نبوی شریف میں باب رحمت میں کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھا کرتے تھے۔[2] ان کے وصال کا حال اور تاریخ معلوم نہ ہو سکی۔

1؎ الدولۃ المکیہ مع الفیوضات الملکیہ، مطبوعہ کراچی ص ۵۱۵

2؎ انٹرویو مولانا ضیاء الدین علیہ الرحمۃ (آڈیو ٹیپ) مملوکہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری، لاہور

حضرت شیخ سیّد احمد الشریف السنوسی قدس سرہٗ

حضرت شیخ السید احمد الشریف السنوسی بن سید المہدی السنوسی بن محمد بن علی السنوسی رحمہم اللہ تعالیٰ مشہور مجاہد، مصلح اور صوفی تھے۔ آپ ۱۸۷۳ء میں جغبوب کے مقام پر پیدا ہوئے اور اسی جگہ تعلیم و تربیت پائی۔ آپ نے طرابلس (لیبیا) اور برقہ کی جنگ میں اطالیوں کے چھکے چھڑا دیے تھے اور تیرہ برس تک محض اپنے تربیت یافتہ رفقاء اور تلامذہ کی مدد سے یورپ کی اس بڑی طاقت کا کامیابی سے مقابلہ کرتے رہے۔ آپ سیف، تسبیح اور قرآن و شمشیر کے بیک وقت حامل تھے۔ آپ اپنے وقت کے شیخ کبیر اور بہت بڑے ولی اللہ تھے۔ ۱۹۲۶ء میں مکہ مکرمہ تشریف لے آئے تھے حضرت شیخ ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو آپ سے طریقہ سنوسیہ میں اجازت اس طرح ہے:

حضرت سیدی مولانا ضیاء الدین احمد مدنی قدس سرہٗ

سیدی احمد الشریف السنوسی قدس سرہٗ

سید السید المہدی قدس سرہٗ

سید محمد بن علی السنوسی قدس سرہٗ (بانی طریقہ سنوسیہ)

سیدی عبدالعزیز الحبش قدس سرہٗ

قطب الآفاق سیدی عبدالرزاق قدس سرہٗ

حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید احمد الشریف السنوسی نے ۱۳۵۱ھ / ۱۹۳۳ء میں مدینہ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ [1]

---

[1] نقوش رسول نمبر ۱ جلد اول مطبوعہ لاہور ص ۲۳

غلام قادر اشرفی، مولانا: مجموعہ وظائف ص ۳۸۴

الشیخ العالم حضرت علامہ شاہ عبدالباقی فرنگی محلی المہاجر المدنی قدس سرہٗ

مولانا شاہ عبدالباقی بن مولانا علی محمد بن مولانا محمد معین بن ملا محمد مبین انصاری قدس سرہما
۱۲۸۶ھ میں فرنگی محل (لکھنؤ) میں پیدا ہوئے۔ مولانا سید عبدالحیٔ چاٹگامی، مولانا ابوالحسنات عبدالحیٔ بن مولانا عبدالحلیم فرنگی محلی، مولانا سید عین القضاۃ بن محمد وزیر حیدر آبادی، مولانا فضل اللہ بن نعمت اللہ فرنگی محلی اور مولانا محمد نعیم بن مولانا محمد عبدالحکیم نظامی رحمہم اللہ تعالیٰ سے اخذ علوم کیا۔ حضرت مولانا شیخ شاہ عبدالرزاق بن مولانا شاہ جمال الدین لکھنوی قدس سرہٗ سے بیعت ہوئے۔ ایک مدت تک فرنگی محل میں درس و تدریس میں مشغول رہے، پھر حرمین شریفین کا سفر کیا، حج کے بعد مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کی اور ملا نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ بانی درس نظامی کی یاد میں مدرسہ نظامیہ قائم کیا، اور پوری توجہ سے تدریس کے کام میں مصروف ہوئے۔ نظام حیدر آباد میر عثمان علی مرحوم کی طرف سے مدرسہ کا وظیفہ مقرر تھا۔ سلطنتِ ہاشمی کے سقوط کے بعد آپ سخت آزمائش میں مبتلا ہوگئے۔ نجدی حکومت کی آپ پر سخت نظر تھی، مگر آپ نے اعتقادی امور میں کبھی مداہنت گوارا نہ کی۔[۱]

آپ کا ذاتی کتب خانہ مدینہ منورہ میں موجود و محفوظ ہے۔ پروفیسر محمد رضا انصاری نے ۱۹۶۵ء میں اس کتب خانہ میں بیٹھ کر کتاب "خیرالعمل" تراجم علمائے فرنگی محل" تالیفات ابوالحسنات محمد عبدالحیٔ فرنگی محلی سے استفادہ کیا تھا۔[۲]

۱۔ محمود احمد قادری، مولانا: تذکرہ علمائے اہل سنت مطبوعہ انڈیا ۱۹۷۱ء ص ۱۴۲

۲۔ محمد رضا انصاری، پروفیسر، بانی درس نظامی مطبوعہ اردو اکادمی، اترپردیش (یو۔پی۔ بھارت) ۱۹۷۳ء ص ۱۴

آپ کی تصانیف میں حسرۃ الفحول بوفاۃ نائب الرسول، المنح المدنیہ فی مختارات الصوفیہ، رسالہ فی مبحث الغنا، رسالہ فی تحقیق علم الغیب[۳]، قرۃ الابصار فی نسب قطب الانصار اور دوسرے رسائل کے نام ملتے ہیں۔

۴ ربیع الآخر ۱۳۶۴ھ / ۱۹۴۵ء کو وصال ہوا اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ سبحان اللہ۔ حضرت علامہ شیخ محمد علی حسین الخیرآبادی المدنی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۷۴ھ) آپ کے ممتاز تلمیذ اور خلیفہ مجاز تھے۔ حضرت علامہ شیخ ضیاء الدین احمد مہاجر مدنی قدس سرہٗ کو آپ نے اپنے سلسلہ طریقت کی اجازت مرحمت فرمائی تھی[۴]۔

۳؎ عبدالحیٔ لکھنوی، مولانا: نزہۃ الخواطر (عربی) جلد ۸ مطبوعہ کراچی ص: ۲۱۷
(صاحب نزہۃ الخواطر نے مولانا عبدالباقی فرنگی محلی کے حالات میں تصانیف کا ذکر کیا ہے لیکن رسالہ قرۃ الابصار کا ذکر نہیں کیا۔ پروفیسر محمد رضا انصاری نے کتاب "بانی درس نظامی" میں اس کا ذکر کیا ہے۔

۴؎ محمود احمد قادری، مولانا: تذکرہ علمائے اہل سنت ص ۱۷۲

شیخ الدلائل حضرت مولانا شاہ عبد الحق الہ آبادی مہاجر مکی قدس سرہٗ

شیخ الدلائل حضرت مولانا عبد الحق بن شاہ محمد بن یار محمد صدیقی النسب اپنے وطن نیوان ضلع الہ آباد میں پیدا ہوئے، مولانا تراب علی لکھنوی وغیرہ سے درسیات پڑھی۔ حضرت مولانا عبد اللہ گورکھپوری سے بیعت کی، ۱۲۸۳ھ میں مکہ کا سفر کیا، پچاس برس تک آپ کا دریائے علم مکہ میں موجیں مارتا رہا۔ آپ شیخ الدلائل کے لقب سے مشہور تھے۔[۱] آپ بہت بڑے ولی اللہ، عالم باعمل متقی، شب زندہ دار اور عبادت گزار بزرگ تھے۔ اہلِ مکہ مکرمہ آپکو قطب مکہ مکرمہ کہا کرتے تھے۔[۲] امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ دوسرے سفر حج میں آپ کی قیام گاہ پر بار بار ملاقات کے لئے جاتے رہے، انکے ملفوظات میں آپ کا ذکر خیر اس طرح موجود ہے۔

"حضرت مولانا عبد الحق الہ آبادی کو چالیس برس سے زائد مکہ معظمہ میں گزرے تھے۔ کبھی شریفِ مکہ کے یہاں بھی تشریف نہ لے گئے۔ قیام گاہ فقیر پر دو بار تشریف لائے۔ مولانا سید اسمٰعیل (محافظ کتب خانہ حرم شریف) وغیرہ ان کے تلامذہ فرماتے ہیں کہ یہ محض خرقِ عادت ہے۔ مولانا کا دم لب غنیمت تھا، ہندی تھے مگر ان کے انوار مکہ میں چمک رہے تھے۔ التزاماً ہر سال حج کرتے تھے۔ مولانا اسمٰعیل فرماتے تھے کہ ایک سال حج میں حضرت مولانا عبد الحق صاحب بہت علیل اور صاحب فراش تھے۔ نویں تاریخ اپنے تلامذہ سے کہا مجھے

۱؎ محمود احمد قادری، مولانا: تذکرہ علمائے اہلسنت، مطبوعہ کانپور انڈیا ۱۳۹۱ھ صفحہ ۱۱۸

حرم شریف میں لے چلو! کئی آدمی اٹھا کر لائے۔ کعبہ معظمہ کے سامنے بٹھایا، زمزم شریف منگا کر پیا اور دعا کی کہ الٰہی حج سے محروم نہ رکھ۔ اسی وقت مولا تعالیٰ نے ایسی قوت عطا فرمائی کہ اُٹھ کر اپنے پاؤں سے عرفات شریف گئے اور حج ادا کیا۔ ؎۱

حضرت شیخ علیہ الرحمۃ نے سند و اجازت دلائل الخیرات شریف حضرت سید علی حریری مدنی قدس سرہٗ اور شیخ محمد المغربی قدس سرہٗ دونوں بزرگوں سے حاصل فرمائی۔ لیکن حضرت شیخ اپنے تلامذہ کو موافق روایت سید علی حریری مدنی قدس سرہٗ ہی اجازت عطا فرماتے تھے۔ حضرت شیخ کی اجازت اس طرح ہے:

حضرت شاہ عبدالحق الٰہ آبادی قدس سرہٗ کو عارف باللہ حضرت علامہ شیخ سید علی الحریر المدنی بن یوسف ملک باشلی المدنی قدس سرہما سے۔ ان کو حضرت شیخ السید محمد بن السید احمد المدغوی الشریف الحسنی قدس سرہٗ سے، ان کو ابی البرکات سیدی محمد بن احمد بن احمد المثنی قدس سرہٗ سے، ان کو حضرت شیخ احمد بن الحاج قدس سرہٗ سے، ان کو حضرت شیخ سیدی احمد المقری قدس سرہٗ سے، ان کو حضرت سیدی عبدالقادر الفاسی قدس سرہٗ سے، ان کو حضرت شیخ سیدی احمد بن ابی العباس الصمعی قدس سرہٗ سے، ان کو حضرت شیخ سیدی السہلانی قدس سرہٗ سے ان کو حضرت شیخ سیدی عبدالعزیز التباع قدس سرہٗ سے، ان سے کو مؤلف دلائل الخیرات شریف قطب ربانی حضرت شیخ السید محمد ابن سلیمان الجزولی قدس سرہٗ سے۔ ؎۲

؎۱ مصطفےٰ رضا خاں، مولانا، ملفوظات اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی، مطبوعہ لاہور ص

نسخہ صحیحہ دلائل الخیرات مطبوعہ مطبع احمدی لکھنؤ بار اول ۱۹۱۳ء

حضرت علامہ شیخ ضیاء الدین احمد مدنی قدس سرہٗ کو بھی حضرت شیخ الدلائل نور اللہ مرقدہٗ سے دلائل الخیرات شریف کی سند اجازت حاصل تھی۔

مولانا حکیم غلام مصطفیٰ اکو ثر امجدی بلیادی (بھارت) ۱۹۵۹ء میں حج پر گئے تو مکہ معظمہ میں کئی اکابر علماء سے ملاقاتیں ہوئیں جن میں مفتی سعد اللہ مکی، مولانا سید محمد علوی، مالکی استاذ حرم شریف، علامہ شیخ محمد المغربی الجزائری اور مولانا عبدالرحمٰن درویش مکی سے خصوصی ملاقاتیں ہوئیں، حکیم صاحب مولانا عبدالرحمٰن درویش کی ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

یہ نہایت ہی ہر دلعزیز بزرگ ہیں۔ دن کے وقت ان کے گھر گرمی سے بچنے کے لیے چلا جاتا ہے، ان کا مکان حرم سے متصل اور نہایت ٹھنڈا تھا۔ ان کی عمر تقریباً اسّی سال کی تھی لیکن جوانوں سے زیادہ چست تھے۔ ان پر بالوں کی سفیدی کے سوا بڑھاپے کا قطعی کوئی اثر نہ تھا۔ میں نے ان کی صحت کے متعلق پوچھا تو فرمایا یہ بزرگانِ دین کا کرم ہے۔ میں جب چھوٹا تھا تو حضرت شیخ الدلائل علامہ عبدالحق مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا جھوٹا کھانا مجھے نصیب ہو جایا کرتا تھا۔ حضرت موصوف اپنے بچے ہوئے کھانے کے متعلق فرماتے یہ عبدالرحمٰن کو کھلا دینا۔ یہ حضرت موصوف کے جھوٹے کھانے کی برکت ہے کہ میں ابھی تک جوان ہوں۔" [1]

شیخ الدلائل نور اللہ مرقدہٗ نے ۱۶ رشوال المکرم ۱۳۳۳ھ کو وصال فرمایا اور مکہ مکرمہ کے قبرستان جنت المعلیٰ میں دفن ہوئے۔ تصانیف میں الاکلیل علیٰ مدارک التنزیل (قرآن پاک کی تفسیر) فقہ میں التعلیقات علی الدر المختار، الکنز الاکبر شرح فقہ الاصغر، الدر المنظم فی حکم مولد النبی الاعظم (صلی اللہ علیہ وسلم)

[1] بدر الدین، مولانا: سوانح اعلیٰ حضرت مطبوعہ لاہور

مشہور ہیں۔[1]

[1] محمود احمد قادری: تذکرہ علمائے اہل سنت مطبوعہ کانپور ۱۳۹۱ھ ص ۱۷۸
" شاہ ابوالحسن زید فاروقی دہلوی: مقامات اخیار (فارسی) مطبوعہ دہلی

حضرت علامہ شیخ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی علیہ الرحمۃ

حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل بن یوسف بن اسمٰعیل بن ناصر الدین نبہانی قدست اسرارہم۔ فلسطین کی شمالی جانب واقع قصبہ اجزم میں ۱۲۶۵ھ/۹-۱۸۴۸ء میں پیدا ہوئے یہ قصبہ اس وقت حیفا کی حدود میں واقع ہے، عرب کے ایک بادیہ نشین قبیلہ بنو نبہان کی نسبت سے نبہانی کہلاتے ہیں، قرآن پاک والد ماجد شیخ اسماعیل نبہانی سے پڑھا، اسّی سال کی عمر کے باوجود ان کے حواس بالکل صحیح اور صحت بہت عمدہ تھی اکثر و بیشتر اوقات اللہ تعالیٰ کی عبادت میں صرف کرتے وہ ہر روز دس پارے کی تلاوت کرتے پھر ایک ہفتے میں تین قرآن پاک ختم کیا کرتے تھے۔

پھر علامہ نبہانی جامع ازہر مصر میں داخل ہوئے اور محرم ۱۲۸۳ھ سے رجب ۱۲۸۹ھ تک تکمیل علم میں مصروف رہے، علامہ فرماتے ہیں میں نے وہاں ایسے ایسے محقق اساتذہ سے استفادہ کیا کہ اگر ان میں سے ایک بھی کسی ولایت میں موجود ہو تو وہاں کے رہنے والوں کو جنت کی راہ پر چلانے کے لئے کافی ہو اور تن تنہا تمام علوم میں لوگوں کی ضروریات کو پورا کردے۔

چند اساتذہ کے نام یہ ہیں:

۱۔ علامہ سید محمد دمنہوری شافعی (۱۲۸۶ھ)

۲۔ علامہ شیخ ابراہیم الزور خلیلی شافعی (م ۱۲۸۷ھ)۔

۳۔ علامہ شیخ احمد الاجہوری شافعی نابینا (م ۱۲۹۳ھ)

۴۔ علامہ شیخ حسن العدوی المالکی (م ۱۲۹۸ھ)

۵۔ علامہ شیخ سید عبدالہادی نجا الابیاری (م ۱۳۰۰ھ)

۶۔ علامہ شیخ شمس الدین محمد الانبابی الشافعی (اس وقت کے شیخ الازہر)

۷۔ علامہ شیخ عبدالرحمٰن الشربینی الشافعی

۸۔ علامہ شیخ عبدالقادر الرافعی الحنفی الطرابلسی (شامی بر التحریر کے نام سے دو جلدوں میں ان کا حاشیہ ہے۔)

۹۔ علامہ شیخ یوسف برقاوی حنبلی

۱۰۔ شیخ المشائخ علامہ ابراہیم السقا الشافعی (م ۱۲۹۸ھ) رحمہم اللہ تعالیٰ

علامہ شیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی سب سے زیادہ اپنے استاذ علامہ ابراہیم السقا کے معترف اور مداح دکھائی دیتے ہیں، ان سے شیخ الاسلام زکریا انصاری کی شرح التحریر اور شرح منہج اور ان پر علامہ شرقاوی اور بجرمی کے حواشی پڑھے اور تین سال تک اُن سے فیضیاب ہوئے انہوں نے علامہ نبہانی کو سند دیتے ہوئے ان القاب سے نوازا ہے۔

الامام الفاضل والهمام الكامل والجهبذ الابر اللوذعى الاديب والالمعى الاريب ولدنا الشيخ يوسف ابن الشيخ اسمٰعيل النبهانى ايده الله بالمعارف ونصر

اندازہ کیجئے کہ اساتذہ کی نظر میں علامہ نبہانی کی کتنی قدر و منزلت تھی، اس اقتباس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ علامہ مذہباً شافعی تھے۔

جب علامہ کے علم و فضل کا چرچا ہوا تو بیروت میں محکمۃ الحقوق العلیا کے رئیس (وزیر انصاف) مقرر کئے گئے، ایک عرصہ تک اس منصب پر فائز رہے، آخر عمر میں انہوں نے اپنے اوقات عبادت اور تصنیف و تالیف کے لئے وقف کر دیئے۔ اور ایک عرصہ مدینہ منورہ میں رہے۔ [۱]

آپ کے سوانح نگار حضرت علامہ محمد حبیب اللہ شنقیطی (استاذ شعبہ تخصص جامع ازہر، مصر) کا بیان ہے کہ میں نے آپکو مدینہ طیبہ میں انتہائی زیادہ عبادت و ریاضت

کرتے دیکھا ہے، جسے دیکھ کر بے ساختہ یہ کہہ دینا پڑتا ہے کہ اتنی زیادہ عبادت وریاضت کی توفیق اللہ تعالیٰ بطور کرامت اپنے اولیاء و اصفیاء ہی کو عنایت فرماتا ہے۔ آپ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایسے عاشق صادق تھے کہ اپنے دل کو ہمیشہ محبوب کی قیام گاہ بنائے رکھتے۔

مولانا ابو النور محمد بشیر احمد مدظلہٗ "مدیر ماہ طیبہ" کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ اپنے والد ماجد فقیہ اعظم حضرت علامہ محمد شریف محدث کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ مجاز امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ) کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں :۔

میرے والد ماجد علیہ الرحمہ نے ایک مرتبہ مجھ سے فرمایا تھا کہ میں جب شریف مکہ کے دور میں حج کرنے گیا تو مدینہ منورہ کی حاضری اور زیارت گنبد خضراء کے شرف سے مشرف ہوتے وقت میں نے باب السلام کے قریب اور گنبد خضراء کے سامنے ایک سفید ریش اور انتہائی نورانی چہرہ والے بزرگ کو دیکھا جو قبر انور کی جانب منہ کر کے دو زانو بیٹھے کچھ پڑھ رہے تھے۔ یہ حضرت شیخ یوسف نبہانی تھے۔ میں ان کی وجاہت اور چہرے کی نورانیت دیکھ بہت متأثر ہوا اور ان کے قریب جاکر بیٹھ گیا اور ان سے گفتگو شروع کی۔ وہ میری جانب متوجہ نہ ہوئے تو میں نے ان سے کہا کہ میں ہندوستان سے آیا ہوں اور آپ کی کتابیں حجۃ اللہ العالمین اور جواہر البحار وغیرہ میں نے پڑھی ہیں جن سے میرے دل میں آپ کی بڑی عقیدت ہے۔ انہوں نے یہ بات سن کر سمجھا کہ یہ کوئی خوش عقیدہ اور عالم ہے تو میری طرف محبت سے ہاتھ بڑھایا اور مصافحہ فرمایا۔ میں نے ان سے عرض کیا حضور! آپ قبر انور سے اتنی دور کیوں بیٹھے ہیں؟ تو رو پڑے اور فرمانے لگے "میں اس لائق نہیں ہوں کہ قریب جاؤں" اس کے بعد اکثر ان کی جائے قیام پر حاضر ہوتا رہا اور ان سے سند حدیث بھی حاصل کی۔"

بقول حضرت علامہ شیخ ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت علامہ یوسف نبہانی علیہ الرحمۃ کی اہلیہ محترمہ کو چوراسی مرتبہ سرورِ کون و مکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا) علامہ موصوف جو شمعِ رسالت پر پروانہ وار نثار تھے، ان کی حالت و کیفیت کے بیان سے الفاظ قاصر ہیں۔ ۱؎

حضرت علامہ نبہانی قدس سرہٗ نے اپنی دیگر مصروفیات کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کا سلسلہ جاری رکھا، ان کی تمام تصانیف مفید ہیں اور مقبولیت عامہ کی سند حاصل کر چکی ہیں۔ اور ایسا کیوں نہ ہو جب کہ ان کی تمام تصانیف حدیث شریف اور اس کے متعلقات سے وابستہ ہیں، حدیث شریف کے علاوہ انہوں نے ان موضوعات پر خامہ فرسائی فرمائی ہے۔ سیرت مبارکہ، علم الاسانید، اکابر علماء و مشائخ کا تذکرہ، درود شریف اور بارگاہِ رسالت میں پیش کئے جانے والے قصائد و جواہر پارے جو خود علامہ نے لکھے یا مذاہب اربعہ کے متقدمین اور متاخرین نے لکھے۔ ان کی تصانیف کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ ان کی تمام کتابیں چھپ چکی ہیں، بلکہ بعض کتابوں کے تو کئی کئی ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔

علامہ نبہانی نے سات سو پچاس اشعار پر مشتمل قصیدۃ الرائیۃ الکبریٰ لکھا جس میں دینِ اسلام اور دیگر ادیان کا تقابل پیش کیا ہے۔ بالخصوص عیسائیت کا تفصیلی رد کیا ہے کیونکہ عیسائی آئے دن اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی کرتے رہتے تھے، دوسرا قصیدہ الرائیۃ الصغریٰ پانچ سو پچاس اشعار پر مشتمل ہے جس میں سنّتِ مبارکہ کی تعریف و توصیف اور بدعت کی مذمت کی اور ان اہلِ بدعت مفسدین کا بھرپور رد کیا جو اجتہاد کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ اور خدا کی زمین پر فساد برپا کرتے ہیں۔

ان قصائد کو آڑ بنا کر بعض کفار اور منافقین نے سلطان عبدالحمید، سلطانِ ترکی کے کان بھرے کہ علامہ نبہانی ان قصائد کے ذریعے تمہاری رعایا میں انتشار پھیلا رہے ہیں، چنانچہ ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۳ء میں جب علامہ مدینہ طیبہ پہنچے تو انہیں شاہی حکم کے تحت نظر بند کر دیا گیا۔ علامہ فرماتے ہیں:

حبست فی المدینہ مدۃ اسبوع لکن بالاکرام

والاحترام۔[۱]

مجھے مدینہ منورہ میں ایک ہفتے تک قید رکھا گیا، لیکن عزت و احترام کے ساتھ۔"

قطب مدینہ حضرت مولانا ضیاء الدین مہاجر مدنی خلیفہ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہما اس واقعہ کے عینی شاہد تھے انہوں نے یہ واقعہ تفصیل سے بیان فرمایا، انہی کے الفاظ میں تفصیل ملاحظہ ہو:

ایک دفعہ سلطان عبدالحمید نے مدینہ منورہ کے گورنر بصری (پاشا) کو علامہ نبہانی کی گرفتاری کا حکم دیا، گورنر بصری علامہ کا انتہائی معتقد تھا، آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلطان کا حکم نامہ پیش کیا، علامہ نبہانی ملاحظہ فرماتے ہی گویا ہوئے:

سمعت وقرأت واطعت

میں نے سنا، پڑھا اور اطاعت کی

گورنر بصری عرض کرنے لگا حضرت! گرفتاری تو ایک بہانہ ہے گورنر ہاؤس تشریف لائیے آپ میرے ہاں بحیثیت مہمان ہی ہوں گے، اس بہانے مجھے میزبانی کا شرف حاصل ہو جائے گا جو علماء و فضلا اور مشائخ آپ سے ملاقات کے لیے آئیں گے وہ بھی میرے ہی مہمان ہوں گے، آپ کے عقیدتمندوں پر گورنر ہاؤس کے دروازے ہر وقت کھلے رہیں گے، آپ کا گورنر ہاؤس میں قیام قید نہیں محض سلطان کے حکم کی تعمیل کا ایک حیلہ ہے۔

حضرت علامہ یوسف نبہانی عالم اسلام کی ممتاز شخصیت تھے، ہم عصر علماء و مشائخ کے ان کے ساتھ گہرے مراسم تھے ان کی گرفتاری کی خبر جنگل کی آگ کی طرح بڑی تیزی سے عالم اسلام میں پھیل گئی خاص و عام سراپا احتجاج بن گئے، مگر علامہ یوسف بالکل مطمئن گھبراہٹ اور پریشانی کا نام تک نہیں تھا پھر بھی علماء و زعماء ملت نے ملاقات کے دوران علامہ سے کہا کہ اگر اجازت ہو تو ہم آپ کی رہائی کے لیے سلطان سے اپیل کرتے ہیں، علامہ نے فرمایا: اگر آپکو اپیل کرنا منظور ہے تو سلطان وقت کی بجائے سلطان کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی بارگاہِ اقدس میں صلوٰۃ و سلام کے ساتھ یوں استغاثہ عرض کریں :

صلی اللہ علی النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ و سلاماً علیک یا رسول اللہ قلت حیلتی انت وسیلتی ادرکنی یا سیدی یا رسول اللہ۔

حضرت قطب الوقت (مولانا ضیاء الدین مہاجر مدنی قدس سرہٗ) نے فرمایا چنانچہ ہم نے ابھی تین دن تک ہی اس درود شریف کے ساتھ استغاثہ پیش کیا تھا کہ سلطان عبدالحمید کے گورنر بصری کو پیغام ملا حضرت الشیخ یوسف النبہانی کو باعزت بری کر دیا جائے [۳۲]

علامہ نبہانی فرماتے ہیں :

جب حکومت پر واضح ہوگیا کہ میں پورے خلوص کے ساتھ دین اسلام کی خدمت کر رہا ہوں اور دین متین اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے دفاع کر رہا ہوں تو میری رہائی کا حکم صادر کر دیا گیا اور حکومت کے ذمہ دار افراد نے گرفتاری پر معذرت پیش کی [۳۳]

علامہ نبہانی کی تصانیف عالیہ کی فہرست حسب ذیل ہے :

۱۔ الفتح الکبیر فی ضم الزیادات الی الجامع الصغیر

جامع صغیر اور اس کے حاشیہ " زیادۃ الجامع الصغیر " پر مشتمل ہے، یہ دونوں کتابیں چودہ ہزار چار سو پچاس حدیثوں پر مشتمل تھیں علامہ نبہانی نے انہیں حروف معجم کے مطابق مرتب کیا ہر حدیث کے بارے میں بتایا کہ یہ کس نے روایت کی ہے اور ان کا اعراب بھی بیان کیا، یہ کتاب مطبوعہ مصطفےٰ البابی الحلبی و اولادہ مصر کی طرف سے تین جلدوں میں علامہ کے وصال کے بعد چھپی۔

۲۔ منتخب الصحیحین : تین ہزار دس حدیثوں پر مشتمل ہے اور اعراب و حرکات مکمل طور پر لگائے گئے ہیں۔

۳۔ قرۃ العینین علیٰ منتخب الصحیحین ، منتخب الصحیحین پر حاشیہ

۴۔ وسائل الوصول الی شمائل الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

۵۔ افضل الصلوات علی سید السادات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

۶۔ الاحادیث الاربعین فی وجوب طاعۃ امیر المؤمنین۔

۷۔ النظم البدیع فی مولد الشفیع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

۸۔ الہمزیۃ الالفیہ (طیبۃ الغراء) فی مدح سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم۔

۹۔ الاحادیث الاربعین فی فضائل سید المرسلین۔

۱۰۔ الاحادیث الاربعین فی امثال افصح العالمین۔

۱۱۔ قصیدۃ سعادۃ المعاد فی موازنۃ بانت سعاد۔

۱۲۔ مثال نعلہ الشریف صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۳۔ حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

۱۴۔ سعادۃ الدارین فی الصلوٰۃ علی سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم

۱۵۔ السابقات الجیاد فی مدح سید العباد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۶۔ خلاصۃ الکلام فی ترجیح دین الاسلام۔

۱۷۔ ہادی المرید الیٰ طرق الاسانید ثبتۃ الجامع النافع

۱۸۔ الفضائل المحمدیۃ ترجمہا بعض السادات العلویۃ للغۃ الجاویہ

۱۹۔ الورد الشافی یشتمل علی الادعیہ والاذکار النبویہ

۲۰۔ المزدوجۃ الغراء فی الاستغاثۃ باسماء اللہ الحسنیٰ

۲۱۔ المجموعۃ النبہانیۃ فی المدائح النبویہ واسماء رجالہا (چار جلدوں میں)

۲۲۔ نجوم المہتدین فی معجزاتہ صلی اللہ علیہ وسلم، والرد علی اعداء اخوان الشیاطین

۲۳۔ ارشاد الحیاری فی تحذیر المسلمین من مدارس النصاریٰ التی اہلکت دین المسلمین۔

۲۴۔ جامع الثناء علی اللہ وہو یشتمل علی جملۃ من الاحزاب اکابر الاولیاء۔

۲۵۔ مفرج الکروب، ویلیہ حزب الاستغاثات، ویلیہ احسن الوسائل فی نظم اسماء النبی الکامل

۲۶۔ ویلیہ کتاب الاسماء فیما لسیدنا محمد من الاسماء۔

۲۷۔ البرہان المسدد فی اثبات نبوۃ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، ودلیل التجار الی اخلاق الاخیار

۲۸۔ والرحمۃ المہداۃ فی فضل الصلاۃ وحسن الشرعۃ فی مشروعیۃ صلاۃ الظہر بعد الجمعۃ ورسالہ۔

۲۹۔ التحذیر من اتخاذ الصور والتصویر، وتنبیہ الافکار لحکمۃ اقبال الدنیا علی الکفار۔

۳۰۔ سبیل النجاۃ فی الحب فی اللہ والبغض فی اللہ۔

۳۱۔ القصیدۃ الرائیۃ الکبرےٰ فی مجموعۃ منہا سعادۃ الانام فی اتباع دین الاسلام۔

۳۲۔ ومختصر ارشاد الحیاری۔

۳۳۔ الرائیۃ الصغریٰ فی ذم البدعۃ ومدح السنۃ الغراء۔

۳۴۔ جواہر البحار فی فضائل النبی المختار صلی اللہ علیہ وسلم۔ (چار جلدوں)

۳۵۔ تہذیب النفوس فی ترتیب الدروس مختصر ریاض الصالحین للنووی۔

۳۶۔ اتحاف المسلم بما ذکرہ صاحب الترغیب والترہیب من احادیث البخاری ومسلم۔

۳۷۔ جامع کرامات الاولیاء ومعہ رسالۃ فی اسباب التالیف (دو جلدوں میں)

۳۸۔ دیوان المدائح المسمی العقود اللؤلؤیۃ فی المدائح النبویۃ۔

۳۹۔ الاربعین، اربعین من احادیث سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، وہو کتاب نفیس جامع۔

۴۰۔ الدلالات الواضحات شرح دلائل الخیرات، ویلیہا المبشرات المنامیۃ۔

۴۱۔ صلوات الثناء علی سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

۴۲۔ القول الحق فی مدح سید الخلق صلے اللہ علیہ وسلم

۴۳۔ الصلوات الالفیۃ فی الکمالات المحمدیہ

۴۴۔ ریاض الجنۃ فی اذکار الکتاب والسنۃ۔

۴۵۔ الاستغاثۃ الکبرےٰ باسماء اللہ الحسنیٰ

۴۶۔ جامع الصلوات علی سید السادات

۴۷۔ الشرف المؤبد لآل محمد صلی اللہ علیہ وسلم

۴۸۔ الانوار المحمدیۃ مختصر المواہب اللدنیۃ۔

۴۹۔ صلوات الاخیار علی النبی المختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۵۰۔ تفسیر قرۃ العین من البیضاوی والجلالین

۵۱۔ البشائر الایمانیہ فی المبشرات المنامیہ

۵۲۔ الاسالیب البدیعۃ فی فضل الصحابۃ واقناع الشیعۃ ۵

علامہ نبہانی راسخ العقیدہ مسلمان اور سچے عاشق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) تھے، کسی شخص یا گروہ کو بارگاہِ رسالت میں گستاخ اور بے ادب پاتے تو بے دھڑک اس کی تردید کرتے اور کسی طرح کی رو رعایت روا نہ رکھتے، ابن تیمیہ کے علم و فضل اور خدمات کے قائل ہونے کے باوجود اس پر سخت رد کیا کہ اس کے نزدیک حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک پر حاضری کی نیت سے سفر کرنا حرام ہے، علامہ فرماتے ہیں:

مجھ ایسے چھوٹے سے طالب علم کا ابن تیمیہ اور اس کے شاگرد ابن قیم اور ابن عبدالہادی ــــ ایسے ائمہ کبار پر جرأت کرنا ایسا امر ہے کہ اگر اس مسئلے کا تعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ ہوتا تو میں کہتا کہ امر قابل ملامت ہے، اسی لیے میں ایک عرصہ تک تردد اور پس و پیش میں مبتلا رہا یہاں تک کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے استخارہ کیا۔ جب میں نے دیکھا کہ ان لوگوں کی کتابیں پھیل رہی ہیں تو میں نے یہی مناسب سمجھا کہ ان کے خلاف قلم اٹھایا جائے۔

اگر میں نے ان کے خلاف جرأت کی ہے تو انہوں نے حضور سید الانبیاء اور دیگر انبیاء کرام صلی اللہ علیہ وعلیہم وسلم اور اولیائے کرام کے حقوق پر جرأت کی ہے اور ان کی زیارت کرنے اور ان سے استعانت کرنے والے ایمانداروں پر جرأت کی ہے اور اس بنا پر انہیں گروہ مشرکین سے شمار کیا ہے، ان کی جرأت اور دیدہ دلیری میری جرأت سے کہیں بڑی ہے، ان میں کوئی نسبت نہیں ہے۔ ۶

ایک جگہ علامہ نبہانی نے خود یہ سوال اٹھایا ہے کہ ابن تیمیہ وغیرہ کا علم و فضل اُن کے مخالفین کے نزدیک بھی مسلّم ہے، اگر ان کے نزدیک انبیاء و اولیاء کے مزارات کے لیے جمہور مسلمانوں کا سفر کرنا اور ان سے استعانت کا بطلان ثابت نہ ہوتا تو وہ انہیں مشرک قرار دینے

کی جسارت نہ کرتے ۔

اس سوال کا جواب یہ دیا کہ آئمہ بدعت وہوا بھی بڑے بڑے علماء ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے گمراہی میں رہنے دیتا ہے، اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانتے تھے کہ آپ کی امت میں دین کے معاملے میں اختلاف ہوگا اس لئے ہمیں حکم دیا کہ ہم سوادِ اعظم کا ساتھ دیں، سوادِ اعظم جمہور مسلمان ہیں یعنی مذاہب اربعہ (مذہب حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی) کے متبعین اور ہمارے مشائخ صوفیہ اور اکابر محدثین امت محمدیہ یہی ہیں اور یہ سب ابن تیمیہ کی بدعات کے مخالف ہیں اور ان میں ایسے ایسے حضرات ہیں جن کا علم اس سے زیادہ، سمجھ زیادہ دقیق، ذوق زیادہ سلیم اور معرفت بہت ہی وسیع ہے، اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارک سے اس وقت تک لاکھوں ایسے حضرات ہوئے ہیں جو علم وفضل میں ہر اعتبار سے ابن تیمیہ سے زیادہ فضیلت رکھتے ہیں، کیا وہ تمام بزرگ اور ساری امت مسئلہ سفرِ زیارت اور استعانت کے سبب گمراہ ہوگی، ابن تیمیہ اور گروہ وہابیہ حق و ہدایت پر ہوگا ؟ یہ ایسی بات ہے جسے کوئی نرا جاہل بے عقل اور ذوقِ سلیم سے عاری ہی قبول کرے گا خصوصاً ان بدعات میں سے اسکی شدید اور فاش غلطی ظاہر ہے اور از قبیل خیالات واوہام ہے، ائمہ اسلام کی آراء میں سے نہیں ہے۔ ؎

محمد بن عبدالوہاب نجدی کے بارے میں فرماتے ہیں :

وہ ابن تیمیہ سے پانچ سو سال بعد آیا اور اسکی بدعت کو زندہ کرکے ایسے فتنے اٹھائے کہ ان کے سبب شر اور بلاء عام ہوگئی، خون کے سمندر بہادیئے گئے اور اتنے مسلمانوں کی جانیں تلف کی گئیں کہ ان کو تعداد اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ ؎

علامہ نبہانی اپنا ایک عجیب خواب بیان کرتے ہیں :

میں نے ۲ ربیع الاول ۱۳۳۰ھ پیر کی شب خواب میں دیکھا کہ میں قرآن پاک کی آیات مبارکہ بکثرت تلاوت کر رہا ہوں، گویا کوئی لکھوانے والا مجھے لکھوا رہا ہے، مجھے اس وقت خاص طور پر وہ آیات یاد نہیں البتہ اتنا یاد ہے کہ ان میں بعض انبیاء کرام کے اوصاف، دشمنوں

کے خلاف اللہ تعالٰی کی طرف سے ان کی امداد اور انہیں صبر کا حکم تھا. خصوصاً سیدنا محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا ذکر تھا بہت دیر تک میں اُن آیات کو پڑھتا رہا اور اسی حالت میں بیدار ہوگیا، میں نے اس خواب کی یہ تعبیر نکالی کہ یہاں مبتدعین محمد عبدہٗ مصری کی جماعت کی طرف اشارہ ہے، میں نے پانچ سو پچاس اشعار پر مشتمل القصیدۃ الرائیۃ الصغرے میں ان کی، ان کے شیخ مذکور (محمد عبدہٗ) اس کے شیخ جمال الدین افغانی اور محمد عبدہٗ کے شاگرد، جریدہ المنار کے ایڈیٹر اور ان سب سے زیادہ شریر رشید رضا کی مذمت کی۔ میں نے خواب میں اشارہ ان اشرار کی طرف اس لیے سمجھا کہ اس خواب سے تین دن پہلے ان میں ایک شخص میرے گھر آیا اور از راہ ہمدردی مجھے کہنے لگا کہ میں محمد عبدہٗ اور جمال الدین افغانی سے تعرض نہ کروں کیونکہ ان کی جماعت میرے قصیدہ کے سبب ناراض ہے اور مجھے اذیت دینا چاہتی ہے[9]"

ان اقتباسات کے پیش کرنے سے مقصد یہ دکھانا ہے کہ علامہ نبہانی کس قدر راسخ العقیدہ تھے اور حق کی حمایت کرنے میں کسی بڑی سے بڑی شخصیت کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔

عرب ممالک میں علامہ نبہانی اور ہندوستان میں امام احمد رضا بریلوی نہ صرف یہ کہ ہمعصر تھے بلکہ افکار و نظریات میں ایک دوسرے سے ہم آہنگی رکھتے تھے۔ علامہ نے امام احمد رضا کی تصنیف لطیف "الدولۃ المکیہ" پر زور دار تقریظ لکھی ہے اور فرماتے ہیں:

سید عبدالباری سلمہٗ (ابن سید امین رضوان مدنی) نے یہ کتاب الدولۃ المکیہ میرے پاس بھیجی، میں نے اوّل سے آخر تک اس کا مطالعہ کیا اور اسے تمام دینی کتابوں میں بہت ہی نفع بخش اور مفید پایا۔ اس کے دلائل بہت قوی ہیں جو بڑے امام اور علامہ اجل سے ہی ظاہر ہو سکتے ہیں اللہ تعالٰی ان سے راضی ہے اور اپنی نوازشات سے انہیں راضی رکھے اور ان کی پاکیزہ امیدوں کو بر لائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے بارگاہ الٰہی میں دعا ہے کہ وہ

اس کتاب کے مصنف لیسے افراد زیادہ سے زیادہ پیدا فرمائے، جو ائمہ اعلام ہوں، اسلام کے حامی ہوں اور کفار اور اہل بدعت کے رد میں مشغول رہیں، ایسے علماء عظیم مجاہد اور دین کی حدود کے محافظ ہیں۔ [۱]

حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی قدس سرہٗ کا وصال بیروت میں ۱۳۵۰ھ/ ۱۹۳۲ء ماہِ رمضان المبارک کی ابتداء میں ہوا، آپ کا آخر تک یہ معمول رہا کہ باقاعدگی سے فرض ادا کرنے سے علاوہ کثرت سے نوافل ادا کرتے اور بارگاہِ رسالت میں ہدیۂ درود و سلام پیش کرتے، عبادت اور اتباع سنت کا نور آپ کے چہرہ پر جگمگاتا رہتا تھا۔ [۱]

قطب العالم شیخ المشائخ حضرت مولانا شاہ علی حسین اشرفی کچھوچھوی قدس سرہٗ

حضرت مولانا شاہ علی حسین اشرفی میاں کچھوچھوی قدس سرہٗ العزیز ۲۲ ربیع الثانی ۱۲۶۶ھ / ۱۸۵۰ء بروز دوشنبہ بوقت صبح صادق کو کچھوچھہ (ضلع فیض آباد، اتر پردیش (یو۔پی)، بھارت) میں پیدا ہوئے۔ حضرت مولانا گل محمد خلیل آبادی علیہ الرحمۃ نے بسم اللہ خوانی کی رسم ادا کرائی۔ مولانا امانت علی کچھوچھوی، مولانا سلامت علی گورکھپوری اور مولانا قلندر بخش کچھوچھوی علیہم الرحمۃ سے فارسی عربی کی تکمیل کی۔ ۱۲۸۲ھ میں اپنے برادر اکبر قطب المشائخ حضرت شاہ اشرف حسین قدس سرہٗ سے مرید ہوئے اور تکمیل سلوک فرما کر اجازت وخلافت حاصل فرمائی۔ ۱۲۹۳ھ میں پہلا حج کیا، دربارِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خاص نعمتیں مرحمت ہوئیں۔ ۱۲۹۷ھ میں مسند نشینی پر فائز ہو کر مصروفِ ہدایت و ارشاد ہوئے۔ ۱۳۲۳ھ میں دوبارہ حج وزیارت کا سفر کیا، تیسری بار ۱۳۲۹ھ میں مناسک حج کی ادائیگی اور زیارت روضۂ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بیت المقدس (فلسطین)، حامہ شریف، حمص شریف (شام) کربلا معلّی، بغداد شریف (عراق) اور مصر کی زیارات سے شرف یاب ہوئے۔ چوتھا اور آخری سفرِ حج وزیارت ۱۳۵۴ء میں کیا۔ مذکورہ بالا ممالک میں صدہا علماء ومشائخ داخل سلسلہ ہوئے اور اجازت وخلافت سے سرفراز کئے گئے۔ حضرت میاں راج شاہ صاحب قدس سرہٗ[1] سوندھ

---

[1] حضرت میاں راج شاہ صاحب سوندھ شریف ضلع گڑگانواں کے باشندے تھے اور سلسلہ عالیہ قادریہ کے عالی نسبت بزرگ تھے۔ ۱۲ رمضان المبارک ۱۳۰۶ھ میں واصل بحق ہوئے۔ (بشیر القاری شرح بخاری از مولانا غلام جیلانی میرٹھی علیہ الرحمۃ)

شریف (ضلع گرڈگانواں) نے سلسلہ قادریہ زاہدیہ کی اجازت کے ساتھ سلطان الاذکار و دیگر اشغال مخصوصہ کی اجازت دی، اور ایک دوتی عطا فرمائی۔[لہ] حضرت شاہ محمد امیر کابلی قدس سرہٗ سے مقام بلیا میں سلسلہ قادریہ منوریہ میں مجاز و ماذون ہوئے اور تعلیم طریقہ خاص ذکر خفی جو قلب مدور سے متعلق ہے حاصل کی۔ اس سلسلہ کو سلسلۃ الذہب کہنا چاہیئے جو عرفی طور پر چار واسطوں سے حضرت غوث پاک سیدنا عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ تک پہنچتا ہے۔ سلسلہ اجازت اس طرح ہے، حضرت شاہ ابو احمد علی حسین اشرفی میاں علیہ الرحمۃ کو حضرت مولانا شاہ محمد امیر کابلی قدس سرہٗ سے، ان کو حضرت ملا عبدالکریم رامپوری معروف بہ ملا آخوند قدس سرہٗ (م ۱۲۰۶ ھ) سے، ان کو حضرت شاہ منور علی الہ آبادی قدس سرہٗ سے۔[۲]

[لہ] محمود احمد قادری، مولانا: تذکرہ علمائے اہل سنت، مطبوعہ بھوانی پور (ضلع مظفر پور۔ بہار) رمضان المبارک ۱۳۹۱ھ ص ۱۸۸

[۲] حضرت شاہ منور علی علیہ الرحمۃ کو سترہویں ماہ ربیع الاول ۵۸۷ ھ بروز دوشنبہ بوقت عصر بغداد شریف (عراق) میں حضرت شاہ دولہ سید کبیر الدین بغدادی قدس سرہٗ نے بیعت خلافت سے مشرف فرمایا۔ اور نفس تعزمی کا خطاب دے کر عبدالغفور ابدال کو خدمت کے لئے ساتھ کر دیا۔ حضرت شاہ منور علی الہ آبادی، عبدالقاہر سہروردی کے بھانجے تھے۔ ان کا شجرہ نسب یہ ہے شاہ منور علی بن سید عبداللہ بن سید عبدالرحمٰن بن سید عثمان بن القاسم جنید بغدادی۔ پھر شاہ منور علی الہ آباد (ہندوستان) آ گئے۔ حضرت شاہ منور علی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب فقر العفیف میں لکھا ہے کہ ۲۸ برس کی عمر میں بتاریخ ۲۱ رماہ ذوالحجہ ۵۱۹ ھ بروز یکشنبہ بعد نماز مغرب حضرت سید عبدالقادر جیلانی کے ہاتھ پر بیعت توبہ سے مشرف ہو کر ۲۲ برس وضو کرانے کی خدمت پر مامور رہا۔ بتاریخ ۲۰ رماہ شوال ۵۴۱ ھ بروز چہارشنبہ وقت ظہر کے حضرت ممدوح کو وضو کرا رہا تھا۔ میں نے عرض کی یا حضرت آب حیات کی کیا کیفیت ہے جس کو نوش کرنے سے حضرت خضر علیہ السلام کو حیات ابدی حاصل ہوئی۔ حضرت ممدوح نے ایک جرعہ آب سید سے ہاتھ میں لے کر

(ان کی عمر ساڑھے پانچ سو برس ہوئی) ان کو حضرت سید کبیرالدین شاہ دولہ قدس سرہٗ سے ان کو حضرت غوث اعظم میراں محی الدین ابو محمد سید شیخ عبدالقادر الحسنی الحسینی الحنبلی الجیلانی سے

(بقیہ حاشیہ صہ) ارشاد فرمایا، اس وقت فقیر کے ہاتھ میں ساڑھے چھ سو برس کی عمر کا آبِ حیات سے بنے تو نوش کر لے۔ میں نے اسی وقت نوش کر لیا۔ اس وقت میری عمر پچاس برس کی تھی۔۔۔۔۔ الخ

پھر لکھتے ہیں کہ بتاریخ نویں ماہ ذی قعدہ ۵۸۱ھ بروز دوشنبہ وقت عصر سے حسبِ حکم حضرت غوثِ اعظم قدس سرہٗ حضرت کبیرالدین شاہ دولہ گجراتی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں سرگرم عمل رہا۔ پھر قطب الاسرار حبیب اللہ شاہ دولہ گجراتی نے مجھے بتاریخ دہم ماہ ربیع الاول ۵۸۷ھ بروز دوشنبہ بوقت عصر بیعتِ خلافت ارشاد سے مشرف فرمایا۔

یہ واقعہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کے وصال کے سولہ برس بعد کا ہے۔ شیخ کا وصال ۱۷ویں ماہ ربیع الثانی ۵۷۱ھ کو قبل از نمازِ جمعہ ہوا۔ حضرت شاہ دولہ سید کبیرالدین علیہ الرحمۃ نے مجھے اپنی کلاہ مبارک اور ایک جلد دعائے حزب یمانی کی عنایت فرما کر الٰہ آباد (ہندوستان) بھیج دیا اور خود حسب الحکم حضرت سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کے بغداد شریف میں حضرت سیف الدین عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ صاحبزادہ کلاں کو صاحب سجادہ کر کے بلدہ گجرات تشریف لے آئے کہ واقع سرحد ولایت افغانستان میں ہے۔ (حقیقت گلزار صابری)

بعض مورخین کو الفاظ بلدہ گجرات سے دھوکہ ہوا اور انہوں نے اسے گجرات، پنجاب تصور کیا اور حضرت شاہ دولہ دریائی گجراتی (پنجابی) علیہ الرحمۃ کو سید کبیرالدین شاہ دولہ بغدادی گجراتی کاٹھیاواڑی جانا۔ حالانکہ یہ درست نہیں۔ (پروفیسر شریف کنجاہی: حضرت شاہ دولہ دریائی گجراتی حیات و تعلیمات مطبوعہ لاہور ۱۹۸۵ء ص ۱۴۶)

حضرت شاہ منور علی الٰہ آبادی علیہ الرحمۃ کی عمر شریف کے متعلق مولانا محمود احمد قادری

اسی طرح سلسلہ اویسیہ اشرفیہ کی تعلیم حضرت سید محمد حسن غازی پوری رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل ہوئی، سید محمد حسن قدس سرہٗ کو شاہ باسط علی قدس سرہٗ سے ان کو حضرت شاہ عبدالعلیم سے، ان کو شاہ ابوالغوث گرم دیوان قدس سرہٗ سے، ان کو حضرت مخدوم

(بقیہ حاشیہ ص) نے تذکرہ علمائے اہلسنت مطبوعہ مظفر آباد - بہار ۱۳۹۱ھ نے ص ۱۳۴ پر لکھا ہے کہ آپ کی عمر ساڑھے پانچسو برس ہوئی۔ غلام بھیک نیرنگ نے "تحائف اشرفی" مطبوعہ ازہر بک ڈپو کراچی میں اتنی ہی عمر شریف کا ذکر کیا۔ محمد عبدالرحمٰن شاہ چشتی قدوسی محمدی منصور پوری نے سلاسل اربعین مطبوعہ مطبع بیت الشرف دہلی رجب ۱۳۳۱ھ کے صفحہ ۲ پر تین سو برس کی عمر کا ذکر کیا۔ واللہ اعلم (خلیل احمد)

حضرت شاہ دولہ گجراتی (کاٹھیاواڑ۔ بھارت) کا نام سید کبیرالدین ابن سید موسیٰ حنبلی بغدادی ہے۔ آپ تقریباً ۵۰۰ھ میں بغداد میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد حضرت غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کے خاص دوست تھے۔ اس لیے حضرت شاہ دولہ علیہ الرحمۃ کو حضرت غوثِ پاک قدس سرہٗ سے ارادت تھی۔ حضرت غوث اعظم قدس سرہٗ اپنی کتاب کرتبۃ الوحدت میں فرماتے ہیں :-

"میں نے بتاریخ ۱۹ ماہِ رجب ۵۲۱ھ بروز پنجشنبہ بعد نماز مغرب سید کبیرالدین شاہ دولہ بن حضرت سید سعید موسیٰ حنبلی علیہ الرحمۃ دوست عمومی حقیقی اپنے کو بیعت توبہ سے مشرف کر کے تعلیمات کیفیات باطنی سے بہرہ مند کیا اور ترقی کیفیت باطنی میں متوجہ کر دیا۔"

اس واقعہ کی تصدیق شاہ دولہ علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب تحفۃ الارواح میں فرمائی۔

"میں ۲۲ سال کی عمر میں بتاریخ ۱۹ رجب ۵۲۱ھ بروز پنجشنبہ بعد نماز مغرب بیعت توبہ سے حضرت قطب ربانی غوث صمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین الحسنی

سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ سے ، ان کو خود حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہٗ سے ۔ سلسلہ شطاریہ میں سید شاہ سعادت علی محقق احمد پوری قدس سرہٗ سے اجازت حاصل ہوئی ۔ حزب یمانی کی اجازت مولانا سید شاہ عبد القدیر خلیفہ سید شاہ علی قدس سرہٗ سجادہ نشین بغداد شریف سے مکہ معظمہ میں حاصل ہوئی ۔ دلائل الخیرات شریف کی اجازت مولانا ابو الاحیا محمد نعیم فرنگی محلی لکھنوی قدس سرہٗ سے نیز حضرت شاہ عبد الغنی مجددی علیہ الرحمۃ حضرت سید محمد رضوان مدنی علیہ الرحمۃ اور شیخ الدلائل مولانا عبد الحق مہاجر مدنی قدس سرہٗ سے حاصل ہوئی ۔ حضرت سید شاہ آلِ رسول قدس سرہٗ سجادہ نشین مارہرہ شریف ضلع ایٹہ

(بقیہ حاشیہ صـ) الحسینی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر مشرف ہوا ۔"

ستائیس سال بعد شیخ کامل کی توجہ مرید خاص کی طرف ہوئی ۔ بحوالہ کرتبۃ الوحدت نوماہ ذی قعدہ ۸۴۵ھ بروز دوشنبہ بعد عصر محفل عام سامنے بٹھلا کر بعیت امامت و ارشاد سے مشرف کیا اور کلاہ جو اپنے شیخ حضرت ابو سعید مبارک ابن علی مخدومی قدس سرہٗ سے ملی تھی اور آپ تک سلسلہ بہ سلسلہ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ سے پہنچی تھی ، اپنے ہاتھ سے شاہ دولہ سید کبیر الدین علیہ الرحمۃ کے سر پر اڑھائی اور عمامہ اپنے ہاتھ سے باندھ کر خرقہ پہنا دیا ۔ اور خطاب قطب الاسرار حبیب کے ساتھ سند دی ۔ دو غلام عبد الغفور ابدال اور شاہ منور علی بھی عطا فرمائے ۔ آپ کا وصال بروز دوشنبہ ۲۲ رشعبان ۹۰۳ھ کو احمد آباد دکن (بھارت) میں ہوا اور وہیں دفن ہوئے ۔ رحمۃ اللہ علیہ

(پروفیسر شریف کنجاہی : حضرت شاہ دولہ دریائی گجراتی حیات و تعلیمات ؛ مقدمہ و نظر ثانی ڈاکٹر وحید قریشی ، زیر اہتمام مرکزی معارف اولیاء محکمہ اوقاف پنجاب لاہور ، مطبوعہ لاہور اشاعت اوّل شوال المکرم ۱۴۰۵ھ / جون ۱۹۸۵ء ص ۱۴۳ ، ۱۴۴)

(مولوی حاجی محمد احسن صاحب چشتی صابری نگرامی : وفیات الاخیار ؛ مطبوعہ در مطبع شام اودھ واقع لکھنؤ ص ۸۰ ، ۱۲۴)

حضرت مخدوم شاہ آل رسول قادری مارہروی قدس سرہٗ تیرھویں صدی ہجری کے اکابر اولیاء اللہ

(یو۔پی)، حضرت مولانا سیّد نوازش علی شاہ بیھقوی قدس سرہٗ حضرت شاہ مقبول احمد حافظ عبدالعزیز دہلوی عرف اخون صاحب علیہ الرحمۃ[1] حضرت شاہ حافظ احمد حسین خان شاہجہانپوری علیہ الرحمۃ، حضرت شاہ خلیل احمد مخاطب بہ عین اللہ صفی پوری قدس سرہٗ نے اپنے سلاسل کی اجازتیں عطا فرمائیں۔ حضرت کچھوچھوی علیہ الرحمۃ علاوہ باطنی اعلیٰ اوصاف و خصوصیات کے ظاہری شکل و صورت میں حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہٗ کے ہم شکل و صورت تھے۔ ارباب مشاہدہ نے اس کی تصدیق کی ہے۔ حضرت مولانا سیّد شاہ اظہار اشرف مدظلہٗ سجادہ نشین کچھوچھہ شریف کی روایت ہے کہ ایک بار حضرت شاہ علی حسین اشرفی میاں قدس سرہٗ حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رضی اللہ عنہٗ کے مزار پاک کے اندر سے فاتحہ پڑھ کر نکل رہے اور امام اہلِ سنّت مولانا شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی قدس سرہٗ بغرض فاتحہ جا رہے تھے کہ فاضلِ بریلوی کی نظر حضرت اشرفی میاں پر پڑی، دیکھا تو بالکل ہم شکل محبوب الٰہی تھی اسی وقت برجستہ یہ شعر کہا ہے

اشرفی اے رخت آئینۂ حسنِ خوباں ؛ اے نظر کردہ و پروردہ سہ محبوباں[2]

(بقیہ حاشیہ صد) سے تھے۔ ۱۲۰۹ھ میں ولادت ہوئی، اپنے بڑے چچا حضرت اچھے میاں اور والد ماجد حضرت شاہ آل برکات ستھرے میاں قدس سرہٗ کی آغوش شفقت و محبّت میں تربیت و نشو و نما پائی، حضرت عین الحق شاہ عبدالمجید بدایونی، حضرت شاہ سلامت اللہ کشفی بدایونی قدس سرہما سے خانقاہ برکاتی میں ابتدائی درسیات پڑھ کر فرنگی محل کے علماء حضرت ملّا نور صاحب اور مولانا عبدالواسع صاحب سے تکمیل کی، ۱۲۲۶ھ میں مخدوم شیخ العالم عبدالحق ردولوی قدس سرہٗ (م ۸۰۰ھ) کے عرس مبارک کے موقع پر مشاہیر علماء و مشائخ کی موجودگی میں دستار بندی ہوئی۔ اسی سنہ میں حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی علیہ الرحمۃ کے درس حدیث میں شامل ہوئے۔ حضرت کو اجازت و خلافت حضرت اچھے میاں قدس سرہٗ سے تھی۔ حضرت شاہ علی حسین اشرفی کچھوچھوی، امام احمد رضا فاضل بریلوی، حضرت شاہ ابوالحسن

امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ آپ کا بہت احترام کرتے تھے، یہاں تک کہ آپ کے پاؤں کو بوسہ دیا کرتے تھے۔ ہزارہا افراد تو صرف آپ کے حسنِ خدا داد کی زیارت سے حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔[1]

آپ کی تقریر نہایت مؤثر ہوتی تھی۔ مثنوی مولانا روم منفرد انداز میں پڑھتے تھے۔ آپ سے سلسلہ اشرفیہ کو بہت فروغ ہوا۔ ہزاروں علماء آپ کے حلقۂ ارادت سے وابستہ تھے۔ آپ کے محبوب مُرید اور مشہور مبلغ اسلام میر غلام بھیک نیرنگ وکیل انبالہ نے دیوانِ عرفان ترجمان کے مجموعہ بنام "تحائف اشرفی" ۱۳۱۲ھ میں مرتب کر کے شائع کیا۔ دوبارہ از ہر بکڈپو کراچی نے شائع کیا۔ آپ کا وصال ۱۱ رجب المرجب ۱۳۵۵ھ / ۱۹۳۶ء کو ہوا۔ مرقد درگاہ مخدوم سیّد اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ میں زیارت گاہ ہے۔[2]

حضرت شاہ علی حسین اشرفی میاں قدس سرہٗ نے مدینہ منورہ کی حاضری کے موقع پر حضرت شیخ ضیاء الدین احمد مدنی قدس سرہٗ کو از خود سلسلہ عالیہ قادریہ منوریہ میں اجازت وخلافت عطا فرمائی۔ سلسلہ اجازت اس طرح ہے۔ حضرت مدنی قدس سرہٗ کو حضرت سیّد علی حسین اشرفی قدس سرہٗ سے، ان کو عارف باللہ مولانا شاہ محمد امیر احمد کابلی قدس سرہٗ سے، ان کو ملا اخوند رامپوری قدس سرہٗ سے، ان کو حضرت شاہ منور علی الہ آبادی قدس سرہٗ سے، ان کو حضرت سیّد کبیر الدین شاہ دولہ قدس سرہٗ سے، ان کو حضرت غوث اعظم سیّدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے۔[3]

(بقیہ حاشیہ صد) نوری جیسے یگانہ روزگار عارف آپ کے خلفاء میں تھے۔ ۱۸ ذی الحجہ ۱۲۹۶ھ کو وصال فرمایا۔ [1] غلام بھیک نیرنگ، تحائف اشرفی مطبوعہ از ہر بکڈپو، کراچی سنہ طباعت ندارد ص: ۵، ۶ [2] محمد محمود احمد قادری، مولانا: تذکرہ علماء اہلسنت صد ۱۹۰

---

[1] اذکارِ حبیب ص ۴۲ مطبوعہ لاہور [2] محمود احمد قادری: تذکرہ علمائے اہل سنت صد ۱۹۰

[3] یادداشت حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہٗ - غلام قادر اشرفی، مولانا: مجموعہ وظائف مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء

حضرت شیخ ابو الخیر قدس سرہٗ

یہ مشائخ کبار میں سے تھے ۔ حضرت علامہ ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ۔ کہ یہ بزرگ دمشق (شام) میں شیخ اکبر حضرت شیخ محی الدین ابن العربی قدس سرہٗ کی شہرہ آفاق کتاب "فتوحات مکیہ" کا درس دیتے تھے ۔ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے ان سے بھی علمی اور روحانی استفادہ کیا ۔ [1]

حضرت شیخ سید احمد الحریری قدس سرہٗ

حضرت سید احمد الحریری قدس سرہٗ مشائخ مدینہ میں سے تھے ۔ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سید احمد الحریری قدس سرہٗ نے مجھے دلائل الخیرات شریف کی اجازت دی ۔ [2]

حضرت شیخ سید الصباغی قدس سرہٗ

حضرت شیخ الصباغی قدس سرہٗ مشائخ مکہ معظمہ میں سے تھے ۔ حضرت الصباغی علیہ الرحمۃ نے ۱۲۹۵ھ میں مکہ معظمہ میں امام اہل سنت مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی زیارت کی ۔ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے ان سے بھی علمی اور روحانی استفادہ کیا ۔ [3]

---

[1] انٹرویو حضرت علامہ ضیاء الدین احمد مدنی قدس سرہٗ (ٹیپ آڈیو) مملکہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہٗ لاہور

[2] " " " " " " "

[3] " " " " " " "

سیرۃ
قطبِ مدینہ
کی ایک جھلک

خلیل احمد رانا

قطب مدینہ ضیاء المشائخ حضرت علامہ شیخ ضیاء الدین احمد قادری مہاجر مدنی قدس سرہٗ ، کلاس والا ضلع سیالکوٹ (پاکستان) میں شیخ عبد الحکیم کے ہاں ۱۲۹۴ھ / ۱۸۷۷ء میں تولد ہوئے ۔ "یا غفور" سے سن پیدائش نکلتا ہے ۔ سلسلہ نسب حضرت سیدنا عبد الرحمٰن بن حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے ۔ گھرانے کے جدّ اعلیٰ شیخ قطب الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ تھے ۔ آپ کے اجداد میں حضرت مولانا عبد الحکیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ (محشی خیالی، قطبی) بہت مشہور عالم ہوئے ہیں ۔

ابتدائی تعلیم حضرت مولانا محمد حسین نقشبندی پسروری رحمۃ اللہ علیہ بمقام سیالکوٹ حاصل کی ، پھر بوجوہ گھر سے نکلنا پڑا اور لاہور آ گئے ، یہاں حضرت مولانا غلام قادر بھیروی رحمۃ اللہ (خطیب بیگم شاہی مسجد) سے ڈیڑھ سال تک اخذ علوم کیا اور لاہور سے دہلی تشریف لے گئے ۔ دہلی میں تقریباً ۴ سال قیام کے بعد آپ پیلی بھیت (یو پی ، بھارت) میں حضرت مولانا قطب وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ سے حصول علم حدیث کے لیے حاضر ہوئے اور تقریباً ۴ سال حضرت محدث سورتی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں رہ کر تمام علوم دینیہ کی تکمیل کی اور دورۂ حدیث کے بعد سند فراغت حاصل کی ، محسن ملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے اپنے دست مبارک سے دستار بندی کی ۔

پیلی بھیت میں دوران تعلیم آپ کے ہم سبق طلبا میں امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے مولانا سید فدا حسین

محدث علی پوری[1] اور پروفیسر سید سلیمان اشرف بہاری[2] صدر شعبہ علوم اسلامیہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ بھی شامل تھے۔

---

[1] مولانا سید خادم حسین ولد — پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری تقریباً ۱۲۹۴ھ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم علی پور (سیالکوٹ) میں حاصل کی، حافظ قاری شہاب الدین سے قرآن مجید حفظ کیا اور لاہور آکر اورنیٹل کالج سے مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا، بعد میں تحصیل تکمیل علم کے لئے کانپور پہنچے یہاں کچھ دن قیام کے بعد حضرت محدث سورتی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دورۂ حدیث کی سند حاصل کی۔ آپ نہایت ذہین اور لائق طالب علم تھے۔ منیۃ المصلی کی تدریس کے دوران آپ کی گزارش پر محدث سورتی نے منیۃ المصلی کی شرح التعلیق المجلی کے نام سے لکھی اور اس کی غرض تصنیف بیان کرتے ہوئے مولانا سید خادم حسین کی تعریف کی، آپ کے ہم درس طلباء میں مولانا ضیاء الدین مہاجر مدنی اور مولانا فضل حق رحمانی شامل تھے۔ فراغت دورۂ حدیث کے بعد ایک عرصہ تک علی پور سیداں میں مسند تدریس پر فائز رہے۔ ۲۲ر اکتوبر ۱۹۵۱ء کو ریل گاڑی کے ایک حادثہ میں زخمی ہوکر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپ کے صاحبزادے مولانا سید نذر حسین آپ کے علمی جانشین ہیں۔
(رضی حیدر، خواجہ، تذکرہ محدث سورتی مطبوعہ کراچی، ۱۹۸۱ء)

[2] مولانا سید سلیمان اشرف بہاری محلہ میرداد قصبہ بہار شریف ضلع پٹنہ میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم یہیں حاصل کی، بعد میں جون پور کے مدرسہ حنفیہ میں حضرت استاذ العلماء مولانا ہدایت اللہ فاضل رامپوری سے براہ راست اکتساب علم کیا اور درسیات تمام کرکے سند فراغت حاصل کی۔ قادر الکلام مقرر تھے۔ ۱۹۰۲ء میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں صدر شعبہ علوم اسلامیہ مقرر ہوئے، عربی زبان کی فضیلت و برتری پر "المبین" نامی کتاب تالیف کی۔ مشہور مستشرق پروفیسر براؤن نے المبین دیکھ کر کہا مولانا نے اس عظیم موضوع پر اردو میں یہ کتاب لکھ کر ستم کیا، عربی یا انگریزی میں ہوتی تو کتاب کا وزن اور وقار بڑھ جاتا۔ ڈاکٹر علامہ اقبال نے بھی اس کی تعریف کی۔ فارسی شعر و ادب کی تاریخ میں "الانہار" لکھی۔ حج کے موضوع پر ایک کتاب الحج

پیلی بھیت میں قیام کے دوران آپ ہر جمعرات کو مولانا وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمۃ اور مولانا عبدالرحمٰن اعظم گڑھی کے ہمراہ بریلی شریف میں امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوتے، رات اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے ہاں قیام ہوتا۔ دوسرے دن جمعۃ المبارک کی نماز ادا کرکے واپس پیلی بھیت آجاتے۔ ساڑھے تین برس یہی معمول رہا اور اس طرح آپ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی صحبت سے فیض یاب ہوتے رہے۔ اسی دوران سلسلہ ارادت میں داخل ہوئے۔

۱۳۱۵ھ / ۱۸۹۷ء میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کو سلسلہ عالیہ قادریہ کی اجازت و خلافت عطا کی، اس وقت آپ کی عمر اٹھارہ سال تھی۔ [1]

حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی علیہ الرحمۃ کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بھی حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمۃ سے اجازت وخلافت حاصل تھی، حضرت محدث سورتی کو حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ[2] سے خلافت حاصل تھی، حضرت محدث سورتی علیہ الرحمۃ کے ایک شاگرد مولانا قاری غلام محی الدین مدظلہ

(بقیہ حاشیہ صد) لکھی، اسکے علاوہ دو قومی نظریہ کی وضاحت اور حمایت میں النور اور الرشاد بھی آپ کی مایۂ ناز تصانیف ہیں۔ رمضان المبارک ۱۳۵۲ھ میں علی گڑھ میں وصال ہوا۔ یونیورسٹی کے قبرستان میں شروانیوں کے احاطہ میں دفن ہوئے۔

(محمود احمد قادری، مولانا، تذکرہ علمائے اہلسنت مطبوعہ کانپور، بھارت ۱۳۹۱ھ)

[1] ماہنامہ عرفات، لاہور، ش ستمبر، اکتوبر ۱۹۷۵ء

[2] حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن گنج مرادآبادی ۱۲۰۸ھ میں پیدا ہوئے۔ آپکے والد شاہ اہل اللہ مشہور بزرگ حضرت سید عبدالرحمٰن لکھنوی کے مرید تھے۔ حضرت کا تاریخی نام

جوکہ ہلدوانی ضلع نینی تال (بھارت) میں درس و تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں، فرماتے ہیں کہ حضرت محدّث سورتی نے آخری اور پہلی مرتبہ اپنے تلامذہ میں سے صرف مولانا ضیاءالدین احمد مدنی علیہ الرحمۃ کو بیعت کیا۔ محدّث سورتی علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے کہ بعض اوقات ایک مُرید صادق بھی پیر کی شفاعت کا وسیلہ بن جاتا ہے۔ ۱؎

۱۳۱۸ھ/ ۱۹۰۰ء میں تقریباً چوبیس سال کی عمر میں آپ اپنے شیخ طریقت امام اہلِ سُنّت مولانا احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ سے رخصت ہوکر کراچی آئے اور کراچی میں مختصر قیام کے بعد بغداد زیارات کی غرض سے بصرہ (عراق) کے لیے روانہ ہوگئے، وہاں چار سال تک شدت استغراق کے سبب آپ پر مجذوبی کیفیت طاری رہی، ایک کردستانی بزرگ جن کا اسم گرامی حضرت شیخ سیّد حسین الحسنی الکُردی تھا، حضرت مدنی پر بہت مہربانی فرماتے تھے۔ جب انہوں نے حضرت مدنی کے جذب کی یہ کیفیّت دیکھی تو آپ کا ہاتھ پکڑ کر آپ کو بستی چرچہ قلعہ کردستان لے گئے۔ حمام میں لے جاکر حجامت بنوائی، غسل کرایا اور خصوصی توجّہ سے نوازا۔ ۲؎

(بقیہ حاشیہ صد) بھی مولانا لکھنوی نے رکھا تھا۔ آپ نے مولانا نورالحق بن مولانا انوارالحق فرنگی محلّی سے پڑھنے کے بعد مولانا حسن علی لکھنوی کی معیت میں دہلی کا سفر کیا اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے درس میں شریک ہوکر بخاری شریف کی سماعت کی۔ اس کے بعد وطن لوٹے۔ شاہ عبدالعزیز محدثِ دہلوی کے انتقال (۱۲۳۹ھ) کے بعد دہلی گئے اور شاہ محمد آفاق کی صحبت میں رہ کر طریقت کی تعلیم حاصل کی اور بیعت و ارادت کا تعلق قائم کیا۔ اجازت و خلافت سے سرفراز ہوکر وطن واپس آئے۔ ۱۳۳۹ھ میں امام احمد رضا فاضل بریلوی، مولانا وصی احمد محدث سورتی کی رفاقت میں گنج مرادآباد آپکی ملاقات کے لئے گئے۔ حضرت نے قصبہ سے باہر نکل کر استقبال کیا اور بڑی محبت سے پیش آئے۔ ۲۳ ربیع الاوّل کو ۱۳۱۴ھ میں وصال ہُوا۔

۱؎ محمود احمد قادری، مولانا۔ تذکرہ علماءِ اہلسنّت مطبوعہ کانپور صد ۷، ۱۳۹۱ھ

۲؎ [illegible] حریت، کراچی [illegible] جنگ، کراچی، ۵ اکتوبر ۱۹۸۱ء

حضرت مدنی فرماتے ہیں کہ بس ایک گرہ تھی جو کھل گئی اور پھر اللہ کریم نے حال اچھا کر دیا۔ یہاں آپ نے حضرت سید حسین قدس سرہٗ کی خدمت میں تقریباً ڈیڑھ سال تک قیام کیا۔[۱]

بغداد شریف میں آپ کی بہت سے بزرگوں سے ملاقاتیں ہوئی۔ حضرت شیخ مصطفےٰ القادری قدس سرہٗ (اور ان کے صاحبزادے حضرت شیخ شرف الدین علیہ الرحمۃ (کلید بردار خانقاہ حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے بھی ملاقات ہوئی اور ان بزرگوں سے سلسلہ طریقت قادریہ میں اجازت بھی ہوئی۔ بغداد شریف میں نو برس کچھ ماہ قیام رہا۔[۲] ۱۳۲۴ھ/ ۱۹۰۶ء میں جب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہٗ دوسرے حج پر تشریف لے گئے تو ان دنوں حضرت مدنی علیہ الرحمۃ بغداد شریف میں قیام پذیر تھے۔ اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے اپنی کتاب "حسام الحرمین" علماء کی تقاریظ کے لئے حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کو بغداد شریف بھیجی تھی۔[۳]

یہ قلمی نسخہ مولانا احمد علی رامپوری کا کتابت کیا ہوا تھا۔ اور اس پر اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی مہر تھی، مولانا احمد علی رامپوری حضور سیدنا غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے تھے۔[۴] حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کو وہیں یہ اشتیاق ہوا کہ دیارِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جاؤں۔ آپ نے اس شوق کا اظہار حضرت سید حسین الحسنی قدس سرہٗ کے سامنے کیا تو انہوں نے رختِ سفر تیار کر دیا، آپ نے "ان" سے اجازت حاصل کی اور حجاز مقدس روانہ ہوئے۔[۵]

حضرت مدنی نے ایک مرتبہ فرمایا کہ جب میں بغداد شریف سے مدینہ منورہ آنے لگا تو بغداد شریف کے ایک نیم مجذوب کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضرت! میرا

---

[۱] انٹرویو حضرت علامہ ضیاء الدین احمد مدنی قدس سرہٗ (ٹیپ آڈیو شدہ ۱۹۷۲ء) مخزونہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ العالی، لاہور

[۲] ماہنامہ عرفات، لاہور، ش ستمبر، اکتوبر ۱۹۷۵ء [۳] ماہنامہ ترجمان اہلسنت، کراچی ش جولائی ۱۹۷۵ء [۵] روزنامہ جنگ کراچی، ۱۰ اکتوبر ۱۹۸۱ء

ارادہ مدینہ منورہ جانے کا ہے، آپ مجھے کچھ نصیحت فرمائیے۔ وہ بزرگ فرمانے لگے کہ لوگ نصیحت کے لیے کہتے ہیں مگر نصیحت پر عمل نہیں کرتے، اس لیے نصیحت کرنے کا کیا فائدہ؟ میں نے عرض کیا کہ "ان شاء اللہ" میں عمل کردوں گا، انہوں نے فرمایا کہ جب تم وہاں پہنچو تو مسجد نبوی شریف میں پہلی صف میں نماز نہ پڑھنا، دوسری بات یہ کہ اس مسجد میں خیرات نہ دینا اور تیسری بات یہ کہ اہل مدینہ سے زیادہ میل جول نہ رکھنا،

پہلی صف کی فضیلت مجھے معلوم تھی اور وہ بزرگ پہلی صف میں نماز پڑھنے سے منع فرما رہے تھے، اسلئے عرض کیا کہ حضرت اگر اجازت ہو تو پوچھوں کہ پہلی صف میں نماز نہ پڑھنے کے حکم میں کیا مصلحت ہے؟

فرمانے لگے کہ پہلے تو لوگ نصیحت کو کہتے ہیں کہ نصیحت کرو پھر اسکی وضاحت طلب کرتے ہیں، پھر خود ہی فرمانے لگے کہ پہلی صف کی فضیلت تو اپنی جگہ برقرار ہے، مگر آج کل پہلی صف پر جاہلوں کا قبضہ ہے اس لیے تم ان میں نہ گھسو، دوسری صف میں پڑھ لیا کرو اس میں بھی فضیلت ہے پھر مسجد میں خیرات کے لیے فرمایا کہ مسجد میں مانگنا اور دینا دونوں منع ہیں۔ اُس دربارِ اقدس میں تو سب فقیر ہیں تم وہاں خیرات کرکے اپنی غنا کیا بتاؤگے۔

تیسری بات کے متعلق ارشاد فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مدینہ کی تکریم کا حکم دیا ہے اگر تم ان سے گھُل مل جاؤگے تو ممکن ہے کہ بعض ایسی باتیں سامنے آجائیں جس سے اس تعظیم کو دھچکا لگے۔ اس لئے تم ان سے زیادہ ملوجلو نہیں۔ بس دُور سے تعظیم و تکریم کا معاملہ رکھو۔ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے ایک محفل میں فرمایا کہ الحمدللہ میں نے ان تینوں نصیحتوں پر عمل کیا۔ [1]

۱۳۲۷ھ / ۱۹۱۰ء میں آپ بغداد شریف سے براستہ دمشق (شام) بذریعہ ریل گاڑی مدینہ منورہ پہنچے۔ اُس وقت وہاں ترک حکومت تھی، ترکوں کے عہد

[1] شکور بیگ مرزا، ضیائے مدینہ، مطبوعہ حیدرآباد دکن (بھارت) ۱۹۸۲ء ص ۲۰، ۲۱

میں اسلامی تہوار بڑے تزک و احتشام اور شان و شوکت سے منائے جاتے تھے، حکومت خود بڑی عقیدت مندی سے انتظام کرتی تھی۔ اذان کے بعد صلوٰۃ و سلام پڑھا جاتا تھا۔ بڑی امن و سکون کی زندگی تھی۔ ترک حکومت بزرگوں کے آثار کو باقی رکھنے کی جدوجہد کرتی تھی۔ لیکن انگریزوں کی زیب کاری نے شریف مکہ کو ابھارا اور اس نے ترک حکومت کے خلاف بغاوت کر دی، انگریزوں کی مدد سے جنگ ہوئی۔ ترک حرمین شریفین میں خون ریزی سے بچنا چاہتے تھے اس لیے انہوں نے مزاحمت نہ کی پھر بھی بہت سے مسلمانوں کا خون بہا۔[۱]

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اُس وقت تُرک یہاں کے دیندار لوگوں کو ان کی جانوں کی حفاظت کے لیے اپنے ساتھ لے گئے، اس طرح مجھے بھی یہاں سے جانا پڑا، پھر جب ۱۳۳۴ھ میں شریف مکہ محافظِ حرمین شریفین ہوا تو میں پھر مدینہ منورہ حاضر ہو گیا۔[۲] گیارہ بارہ سال تک شریف مکہ کی حکومت رہی، اس کے زمانہ میں بھی امن اور چین رہا۔ وہ حرمین شریفین کی خدمت کو اپنا فرض تسلیم کرتا تھا، عقائد کے جھگڑے بھی اتنے کھڑے نہیں ہوئے تھے۔ یہ دَور ۱۳۴۳ھ / ۱۹۲۴ء تک رہا۔ ۱۳۴۴ھ / ۱۹۲۵ء میں سعودی خاندان اور شریف مکہ کی جنگ ہوئی، ہزاروں مسلمان شہید ہوئے۔ بلکہ گنبدِ خضراء پر گولی چلی[۳] بہت سے لوگ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سے ہجرت کر گئے، شریف مکہ کو شکست ہوئی، سعودی حکومت برسرِ اقتدار آئی، یہ لوگ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے عقیدے پر گامزن ہیں۔

۱؎ ماہنامہ ترجمانِ اہلِ سنت، کراچی، ش جولائی ۱۹۷۵ء

۲؎ انٹرویو علامہ شیخ ضیاءالدین احمد مدنی (ٹیپ) مخزونہ حکیم محمد موسیٰ مدظلہٗ لاہور

۳؎ گنبدِ خضراء پر گولی چلنے کے واقعہ کو سید محمد سردار حسنی بی۔ اے نے حیات سلطان ابن سعود کے ص ۵۰، ۱ پر ایرانی تحقیقاتی وفد کی رپورٹ کے تحت تفصیل سے لکھا ہے۔

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ جن دنوں مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے اُس وقت ایک بہت بڑے بزرگ عارف باللہ حضرت سیدی شیخ احمد الشمس المالکی القادری المراکشی قدس سرہٗ العزیز مدینہ منورہ میں موجود تھے۔ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے ان کی صحبت میں کافی وقت گزارا۔[1] ان کے علاوہ شبیہہ غوث الاعظم حضرت سید علی حسین اشرفی میاں قدس سرہٗ سجادہ نشین کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد - یو.پی)، حضرت شیخ محمود المغربی قدس سرہٗ العزیز (مدینہ منورہ) حضرت مولانا شیخ عبدالباقی فرنگی محلی قدس سرہٗ (مدینہ منورہ) حضرت شیخ سیدی عبدالرحمٰن سراج مکی مفتی حنفیہ قدس سرہٗ (مکہ مکرمہ) حضرت شیخ احمد الشریف السنوسی طرابلسی قدس سرہٗ، (لیبیا) سے طریقہ سنوسیہ[2] میں اجازت وخلافت، حضرت علامہ شیخ محمد ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ حضرت علامہ شیخ محدث بدرالدین حسنی شامی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ سید احمد الحریری رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الدلائل حضرت علامہ عبدالحق، الٰہ آبادی مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ، عاشق رسول علامہ شیخ امین قطبی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ نورسیف رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ علوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ الصباغی رحمۃ اللہ علیہ اور لبنان و فلسطین کے مشہور

---

[1] ماہنامہ ترجمان اہل سنت کراچی، شمارہ جولائی ۱۹۷۵ء

[2] طریقہ سنوسیہ کے بانی محمد بن علی سنوسی ۱۲۷۶ھ / ۱۸۷۰ء میں مستغانم (الجزائر - افریقہ) کے علاقہ میں پیدا ہوئے۔ فاس میں تعلیم پائی، ۱۸۱۸ء میں حج کیا، پھر مغربی افریقہ واپس ہوئے، اخوات میں مزید تعلیم حاصل کی، ۱۸۳۹ء جامعہ ازہر مصر آگئے۔ شیخ سید احمد ادریس الفاسی قادری سے انکو بڑی عقیدت تھی، شیخ سید احمد ادریس کے انتقال کے بعد انہوں نے اپنا ایک جداگانہ مستقل طریقہ سنوسیہ جاری کیا۔ برقا (لیبیا) میں ایک زاویہ (خانقاہ) بنایا۔ پھر ۱۸۵۵ء میں جغبوب کے مقام پر اپنے طریقہ کا مرکز بنایا۔ آپ کا طریقہ لیبیا، سوڈان، چاڈ، نائیجیریا، مشرق میں، ملائشیا، انڈونیشیا تک پہنچا۔ سنوسی طریقہ قادریہ سے مشابہ ہے۔
(احمد عبداللہ المسدوسی - افریقہ میں اسلام، مطبوعہ، اسلامی مرکز، کراچی)

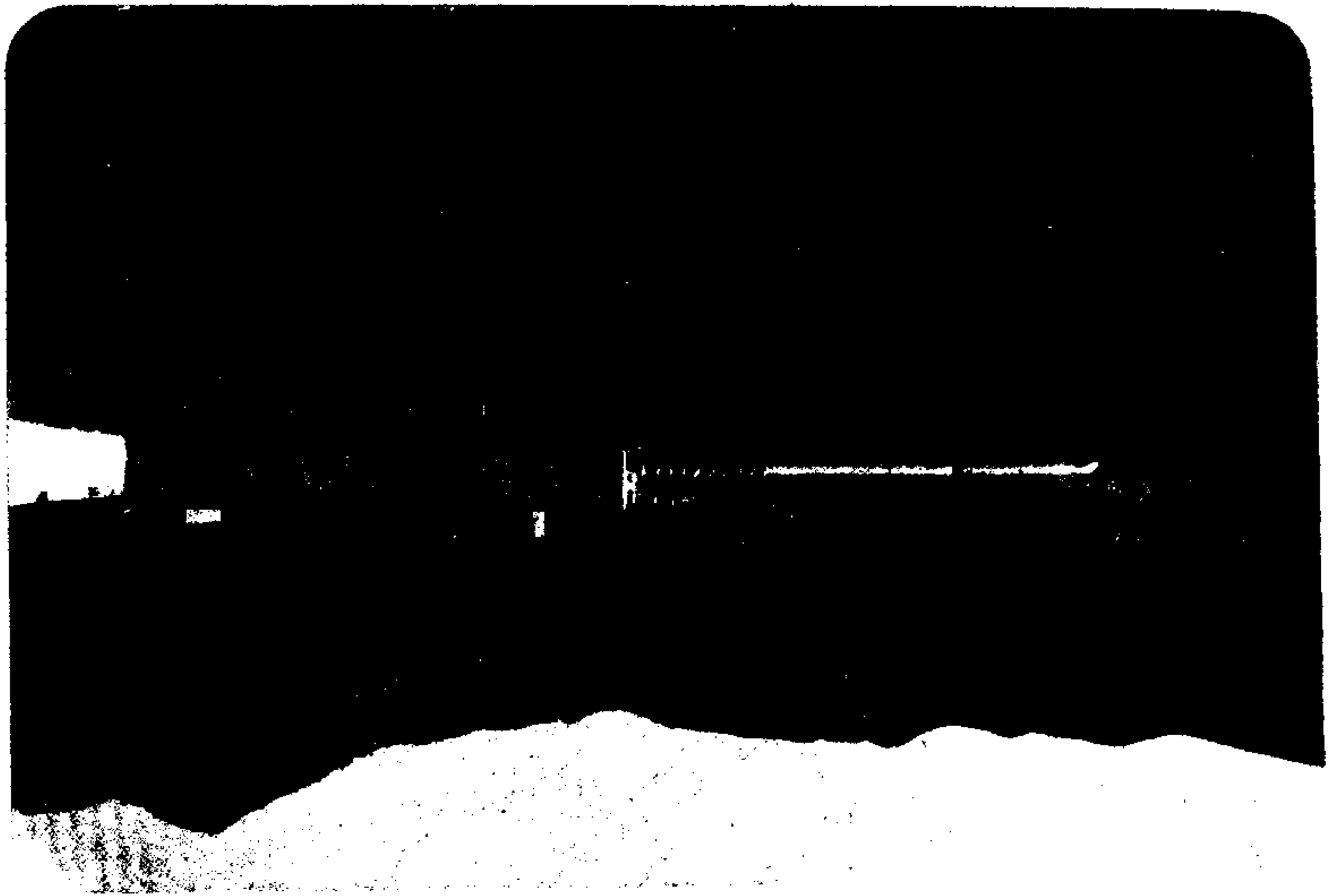
شیخ علامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے علمی اور روحانی استفادہ کیا۔ ؎۱

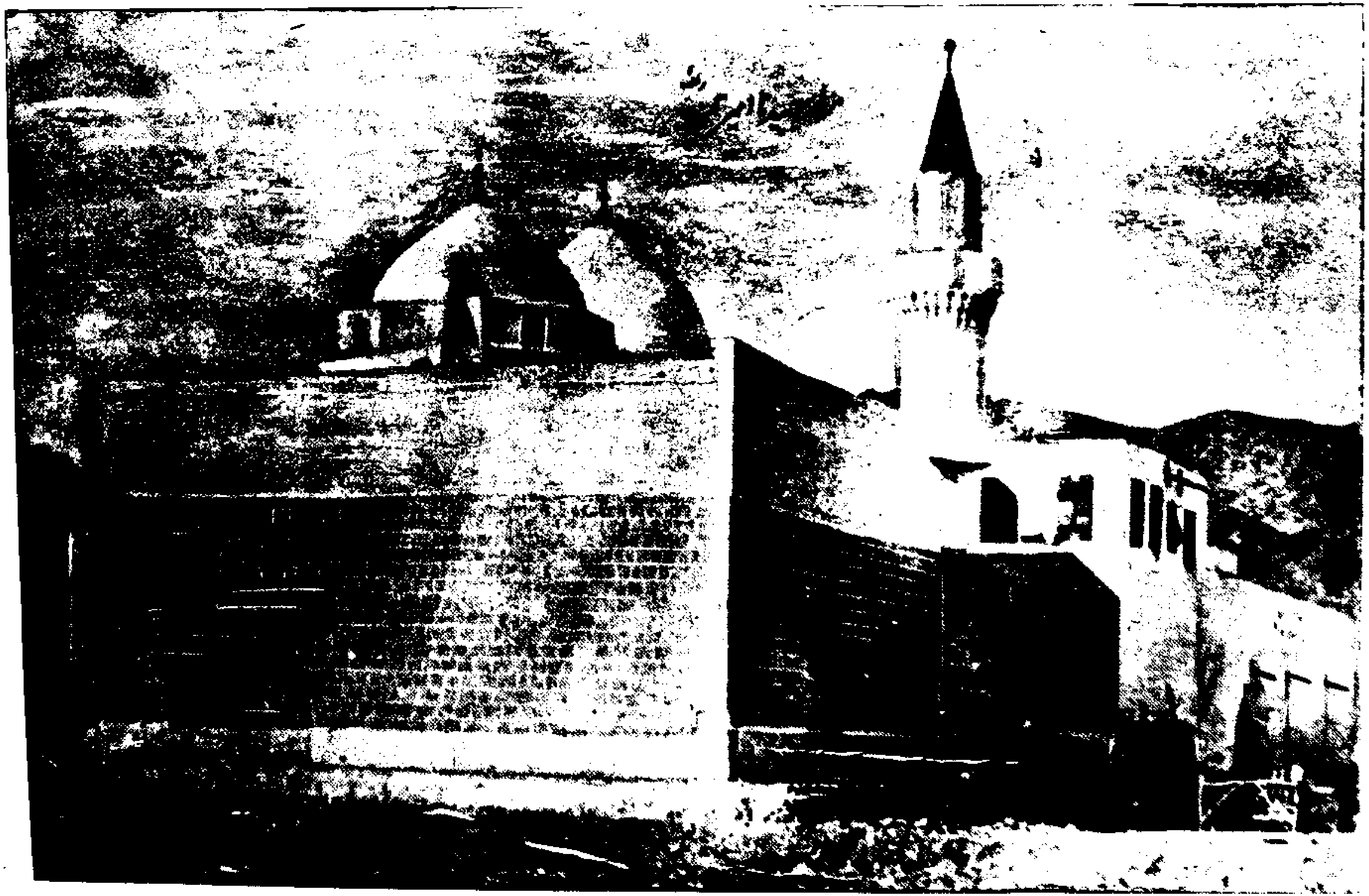
حضرت سیدی مدنی قبلہ قدس سرہٗ نے ایک مرتبہ شیخ طریقت مولانا غلام قادر اشرفی رحمۃ اللہ علیہ ؎۲ (لالہ موسیٰ، گجرات پنجاب) سے فرمایا کہ جب میں شروع میں مدینہ منورہ آیا تو ان دنوں ایک ایسا وقت بھی آیا کہ مجھے سات دن تک فاقہ رہا، یہاں تک کہ میرے پاس پانی خریدنے کے لئے بھی کوئی پیسہ نہ تھا، آخر فاقہ کی شدت سے نڈھال ہوگیا، ساتویں روز ایک پُرہیبت بزرگ آئے اُن کے پاس تین مشکیزے تھے۔ ایک مشکیزے میں گھی، دوسرے میں شہد اور تیسرے میں آٹا تھا انہوں نے سامان رکھا اور یہ کہہ کر بازار چلے گئے کہ میں کچھ مزید سامان لے آؤں، کچھ دیر بعد وہ چائے کا ڈبہ اور چینی وغیرہ لے کر واپس آئے اور کہا کہ یہ سب تمہارے لیے ہے، پکاؤ اور کھاؤ، یہ کہہ کر واپس باہر چلے گئے، میں نے دل میں خیال کیا ان بزرگ کو باہر دیکھوں اور کچھ تفصیل معلوم کروں۔ میں نے فوراً دروازے سے باہر آکر دیکھا تو وہ غائب تھے۔ مولانا غلام قادر اشرفی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مدنی قدس سرہٗ سے دریافت کیا کہ حضرت آپ کے خیال میں وہ کون تھے؟ آپ نے فرمایا میرے خیال میں وہ شاہ

؎۱ انٹرویو حضرت شیخ ضیاء الدین احمد مدنی علیہ الرحمۃ (ٹیپ) محزونہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری، لاہور
روزنامہ نوائے وقت لاہور، مجریہ ۶ر اکتوبر ۱۹۸۱ء

؎۲ مولانا غلام قادر اشرفی بن میاں باغ علی چشتی ۱۴ر محرم ۱۳۲۴ھ/۱۰ر مارچ ۱۹۰۶ء میں ریاست فرید کوٹ (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۱۱ء میں سکول داخل ہوئے۔ ۱۹۲۲ء میں امتیازی حیثیت سے میٹرک کرنے کے بعد کالج میں داخلہ لیا، مگر طبیعت مائل نہ ہوئی، پھر مذہبی تعلیم شروع کی، مختلف اساتذہ سے پڑھنے کے بعد جامعہ نعیمیہ مرادآباد سے سند فراغت حاصل کی۔ ۱۹۲۶ء تا ۱۹۲۸ء یک مکتسر (ضلع فیروزپور) میں تدریس و خطابت کے فرائض سرانجام دیئے۔ نواب شاہ محمد دت کی ہدایت پر سیاسی تحریکوں میں حصہ لیا۔ شدھی تحریک کے خلاف اپنے استاذ مولانا قطب الدین برہم چاری کے ساتھ بھرپور حصہ لیا۔ ۱۹۲۹ء میں سیاست میں عملی طور پر حصہ لیا۔ ۱۹۳۸ء میں لالہ موسیٰ (گجرات) کے ہائی سکول میں مدرس مقرر ہوئے، مسلم لیگ کی تمام تحریکوں میں حصہ لیا، ۱۹۵۳ء میں اور ۱۹۷۴ء کی ختم نبوت کی تحریک میں بھرپور حصہ لیا۔ ۲ر شوال ۱۳۹۹ھ/۲۶ر اگست ۱۹۷۹ء کو وفات

روضۂ سید الشہداء حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ — سعودی عہد میں





روضۂ سیدالشہداء حضرتِ امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ — ترکی عہد میں

دو جہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے چچا سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ، تھے کیونکہ مدینہ منورہ کی ولایت اُنہی کے سپرد ہے۔ [۱]

حضرت شیخ علامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی فلسطینی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی شہرۂ آفاق کتاب "جامع الکرامات الاولیاء" میں سید الشہداء حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی غریب نوازی کا ایک واقعہ لکھا ہے کہ حضرت سید جعفر بن حسن برزنجی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "نتائج الارتحال والسفر فی اخبار اہل القرآن الحادی عشر" میں حضرت شیخ احمد بن محمد دمیاطی المعروف ابن الغنی البناء متوفی مدینہ منورہ محرم الحرام ۱۱۱۶ھ سے روایت کی کہ شیخ احمد نے فرمایا، میں نے ایک قحط زدہ سال میں مصر سے دو اونٹ خریدے اور اپنی والدہ کے ساتھ سفر حج اختیار کیا۔ حج سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ میں حاضری دی، دونوں اونٹ مدینہ منورہ پہنچ کر مر گئے، ہمارے پاس رقم ختم ہو گئی، نہ ہم اونٹ خرید سکتے تھے اور نہ ہی کرایہ پر سواری لینے کے قابل رہے تھے۔ میں تنگ دستی میں حضرت شیخ صفی الدین قشاشی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں ساری کیفیت عرض کر دی، وہ کچھ دیر خاموش رہے پھر فرمانے لگے کہ آپ ابھی سیدنا حمزہ عم مصطفٰے رضی اللہ عنہ کی قبر انور پر حاضری دیں، وہاں جتنا ہو سکے قرآن پڑھیں اور پھر اول تا آخر اپنا حال سنائیں۔ میں نے آپ کے ارشاد کی تعمیل کی اور چاشت کے وقت آپ کے مزار اطہر پر حاضری دی، شیخ کے حکم کے مطابق قرآن پڑھا اور اپنا حال عرض کیا۔ ظہر سے پہلے واپس ہوا، بابِ رحمت میں

(بقیہ حاشیہ صد) ۱½ بجے لالہ موسیٰ گجرات، پاکستان میں وفات پائی۔ اور وہیں دفن ہوئے۔ تفصیل کے لیے دیکھئے "تعارف علمائے اہل سنت" مرتبہ مولانا محمد صدیق ہزاروی مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء

—— ہفت روزہ افق، کراچی
شمارہ
۲۷ اگست تا ۹ ستمبر ۱۹۷۹ء

[۱] یادداشت حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ (لاہور)

طہارت خانہ میں وضو کر کے مسجد نبوی شریف میں داخل ہوا تو والدہ محترمہ کو بیٹھے ہوئے پایا۔ مجھے دیکھ کر فرمانے لگیں ابھی تمہیں ایک آدمی پوچھ رہا تھا، میں نے عرض کیا وہ کہاں ہے؟ فرمایا کہ حرم نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پچھلی طرف گئے ہیں، میں ادھر چلا گیا۔ یک لخت ایک پرہیبت شخصیت اور سفید داڑھی والے بزرگ سامنے آئے اور مجھے فرمانے لگے، شیخ احمد مرحبا! میں نے ان کے ہاتھوں کو بوسہ دیا، مجھے فرمانے لگے آپ مصر چلے جائیں۔ میں نے عرض کیا آقا کس طرح جاؤں، فرمانے لگے میں کسی آدمی سے آپ کے کرایہ کی بات کرتا ہوں، پھر آپ مجھے ساتھ لے کر مدینہ طیبہ میں مصری حاجیوں کے خیموں میں گئے۔ آپ نے ایک خیمہ میں داخل ہو کر اس کے مالک کو سلام کیا، تو وہ اٹھ کر کھڑا ہوا، آپ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور بہت تعظیم کی۔ آپ نے اسے فرمایا کہ شیخ احمد اور ان کی والدہ کو مصر لے جاؤ، آپ نے اسے کرایہ ادا کر دیا اور مجھے فرمانے لگے کہ شیخ احمد تم اپنی والدہ اور سامان کو یہاں لے آؤ، میں تھوڑی دیر میں اپنی والدہ کے ساتھ سامان لے کر واپس خیمہ میں آگیا۔ آپ نے اونٹ والے کو راستہ میں میرے ساتھ اچھائی سے پیش آنے کی وصیت کی اور اُٹھ کھڑے ہوئے، میں بھی آپ کے ساتھ چل پڑا۔ جب ہم مسجد نبوی شریف کے قریب پہنچے تو فرمانے لگے کہ تم اندر چلے جاؤ۔ میں مسجد شریف میں داخل ہو کر آپکا انتظار کرنے لگا۔ انتظار کرتے کرتے نماز کا وقت ہو گیا لیکن آپ نظر نہ آئے۔ میں نے بہت تلاش کیا مگر آپ نہ ملے۔ میں واپس اس مصری اونٹ والے کے پاس آیا اور اس سے آپ کے متعلق اور آپ کی جگہ کے بارے میں دریافت کیا۔ وہ کہنے لگا کہ میں نے آج سے پہلے انہیں دیکھا بھی نہیں تھا۔ آخر میں حضرت شیخ صفی الدین قشاشی کی خدمت میں حاضر ہوا اور ساری بات بتائی۔ آپ فرمانے لگے کہ وہ حضرت سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی رُوح پاک تھی جو جسمانی شکل میں سامنے آئی تھی۔ [1]

مرزا شکور بیگ حیدر آبادی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت مدنی

[1] علامہ شیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی، جامع کرامات اولیاء (اردو) ۱/۳۹۲ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۲ء

علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ اہل مدینہ منورہ سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اپنی مشکل پیش کرتے ہیں اور ان سے عرض کرتے ہیں کہ اپنے چہیتے بھتیجے حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سفارش فرمائیں کہ وہ اپنی دعا سے یہ مشکل حل فرمائیں، چنانچہ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے اپنا ایک خانگی واقعہ بیان فرمایا کہ میری ایک عزیزہ کی اراضی اور باڈلی (کنواں) تھی، جس پر غیر مجاز اشخاص نے قبضہ کر لیا تھا۔ قاضی مدینہ کے پاس دعوےٰ پیش کیا گیا۔ ان کی جواب دہی ہوئی کہ جس خاتون کے ذریعے سے مدعیہ اپنے آپکو مالک بتاتی ہے، وہ مطلقہ نہ تھی اور ان کی طرف سے ایک جھوٹا تحریری طلاق نامہ بھی پیش کر دیا گیا جس پر دو گواہوں کے دستخط ثبت تھے۔ اس جھوٹے طلاق نامہ کی تردید ہمیں پیش کرنی تھی، سب کو فکر تھی کہ اس کی تردید کیسے کی جائے۔ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ میں حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک پر حاضری کے لئے مدینہ منورہ سے پیدل چل دیا۔ مزار مبارک سے ذرا قریب مجھے ایک شخص ملا، اس نے مجھے سلام کیا اور کہا کہ اے شیخ میرے ہاں چل کر چائے پی لیجئے، میں نے اس سے کہا کہ اب تو میں حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک پر حاضری کے لیے جا رہا ہوں اس لئے آپ کے ساتھ نہیں جا سکتا۔ اس نے کہا خیر واپسی تشریف لے آئیے! میں نے کہا کہ مجھے آپکے گھر کا پتہ معلوم نہیں، اس شخص نے کہا کہ آپکی واپسی تک میں یہیں ٹھہرا رہوں گا۔ چنانچہ جب میں مزار مبارک کی حاضری سے فارغ ہو کر واپس آیا تو وہ شخص میرے انتظار میں کھڑا تھا، میں اس کے ساتھ چل دیا، جب اس کے گھر پہنچا تو وہ مجھے ایک جگہ بٹھا کر ایک کمرہ میں داخل ہوا اور ایک چھوٹی سی ٹوکری وہاں سے اٹھا کر لے آیا جس میں بہت سے کاغذات بھرے ہوئے تھے۔

اس شخص نے وہ کاغذات میرے سامنے انڈیل دیئے اور کہا کہ حضرت جب تک میں چائے تیار کروں آپ ان کاغذات پر ایک نظر ڈال لیجئے، یہ میرے والد کے زمانے کے کاغذات ہیں، مجھے پڑھنا نہیں آتا اگر کوئی کام کا کاغذ ہوا تو رکھ لوں گا ورنہ سب کو جلا دوں گا۔ میں نے کہا ٹھیک ہے میں اتنی دیر انہیں دیکھتا ہوں، میں نے سب سے پہلے جس کاغذ کو دیکھنے کے لئے

اٹھایا ۔ وہ دو گواہوں کے بیانات کی باضابطہ نقل تھی جو انہوں نے قاضی کی عدالت میں دیئے تھے اور یہی وہ گواہ تھے جن کے دستخط اس طلاق نامہ پر تھے اور یہ بیانات اس طلاق نامہ کے بعد کی تاریخ پر دیئے گئے تھے ۔ اور ان بیانات میں اس خاتون کو زوجہ تسلیم کیا گیا تھا ، بہر حال ان بیانات کی وجہ سے وہ طلاق نامہ جھوٹا ثابت ہوا اور ہمیں کامیابی نصیب ہوئی [۱]

حضرت مدنی علیہ الرحمۃ ہر سال ماہِ رمضان المبارک میں حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار اقدس پر حاضری دیتے اور ایک روزہ وہاں افطار کرتے ۔ [۲]

جناب شکور بیگ مرزا لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت مدنی علیہ الرحمۃ سے پوچھا کہ حضرت ! جب آپ مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہاں کے لوگوں کی کیا حالت تھی ؟ فرمایا مرزا صاحب میں آپ کو ایک واقعہ سناتا ہوں آپ خود اس سے اندازہ کر لیں گے ۔ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ فرمانے لگے کہ میرے ایک دوست یہاں آئے اور مجھ سے کہنے لگے کہ میں نے نذر مانی تھی کہ مدینہ منورہ کی حاضری نصیب ہوئی تو وہاں کے غرباء میں کپڑا تقسیم کروں گا ۔ اب آپ مجھے کسی دکان سے لٹھے کے چالیس تھان دلا دیجئے تاکہ تقسیم کر سکوں ۔ میں انہیں ساتھ لے کر اپنے ایک دوست عبدالرحمن مدنی کی دکان پر گیا اور ان سے کہا کہ بھائی انہیں لٹھے کے چالیس تھان درکار ہیں ، یہ سن کر وہ دکاندار دوست مجھے ذرا علیحدہ لے گیا اور کہنے لگا کہ آپ جتنا کپڑا چاہتے ہیں میرے ہاں موجود ہے مگر صبح سے میں نے بفضل خدا ہزار بارہ سو کما لیے ہیں ، لیکن

---

[۱] شکور بیگ مرزا : ضیائے مدینہ ، مطبوعہ حیدر آباد دکن بھارت ، ۱۹۸۲ء ص ۱۷ ، ۱۸

نوٹ : حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے توسل سے اپنی کسی مشکل کے لیے دعا کرنے کا واقعہ مولوی حسین احمد دیوبندی کی روایت سے روزنامہ الجمعیۃ دہلی ، شیخ الاسلام نمبر خصوصی شمارہ ۲۵ رجب ۱۳۷۷ھ / ۱۹۵۸ء کے صفحہ ۱۵۹ پر بھی درج ہے ۔ (خلیل احمد)

[۲] مکتوب محمد حنیف قادری (مدینہ منورہ) بنام حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ ، لاہور ، محررہ ۱۲ رجب ۱۹۸۲ء

میرے مقابل کی دکان والے صاحب کے ہاں آج بکری نہیں ہوئی اسلئے یہ کپڑا آپ ان کے ہاں سے دلا دیجئے تاکہ اُن کی کچھ بکری ہو جائے۔ کیونکہ وہ بھی بال بچوں والے ہیں۔ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ یہ بات سُنا کر فرمانے لگے کہ اُس وقت ایسے قناعت پسند، ہمدرد اور اچھے لوگ تھے۔ مگر آج یہ عالم ہے کہ باپ کے گاہک کو بیٹا چھینتا ہے اور بیٹے کے گاہک پر باپ لپکتا ہے۔

ایک مرتبہ میں نے پوچھا حضرت جو لوگ آپ کے ابتدائی زمانہ میں حج کے لیے آتے تھے ان کا کیا حال تھا۔ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے فرمایا اُس وقت جو بھی حج کے لیے حاضر ہوتا تھا، اسکی یہی کوشش ہوتی تھی کہ مجھے تکلیف پہنچ جائے مگر میرے ساتھ والے کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ اسلئے ہر جگہ آسانی رہتی تھی مگر آج کل تو آپ دیکھ رہے ہیں۔ کہ ہر ایک یہی چاہتا ہے کہ میرے آرام میں خلل نہ ہو۔ [۱]

حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے مدینہ منورہ میں قیام کے بعد حجاج کرام کو دورانِ حج سہولتیں فراہم کرنے کی جانب خصوصی توجہ فرمائی، قیام وطعام سے لے کر آمد و رفت کی دشواریوں کے سدِباب کے لیے فنڈز جمع کئے اور تجارت سے حاصل ہونے والی آمدنی اس مقصد کے لئے وقف کر دی، خصوصاً حجاز ریلوے لائن کی تعمیر کے سلسلے میں آپ کی خدمات کو عالم اسلام میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ [۲]

حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ شروع شروع میں بڑی سختی ہوئی۔ میرے خلاف پہرے لگ گئے، مجھے بدعتی اور مشرک مشہور کیا گیا، مجھ سے مناظرہ کے لیے لوگوں کو بھیجا۔ ایک مرتبہ کچھ لوگ وسیلہ پر مناظرہ کرنے آئے اور مجھ سے پوچھا کہ کیا آپ اللہ تک رسائی کے لیے غیر اللہ کو وسیلہ کے قائل ہیں؟ میں نے کہا وسیلہ تلاش کرنے کا حکم قرآن میں ہے۔

---

[۱] شکور مرزا، ضیائے مدینہ، مطبوعہ حیدرآباد دکن (بھارت) ۱۴۰۲ھ ص ۱۲، ۱۷

[۲] روزنامہ حریت، کراچی مجریہ ۵ اکتوبر ۱۹۸۱ء

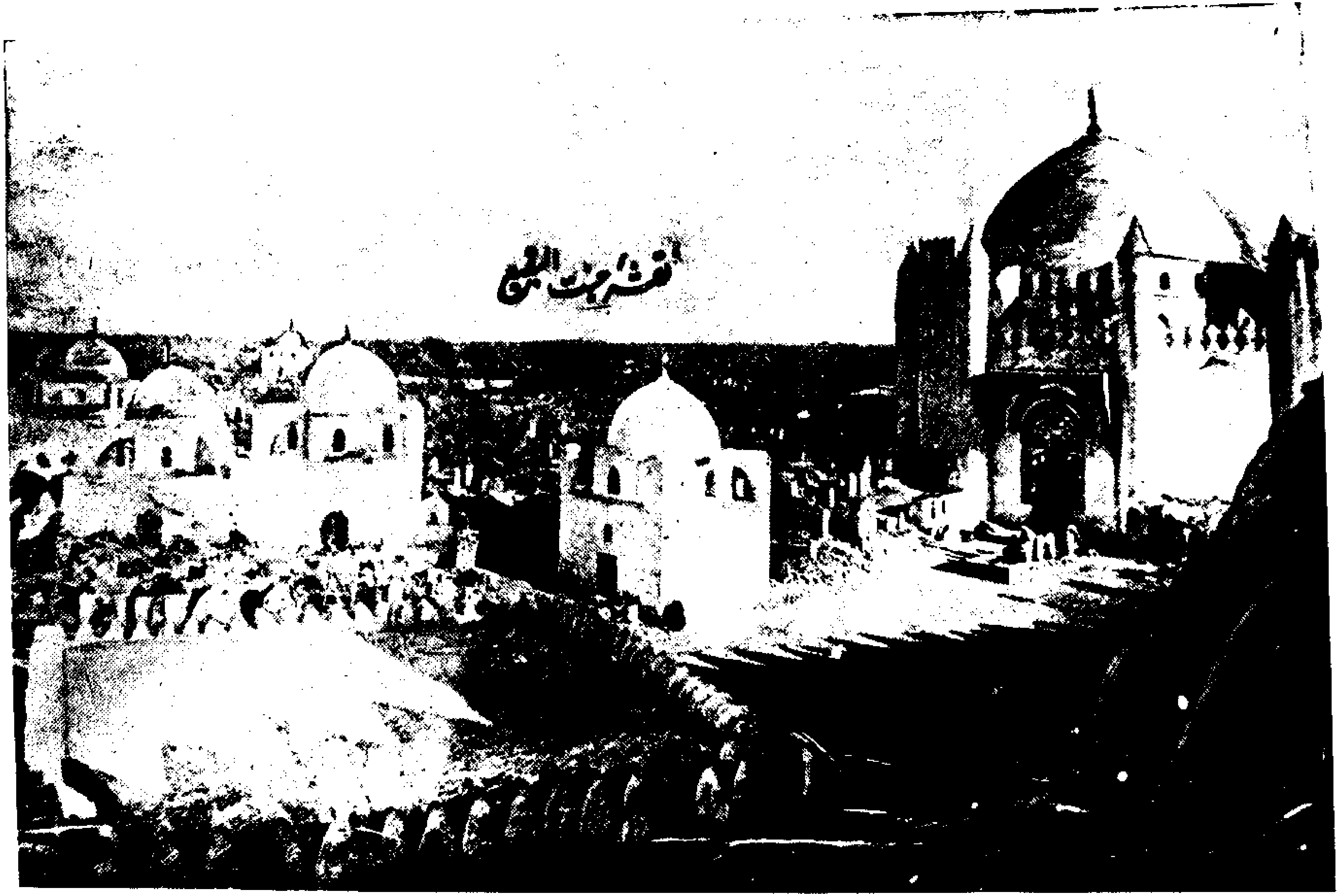
انہوں نے کہا اس وسیلہ سے مراد نماز اور نیک کام ہیں۔ میں نے سوال کیا کہ صلوٰۃ (نماز) اللہ ہے یا غیر اللہ؟ اس پر سب ساکت ہو گئے، جواب نہ بن پڑا اور واپس چلے گئے۔ اسی طرح متعدد مسائل پر گفتگو کرنے کے لئے آتے رہے، مجھ سے لوگوں کا ملنا جلنا بند کرتے رہے۔ ؎۱

ایک مرتبہ مدینہ طیبہ کے امیر، بن ابراہیم نے آپکو طلب کیا، وہ بہت سخت مزاج مشہور تھا۔ اس نے بڑے غیظ و غضب کے ساتھ گفتگو شروع کی۔ اس کے ہاتھ میں برہنہ تلوار تھی جسے وہ لہرا لہرا کر بات کرتا تھا۔ حضرت خاموشی سے اسکی گفتگو سنتے رہے۔ اس نے پوچھا آپ انبیاء و اولیاء کو وسیلہ بنانا جائز سمجھتے ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا، ہاں، اس نے کہا اس پر دلیل پیش کریں۔ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے قرآن کریم کی یہ آیت مبارکہ پڑھی، "یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلہ"

امیر نے کہا یہ تو ہماری دلیل ہے کیونکہ وسیلہ سے مراد اعمالِ صالحہ ہیں نہ کہ انبیاء و اولیاء ہیں۔ حضرت نے پوچھا کہ یہ بتائیے ہمارے یہ نیک اعمال بارگاہِ خداوندی میں مقبول ہیں یا مردود؟ امیر نے کہا مجھے کیا معلوم کہ مقبول ہیں یا مردود، اس پر حضرت نے فرمایا کہ جب اعمال وسیلہ بن سکتے ہیں جن کے بارے میں ہمیں معلوم نہیں کہ وہ مقبول ہیں یا مردود، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیوں وسیلہ نہیں بن سکتے جو کہ بارگاہِ خداوندی میں یقیناً مقبول ہیں۔ یہ جواب سن کر امیر کا سارا غصہ جاتا رہا اور بڑی نرمی سے گفتگو کرنے لگا، حضرت کو چائے پیش کی اور بڑی عزت کے ساتھ رخصت کیا۔ ؎۲

؎ حصارِ منکروں میں بھی نبی کے نامِ نامی کی
بلند رکھتے تھے عظمت حضرت قبلہ ضیاء الدین

؎۱ ماہنامہ ترجمان اہل سنت کراچی، ش جولائی ۱۹۷۵ء



جنّتُ البقیع شریف

ترکی عہدِ حکومت میں

ایک دن شام کے وقت حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ اپنی بکریوں کو درختوں کے پتے کھلا رہے تھے کہ دو وہابی پاس سے گزرے۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ تمہیں معلوم ہے ابوحنیفہ کی موت پر سفیان نے کیا کہا تھا؟ اُس نے کہا میں نے کچھ نہیں سُنا۔ پہلے شخص نے کہا سفیان نے کہا تھا، اللہ تعالیٰ نے اہل زمین کو ابوحنیفہ کے شر سے نجات دی۔ یہ سُننا تھا کہ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے جلال کے عالم میں فرمایا، "لعنۃ اللہ علی الکاذبین" اُس شخص نے امیر کے پاس شکایت کی کہ حضرت نے مجھے کاذب کہا اور مجھ پر لعنت کی، امیر کے طلب کرنے پر حضرت مدنی علیہ الرحمۃ تشریف لے گئے اور اس کے دریافت کرنے پر فرمایا کہ اگر کوئی شخص امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے وصال پر کہے کہ خُدا نے اہلِ زمین کو ان کے شر سے نجات عطا فرمائی ہے تو تمہارے خیال میں وہ کیسا شخص ہے؟ امیر نے کہا وہ بیدین اور مردود ہے۔ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ اس شخص نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق ایسے کلمات کہے ہیں۔ امیر نے کہا یہ بات ہے! اور اس کے منہ پر تھوک دیا اور کہا کہ تم لوگ ان کو گھروں میں بھی آرام سے نہیں رہنے دیتے۔ [1]

نجدیوں نے جب اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مزارات مسمار کرنے اور قبہ جات گرانے کا منصوبہ بنایا اور بعض مفتیوں سے اس حرکت کے جواز کا فتوے بھی حاصل کر لیا گیا تو بعض لوگ دستخط کروانے کے لیے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے مگر آپ نے تصدیق کرنے سے انکار کر دیا۔ جب ایک لاکھ ریال کا نذرانہ پیش کیا گیا تو فرمایا میں فتوے فروش نہیں ہوں، پھر دھمکی دی گئی کہ دستخط نہ کئے تو مکان جلا دیا جائے گا۔ آپ نے فرمایا مشیت ایزدی کے بغیر آگ نہیں لگ سکتی اور اگر اللہ جل جلالہٗ کی مشیت ہوئی تو اس سے مفر ناممکن ہے۔ پھر دھمکی دی گئی کہ اگر دستخط نہ کئے تو یہاں سے نکال دیئے جاؤ گے۔ حضرت سیدی مدنی علیہ الرحمۃ نے فرمایا اصل مقصود رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیروی ہے، آپ کے شہر میں رہنا مقصود بالتبع ہے۔ اگر یہاں رہنے

[1] مکتوب مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری (لاہور) بنام راقم الحروف محررہ ۲۸ دسمبر ۱۹۸۱ء

والا آپ کے حکم کے خلاف فتوے دے تو رہنے کے باوجود نکلا ہوا ہوتا ہے۔ اور اگر دور والا آپ کی شریعت کا اتباع کرے تو دُور رہنے کے باوجود یہاں حاضر سمجھا جاتا ہے۔

؎ حرم ہے اسے ساحتِ ہر دو عالم
جو دل ہو چکا ہے شکارِ مدینہ

اس گفتگو کے بعد آپ توکّل بر خُدا، تکیہ بر مُصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حصن حصین میں بفراغِ دل مصروف دُعا ہو گئے اور دوسری جانب ارباب اقتدار آپکی بابت مشورے کرنے لگ گئے۔ بالآخر طے پایا کہ یہ کوئی دیوانہ ہے اِسے اسکے حال پر رہنے دو۔[1]

ایک مرتبہ پیر طریقت حضرت خواجہ خان محمد تونسوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سجادہ نشین خانقاہ سلیمانیہ (تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازیخاں) نے جامع الملفوظ علامہ فقیر محمود سدیدی سلیمانی خطیب جامع مسجد سلیمانی تونسہ شریف سے فرمایا کہ مدینہ منورہ میں کتنے دن ٹھہرے تھے عرض کی انیس دن۔ آپ نے فرمایا مولانا ضیاء الدین قبلہ کے پاس بھی گئے تھے؟ عرض کی ہاں جایا کرتا تھا، فرمایا کتنی مرتبہ حاضری دی تھی۔ عرض کی چھ سات بار۔ آپ نے ذوق میں فرمایا کہ مولانا کا وجود غنیمت ہے میں بھی عموماً ظہر کے بعد مولانا صاحب کے پاس جایا کرتا تھا۔ عصر تک مولانا صاحب کے پاس بیٹھا رہتا تھا۔ عصر کی نماز کے بعد حرم شریف آجایا کرتا تھا۔ ایک ساتھی کو اپنے ساتھ ملا کر عصر کی نماز باجماعت ادا کر لیا کرتا تھا۔ پھر عشاء تک حرم شریف میں رہتا تھا۔ مولانا ضیاء الدین قبلہ اس بات پر زور دیا کرتے تھے کہ نجدیوں کے پیچھے نماز نہیں ہوتی، ایک دفعہ میں حضرت میاں نُور جہانیاں صاحب (چشتیاں) کے ساتھ مولانا قبلہ کے پاس گیا، اسی مسئلہ پر گفتگو ہوئی۔ مولانا ضیاء الدین قبلہ نے فرمایا جو ان کے عقیدے سے واقف ہو اسکی نماز ان کے پیچھے نہیں ہوتی البتہ ناواقف کی ہو جائے گی۔[2]

---

[1] ماہنامہ رضائے مصطفٰے، گوجرانوالہ شمارہ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ
[2] ملفوظات حضرت خواجہ خان محمد تونسوی علیہ الرحمۃ (م ۱۳۹۹ھ / ۱۹۷۹ء) مطبوعہ ملتان ص ۱۹۱

اسی سلسلے میں فرمایا کہ امامت اور نماز کا مسئلہ حجاز مکرمہ میں پہلی مرتبہ پیش نہیں آیا بلکہ اس سے پہلے بھی ایسے دور گزر چکے ہیں کہ بہت سے مسلمانوں نے اُس وقت کے امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے گریز کیا۔ حتیٰ کہ بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بھی یہی عمل رہا، حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے زمانے میں بہت سے صحابہ کرام اُس وقت کے مقررہ امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے گریز کرتے تھے کہ کہیں شہادت عثمان میں یہ بھی شامل نہ ہو۔[1]

اسی طرح یزید اور حجاج بن یوسف کے مقرر کردہ امام کے پیچھے لوگوں نے نماز ادا نہیں کی۔ اب چوتھا دور ہے۔ بعض مفسد لوگوں کو یہ اعتراض ہوتا ہے کہ کچھ مخصوص عقائد کے لوگ سعودی امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے جبکہ لاکھوں مسلمان پڑھتے ہیں۔ اگر لاکھوں مسلمان عقائد کی واقفیت کے بعد پڑھتے ہیں تو نماز کا ہونا محلِ نظر ہے۔ لیکن ہمیں معلوم ہے کہ عام مسلمان ان کے عقائد سے واقف نہیں ہیں بلکہ عقیدتمندی کی بناپر نماز ادا کرتے ہیں کہ یہ خانہ کعبہ اور مسجد نبوی کے امام ہیں۔ اسی مسئلہ کے بارے میں ایک مرتبہ علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی علیہ الرحمۃ سے سوال کیا گیا کہ وہابی نجدی امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ علامہ کاظمی علیہ الرحمۃ نے جواب میں فرمایا کہ تمام اہلِ اسلام کے نزدیک یہ حقیقت مسلّمہ ہے کہ کسی امام کے پیچھے صحتِ اقتداء کے بغیر نماز درست نہیں ہوسکتی۔ جس کے لیے مقتدی و امام کے مابین ایک مخصوص رابطہ قائم ہوجانا ضروری ہے۔ اس مخصوص رابطے کے بغیر صحتِ اقتداء متصور نہیں کہ یہ رابطہ ظاہری، مادی اور جسمانی نہیں بلکہ یہ رابطہ صرف باطنی روحانی اور اعتقادی ہے جس کا وجود امام اور مقتدی کے درمیان اصولی اعتقاد میں موافقت کے بغیر ناممکن ہے۔ شرک، توحید کے منافی ہے اور کفر و جاہلیت اسلام و ایمان سے قطعاً متضاد ہیں۔ اگر مقتدی جانتا ہے کہ

---

[1] بخاری شریف جلد ۱ ص ۹۶؛ عمدہ القاری شرح صحیح بخاری از علامہ بدرالدین عینی حنفی مطبوعہ مصر، جلد ۵ ص ۲۳۱

میرا کوئی عقیدہ امام کے نزدیک شرک جلی کفر و جاہلیت ہے تو دونوں کے درمیان اعتقادی موافقت نہ رہی اس عدم موافقت کے باعث صحتِ اقتدار کی بنیاد منہدم ہوگئی۔ ایسی صورت میں امام کے پیچھے اس کی نماز کا صحیح ہونا کیونکر متصور ہوسکتا ہے؟ اس دعویٰ کی دلیل یہ ہے کہ مثلاً کسی منکرِ ختم نبوت کے پیچھے کسی مسلمان کی نماز نہیں ہوتی، کیونکہ مقتدی ختم نبوت کا اعتقاد رکھتا ہے اور امام ختم نبوت کا منکر ہے، دونوں کے درمیان اعتقادی موافقت نہ ہونے کی وجہ سے صحتِ اقتدار کی بنیاد باقی نہ رہی لہٰذا نماز نہ ہوئی۔ توضیحِ مدعا کے لیے ہدایہ سے ایک جزیہ کا خلاصہ پیش کرتا ہوں۔ کہ اگر امام کی جہت تحری، مقتدی کی جہت تحری سے مختلف ہوئی اور تاریکی یا کسی اور وجہ سے مقتدی کو اس اختلاف کا علم نہ ہوسکے تو اس کی نماز درست ہے ______ اور اگر مقتدی امام کی جہت تحری کا علم رکھتے ہوئے اس کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے تو اس کی نماز فاسد ہوگی۔ صاحبِ ہدایہ نے اس فساد کی دلیل دیتے ہوئے فرمایا لانہ اعتقد امامہ علی الخطاء یعنی فسادِ صلوٰۃ کی دلیل یہ ہے کہ مقتدی نے اپنے امام کے خطاء پر ہونے کا اعتقاد کیا۔ اس سے واضح ہوا کہ نماز درست ہونے کے لیے ضروری ہے کہ مقتدی امام کے خطا پر ہونے کا معتقد نہ ہو۔ یعنی مطابقت اعتقاد ضروری ہے بشرطیکہ مقتدی امام کی خطاء سے باخبر ہو اور اگر وہ امام کی خطاء سے لاعلم ہے تو ایسی صورت میں نماز ہوجاتی ہے۔ اس مختصر تمہید پر غور کرنے سے یہ بات آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے کہ مقتدی جب یہ جانتا ہے کہ امام کا اعتقاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اللہ کا عطا کردہ علم ماننا کفر و شرک ہے اور امام کے عقیدے میں انبیاء کرام و صالحین سے استمداد بلکہ توسل تک شرک ہے اور امام مزارات انبیاء علیہم السلام و مزارات اولیاء عظام کے لئے سفر کرنے بلکہ مزارات کی تعظیم و تکریم کو بھی شرک قرار دیتا ہے اور مقتدی ان تمام امور کو توحید اور اسلام کے عین مطابق سمجھتا ہے تو ایسی صورت میں عدم موافقتِ اعتقاد کی وجہ سے صحتِ اقتدار کی بنیاد مفقود ہے پھر نماز کیونکر درست ہوسکتی ہے۔ رہا یہ امر کہ ایام حج وغیرہ میں ہزاروں لاکھوں مسلمانوں کی نماز کا کیا حکم ہوگا؟ تو میں عرض کروں گا کہ ہزاروں لاکھوں مسلمان جن کے

اصولی عقائدِ امام سے مختلف ہیں انکی تین قسمیں ہیں۔ اوّل وہ جو اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان اُصولی عقائد میں امام کا عقیدہ ہم سے مختلف ہے، ان کا حکم تمہید کے ضمن میں واضح ہو گیا۔ ایسے لوگ اپنے علم کے مقتضاء کے مطابق یقیناً مجتنب رہیں گے۔ دوم وہ مسلمان جو یہ جانتے ہیں کہ امام کے بعض عقائد ہمارے عقائد سے مختلف ہیں مگر وہ یہ نہیں جانتے کہ یہ اختلاف اصولی عقائد میں ہے اور ہمارے عقائد امام کے نزدیک کفر و شرک، معصیت و جاہلیت کا حکم رکھتے ہیں۔ یہ مسلمان محض حرم مکّہ و حرم مدینہ اور مسجدِ حرام و مسجدِ نبوی کی عظمتوں اور عشق و محبت درِ رسالت پناہی کے جذبات سے متاثر ہو کر اپنی غلط فہمی کی بنا پر اس امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں، ان کی اس خطاء کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی رحمت و رافت کے پیشِ نظر یہ اُمید کی جاسکتی ہے کہ ربِ کریم ان کی نمازوں کو رائیگاں نہیں فرمائے گا۔ سوم وہ مسلمان جنہیں سرے سے امام کے عقائد کا اختلاف ہی معلوم نہیں وہ محض سادہ لوح ہیں۔ عشق و محبت سے سرشار ہو کر حرم مکّہ اور حرم مدینہ میں حاضر ہوئے اور انہوں نے بحالت لاعلمی اس امام کے پیچھے نمازیں پڑھیں، ان کے متعلق بھی کہا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے عفو و کرم سے ان کی نمازوں کو ضائع نہ ہونے دے گا۔ دوم اور سوم قسم کے مسلمانوں کی خطا و قابلِ عفو ہے۔ طبرانی میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے صحیح حدیث مروی ہے رُفِعَ عَنْ اُمَّتِیْ الخطاء والنسیان وما استکرھوا علیہ یعنی اٹھا لیا گیا میری امت سے خطاء اور نسیان اور اس چیز کو جس پر وہ مجبور کیے گئے ہیں۔ یعنی ان تینوں حالتوں میں ان کا مواخذہ نہ ہوگا۔ [1]

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے حج کے علاوہ تین مرتبہ مدینہ منورہ سے باہر جانا پڑا۔ پہلے ترکوں کے زمانہ میں اور دوسری مرتبہ ایسا ہوا کہ ۱۳۳۹ھ میں مسجدِ نبوی بابِ جبرئیل کے پاس ایک خواب دیکھا، جس میں اشارہ تھا کہ محسنِ ملت اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان کا

---

[1] ماہنامہ ترجمان اہلسنت، کراچی، ش فروری ۱۹۷۹ء صفحہ ۲۶، ۲۷

آخری سال ہے، دل میں خیال آیا کہ چلو ایک بار اپنے مرشد کامل کی زیارت تو کر لو۔ فقیر مدینہ سے بمبئی آیا وہاں سے اجمیر شریف حاضری دیتا ہوا بریلی شریف حاضر ہوا اور اعلیٰ حضرت قبلہ کی زیارت و قدمبوسی کا شرف حاصل کیا۔ [1] اعلیٰحضرت قدس سرہٗ اُس وقت چلنے پھرنے سے معذور تھے، دو آدمی کرسی پر بٹھا کر مسجد میں لاتے اور اعلیٰحضرت کو صف میں بٹھا دیتے۔ آپ باجماعت نماز ادا فرماتے اور عشاء تک مسجد میں تشریف رکھتے باوجود نقاہت اور ضعف کے تبلیغ دین کا سلسلہ جاری رہتا۔ فجر اور ظہر کی نماز گھر میں باجماعت ادا فرماتے۔ [2] آپ ایسی حالت میں بھی تصنیف و تالیف میں مشغول رہتے اور اپنی مشہور کتاب "المحجۃ المؤتمنہ" ترک موالات و نان کو اپریشن کے بارے میں انہی دنوں تحریر فرمائی۔ مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی وہیں بریلی شریف میں پہلی ملاقات ہوئی۔ اس کے بعد مدینہ منورہ میں دو مرتبہ ملاقات ہوئی، ان کے ساتھ حضرت علامہ سید ابوالبرکات لاہوری علیہ الرحمۃ اور محدث کچھوچھوی علیہ الرحمۃ بھی تھے۔ [2] بریلی شریف میں قیام کے دنوں میں عصر اور مغرب کے درمیان اعلیٰحضرت قبلہ ہوتے اور یہ فقیر ہوتا تھا کوئی تیسرا نہیں۔ شعبان میں حکیموں نے یہ رائے دی کہ گرمی بہت ہے اور اعلیٰ حضرت قبلہ کی طبیعت ناساز ہے، کمزوری بھی بہت ہے اس لئے امسال روزہ نہ رکھیں۔ اعلیٰحضرت قبلہ سے جب کہا گیا تو فرمایا جب سے مجھ پر روزے رکھنا فرض ہوئے اب تک بحمد اللہ کوئی روزہ قضا نہیں ہوا، کچھ بھی ہو روزہ نہیں چھوٹ سکتا۔ پھر اعلیٰحضرت قبلہ نے فرمایا اگر موسم گرما کی وجہ سے یہ بات ہے تو رمضان المبارک کوہ بھوالی ضلع نینی تال میں گزار لیا جائے گا، وہاں موسم بہت مناسب رہے گا۔ اعلیٰ حضرت قبلہ کا پروگرام

---

[1] مکتوب قاری محمد امانت رسول، پیلی بھیت (بھارت) بنام حکیم محمد موسیٰ امرتسری لاہور محررہ ۳۰ راپریل ۱۹۸۳ء

[2] روزنامہ جنگ کراچی مجریہ ۵ راکتوبر ۱۹۸۱ء

[3] انٹرویو حضرت شیخ ضیاء الدین احمد مدنی، ٹیپ کیسٹ مملوکہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری لاہور

ہوا۔ جانے کا تھا اسلئے مجھ سے فرمایا، ضیاء الدین احمد آپ حج کرتے ہوئے مدینہ طیبہ حاضر ہوں تو فقیر کے لیے بارگاہِ شفیع اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دعا کریں۔ چنانچہ دو مہینے دو دن کے بعد اعلیٰحضرت قبلہ نے حجاز مقدس واپس جانے کی اجازت دی، اور دعاؤں کے ساتھ رخصت فرمایا۔ فقیر بمبئی سے بحری جہاز پر جدّہ پہنچا پھر مکہ مکرمہ میں حج کر کے محرم الحرام کے آخری دنوں میں مدینہ طیبہ حاضر ہوا، ماہِ صفر کے آخر میں بریلی شریف سے ٹیلی گرام آیا کہ ۲۵ر صفر ۱۳۴۰ھ / ۲۸ر اکتوبر ۱۹۲۱ء کو جمعۃ المبارک کے دن اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی رُوح نے دَاعیِ الی اللہ کو لبیک کہا۔ [1]

تیسری مرتبہ ایسا ہوا کہ میرا لڑکا محمد فضل الرحمٰن بیمار ہوگیا۔ انہی دنوں حیدر آباد دکن کے ایک مشہور ڈاکٹر حج پر آئے، نظام حیدر آباد نے انہیں ارسطو یار جنگ کا خطاب بھی دیا تھا۔ مَیں نے ڈاکٹر صاحب سے مشورہ کیا تو ڈاکٹر صاحب نے مجھ سے کہا کہ اگر آپ اپنے صاحبزادے کو حیدر آباد لے آئیں تو وہاں علاج کیا جاسکے گا۔ چنانچہ میں اپنے لڑکے محمد فضل الرحمٰن کو لے کر حیدر آباد چلا گیا۔ وہاں نواب فخر یار جنگ کے بنگلہ پر قیام کیا جو اُس وقت وہاں وزیر مالیات تھے۔ اسی زمانہ میں وہاں علماء و مشائخ سے ملاقاتیں ہوئیں۔ ان میں حضرت سید عبداللہ شاہ صاحب تھے، مولانا عبدالقدیر اور مفتی عبدالرحیم تھے۔ ایک اور افغانی عالم مولانا ابوالوفا تھے یہ جامعہ نظامیہ حیدر آباد میں شیخ الفقہ تھے۔ [2]

حضرت شیخ ضیاء الدین احمد علیہ الرحمۃ جب بھی اپنے شیخ طریقت اعلیٰحضرت عظیم البرکت قدس سرہٗ کا ذکر فرماتے تو آپ کا چہرہ دمک اٹھتا اور لب و لہجہ بتاتا کہ آپ اپنے شیخ سے کیسی والہانہ عقیدت و محبت رکھتے ہیں۔ [3] جب کبھی احباب عرض کرتے کہ حضرت

[1] مکتوب قاری محمد امانت رسول، پیلی بھیت (بھارت) بنام حکیم محمد موسیٰ صاحب

[2] شکور بیگ مرزا، ضیائے مدینہ، مطبوعہ حیدر آباد دکن (بھارت)، ۱۹۸۲ء

[3] روزنامہ جنگ کراچی مجریہ ۵ر اکتوبر ۱۹۸۱ء

ایمان کی سلامتی کی دعا فرمائیں تو حضرت فوراً اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کا شعر پڑھتے ؎

تو نے سلام دیا تو نے جماعت میں لیا
تو کریم اب کوئی پھرتا ہے عطیہ تیرا

اگر کوئی عرض کرتا کہ حضرت ٹھنڈا پانی پئیں گے؟ تو فوراً ہی گنبدِ خضرا کی طرف اشارہ کرکے اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کا یہ شعر پڑھتے ؎

ٹھنڈا ٹھنڈا میٹھا میٹھا
پیتے ہم ہیں پلاتے یہ ہیں

کبھی فرماتے کہ مرزا (شکور بیگ) صاحب تو یوں کہتے ہیں ؎

نہ منہ ہے تمہارے دکھانے کے قابل

لیکن اعلیٰحضرت قدس سرہٗ فرماتے ہیں ؎

تجھ سے چھپاؤں منہ تو کروں کس کے سامنے

گیارہویں شریف کی محفل ہوتی تو اعلیٰحضرت قبلہ کے اُن اشعار کا ذکر فرماتے، جن میں حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی شان بیان کی گئی ہے۔ رجب المرجب میں حضور خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ (اجمیر شریف) کا عرس مبارک ختم ہوتے ہی اعلیٰحضرت قبلہ کے عرس مبارک کا تذکرہ فرماتے رہتے۔ [1]

قاری محمد امانت رسول قادری رضوی بیان کرتے ہیں، ایک مرتبہ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ میں نے مصر کے فاضل ترین علمائے کرام کے اجتماع میں اعلیٰحضرت فاضلِ بریلوی قدس سرہٗ کا قصیدہ عربیہ پڑھا تو انہوں نے بیک زبان کہا یہ قصیدہ تو کسی فصیح اللسان عربی النسل عالم کا لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ فقیر نے انہیں بتایا کہ اس قصیدے کے لکھنے والے اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی ہیں جو عربی نہیں عجمی ہیں، تو علمائے مصر حیرت میں ڈوب گئے کہ وہ عجمی ہوکر عربی میں اتنے ماہر ہیں۔ قصیدہ عربی

---

[1] مکتوب محمد حنیف قادری (مدینہ منورہ) بنام حکیم محمد موسیٰ امرتسری (لاہور) محررہ ۱۲ ردسمبر ۱۹۸۲ء

کے چند اشعار درج ذیل ہیں ؎

اَلْحَمْدُ لِلْمُتَوَحِّدِ ‏ ‏ بِجَلَالِهِ الْمُتَفَرِّدِ
وَصَلٰوتُهٗ دَوْمًا عَلٰی ‏ ‏ خَیْرِ الْاَنَامِ مُحَمَّدِ
وَالْاٰلِ وَالْاَصْحَابِ هُمْ ‏ ‏ مَاوَایَ عِنْدَ شَدَائِدِ
فَالَی الْعَظِیْمِ تَوَسُّلِیْ ‏ ‏ بِکِتَابِهٖ وَبِاَحْمَدِ
وَبِمَنْ اَتٰی بِکَلَامِهٖ ‏ ‏ وَبِمَنْ هُدٰی وَبِمَنْ هُدِ
وَبِطَیْبَةَ وَبِمَنْ حَوَتْ ‏ ‏ وَبِمِنْبَرٍ وَّبِمَسْجِدِ
وَبِکُلِّ مَنْ وَّجَدَ الرِّضَا ‏ ‏ مِنْ عِنْدِ رَبٍّ وَّاحِدِ [1]

۱۳۹۲ھ / ۱۹۷۲ء میں حضرت مدنی قدس سرہٗ نے مولانا ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی بصیر پوری رحمۃ اللہ علیہ کو اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کے مندرجہ ذیل اشعار سنائے جو انہوں نے اپنے پاس موجود بہارِ شریعت حصّہ ششم پر لکھ لیے۔

اَاَذْکُرُ حَاجَتِیْ اَمْ قَدْ کَفَانِیْ ‏ ‏ حَیَاؤُکَ اِنَّ شِیْمَتَکَ الْحَیَاءُ
کَرِیْمًا لَّا تُغَیِّرُهٗ ذُنُوْبٌ ‏ ‏ عَنِ الْخُلُقِ الْکَرِیْمِ وَلَا جَفَاءُ
رَسُوْلَ اللّٰهِ فَضْلُکَ لَیْسَ یُحْصٰی ‏ ‏ وَلَیْسَ لِجُوْدِکَ السَّامِیْ اِنْتِهَاءُ
فَاِنْ اَکْرَمْتَنَا دُنْیًا وَّاُخْرٰی ‏ ‏ فَلَیْسَ الْبَحْرُ یَنْقُصُهُ الدِّلَاءُ

ترجمہ

۱؎ کیا میں اپنی حاجت بیان کروں یا میرے لئے آپکا حیا کافی ہے۔ بے شک حیا آپ کی عادت کریمہ ہے۔

۲؎ کیا اُس کریم سے عرضِ حال کروں جنہیں ہمارے گناہ اور جفا کاری اخلاق کریمہ سے منع نہیں کرتی۔

۳؎ یا رسول اللہ! نہ تو آپ کے فضل و کرم کا احاطہ کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی آپکی

---

[1] مکتوب قاری محمد امانت رسول، پیلی بھیت (بھارت)، بنام حکیم محمد موسیٰ امرتسری

بلند عطا کی کوئی انتہا ہے۔

۱؎ اگر آپ ہمیں دُنیا و آخرت میں عزّت بخشیں تو آپکا کوئی نقصان نہیں، کیونکہ ڈول سمندر کا پانی کم نہیں کر سکتے۔ ۱؎

مفتی محمد اشفاق رضوی خطیب مرکزی جامع مسجد خانیوال شہر بیان کرتے ہیں کہ میں ۱۹۷۹ء میں حج کے بعد مدینہ منورہ حاضر تھا۔ وہاں حضرت شیخ مدنی علیہ الرحمۃ کے ایک خادم بھائی عاشق حسین فیضوی قادری کی وساطت سے حضرت سے دریافت کیا کہ حضور ہم نے سُنا ہے کہ آپ نے مدینہ طیبہ میں اپنے شیخ اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی قدس سرہٗ کے وصال کے بعد اُن کی زیارت کی ہے۔ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے فرمایا، ہاں ایک مرتبہ مواجہہ شریف میں حاضری دینے کے لیے مسجد نبوی شریف کے باب السلام سے اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ اعلحضرت عظیم البرکت قدس سرہٗ مواجہہ شریف کی طرف منہ کرکے کھڑے ہیں اور سلام پڑھ رہے ہیں۔ میں قریب گیا تو اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ میری نظروں سے غائب ہو گئے، میں مواجہہ شریف کی طرف چلا گیا اور صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کرکے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے میرے شیخ کی زیارت سے محروم نہ رکھا جائے۔ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے مواجہہ شریف کی پائنتی کی طرف دیکھا تو اعلحضرت قدس سرہٗ بیٹھے دکھائی دیئے، میں نے دوڑ کر اعلحضرت قدس سرہٗ کی قدم بوسی کی اور زیارت سے فیض یاب ہوا۔ ۲؎

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھ پر فالج کا شدید حملہ ہوا، اس کی وجہ سے میرا آدھا جسم بالکل بیکار ہو گیا۔ سب لوگ یہ سمجھ رہے تھے کہ اب ان کا آخری وقت آن پہنچا ہے۔ ان دنوں میں اپنے پرانے مکان میں جو باب السلام کی طرف تھا اوپر والی منزل میں رہتا تھا۔ ایک شب میں نے رو رو کر بارگاہِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے میرے پیرومرشد

۱؎ امام احمد رضا: اعالی العطایا فی الاضلاع والزوایا، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء ص ۷۔ ۸۲

۲؎ مکتوب مفتی محمد اشفاق احمد رضوی خانیوال، بنام راقم الحروف خلیل احمد محررہ دسمبر

نے آپ کی بارگاہ میں خادم بنا کر بھیجا ہے۔ میرے آقا اگر مجھ سے غلطی ہوئی ہے تو میرے پیر و مرشد کے صدقے میں مجھے معاف فرماویں اور اپنے روضۂ اقدس کی خدمت کا شرف عطا فرمائیں۔ اسی طرح میں نے خواجہ غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں عرض کیا۔ رات کو جب سویا تو خواب میں دیکھا کہ تین بزرگ نورانی چہروں والے تشریف لائے۔ ان میں ایک حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ، دوسرے حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ اور تیسرے اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، ضیاء الدین آج تم نے ایسی درخواست کی ہے کہ غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور دوسرے بزرگ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ حضرت سلطان الہند خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے میرے جسم پر دست مبارک پھیرا اور فرمایا کہ اٹھو، میں خواب میں ہی کھڑا ہوا تو یہ تینوں بزرگ نماز پڑھنے لگے۔ میری آنکھ کھلی تو میں نے اپنے جسم میں کچھ حرکت محسوس کی، میں کوشش کر کے بیٹھ گیا۔ پھر آہستہ آہستہ کھڑا ہو گیا اور ایک لکڑی کا سہارا لے کر کمرے کا آہستہ آہستہ چکر لگایا۔ نیچے بچوں نے محسوس کیا کہ اوپر چلنے کی آواز آرہی ہے۔ تمام فوراً اوپر آئے اور مجھے دیکھ کر انتہائی خوش ہوئے۔ میں نے فوراً کہا کہ پہلے یہاں سامنے کے فرش پر لوہے کی الماری لا کر رکھو، کیونکہ یہاں ابھی حضور غوث پاک، حضور غریب نواز اور اعلیٰحضرت قبلہ نے نماز پڑھی ہے۔ میں بفضل تعالیٰ بالکل ٹھیک ہوں۔[1]

حضرت مدنی علیہ الرحمۃ ایک شریف الفطرت اور کریم النفس بزرگ تھے۔ آپ کی قربت میں انس و محبت کے دریا بہتے تھے اور سلف الصالحین کی تمام خصوصیات آپ میں بدرجۂ اتم موجود تھیں۔ آپ نہایت شفیق و خلیق تھے۔ اور آپ کے اخلاق نہایت پاکیزہ تھے۔

---

[1] شکور بیگ مرزا: ضیائے مدینہ، مطبوعہ حیدرآباد دکن ۱۹۸۲ء ص ۱۸، ۱۹

[2] راز الہ آبادی: کرامات مفتی اعظم ہند، مطبوعہ سکھر (سندھ) ص ۴۴

آپ کے پاس بیٹھنے سے خدا یاد آتا تھا اور ایمانی و روحانی لذت ملتی تھی۔ آپ خود بھی شریعت پر سختی سے پابند تھے اور مریدین کو بھی شریعت مطہرہ پر ہی عمل کرنے کی ہدایت فرماتے۔ آپ کا کہنا تھا کہ طریقت اور حقیقت کی ساری منزلوں کا راز پابندئ شریعت میں پنہاں ہے ــــ استغفار کی بہت تاکید فرماتے بالخصوص (استغفر اللہ العظیم واتوب الیہ) اور فرماتے کہ اس میں دونوں باتیں ہیں یعنی استغفار بھی اور توبہ بھی۔ کثرت سے درود شریف پڑھنے کی تلقین فرماتے اور خصوصًا فرماتے کہ یہ درود شریف پڑھا کریں۔

صَلَّی اللہُ علی النبی الامی و آلہٖ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃً و سلامًا علیک یارسول اللہ

نماز کی پابندی کی بہت تاکید فرماتے۔ اکثر فرماتے کہ نماز کے بغیر کچھ نہیں۔ ایک مرتبہ ایک شخص حضرت سے ملنے کے لیے حاضر ہوا تو حضرت نے دیکھتے ہی فورًا فرمایا کہ اس کے چہرے پر نماز کا نور نہیں۔ پھر اس کو تلقین فرمائی کہ نماز پڑھا کرو۔ حضرت اکثر فرماتے کہ شریعت کے بغیر کوئی طریقت نہیں۔ اگر کوئی نصیحت کے لیے عرض کرتا تو فرماتے بیٹا نماز پڑھا کرو، نماز کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ مریدین، مخلصین کی اصلاح ہر وقت پیش نظر ہوتی، طہارتِ قلب و نظر کی تلقین فرماتے، عقائد و اعمال کی تصحیح پر تاکید فرماتے۔ مخلصین علماء، اہلِ محبت کی قدر کرتے، افتراق و انتشار سے ہمیشہ الگ رہنے کی تاکید فرماتے، ہر شخص کو اس کے فرائض کی انجام دہی کی ہدایت فرماتے، صبر و شکر کے کلمات ہمیشہ آپ کی زبان پر ہوتے۔

آپ کی صحبت میں غرباء اور فقراء کو دیکھ کر سلف الصالحین کی یاد تازہ ہوتی، تواضع و انکسار آپ کا مزاج تھا۔ آپ کی خدمت میں جو بھی آتا حسب مراتب اسکی پذیرائی فرماتے۔ آپ کا دروازہ سب کے لیے کھلا اور دسترخوان عام ہوتا۔ آپ کے پاس جتنے پیسے بھی آتے، سب کے سب خرچ فرما دیتے، کچھ بچا کر نہ رکھتے اور اکثر مہمانوں پر خرچ فرماتے۔ مفتی شام حضرت علامہ شیخ محمد علی مُراد دامت برکاتہم العالیہ جب بھی حاضر ہوتے اور سلام عرض کرتے تو حضرت فورًا فرماتے کہ ان کے لیے ٹھنڈی بوتلیں لاؤ۔ [1]

---

[1] مکتوب محمد حنیف ... لاہور ... ۱۲۰ ... ۱۹۸۲ء

حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کے خادم محمد حنیف قادری ضیائی بیان کرتے ہیں کہ شوال ۱۴۰۱ھ میں امیرِ دعوتِ اسلامی مولانا محمد الیاس قادری ضیائی[1] کراچی سے زیارت کے لیے مدینہ منورہ حاضر ہوئے۔ حضرت نے مجھے فرمایا مہمان کو چائے پلائیے۔ میں نے عرض کی حضرت آپ بھی چائے پیجئے، حضرت نے انکار فرمایا۔ جب اذان ہوئی تو حضرت نے چائے طلب فرمائی، تب معلوم ہوا کہ حضرت روزے سے تھے، اُس وقت حضرت کی عمر سو سال سے زائد تھی۔

---

[1] حضرت مولانا محمد الیاس قادری ضیائی ۱۹۵۰ء میں کراچی کے ایک میمن گھرانے میں پیدا ہوئے، آپ کے والد عبدالرحمٰن باوا باڑی والا بہت ہی نیک و پرہیزگار شخص تھے۔ ان کا انتقال حج کے بعد جدہ میں ہوا اُس وقت مولانا محمد الیاس کی عمر صرف ۲ سال تھی۔ مولانا کو بچپن ہی سے جھوٹ، چغلی، گالی گلوچ وغیرہ رذائل سے نفرت اور نماز و نعت پڑھنے اور مذہبی کام کرنے کا بے حد شوق تھا۔ اسی جذبہ نے آپ کو انجمن خادمان اسلام سے منسلک کر دیا، جہاں سے آپ کی مذہبی سرگرمیوں کا آغاز ہوتا ہے۔ پھر کچھ عرصہ تک انجمن طلبہ اسلام کے اہم رکن کی حیثیت سے نوجوانوں میں مسلک اہل سنت کی اشاعت میں مصروف رہے۔ اس کے بعد آپ نے چند احباب کے ساتھ مل کر حلقہ جماعت اہل سنت اولڈ ٹاؤن کی بنیاد رکھی، اور کچھ عرصہ تک اس کے ناظم رہے۔ کھارادر اور میٹھادر کے علاقے میں بد مذہبوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں کو روکنے اور ان کا مؤثر جواب دینے کے لیے آخر کار چند احباب کے ساتھ مل کر مرکزی انجمن اشاعت اسلام کی بنیاد رکھی، آپ کی مسلسل اور انتھک کوششوں کی بنا پر قلیل عرصہ میں انجمن نے قابلِ قدر کام کیا۔ آپکا دل محبت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چھوٹی چھوٹی سنتوں پر بڑی سختی سے عمل کرتے ہیں اور احباب کو بھی ان پر عمل کرنے کی بار بار تلقین کرتے ہیں۔ ۱۹۸۰ء میں آپ نے پہلا حج کیا۔ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں تقریباً دو ماہ قیام کیا؛ مدینہ سارا عرصہ آپ نے ننگے پاؤں رہ کر گزارا۔ آپ بڑے ہی سادہ منکسر المزاج ہیں، ہر چھوٹے بڑے سے بڑی محبت سے ملتے ہیں۔ فروری تا مئی ۱۹۸۰ء میں آپ نے سری لنکا

بقیہ حاشیہ ص

محمد حنیف قادری مقیم مدینہ منورہ لکھتے ہیں، ۲۵ر صفر ۱۴۰۰ھ کو حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کے مکان پر اعلیحضرت احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ کے عرس مبارک کے موقع پر قرآن کریم کا ختم شروع ہوا تو حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ ایک پارہ مجھے دیں اور دریافت فرمایا کہ کونسا پارہ ہے؛ میں نے عرض کی فلاں پارہ ہے۔ حضرت نے اسے اپنے ہاتھوں میں بند رکھے ہوئے اسے پڑھنا شروع کر دیا، اس دن علم ہوا کہ حضرت حافظ قرآن بھی ہیں۔ اس سے قبل آپ نے کبھی نہ فرمایا کہ میں حافظ ہوں۔ شام کے وقت میں نے عرض کیا کہ حضرت آپ نے قرآن کریم کب حفظ کیا، تو فرمایا کہ بیٹا بڑی عمر میں۔

جب بھی کوئی عالم دین آتے تو حضرت ان کے ہاتھ چومنے میں پہل فرماتے۔ اور بالخصوص سادات کرام علماء کی تو بہت ہی عزت فرماتے۔ اگر کوئی عرض کرتا کہ حضرت ہم فلاں عالم دین سے ملنے جا رہے ہیں تو فوراً فرماتے کہ ان سے میرا سلام عرض کرنا اور دعا کے لیے کہنا۔ محفل میلاد کے آخر میں کسی عالم دین سے دعا کراتے۔

محمد رفیق کشمیری مقیم مدینہ منورہ کے بچے ہر جمعہ کو حضرت مدنی سے ملنے آتے وہ سب قرآن مجید حفظ کر رہے تھے۔ حضرت ان کو بہت دعائیں دیتے اور اپنی جیب سے پیسے نکال کر دیتے کہ جو تمہارا دل چاہتا ہے کھانے کو لے آؤ۔

سادگی آپ کا شعار تھی، آپ کی صورت خدا یاد اور سیرت، سیرت رسول کا

(بقیہ حاشیہ ص) کا تبلیغی دورہ کیا۔ اس تبلیغی دورہ میں آپ کی ملاقات پیر طریقت حضرت حافظ عبدالسلام قادری رضوی فتحپوری سے ہوئی۔ انہوں نے آپکو اپنی خلافت اور خلیفہ اعلیحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ، حضرت علامہ ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وکالت سے مشرف فرمایا۔

نماز کا جائزہ
مطبوعہ انجمن اشاعت اسلام کراچی
۱۴۰۱ھ

منظہر تھی۔ سُنّتِ رسول کی اتباع میں آپ نے بکریاں بھی پالی، ان کے دودھ سے مہمانانِ رسول کی ضیافت فرماتے۔ آپ کا اصل مشغلہ حبِ رسول کی دولتِ جمیل اور نعتِ رسول تھا۔ آپ کی ہر مجلس، مجلسِ نعت ہوتی اور ہر محفل یادِ خدا ہوتی و ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے آباد ہوتی۔ عرب و عجم کے ہر علاقے سے لوگ آتے اور مجلسِ نعت میں شریک ہوتے۔ عربی، ہندی ترکی، شامی، مصری، ایرانی، سوڈانی، کردستانی، سب اپنی اپنی زبان میں نعت رسول پڑھتے۔ حضرت ہمیشہ دوزانو ہو کر نعت سنتے۔ اپنے شیخ کامل امام احمد رضا فاضلِ رحمۃ اللہ علیہ کے مجموعہ نعت "حدائق بخشش" سے خصوصًا بار بار نعت شریف سنتے،

"مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام"

کی گونج سے آپکا قادری دولت کدہ "حدائق بخشش معلوم ہوتا۔ عربی، فارسی، ترکی، اُردو اور پنجابی نعتیہ شاعری کا بیشتر حصّہ آپ کو ازبر تھا اور یہ زبانیں روانی سے بولتے تھے۔ مصر، ترکی، اور شام کے علماء و مشائخ آپ کے پاس حاضر ہوتے تو سلام کے بعد سب کی خیریت دریافت فرماتے پھر اُن کے شہروں کے رہنے والے علماء کرام کا حال پوچھتے۔ کشف کا یہ عالم تھا کہ ہر حاضر ہونے والے کی طبع کے مطابق گفتگو فرماتے تاکہ آنیوالے کی دلجوئی ہو۔ عام و خاص آپ کو سیّدی کہہ کر مخاطب کرتے، علمائے مدینہ آپ کا بڑا احترام کرتے اور آپ کو شیخ العلماء کہہ کر یاد کرتے۔ مولانا علی حسین البکری المدنی علیہ الرحمۃ آپ کے محبِ مخلص اور قدر دان تھے۔ [۱]

شب بیداری، مہمان نوازی، قلتِ کلام آپ کے مخصوص اوصاف تھے۔ بعد نمازِ عشاء روزانہ بلاناغہ سبز گنبد شریف کے قریب اپنے دولت کدہ پر محفل میلاد منعقد فرماتے اور بعدہٗ حاضرین کی طعام سے ضیافت کی جاتی۔ محفلِ پاک کا اختتام اعلیٰ حضرت

---

[۱] مکتوب محمد حنیف قادری (مدینہ منورہ) بنام حکیم محمد موسیٰ امرتسری (لاہور) محررہ ۱۲ر دسمبر ۱۹۸۲ء

[۲] مکتوب مولانا محمد ابراہیم خوشتر صدیقی (انگلینڈ) بنام حکیم محمد موسیٰ امرتسری محررہ مئی ۱۹۸۳ء

قبلہ کے مشہور زمانہ سلام پر ہوتا۔ نبیرہ شاہ جی میاں محترم الحاج شاہ قاری، غلام محی الدین خان خطیب شیری رضوی ہلدوانوی جب اس محفل میں حاضر ہوئے تو برجستہ یہ قطعہ قلم بند فرمایا ؎

ضیائے دین کی محفل سجی سلام کے ساتھ
قریبِ گنبدِ خضراء اس اہتمام کے ساتھ

خطیبؔ منشاءِ سرکارِ دوجہان ہے یہی
مرے رضاؔ کا بھی ہو ذکر میرے نام کے ساتھ [1]

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات والاصفات سے بے پناہ اُلفت وعقیدت تھی۔ ان کی محفل میں ہر وقت ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور نعت خوانی ہوتی تھی۔ پاکستان اور بھارت کے نعت گو نعت خوان حضرات میں شاید ہی کوئی ایسا ہو جس نے مدینہ منورہ میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر نعت نہ پڑھی ہو۔ مدینہ منورہ میں محافل میلاد کھلے طور پر منعقد نہیں ہوتیں، لیکن ان پابندیوں کے باوجود اکثر گھرانوں سے نعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوح پرور آوازیں سُنائی دیتی رہتی ہیں۔ ان تمام نجی محفلوں میں محبت وعقیدت کا جس شوق اور اہتمام سے حضرت ضیاء الدین احمد مدنی علیہ الرحمۃ کے ہاں مظاہرہ ہوتا تھا وہ اپنی مثال آپ تھا۔ اس موقع پر مدینہ طیبہ میں حاضر ہونے والے شمع رسالت کے پروانے گلہائے عقیدت پیش کرتے۔ اگر کوئی خطیب صاحب محفل میں موجود ہوتے تو وہ بھی اپنے فرمودات سے اہل محفل کو نوازتے۔ نعت کے دوران فرطِ عقیدت سے حضرت کے چہرہ پر محبت کے آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی۔ [2]

نعت خوانی سے لگن کا یہ عالم تھا کہ مغرب کی نماز کے بعد عربی وقت کے مطابق رات تین بجے کا انتظار فرماتے رہتے اور بار بار وقت پوچھتے اکثر تین بجنے سے دو چار

---

[1] ماہنامہ اعلیٰ حضرت، بریلی (بھارت)، ش جنوری ۱۹۸۲ء

[2] ماہنامہ ضیائے حرم لاہور، ش اکتوبر ۱۹۸۲ء ص ۸۲



حضرتِ قطبِ مدینہ (قُدِّسَ سِرُّہٗ) کے مکان کا وہ کمرہ جس میں ہر شب محفلِ میلاد شریف منعقد ہوتی تھی۔

منٹ قبل ہی بلند آواز سے درود شریف پڑھنا شروع فرما دیتے۔ ادب کا یہ عالم تھا کہ محفل شروع ہونے کے بعد کسی کا آکر ہاتھوں کو بوسہ دینے کو اچھا محسوس نہیں فرماتے تھے۔ محفل کے علاوہ ہر آنے والے کے سلام کا جواب مرحمت فرماتے اور بہت دعائیں دیتے اور اس محبت و شفقت سے پیش آتے کہ آنے والا یہی محسوس کرتا کہ حضرت کا سب سے زیادہ پیار مجھ پر ہی ہے۔ محفل کے اختتام پر تازہ وضو فرماتے اور اپنے بستر پہ بیٹھ کر ذکر و اذکار میں مشغول رہتے۔ کھانا بہت کم تناول فرماتے۔ اگر کوئی کھانے کی چیز لے آتا تو محفل کے بعد سب حاضرین کے ساتھ کھاتے۔[1]

مدینہ طیبہ میں جہاں بھی محفل میلاد شریف کی محفل منعقد ہوتی آپ کو ضرور مدعو کیا جاتا، آپ ہمیشہ عقیدت و محبت سے اپنے مریدین اور معتقدین کے ہمراہ تشریف لے جاتے۔

مرزا شکور بیگ لکھتے ہیں کہ میں نے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو پہلی مرتبہ باغ شمسیہ (مدینہ منورہ) کی ایک محفل میں دیکھا جو اس عمارت کے وسیع صحن میں ہوئی تھی۔ پرانے لوگ اس عمارت کو تواتیہ کہتے ہیں۔ کیونکہ اس کے قدیم مالک کا نام تواتی تھا۔ حیدر آباد دکن کے ایک امیر کبیر نے اس عمارت کو خرید لیا، ان کا خطاب شمس الامرا تھا، اسی مناسبت سے اس عمارت کو باغ شمسیہ کہنے لگے تھے۔ حضرت مدنی علیہ الرحمہ کے دولت کدہ کی گلی میں مشرقی جانب وہ عمارت واقع تھی۔ اس محفل میں مدینہ منورہ کے بہت سے صاحبان دل شریک تھے۔ جن کے چہرے عجیب بہار دے رہے تھے۔ سوچتا ہوں تو کل کی بات معلوم ہوتی ہے، مگر اس واقعہ کو بیس ۲۰ سال بیت گئے۔ تھوڑی ہی دیر میں محفل میں ہلچل محسوس ہوئی اور سب کی نظریں مغرب کی جانب اٹھ گئیں، دیکھا کہ ایک بزرگ تشریف لا رہے ہیں، سر پر پنجابی وضع کا سفید عمامہ، بند گلے کا کوٹ، کندھے پر شال، درمیانہ قد، رنگ سانولا، سفید داڑھی اور چھوٹی تیز خوبصورت آنکھیں، اہل محفل تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے، حضرت کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور درمیان میں بٹھا دیا۔ محفل میں نورانی چہرے جو پہلے تھے وہی اب بھی موجود تھے

---

[1] مکتوب محمد حنیف قادری بنام حکیم محمد موسیٰ امرتسری محررہ ۱۲ دسمبر ۱۹۸۲ء

مگر نظر حضرت کے سوا کسی چہرے پر نہیں ٹک رہی تھی۔ میں نے قریب بیٹھے ایک صاحب سے پوچھا کہ یہ بزرگ کون ہیں؟ معلوم ہوا کہ یہ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد ہیں، ساٹھ سال سے مدینہ منورہ میں مقیم ہیں۔ اسی عمارت کے باہر گلی میں بائیں ہاتھ کی طرف آخری مکان میں رہتے ہیں۔ اور کہا دیکھئے وہ صاحب جو انتظامات میں مشغول ہیں وہ حضرت کے اکلوتے صاحبزادے ہیں جن کا نام فضل الرحمٰن ہے۔ اس محفل میں میں نے بھی ایک نعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سنائی۔

دوسرے دن عصر کے بعد حضرت صاحب کی خدمت میں اکیلا حاضر ہوا، باہر کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ میں نے اندر داخل ہو کر دائیں جانب کی سیڑھیوں کے دروازے کے پاس سے آواز دی کیا میں اندر حاضر ہو سکتا ہوں؟ جواب ملا چلے آئیے، میرے دل کی حرکت تیز ہو گئی تھی اور میں کچھ پریشان سا نظر آ رہا تھا۔ مصافحہ کے بعد حضرت نے میری اس کیفیت کو محسوس فرما لیا اور مجھے اصلی حالت میں لے آئے، حضرت نے فرمایا آپ کا نام کیا ہے؟ میں نے نام بتایا۔ فرمایا کہاں سے آنا ہوا؟ میں نے کہا حیدرآباد دکن سے۔ فرمایا خوب، خوب، مبارک مبارک اور فرمایا میں بھی حیدرآباد ایک مرتبہ جا چکا ہوں، پھر بڑی شفقت سے فرمایا کہ یہاں رات کو نماز عشاء کے بعد محفل نعت شریف ہوتی ہے آیا کیجئے۔ میں اس اجازت پر بہت خوش ہوا اور جب تک مدینہ منورہ میں حاضر رہا برابر اس نورانی محفل میں حاضر ہوتا رہا۔ وہاں کے دیگر شرکاء محفل سے بھی تعارف ہو گیا اور سب اہل محفل بشمول حضرت مدنی علیہ الرحمۃ مجھے مرزا صاحب کہنے لگے۔

تین چار سال بعد پھر مدینہ منورہ میں حاضری کی عزت نصیب ہوئی، وہی حاضرین مجلس اور حضرت قبلہ کی شفقت شامل رہی بلکہ اسمیں بھی بہت اضافہ ہو گیا۔ اس کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایسا کرم ہوا کہ سولہ سترہ سال سے مسلسل حاضری کی عزت نصیب ہو رہی ہے۔ اور ہر سال تقریباً تین ماہ تو ضرور ہی مدینہ منورہ میں گزارنے کی عزت نصیب ہوتی ہے۔ شروع میں پانی کے جہاز میں جایا کرتا تھا، پہلے جہاز سے جاتا اور آخری جہاز سے واپس ہوتا۔ مدینہ منورہ میں قیام کے دنوں کی ہر رات حضرت علیہ الرحمۃ کی مجلس میں شریک

ہوتا تھا۔ کبھی سُنا تھا کہ اگر تو فقیر نہیں بن سکتا تو کسی فقیر کے دِل میں جگہ ہی پیدا کرلے، اللہ تعالیٰ کے انوار کی جو بارش اس فقیر کے قلب پر ہوگی اس کا تو بھی حصّہ دار بن جائے گا۔ میں نے بھی یہی کیا بلکہ منجانب اللہ اس کی توفیق مجھے نصیب ہوئی۔

اللہ تعالیٰ نے اہلِ مدینہ کے دِل میں میری محبت ڈال دی، وہ بھی میرے لیے بہت دعائیں کرتے اور باوجود ملکی قانون کے کہ ایک مرتبہ حج کرنے والا پھر پانچ سال تک نہیں جاسکتا، مجھے ہر سال حاضری نصیب ہوتی رہی۔ قانون اپنی جگہ رہا، کرم اپنی جگہ، نہ میں نے قانون کی خلاف ورزی کی، نہ قانون نے مجھے روکا۔ کوئی نہ کوئی ایسی صورت نکلتی رہی کہ حاضری ہوتی رہی، اور حضرت مدنی کی شفقت بڑھتی رہی۔

حضرت کو یہ معلوم تھا کہ میں رات کو اپنے ٹھکانہ پر نہیں ہوتا بلکہ مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کسی دروازے یا دیوار کے پاس رات گزار دیتا ہوں۔ حضرت علیہ الرحمۃ کی مجلس میں ایک ہلکا سا کمبل لئے حاضر ہوتا تھا۔ محفل برخاست ہوجانے کے بعد اجازت چاہتا تو ارشاد فرماتے مرزا صاحب آپ جاکر کیا کریں گے بیٹھئے، میں عرض کرتا حضرت آپ کے آرام کا وقت ہے تو فرماتے آرام ہی آرام ہے بیٹھئے، میں نے بہت سی راتیں حضرت کے ساتھ ایسی گزاری ہیں کہ میں بہت سی باتیں حضرت سے پوچھتا اور حضرت خود بھی ارشاد فرماتے رہتے، تہجد کی اذان ہوجایا کرتی تھی۔ ان مبارک راتوں کو میں کبھی فراموش نہیں کرسکتا۔ ان ہی دنوں میں نے جو نعت لکھی اس کا مطلع یہ تھا:

راتیں بھی مدینے کی باتیں بھی مدینے کی
جینے میں یہ جینا کیا بات ہے جینے کی [1]

علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اپنے سفرنامہ حج میں لکھتے ہیں کہ یکم محرم ۱۳۷۴ھ / ۳۱ اگست ۱۹۵۴ء کو بعد نماز فجر حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی قبلہ کے دولت کدہ پر

---

[1] شکور بیگ مرزا، ضیائے مدینہ، مطبوعہ حیدر آباد دکن ۱۹۸۲ء (بقیہ حاشیہ)
[illegible]

حاضری دی، حضرت نے بہت پُر تکلف ناشتہ کرایا، ناشتہ کے بعد محفلِ نعت خوانی گرم ہوئی۔ ایک شامی نعت خوان نے جو تُرک قوم سے تھے عربی اشعار پڑھے۔ میں نے ترجمہ سنایا، مجمع تڑپ گیا، نعت کا مضمون یہ تھا۔

"میں آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مہمان زمین مدینہ میں ہوں اور کریم اپنے مہمانوں کو نوازتے ہیں، شاہوں کا طریقہ یہ ہے کہ اگر مجرم اُن کی پناہ میں آجائے تو معافی دے دیتے ہیں۔ آپ تو رسولوں کے شاہ ہیں، میرا تجربہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے مجرموں سے درگزر فرماتے ہیں، خطار پر عطا فرماتے ہیں۔"

۳ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ/۲ ستمبر ۱۹۵۴ء کی شب ہم بعض حجاج نے حضرت علامہ ضیاء الدین احمد مدنی کے دولت خانہ پر محفل میلاد منعقد کی، جس میں پاکستانی، ہندی، مصری، شامی، مدنی حجاج نے شرکت کی۔ حضرت سید عبدالسلام حسینی مصری نے تلاوتِ قرآن پاک اس طرح سے کی کہ ایمان تازہ ہو گئے۔ پھر اہل مدینہ نعت خوانوں نے برزنجی میلاد شریف عربی میں پڑھا۔ سلام و قیام کیا، بہت ہی لطف آیا۔ پھر ہم لوگوں کی طرف سے طعام پیش کیا گیا۔ بعد طعام پھر مجلس ہوئی، پہلے حافظ ولی محمد صاحب نے اردو میں نعت پڑھی، پھر سید عبدالسلام حسینی مصری نے عربی میں نعت پڑھی، حاضرین ماہی بے آب کی طرح لوٹنے لگے، یہ مبارک محفل قریباً ۲ بجے رات ختم ہوئی۔ [1]

(بقیہ صد) ۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء میں محلہ کھیڑہ اوجھیانی (ضلع بدایوں۔ یو۔پی) کے دیندار گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی۔ پھر مدرسہ شمس العلوم بدایوں میں داخل ہو کر تین سال تک (۱۹۱۶ء تا ۱۹۲۱ء) مولانا قدیر بخش بدایونی اور دیگر اساتذہ سے اکتساب فیض کیا۔ اسی زمانے میں بریلی شریف جا کر حضرت مولانا امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ مدرسہ شمس العلوم بدایوں کے بعد مدرسہ اسلامیہ، مینڈھو (ضلع علی گڑھ) میں داخل ہو کر کچھ عرصہ پڑھا وہاں سے تعلیم ترک بقیہ

[1] احمد یار خاں نعیمی، مفتی: سفر نامہ حجاز، مطبوعہ نوری بک ڈپو لاہور سنہ ۱۹۶۱ء ص ۱۴۳ تا ۱۴۷

حضرت مدنی علیہ الرحمۃ جو محافل خصوصی طور پر منعقد فرماتے ان میں ۲۵ صفر المظفر کو اعلیٰحضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ کا عُرس مُبارک، ۱۲ ربیع الاوّل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم، ۱۱ ربیع الثانی عُرس پاک سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ، ۶ رجب عرس حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ، ۲۷ رجب شب معراج، ۱۵ شعبان شب برأت، ان کے علاوہ خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ایام اور رمضان المبارک میں خصوصاً سید الشہداء حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا عرس منعقد فرماتے اور شہداء بدر کے دن کے قریب قریب کوئی دن مقرر فرماتے۔ سن وصال تک آپکا یہی معمول رہا۔ ؎

حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کی محفلوں میں عرب وعجم کے بڑے بڑے علماء شریک ہوتے اور سب حضرت مدنی کے سامنے ایسے باادب بیٹھتے تھے جیسے استاد کے سامنے شاگرد، ایک مرتبہ ترکی کے ایک ایسے عالم بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ آئے جنہوں نے وہاں کی سیکولر حکومت

(بقیہ ص) کر کے جامعہ نعیمیہ مراد آباد چلے گئے۔ یہاں صدر الافاضل مفتی محمد نعیم الدین مراد آبادی اور مولانا مشتاق احمد کانپوری ابن مولانا احمد حسن کانپوری سے کتابیں پڑھیں، ایک سال بعد مولانا مشتاق احمد کانپوری میرٹھ تشریف لے گئے، ساتھ مفتی صاحب بھی چلے گئے اور ۱۳۴۴ھ/ ۱۹۲۵ء میں درس نظامی سے فراغت حاصل کی۔ اس وقت آپکی عمر بیس سال تھی۔ تدریس کا آغاز جامعہ نعیمیہ مراد آباد سے کیا ازاں مدرسہ مسکینیہ دھوراجی کاٹھیاواڑ میں نو سال تک تدریس اور خطابت کے فرائض سر انجام دیئے۔ پھر ایک سال جامعہ نعیمیہ مراد آباد اور تقریباً تین سال کچھوچھہ شریف رہے۔ پھر مفتی اعظم پاکستان علامہ سید ابو البرکات علیہ الرحمۃ کے بُلانے پر بارہ تیرہ سال دار العلوم خدام الصوفیہ گجرات اور دس برس انجمن خُدّام الرسول میں فرائض تدریس انجام دیتے رہے۔ وصال سے ۶ برس قبل جامعہ غوثیہ نعیمیہ میں تدریس کا کام جاری کیا۔ ۳ رمضان المبارک ۲۴ اکتوبر ۱۳۹۱ھ/ ۱۹۷۱ء) کو وصال ہوا۔ نماز جنازہ مولانا ابو البرکات سید احمد لاہوری علیہ الرحمۃ نے پڑھائی۔ آخری آرام گاہ گجرات میں ہے۔

؎ تفصیل کے لیے دیکھئے تذکرہ اکابر اہل سنت از مولانا عبدالحکیم شرف قادری مطبوعہ ۱۹۷۶ء

کی وجہ سے سکونت ترک کرنا چاہی تو وہاں کی حکومت اور عوام نے ان سے معروضہ کیا کہ آپ یہاں سے جاکر ہمیں یتیم نہ بنائیے، وہ بزرگ جب بھی حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کے پاس آتے تو با ادب بیٹھے رہتے اور بالکل خاموش بیٹھے رہتے، کوئی بات یا استفسار کا جواب دیتے تو نہایت ادب سے اور آہستہ آواز میں جواب دیتے کہ اہل محفل بھی نہ سن پاتے۔

مولانا جمال خاں رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ میں جونپور کے نواب کی رباطوں کے نگران تھے، بڑے صاحب کشف بزرگ تھے اور عبدالغنی خاں لودھی تھے، حکیم سلطان بخش رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ یہ سب بزرگ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کی محفل میں بیٹھنے والے تھے۔ حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری قدس سرہٗ کا قیام مدینہ منورہ میں آپ ہی کے پاس ہوتا، حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ میرے مدینہ منورہ میں آنے کے بعد حضرت امیر ملت نے تقریباً بائیس حج کئے ہیں۔ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے حضرت امیر ملت کا بستر اور چارپائی تبرکاً رکھا ہوا تھا۔ لے

حضرت مولانا حبیب الرحمٰن علیہ الرحمۃ رئیس اعظم اڑلیسہ (بھارت) حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں آتے تو حضرت کے روکنے کے باوجود کوشش فرماکر حضرت کے تلوے کا بوسہ لے لیتے، حضرت اگر کھانے میں شریک ہونے کے لیے فرماتے تو عرض کرتے کہ اپنا لب لگا ایک نوالہ مجھے عطا فرمائیے اور اس طرح معروضہ کرتے کہ حضرت قبلہ کو ان کی بات ماننی پڑتی۔

پاکستان سے حضرت علامہ کاظمی امروہوی دامت برکاتہم العالیہ جب حضرت مدنی علیہ الرحمۃ سے ملنے آتے تو ایسے ادب سے ملتے کہ بیان نہیں کیا جاسکتا، حضرت مدنی ان سے کچھ بیان کرنے کے لئے فرماتے، تو قبلہ کاظمی صاحب کچھ تأمل کے بعد یوں بیان شروع فرماتے کہ حضرت مدنی قبلہ کے سامنے زبان کھولنا بے ادبی سے کم نہیں، تعمیل حکم بھی ضروری ہے اس لئے کچھ عرض کرتا ہوں۔ حضرت مدنی اکثر فرماتے کہ پاکستان کے دو عالم بہت بڑے ہیں اور انہوں نے دین کی بڑی خدمت کی ہے۔ ایک علامہ سید ابوالبرکات لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے علامہ کاظمی صاحب قبلہ۔

لے سیرت امیر ملت از پروفیسر طاہر فاروقی ۱۲

پاک و ہند کے علاوہ شام، ترکی، اور مصر کے اکثر علماء کرام آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے تھے۔ فن خطابت میں مولانا حافظ محمد شفیع اکاڑوی علیہ الرحمۃ اور مولانا عبدالغفور ہزاروی علیہ الرحمۃ کی مدح فرماتے اور ان کو بہت دعائیں دیتے۔ قاری مصلح الدین صدیقی علیہ الرحمۃ کا جب بھی تذکرہ ہوتا تو حضرت فرماتے وہ نیک آدمی ہیں، بہت بزرگ ہیں۔ اور فرماتے کہ کراچی میں سب کچھ انہی کے قدموں کی برکت ہے۔ تمام اہل سنت علماء و مشائخ بالخصوص سادات کا بہت احترام فرماتے، حضرت سید مسکین شاہ صاحب مدنی ملاقات کے لیے آتے تو حضرت ان کے پاؤں چومتے۔

حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کے تحمل و بردباری، تواضع و انکسار، ایثار و اخلاص، اعتدال و وسعتِ نظری، جذب و کیف، ضبط و وارفتگی اور علمی تبحّر کا ہر سمت چرچا تھا، دوست و دشمن سب آپ کی ان صفات عالیہ کے معترف رہتے تھے، جو شخص بھی آپ کے قریب آتا، آشنائے ورد و محبت ہو جاتا اور آپ کی محبت کیمیا اثر سے اس کی دنیا بدل جاتی۔ آپ کے مریدین حجازِ مقدس کے علاوہ ترکی، شام، مصر، عراق، یمن، لیبیا، الجزائر، سوڈان، جنوبی افریقہ، بنگلہ دیش، پاکستان، بھارت، افغانستان، اور انگلینڈ وغیرہ میں لاکھوں کی تعداد میں موجود ہیں۔[1]

اُردو کے معروف صوفی شاعر امجد حیدر آبادی[2] کو بھی آپ سے شرف بیعت

---

[1] شکور بیگ مرزا، ضیائے مدینہ، مطبوعہ حیدر آباد دکن ۱۹۸۲ء

" مکتوب مولانا محمد ابراہیم خوشتر صدیقی (انگلینڈ) بنام حکیم محمد موسیٰ امرتسری، (لاہور) محررہ مئی ۱۹۸۳ء

" روزنامہ جنگ کراچی، مجریہ ۵ / اکتوبر ۱۹۸۱ء

[2] سید احمد حسین امجد حیدر آبادی، نواب سالار جنگ کی وفات ۱۳۰۰ھ کے پانچ چھ سال بعد حیدر آباد دکن میں پیدا ہوئے۔ امجد صاحب کی زندگی شروع ہی سے آزمائش در آزمائش رہی، ابھی سوا ماہ کے بھی نہ تھے کہ والد نے داغِ (بقیہ صہ)

حاصل تھا۔ وہ ہر سال حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں مدینہ منورہ میں حاضری دیتے اور تزکیہ نفس فرماتے۔[1]

(بقیہ حاشیہ صد) یتیمی دیا اور پالنے پوسنے کی ساری ذمہ داری والدہ پر پڑگئی۔ سن شعور آیا تو روزگار کی تلاش میں مارے مارے پھرتے رہے، یہ آزمائش کچھ کم نہ تھی کہ ان کی زندگی میں ایک ایسا المیہ پیش آیا جس نے انہیں بدل کر رکھ دیا۔ حیدرآباد شہر کے عین کے وسط میں ایک چھوٹی سی ندی بہتی ہے۔ اسے رود موسیٰ یا موسیٰ ندی بھی کہتے ہیں، شعبان ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء میں اس ندی نے عذاب الٰہی بن کر قیامت کا سماں پیدا کر دیا، ہزاروں جانیں ضائع ہو گئیں اور قریب کے سارے محلے چشم زدن میں ملیامیٹ ہو گئے، امجد صاحب بھی اپنے خاندان کے ساتھ پانی کے زبردست ریلے میں بہہ گئے، ان کی والدہ، بیوی، اور چار سالہ بچی سبھی طغیانی کی نذر ہو گئے صرف امجد صاحب کسی طرح بچ گئے، وہ اپنی خود نوشت داستان میں فرماتے ہیں:

"........ ماں نے بیٹے کی آواز سن لی، اس بدحواسی میں ہاتھ بڑھا کر ایک پتلی سی ڈالی پکڑ لی اور ہماری طرف دیکھ کر کہا ہائے بیٹا میرے دونوں چاند (یعنی بہو اور پوتی) ڈوب گئے۔ ہم نے کہا خیر جو ہوا سو ہوا تم کسی طرح بچ جاؤ........ اور وہ پتلی سی ڈالی بھی چھوٹ گئی۔ اماں کے دو چاند کے ساتھ ہمارا ایک چاند (یعنی ماں) بھی ہمیشہ کے لیے پانی میں ڈوب گیا۔ ہم تنگ خاندان، خاندان کو ڈبو کر ڈوبتے ڈوبتے ندی کے زبردست دھارے میں بہتے چلے گئے، اس دھارے میں کچھ دور بہے اور زنانہ ہسپتال کے محاذی میں آنے کے بعد ہسپتال کی بیمار عورتوں نے ہمت کر کے ڈوبنے سے بچا لیا۔"

پھر کئی برس بعد امجد صاحب کا نکاح مولانا نادر الدین کی صاحبزادی جمال النساء بیگم سے ہوا، یہ بڑی صاحب دل خاتون تھیں جنہوں نے امجد صاحب کے روحانی ارتقاء میں اہم کردار ادا کیا، بیوی کے ساتھ حج پر گئے واپسی پر ان کا انتقال ہو گیا، یہ صدمہ امجد صاحب کے لئے سیلاب کے حادثہ سے کم نہ تھا۔ اس کے بعد دو عقد اور کئے مگر زندگی کی مسرتیں نہ لوٹیں۔ ان پے درپے صدمات نے امجد صاحب کی زندگی کا رخ بدل دیا اور

حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ امجد حیدر آبادی نے اپنی ایک مشہور نعت مدینہ منورہ میں میرے گھر میں لکھی۔ جس کے چند اشعار یہ ہیں :۔

کس چیز کی کمی ہے مولا تیری گلی میں
دنیا تیری گلی میں عقبیٰ تیری گلی میں

جامِ سفال اُن کا تاجِ شہنشاہی ہو
آجائے جو بھکاری داتا تیری گلی میں

سورج تجلیوں کا ہر دم چمک رہا ہے
دیکھا نہیں کسی دن سایہ تیری گلی میں

کس طرح پاؤں رکھے یاں صاحبِ بصیرت
آنکھیں بچھی ہوئی ہیں ہر جا تیری گلی میں

دیوانہ کر دیا ہے دیوانہ ہو گیا ہوں
دیکھا ہے میں نے ایسا جلوہ تیری گلی میں

ہے فیض کی تجلی گہری اندھیریوں میں!
بکتا ہے رات ہی کو سودا تیری گلی میں

دیوانگی پہ میری ہنستے ہیں عقل والے
رستہ تری گلی کا پوچھا تیری گلی میں

(بقیہ حاشیہ صد) دنیا کی بے ثباتی کے احساس اور حزن و ملال کی کیفیت نے ان کی طبیعت میں ایک جذب و وارفتگی کی صورت پیدا کر دی اور یہی سوز و گداز مختلف مراحل سے گزر کر ان کی شاعری کا طرۂ امتیاز بن گیا۔

ماہنامہ ضیائے حرم، لاہور، ش اپریل ۱۹۷۷ء
نقوش، لاہور، شخصیات نمبر ص ۳۲۹

موت وحیات میری دونوں تیرے لیے ہیں
مرنا تری گلی میں جینا تری گلی میں
امجد کو آج تک ادنیٰ سمجھ رہے تھے
لیکن مقام اُس کا دیکھا تری گلی میں ۱؎

عالمِ اسلام کے عظیم مورخ ومفکر ڈاکٹر حمید اللہ مقیم پیرس (فرانس) بھی ہر لمحہ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کے روحانی فیوض وبرکات کے معترف رہتے ہیں۲؎۔ حضرت نے ایک مرتبہ ڈاکٹر صاحب کے بارے میں فرمایا کہ حمید اللہ میسور (بھارت) کا رہنے والا ہے، قابل آدمی ہے حنبلی مسلک رکھتا ہے ڈاکٹر حمید اللہ نے ترکی ہسپانوی، انگریزی، جرمن اور دُنیا کی دوسری زبانوں میں اسلام کی نصرت کے لیے کتابیں لکھیں ہیں اور اس کی کتابوں سے سینکڑوں آدمی مسلمان ہوئے۔ مدینہ منورہ میں جب بھی حاضر ہوتا ہے، روزہ سے داخل ہوتا ہے اگرچہ قیام دو ماہ بھی ہو پھر بھی روزہ سے رہے گا۔ ۳؎

حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے مدینہ منورہ میں ہی دو مرتبہ نکاح کیا، پہلی اہلیہ محترمہ تیرہ برس کی رفاقت کے بعد انتقال کر گئیں، ان کے انتقال کے بعد آپ نے دوسرا نکاح کیا۔ پہلی بیوی سے ہی آپ کے ہاں اولاد ہوئی، دو بیٹیاں اور چار فرزند چھوٹی عمر میں ہی انتقال کر گئے، ایک صاحبزادے مولانا فضل الرحمٰن اور ایک صاحبزادی ہے۴؎ ——— آپ کی صاحبزادی ——— ایک ٹانگ سے معذور ہیں۔ انہیں ٹانگ میں ناسور ہو گیا تھا، آٹھ نو برس بیمار رہیں۔ ایک لبنانی ڈاکٹر نے آپریشن کیا ——— کیونکہ ہڈی خراب ہو گئی تھی، الحمد للہ! حرم تک چلی جاتی ہیں۔ ایک بدوی لڑکی کو اپنی بیٹی بنایا اس کا نام حمدہ ہے، یہ حضرت علیہ الرحمہ کی بیٹی سے بھی زیادہ معذور ہے۔ ۵؎

۱؎ انٹرویو حضرت مدنی علیہ الرحمۃ (ٹیپ کیسٹ)، مملوکہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہٗ لاہور
۲؎ روزنامہ حریت، کراچی مجریہ ۵ راکتوبر ۱۹۸۱ء
۳؎ انٹرویو حضرت مدنی علیہ الرحمۃ (ٹیپ کیسٹ) مملوکہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہٗ، لاہور
۴؎ روزنامہ جنگ، کراچی مجریہ [illegible] اکتوبر ۱۹۸۱ء ص ۳

مولانا فضل الرحمٰن ۱۳۴۴ھ / ۱۹۲۵ء میں پیدا ہوئے، فضل الرحمان مدنی سے مادہ تاریخ نکلتا ہے۔ آپ ماشاءاللہ، حافظ، عالم، نہایت بااخلاص بامروّت، خوش خلق اور نہایت سخی انسان ہیں، مدینہ منورہ میں احناف اہل سنّت کے مفتی ہیں، اپنے والد ماجد حضرت مدنی قبلہ علیہ الرحمۃ کے خلیفہ مجاز ہیں، اور حضرت شاہ علی حسین اشرفی میاں قدس سرہٗ سے بھی اجازت وخلافت یافتہ ہیں۔ ۱۳۷۱ھ / ۱۹۵۱ء میں حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا خاں قدس سرہٗ حج کے لیے تشریف لے گئے تو انہوں نے بھی قبلہ مولانا فضل الرحمٰن مدنی مدظلہٗ کو تحریری خلافت عطا فرمائی اور بیت اللہ شریف میں میزاب رحمت کے نیچے اپنے ساتھ کھڑا کر کے اجازت وخلافت کے الفاظ کا اعادہ فرمایا۔[1] مولانا فضل الرحمٰن مدنی کی اولاد میں تین بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔[2] بڑے بیٹے کا نام حبیب الرحمٰن ہے۔[3] دوسرے کا رضوان اور تیسرے کا خلیل ہے۔

---

[1] ماہنامہ عرفات، لاہور، شمارہ ستمبر، اکتوبر ۱۹۷۵ء ص ۲۳

[2] انٹرویو ٹیپ کیسٹ از محمد شفیع اوکاڑوی، مولانا، راہ عقیدت (سفرنامہ حج، مطبوعہ کراچی)

[3] بروایت حکیم محمد موسیٰ امرتسری ...

سفرِ آخرت

خلیل احمد رانا

حضرت سیدی مدنی رحمۃ اللہ علیہ پر وصال سے دو ماہ قبل کچھ عجیب کیفیت طاری تھی، کچھ ارشاد فرماتے تو کسی کی سمجھ میں نہ آتا۔ بعض اوقات آپ بار بار اٹھ رہ فرماتے کہ آپ قبلہ من تشریف لائیے اور کبھی فرماتے میرے پاس مشائخ تشریف لائے ہوئے ہیں، ان کے لئے جگہ چھوڑ دو، ان کے لئے جگہ خالی کرو، ان کو بٹھاؤ مجھ سے بے ادبی ہو رہی ہے۔ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ ہیں اور جملہ مشائخ ہیں، حضرت خضر علیہ السلام ہیں ان کے لیے جگہ خالی کر دو، پھر فرماتے حضرت مجھے معذور سمجھیں میں آپ حضرات کے لئے نقاہت کے باعث کھڑا نہیں ہو سکتا۔ آخری ایام میں آپ کو مدینہ منورہ کے ہسپتال میں لے جایا گیا۔ یہاں بھی آپ اپنے معمول کے مطابق میلاد شریف کا اہتمام کرتے رہے۔ ہسپتال کا عملہ اس بات کا گواہ ہے کہ آپ جتنے دن ہسپتال میں رہے، الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کی صدائیں بلند ہوتی رہیں۔

وصال سے دو دن پہلے سخت علیل ہوئے، کھانا اور باتیں کرنا چھوڑ دیں تھیں، ۳ ذوالحجہ رات کو طبیعت کچھ بحال ہوئی اور کچھ گفتگو فرمائی۔ رات آرام سے گزری ۴ ذوالحجہ ۱۴۰۱ھ بمطابق ۲ اکتوبر ۱۹۸۱ء صبح کو طبیعت کچھ بحال ہوئی تو دودھ پینے کے لیے کہا گیا، حضرت نے پہلے انکار فرمایا لیکن جب احباب نے اس میں شہد ملایا اور کہا "صلوا علی الحبیب واشربوا الحبیب" یہ سن کر حضرت کچھ دیر ہونٹ ہلاتے رہے پھر ایک گلاس دودھ نوش فرمایا۔ تقریباً بارہ بجے دن حضرت غوث الثقلین میراں محی الدین سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے حلقۂ جیلانیہ کے خطیب شیخ صبیح دامت برکاتہم العالیہ تشریف لائے، حضرت سے

ملاقات کرنے والے یہ آخری شخص ہیں، چند لمحے بعد جمعہ کی اذان کے لیے مؤذن نے اللہ اکبر کہا اور حضرت مدنی قدس سرہٗ نے کلمہ شریف پڑھ کر جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

آپ کے وصال کی خبر مدینہ منورہ، پاک و ہند اور دوسرے ممالک کے مسلمانوں میں تیزی سے پھیل گئی، جو کہ حج کے بعد مدینہ منورہ آئے ہوئے تھے۔ بعد نماز جمعہ بوقت اذان عصر آپ کو غسل دیا گیا۔ غسل میں حضرت مدنی کے صاحبزادے مولانا فضل الرحمٰن مدنی مدظلہ، حضرت کے خادم ابوالقاسم میمن مہاجر مدنی رح، قاری مصلح الدین صدیقی علیہ الرحمۃ (کراچی) مولانا ریحان رضا بریلوی، مفتی محمد نور اللہ بصیر پوری علیہ الرحمۃ، علامہ اشرف القادری (یونان)، جناب حنیف بھائی، عبدالعلیم، اقبال سلیمان، اقبال صوفی، ڈاکٹر محمد عاشق فیضوی، سید کاظم اور دیگر حضرات نے شرکت کی۔

بعد ازاں حلقہ قادریہ مدینہ منورہ کے احباب وغیرہم نے کفن پہنایا، سر کے نیچے خاکِ حجرہ شریف، غلافِ روضہ مطہرہ، غسالہ قبر اطہر، حضرت غوث الاعظم قدس سرہٗ کی تربت مبارک کے غلاف کا ٹکڑا، اور مختلف عطر اور پھول ڈالے گئے۔ پھر کفن شریف باندھا گیا، بعد نماز عصر درود و سلام اور قصیدہ بردہ شریف کی گونج میں جنازہ اٹھایا گیا، مسجد نبوی شریف میں باب رحمت سے داخلہ ہوا، محراب نبوی میں منبر شریف کے قریب جنازہ رکھا گیا، فضیلۃ الشیخ علامہ مفتی محمد علی مراد شامی دامت برکاتہم العالیہ خلیفہ مجاز حضرت مدنی قدس سرہٗ نے نماز جنازہ پڑھائی پھر دعا ہوئی، اس کے بعد تین منٹ تک آپ کا جنازہ مواجہہ شریف میں رکھا گیا۔ آپ کی میت و چارپائی پر اس وقت وجدانی حرکت و کیفیت کا مشاہدہ کیا گیا، اتنی ہی دیر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک میں جنازہ رکھا گیا۔ سوگواروں کے عظیم ہجوم کے ساتھ جنازہ باب جبریل سے باہر لایا گیا، ازدہام کی یہ کیفیت تھی کہ باب عمر سے گزرتے ہوئے بیسیوں آدمی زخمی ہو کر گر پڑے ؎

عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

بلند آواز سے کہ طیبہ کا ذکر ہو رہا تھا، کچھ لوگ امام بوصیری رح کا قصیدہ بُردہ شریف پڑھ رہے تھے، کچھ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی کا مشہور نذرانہ عقیدت مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام پڑھ رہے تھے اور کچھ لوگوں کی زبان پر اعلیٰ حضرت کی مشہور نعت تھی۔ " کعبہ کے بدرالدجیٰ تم پہ کروڑوں دُرود "

جنت البقیع میں اندر جانے کی اجازت نہیں، حکومت کے مقرر کردہ آدمی ہی دفن کرتے ہیں لیکن مولانا فضل الرحمٰن مدنی مدظلہ کے کہنے پر وہاں کی انتظامیہ نے دروازہ کھول دیا اور کسی کو نہ روکا، اس طرح تمام احباب جنازہ کے ساتھ جنت البقیع میں داخل ہو گئے، مولانا فضل الرحمٰن نے خود قبر میں کھڑے ہو کر حضرت مدنی قدس سرہٗ کو لحد میں اُتارا، سبھی احباب نے آپکی مدد کی، تمام اینٹیں دُرود شریف پڑھتے ہوئے لگائی گئیں۔ تدفین کے بعد مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ العالی نے قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر اذان کہی، نمازِ جنازہ میں انڈونیشیا، الجزائر، ترکی مصر، شام، مدینہ منورہ، پاکستان، بھارت و جزائر عرب و امصار عجم کے علماء و فاضل و عامۃ الناس شریک ہوئے۔

تدفین کے دوسرے دن حضرت مدنی قدس سرہٗ کی قیام گاہ پر محفل میلاد کے بعد صاحبزادہ مولانا فضل الرحمٰن القادری مدنی مدظلہٗ کی دستاربندی ہوئی۔ دستار بندی تمام علماء و مشائخ کی موجودگی میں حضرت علامہ شیخ محمد علی مُراد حنفی شامی مدظلہٗ اور مولانا ریحان رضا خاں (بریلی شریف) نے کرائی۔ تیسرے دن ختم قُل شریف ہُوا، جس میں مدینہ طیبہ کے تمام اہل سنت حضرات نے شرکت کی، بعد میں کئی دن تک سعودی عرب اور مدینہ منورہ کے سرکاری حکام تعزیت کے لیے آتے رہے۔ حضرت کی آخری آرام گاہ ان کے حسبِ منشا جنت البقیع میں قبہ اہلِ بیت میں جناب سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے مزار اقدس سے صرف ۲/۱ ۲ گز کے فاصلہ پر ایک اونچی جگہ پر جہاں سے گنبد خضرا شریف کے درمیان کوئی آڑ نہیں بنی ہے۔

قطبِ مدینہ حضرت علامہ شیخ ضیاء الدین احمد مہاجر مدنی قدس سرہٗ پون صدی

تک مدینہ منورہ میں قیام پذیر رہے اور حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کے قدم بقدم اس آرزو میں زندگی بسر کر دی کہ مدینہ طیبہ میں جنت البقیع کی خاک پاک نصیب ہو جائے اور بالآخر انہوں نے یہ مقدس آرزو پالی۔ ؎

خاک طیبہ کی طلب میں خاک ہو یہ زندگی
خاک طیبہ اچھی، اپنی زندگی اچھی نہیں

حضرت فرمایا کرتے تھے میں وقار کے ساتھ رہا ہوں اور وقار کے ساتھ جاؤں گا، ہر روز عشاء کی نماز کے بعد آپ کے ہاں محفل میلاد منعقد ہوتی تھی، جس میں خصوصی طور پر اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں بریلوی کا کلام پڑھا جاتا تھا اور جب نعت خوان اشارۃً قریب سے "ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں" پڑھتے تو کیف و سرور کا عجیب عالم ہوتا۔

الحمدللہ! گنبد خضرا کے سایہ میں باب مجیدی کے پاس اب بھی وہ مقدس محفل جمتی ہے، جس کی سرپرستی حضرت کے فرزند ارجمند مولانا فضل الرحمٰن مدنی مدظلہ العالی فرماتے ہیں، اور حسب سابق آخر میں دُعا کے بعد تمام حاضرین میں لنگر تقسیم کیا جاتا ہے، وہاں صلوٰۃ و سلام بیٹھ کر پڑھا جاتا ہے، آخری شعر یہ ہوتا ہے ؎

یعنی وہ اعلیٰحضرت بریلی کے شاہ
جن کی باب مجیدی میں چمکی ضیاء
ایسے پیر طریقت پہ لاکھوں سلام

حضرت شیخ علامہ ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا پہلا عرس ۲۲ ستمبر ۱۹۸۲ء کو جبل اُحد کے متصل حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک کے دامن میں دانیا حال میں منعقد ہوا۔ ۱؎

مکتوب ملک شبیر زمان خان نتزیل مدینہ منورہ
" ماہنامہ اعلیٰحضرت (بریلی) ش جنوری ۱۹۸۲ء

(بقیہ حاشیہ صد)

ہفت روزہ الہام (بہاول پور) ش ۱۴ ستمبر ۱۹۸۲ء

مکتوب صلاح الدین قاضی (مقیم سعودی عرب) بنام حکیم محمد موسیٰ امرتسری (لاہور)
محررہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۸۱ء

مکتوب محمد عاشق الغیفوی القادری (سعودی عرب) بنام ماسٹر فیاض احمد (خانیوال)

مکتوب بدرالدین احمد (سعودی عرب) بنام حکیم محمد موسیٰ امرتسری لاہور محررہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۸۱ء

مکتوب القاسم قادری (سعودی عرب) " " " " ۴ ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ

ماہنامہ اعلیٰ حضرت، بریلی، ش فروری ۱۹۸۳ء

حضرت مدنی قدس سرہ العزیز

کے خلفاء و مجازین

(خلیل احمد رانا)

حضرت علامہ شیخ ضیاء الدین احمد قادری مدنی قدس سرہٗ نے جن خوش بخت علماء و مشائخ کو خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا، ان کے نام درج ذیل ہیں۔

سعودی عرب

۱۔ فضیلۃ الشیخ حضرت علامہ مفتی فضل الرحمٰن قادری مدظلہ العالی مدینہ منورہ (خلف الرشید حضرت قطب مدینہ قدس سرہٗ)

۲۔ حضرت علامہ مفتی شیخ محمد بن علوی بن عباس المالکی الحسنی استاذ مسجد الحرام، مکہ مکرمہ

۳۔ شیخ العلماء حضرت علامہ مفتی سید محمد علی مراد حنفی مفتی اعظم شام (نزیل مدینہ منورہ)

جنوبی افریقہ

۴۔ پیر طریقت حضرت مولانا محمد ابراہیم خوشتر صدیقی رضوی، ڈربن (نزیل ماریشیس۔ افریقہ)

بھارت

۵۔ ابوالمساکین حضرت مولانا مفتی محمد ضیاء الدین رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۶۴ھ) پیلی بھیت

۶۔ شیر بیشہ اہل سنت حضرت مولانا حشمت علی خاں لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۸۰ھ) "

۷۔ عاشق رسول مجاہد ملت مولانا حبیب الرحمٰن عباسی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۸۱ء) دھام نگر۔ اڑیسہ

۸۔ غازی ملت حضرت مولانا محبوب علی رضوی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۸۵ھ) بمبئی

۹۔ پیر طریقت حضرت مولانا مفتی رفاقت حسین کانپوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۴۰۳ھ) کانپور
۱۰۔ حضرت حافظ شجاع الدین قادری ضیائی (مودہ۔ ضلع ہمیر پور۔ یو۔ پی)
۱۱۔ حضرت شیخ الطریقت علامہ مظفر احمد بدایونی (داتا گنج۔ بدایوں)
۱۲۔ حضرت مولانا مفتی محمد وجیہہ الدین غازی پوری (پیلی بھیت۔ م ۱۴۰۲ھ غازی پور
۱۳۔ حضرت مولانا مفتی محمد طیب رضوی بمبئی
۱۴۔ حضرت مولانا مفتی محمد شاہد رضا خاں پیلی بھیت
۱۵۔ حضرت مولانا حافظ قاری محمد احمد جہانگیر اعظمی اعظم گڑھ
۱۶۔ حضرت مولانا سید محمد عبدالحق اعظمی ؍؍
۱۷۔ حضرت مولانا محمد احمد کانپوری کانپور
۱۸۔ شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی میاں اشرفی کچھوچھہ شریف
۱۹۔ حضرت مولانا قاری محمد امانت رسول رضوی پیلی بھیت
۲۰۔ حضرت مولانا سید محمد ہاشمی میاں اشرفی کچھوچھہ شریف
۲۱۔ حضرت مولانا محمود احمد قادری کانپور
۲۲۔ حضرت فیض العارفین غلام آسی پیا حسنی جہانگیری ابوالعلائی قادری ضیائی
(برادر اکبر علامہ ارشد القادری) پوٹ ملک ضلع رامپور
۲۳۔ حضرت علامہ ارشد القادری (مصنف زلزلہ) جمشید پور۔ بہار

پاکستان

۲۴۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری (ممبر پاکستان قومی اسمبلی) کراچی
۲۵۔ حضرت شیخ القرآن مولانا غلام علی اوکاڑوی اوکاڑہ
۲۶۔ خطیب اہل سنت حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۸۴ء) کراچی
۲۷۔ پیر طریقت حضرت ابوالخیر محمد عبداللہ جان نقشبندی مجددی قادری پشاور

۲۸۔ شیخ طریقت حضرت قاری محمد مصلح الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۸۳ء) کراچی

۲۹۔ حضرت مولانا غلام رضا علوی — راولپنڈی

۳۰۔ حضرت مولانا شاہ تراب الحق قادری (ممبر پاکستان ممبر قومی اسمبلی) — کراچی

۳۱۔ شیخ طریقت حضرت مولانا غلام قادر اشرفی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۷۹ء) — لالہ موسیٰ

۳۲۔ استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی تقدس علی خاں رضوی بریلوی — پیر جو گوٹھ سندھ

۳۳۔ حکیم اہل سنت حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری چشتی نظامی قادری — لاہور

۳۴۔ شیخ طریقت حضرت صوفی شاہ محمد فاروق رحمانی قدوسی قادری چشتی (م ۱۹۸۳ء) کراچی

۳۵۔ خطیب پاکستان حضرت مولانا الٰہی بخش قادری ضیائی — لاہور

۳۶۔ عمدۃ المقررین حضرت مولانا محمد محفوظ الحق شاہ — بورے والہ

۳۷۔ حضرت مولانا محمد عبد الخالق شاہ — 〃 〃

۳۸۔ فاتح عیسائیت حضرت مولانا ابو النصر محمد منظور احمد شاہ — ساہیوال

۳۹۔ مجاہد ملت حضرت مولانا عبد الستار خاں نیازی — لاہور

۴۰۔ حضرت مولانا محمد سعید شبلی قادری حامدی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۸۲ء) ساہیوال

۴۱۔ فاضل شہیر علامہ سید حسین الدین شاہ — راولپنڈی

۴۲۔ حضرت شیخ الحدیث حافظ محمد احسان الحق — فیصل آباد

۴۳۔ فاضل جلیل حضرت مولانا محمد منظور احمد فیضی اوچی — احمد پور شرقیہ

۴۴۔ حضرت مولانا مفتی سید زاہد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۷۸ء) فیصل آباد

۴۵۔ حضرت مولانا الحاج لطیف احمد چشتی — کامونکی (گوجرانوالہ)

۴۶۔ حضرت مولانا محمد علی شیخ الحدیث جامعہ رسولیہ شیرازیہ — لاہور

۴۷۔ حضرت مفتی غلام سرور قادری رضوی — لاہور

(نوٹ) جس قدر خلفاء کرام کے نام ہمیں معلوم ہو سکے وہ درج کر دیئے گئے ہیں۔ ظاہر ہے یہ فہرست نامکمل ہے۔ قارئین کرام اس سلسلہ میں ہماری رہنمائی فرمائیں۔ (مرتب)

الطالع السعيد المنتخب من المسلسلات والأسانيد

تخريج
محمد بن علوي بن عباس المالكي الحسيني
خادم السنة بالبلد الحرام

((اسـنادي الى الامام عبد القادر الجيلاني))

عـن الشيخ حسن المشاط والشيخ حسن اليماني والحبيب حسن ابن
. فدعق والحبيب علي بن حسين العطاس والحبيب علي بن عبد الرحمن
ني كلهم عن الحبيب حسين بن محمد الحبشي عن والده الحبيب محمد
ني عن السيد طاهر بن حسين بن طاهر عن السيد الإمام عبد الرحمن بن
ي عن السيد عبد الرحمن بن عبد الله بلفقيه عن والده عن الشيخ أحمد
اشي عن الشيخ الشناوي عن عبد الرحمن بن عبد القادر بن عبد العزيز

فهد العلوي عن عمه جار اللهبن عبد العزيز عن شيخالحديث الجلال السيوط
عن الجلال الملقن عن ابي اسحاق التنوخي عن أبي العباس الحجار عن أحمد
يعقوب المارستاني عن قطب الطريقة الشيخ محيي الدين عبد القادر الجيلا
رحمه الله تعالى •

وأروى كذلك عن سيدنا الشيخ ضياء الدين أحمد القادري عن مولا
أحمد رضا خان عن سيد أل رسول عن سيدشاه أل أحمد أتشي مياز عن ش
حمزه عن سيد آل أحمد عن سيد شاه بركات الله عن سيد فضل الله عن سي
أحمد عن سيد محمد عن شيخ جمال الدين أوليا عن شيخ قاضي ضياء الدي
عن الشيخ محمد بهكاري عن الشيخ ابراهيم أبرجي عن الشيخ بهاء الدين ع
سيد أحمد جيلاني عن سيد حسن عن سيد موسى عن سيد علي جيلاني ع
محيي الدين عن الشيخ أبو صالح عـن سيد عبد الرزاق عن سيدي عبـ
القادر الجيلاني عن أبي سعيد المخزومي عن أبي الحسن الهكاري عـن أ
الفرج الطرطوسي عن عبد الواحد عن الشبلي عن الجنيد عن السري السقط
عن معروف الكرخي عن الامام الرضا عن الكاظم عن جعفر الصادق عن الا
الباقر عن الامام زين العابدين بن الحسين عن الحسين بن علي عن الامام ع
عن رسول الله صلى الله عليه وسلم •

سند

التفسير والحديث والسلوك من السدة العالية القادرية الرضوية المنورية الشاذلية السنوسية بالمدينة المنورة

بسم الله الرحمن الرحيم

وصلى الله تعالى على سيدنا محمد وآله وصحبه وحزبه وبارك وسلم

[illegible]

... السيد أحمد الزين والسيد أحمد عمران ... وصي أحمد محدث سورتي ... أحمد رضا خان ... السيد أحمد الشمس ...

... أحمد شرف الدين ... أحمد ... حسين ... يوسف ... علي حسين الأشرفي ...

[illegible]

... أحمد رضا خان ...

[illegible]

شجرۂ طریقت منظومہ

سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ برکاتیہ ضیائیہ

یا الٰہی رحم فرما مصطفےٰ کیواسطے
یا رسول اللہ کرم کیجئے خدا کیواسطے

مشکلیں حل کر شہ مشکلکشا کیواسطے
کر بلائیں رد شہید کربلا کیواسطے

سیّد سجّاد کے صدقے میں ساجد رکھ مجھے
علم حق دے باقر علم ھدےٰ کیواسطے

صدقِ صادق کا تصدق صادق الاسلام رکھ
بے غضب راضی ہو کاظم اور رضا کیواسطے

بہرِ معروف و سری معروف دے بیخود سری
جُندِ حق میں گن جنیدِ باصفا کیواسطے

بہر شبلی شیر حق دنیا کے کتوں سے بچا!
ایک کا رکھ عبدِ واحد بے ریا کیواسطے

بوالفرح کا صدقہ کر غم کو فرح دے حسن و سعد
بوالحسن اور بوسعید سعد زا کیواسطے

قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اُٹھا
قدر عبد القادر قدرت نما کیواسطے

اَحسَنَ اللہُ لَہُم رِزقًا سے دے رزقِ حسن
بندۂ رزاق تاج الاصفیا کیواسطے

نصر ابی صالح کا صدقہ صالح و منصور رکھ
دے حیاتِ دین محی جانفزا کیواسطے

طورِ عرفان و علو و حمد و حسنیٰ و بہا! — دے علی موسیٰ حسن احمد بہا کیواسطے

بہرِ ابراہیم مجھ پر نارِ غم گلزار کر — بھیک دے داتا بھکاری بادشاہ کیواسطے

خانۂ دل کو ضیا دے روئے ایماں کو جمال — شہ ضیاء مولیٰ جمال الاولیاء کیواسطے

دے محمد کیلئے روزی کر احمد کیلئے — خوانِ فضل اللہ سے حصہ گدا کیواسطے

دین و دُنیا کے مجھے برکات دے برکات سے — عشقِ حق دے عشقِ عشق انتما کیواسطے

حبِ اہلِ بیت دے آلِ محمد کیلئے — کر شہیدِ عشق حمزہ پیشوا کیواسطے

دل کو اچھا تن کو سُتھرا جان کو پُرنور کر — اچھے پیارے شمس الدین بدر العلیٰ کیواسطے

دو جہاں میں خادمِ آلِ رسول اللہ رکھ — حضرت آلِ رسول مقتدا کیواسطے

کر عطا احمد رضائے احمدِ مرسل مجھے — میرے مولیٰ حضرت احمد رضا کیواسطے

دین و ایماں رکھ سلامت استقامت کر عطا — حضرت شہ ضیاء الدین باصفا کیواسطے

صدقہ ان اعیاں کا دے چھ عین عز علم و عمل
عفو و عرفاں عافیت اس بے نوا کیواسطے

سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضاؔ
فیضیابِ اعلحضرت بریلی کے شاہ
جن کی ہر ہر ادا ، سنّتِ مصطفےٰ
جن کی بابِ مجیدی میں چمکی ضیاء
ایسے پیرِ طریقت پہ لاکھوں سلام

وہ ضیا مردِ حق تھا وہ جب تک جیا
اہلسنّت کے جھنڈے کو اُونچا کیا
وقت آیا تو جنّت کا رستہ لیا !
جانشینی کو لختِ جگر دے دیا !
ایسے فرزندِ حضرت پہ لاکھوں سلام

اقوالِ ضیاء

ضیائے ملت علامہ شیخ ضیاء الدین احمد القادری المدنی قدس سرہ العزیز

- جو شریعت کا پابند نہیں وہ طریقت کے لائق نہیں۔
- خواہش پرستی مہلک رفیق ہے اور بُری عادت زبردست دشمنی ہے۔
- جو شخص اپنے کام کو پسند کرتا ہے اس کی عقل میں فتور آجاتا ہے۔
- دولت کی مستی سے خُدا کی پناہ مانگو اس سے بہت دیر میں ہوش آتا ہے۔
- دنیا بہت بُری چیز ہے جو اس میں پھنسا وہ پھنستا ہی چلا جاتا ہے۔ اور جو اس سے دُور بھاگتا ہے اس کے قدموں میں ہوتی ہے۔
- کسی نیک عمل کی توفیق ہونا ہی قبولیت کی نشانی ہے۔
- نجد کی مٹی میں خیر نہیں ہے۔
- مدینہ منورہ میں اگر کسی کا خط پڑھا جاتا ہے یا اُس کا ذکر کیا جاتا ہے یا اس کا نام لیا جاتا ہے تو یہ اُس کی خوش نصیبی ہے۔

کشف و تصرّفات

خلیل احمد رانا

مولانا عبدالحفیظ قادری (فیصل آباد) فرماتے ہیں کہ :-

حضرت سید زاہد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ فیصل آبادی، حضرت شیخ العرب والعجم کو مالک ثانی علیہ الرحمۃ کے نام سے یاد فرمایا کرتے تھے۔ شاہ صاحب کی وساطت سے میرے ساتھ ایک ایسا واقعہ پیش آیا، جسے میں آج تک نہیں بھلا سکا تا قیامت، بلکہ بعد میں بھی نہ بھلا سکوں گا۔ یہ تقریباً جون ۱۹۷۵ء کی بات ہے۔ میں نے شاہ صاحب سے عرض کیا کہ آپ مجھے اپنے ارادت مندوں میں شامل فرمالیں۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ چند روز رک جاؤ، دوبارہ پھر عرض کیا تو آپ نے فرمایا ابھی چند دن اور رکو۔

چند دن گزرے تو میں آپ کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو مجھ سے یوں گویا ہوئے کہ مدینہ شریف میں ایک بزرگ رہتے ہیں ایک عرصہ سے مدینہ منورہ سے باہر نہیں جاتے، اسلئے کہ کہیں مدینہ پاک سے باہر ہی موت واقع نہ ہو جائے، اور مدینے کی گلیوں میں بہت کم چلتے ہیں مبادا کہ کہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ پا پہ میرا پاؤں نہ آجائے ـــــ نعت خوانی کی محفل میں دو زانو تشریف فرما ہوتے ہیں چاہے تمام دن بیٹھنا پڑے۔ یہ تمام باتیں کرنے کے بعد فرمانے لگے، کیا تمہیں ان کا مرید نہ کروا دوں ؟

میں نے عرض کیا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے نہ میں نے ان کی زیارت کی ہے اور شاید زیارت کر بھی نہ سکوں۔ لہٰذا میں مطمئن نہیں ہوں۔ دوسری نشست میں پھر آپ نے مجھے آمادہ کرنا چاہا اور مجھے بادلِ نخواستہ ہاں کرنا پڑی، اطمینان اب بھی نہیں تھا۔ آپ حج پر تشریف لے جانے لگے تو میرا نام اور پتہ آپ نے لکھ لیا اور آپ سیدھے مدینے شریف چلے گئے۔

چودہ پندرہ دن گزرے ہوں گے کہ ایک رات میں خواب دیکھتا ہوں کہ تمام جیسے زمین مغرب کی طرف دوڑ رہی ہیں۔ عجیب افراتفری کا عالم ہے۔ لوگ بھاگ رہے ہیں، اور کہہ رہے ہیں کہ قیامت آگئی، قیامت آگئی۔ اسی اثنا میں میں (راقم الحروف) اور میرے بڑے بھائی (نور احمد صاحب) ہم ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر بھاگ رہے ہیں اچانک ایک دروازے سے ایک بزرگ تشریف لاتے ہیں، جنہوں نے سفید لباس زیب تن کیا ہوا ہے اور سر پر سفید رومال ہے قد نہ لمبا اور نہ چھوٹا جسم قدرے کمزور لیکن بالکل کمزور نہیں ہے۔ فرماتے ہیں آؤ میں تمہاری بخشش کرواؤں اور یہ فرما کر میرا ہاتھ پکڑ لیا کچھ دور گئے ہوں گے کہ میری آنکھ کھل گئی۔ صبح یہ تمام واقعہ میں نے قبلہ شاہ صاحب کو لکھ کر ارسال کر دیا اور تاریخ بھی لکھ دی۔ پتہ غالباً یوں تھا۔ سیّد زاہد علی معرفت ص ب ۹۲۔ باب مجیدی مدینہ منورہ سعودی عرب۔

جب آپ حج سے واپس تشریف لائے تو مجھ سے فرمایا کہ جس رات تو نے خواب دیکھا تھا، عین اسی وقت میں نے تمہیں مرید کرایا تھا اور تمہارا یہ خط بھی میں نے پیش کر دیا۔ آپ نے سماعت فرما کر بڑی خوشی کا اظہار فرمایا اور خاص طور فرمایا ہے کہ اس سے پوچھنا کہ اب بھی تم مطمئن ہوئے یا نہیں؟ میں نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور اب مجھے کوئی ثبوت نہیں چاہیے، میں مطمئن ہوں۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ

فقط والسلام

عبد الحفیظ احمد قادری، ضیائی

مکتبہ نوریہ رضویہ، گلبرگ اے

فیصل آباد

ایک مرتبہ آپ کے خادم خاص ابو القاسم میمن جو کہ مدینہ منورہ میں آپ کے مکان ہی میں مقیم ہیں، حرم نبوی شریف میں کام کرتے ہیں، بہت سخت بیمار ہوئے، ڈاکٹروں نے مشورہ دیا کہ اپریشن کے بغیر مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ چنانچہ اپریشن کے لئے انتظامات

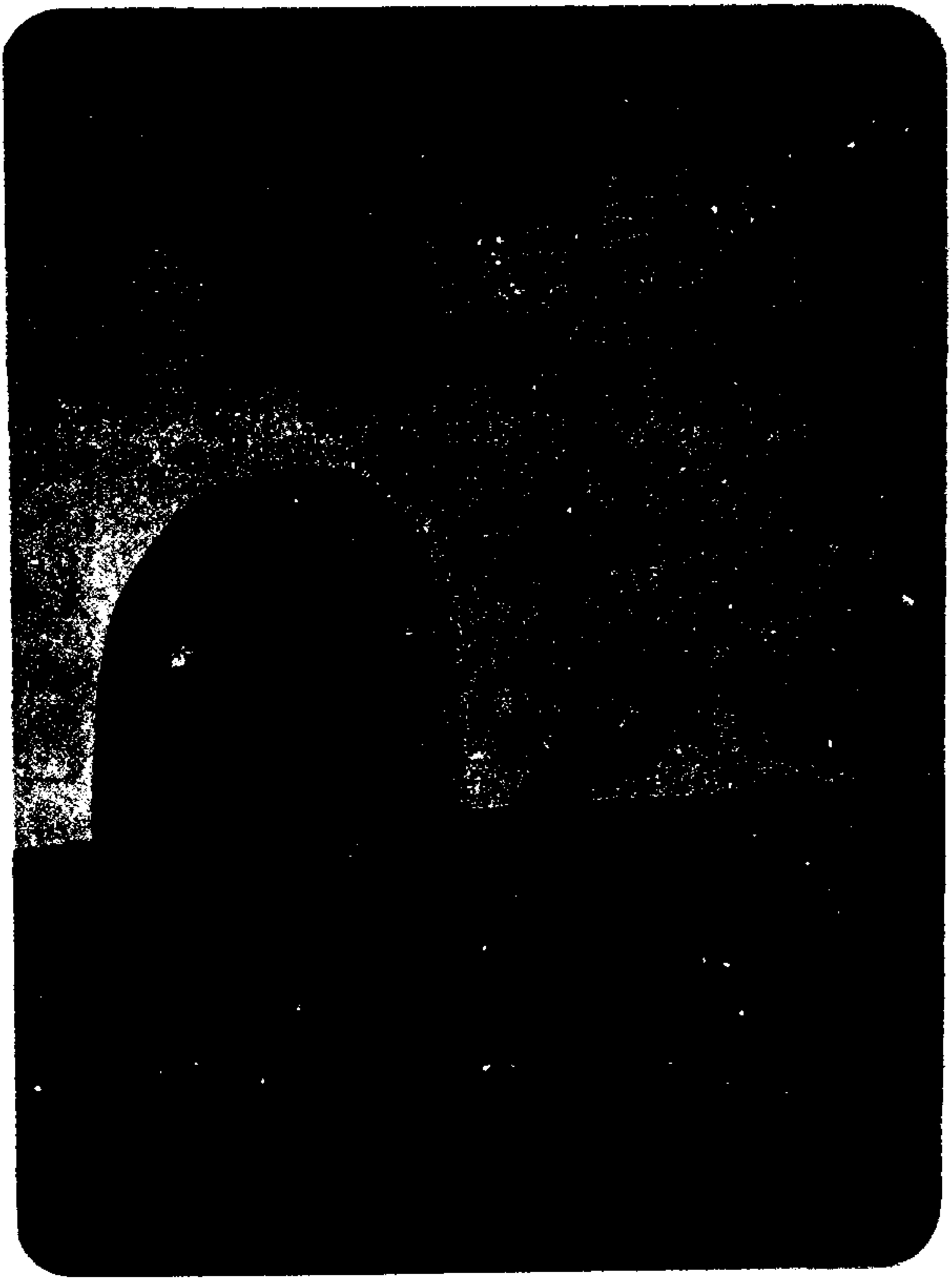
کر لئے گئے اور ابو القاسم کو ہسپتال پہنچا دیا گیا۔ آپریشن کا مقررہ وقت بھی قریب تھا۔ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے فرمایا میں دیکھتا ہوں کہ ابو القاسم کا آپریشن نہیں ہوگا۔ لہذا دوسرے دن ہی ابو القاسم کو بغیر آپریشن کے ہسپتال سے فارغ کر دیا گیا۔ ؎۱

کراچی کے ایک صاحب جو کہ ابھی کراچی ہی میں ایک فارن بنک میں ملازم ہیں، حضرت مولانا فضل الرحمن قادری مدنی مدظلہ، کے نام اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں، کہ ایک دن میں عشاء کی نماز کے بعد اپنے روزانہ کے وظائف سے فارغ ہو کر سو گیا، بظاہر تو میں سو گیا لیکن درحقیقت میری قسمت جاگ گئی۔ خواب میں دیکھتا ہوں کہ مسجد نبوی شریف کا منظر ہے اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جلوہ افروز ہیں، اتنے میں سرکار مسجد نبوی باب مجیدی سے باہر تشریف لاتے ہیں اور سامنے ایک مکان میں جاتے ہیں، جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مکان میں داخل ہوئے تو میں نے دیکھا کہ ایک ضعیف شخص نے اٹھ کر قدم بوسی کی اور عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، آپ نے اتنی زحمت کیوں فرمائی، آپ حکم فرماتے اور بندہ حاضر ہو جاتا، کہ اتنے میں میری آنکھ کھل گئی۔ صبح ہوتے ہی میں نے قریبی مسجد کے خطیب سے یہ خواب بیان کیا۔ انہوں نے مجھے کہا کہ ہاں واقعی باب مجیدی کے سامنے ایک عاشق رسول رہتے ہیں اور اس خواب میں تمہیں ان کے دامن سے وابستہ ہونے کو کہا گیا ہے، لہذا میں اب یہ عریضہ ارسال کر رہا ہوں تاکہ حضرت مجھے اپنے دامن میں لے لیں۔ ؎۲

حضرت مفتی تقدس علی خاں صاحب بریلوی مدظلہ العالی الشیخ الحدیث جامعہ راشدیہ پیر جو گوٹھ (سندھ) نے ۲۰ دسمبر بروز اتوار ۱۹۸۱ء کو حضرت حکیم موسیٰ امرتسری قبلہ مدظلہ العالی، ریلوے روڈ لاہور کے مطب پر راقم سے

؎۱ ماہنامہ اعلیحضرت، بریلی شمارہ فروری ۱۹۸۳ء

؎۲



حضرتِ قطبِ مدینہ (قُدِّسَ سِرُّہٗ) کے مکان شریف کا بڑا دروازہ، مگر اب یہ یادگار مکان توسیعِ حرم کے منصوبے کے باعث اپنی ظاہری حالت ختم کر چکا ہے۔

فرمایا کہ میں تقریباً عرصہ دس سال سے رمضان المبارک کا مہینہ مدینہ منورہ میں گزارتا ہوں اور ہمیشہ قیام حضرت مدنی قبلہ علیہ الرحمۃ کے مکان پر ہوتا ہے۔ رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ کو مدینہ منورہ میں حضرت قبلہ ضیاء الدین احمد مدنی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر تھا کہ شیخ الاسلام حضرت خواجہ قمرالدین سیالوی قدس سرہٗ کے حادثہ کی خبر پہنچی، حضرت مدنی نے خبر سنتے ہی سورہ یٰسین کی آیت مبارکہ "ہذا ما وعد الرحمٰن وصدق المرسلون" پڑھی، فقیر اور مولانا فضل الرحمٰن مدنی دامت برکاتہم العالیہ نے فوری خیال کیا کہ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ، حضرت خواجہ قمرالدین سیالوی کے انتقال کی خبر دے رہے ہیں حالانکہ اس وقت صرف حادثہ کی خبر آئی تھی، دوسرے روز اعلان ہوگیا کہ حضرت خواجہ قمرالدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوگیا۔

جناب محمد حنیف قادری لکھتے ہیں کہ ایک روز میں، چند دیگر حضرات اور حضرت کے صاحبزادے مولانا فضل الرحمٰن صاحب بیٹھے ہوئے تھے کہ خطوط آئے، اس میں مولانا فضل الرحمٰن مدنی کے نام پیر سید حیدر حسین شاہ علی پوری کا خط بھی تھا، مولانا نے حضرت سے کہا کہ پیر صاحب کا خط آیا ہے، حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے فوراً فاتحہ کے لیے ہاتھ اٹھا دیئے، سب نے فاتحہ پڑھی، بعد میں خط پڑھنا شروع کیا تو اس خط میں کسی کے انتقال کی خبر تھی۔ [1]

خمیس مشیط (سعودی عرب) سے جناب محمد شیر زمان قادری ضیائی لکھتے ہیں، کہ میں بیعت کے سلسلہ میں کسی بزرگ ہستی کی تلاش میں تھا۔ بارگاہِ رسالت میں مرشد کی باریابی کی دعا کی۔ ایک دن محترمی سید محمد نبی شاہ صاحب نے ایک مفصل استخارہ کا عمل بتایا۔ میں نے ان کے بتلائے ہوئے وظیفہ پہ عمل کیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے میرے حال پر رحم کیا۔ رات کے پچھلے پہر میں سو گیا، لیکن میری قسمت

---

[1] مکتوب محمد حنیف قادری (مدینہ منورہ) بنام حکیم محمد موسیٰ (لاہور) محررہ ۱۲ دسمبر ۱۹۸۶ء

جاگ گئی۔ میں نے نہایت ہی حسین خواب دیکھا کہ غوث الثقلین حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے مزار پُرانوار کا خوبصورت منظر ہے۔ میرے پوچھنے پر کسی نے بتایا کہ یہ سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی درگاہ شریف ہے۔ پھر دیکھتا ہوں کہ عرفات کا میدان ہے اور حضرت علامہ شیخ ضیاء الدین احمد مدنی علیہ الرحمۃ ایک جگہ تشریف فرما ہیں۔ مجھے دیکھ کر فرماتے ہیں کہ تم کون ہو؟ یہ سُن کر میرے منہ سے بے ساختہ الفاظ نکلتے ہیں کہ حضور میں تو قادری ہوں اور آپ کا غلام ہوں۔ حضرت فرماتے ہیں اچھا اِدھر آ ...... پھر حضرت نے کچھ اور فرمایا کہ اتنے میں آنکھ کھُل گئی۔

اَب میرا گوہر مقصود میرے سامنے تھا۔ میں چند دنوں بعد مدینہ منورہ گیا اور حضرت قبلہ علیہ الرحمۃ کے دامن سے وابستہ ہو گیا۔ حضرت پر ان دنوں استغراق کی کیفیت طاری تھی۔ کافی وقفہ کے بعد کلام فرماتے تھے۔ میں آپ کے قدموں کو پکڑ کر کافی دیر تک روتا رہا۔ پھر حضرت نے اوراد شریف عنایت فرمائے اور نصیحتاً فرمایا کہ سب سے بڑا وظیفہ پابندیٔ شریعت ہے، شریعت کے بغیر طریقت ناقص ہے۔

حضرت مدنی علیہ الرحمۃ وصال کے آخری ایام میں کچھ تناول نہ فرماتے تھے۔ جب کہا جاتا کہ سرکارِ دوعالم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دُودھ اور شہد بہت پسند تھا تو فرماتے اچھا لاؤ اور صرف چند گھونٹ ہی نوش فرماتے۔ ایک مرتبہ میں آپ کے قدم دبا رہا تھا خیال آیا کہ حضرت اگر کچھ بچادیں تو میں بھی تبرکاً پی لوں گا۔ لیکن حضرت نے پورا گلاس نوش فرمایا اور ساتھ ہی دوسرا گلاس طلب فرمایا اور اس میں سے کچھ بچا کر خود ہی گلاس میری طرف بڑھا دیا اور میں نے اپنے آپکو خوش نصیب سمجھ کر بسم اللہ پڑھ کر جھٹ سے پی لیا۔ [۱]

مولانا محمد احسان الحق (فیصل آباد) سے لکھتے ہیں کہ ۱۹۷۵ء میں خوش نصیب

---

[۱] مکتوب جناب شیر زمان قادری بنام راقم محررہ ۶ را پریل ۱۹۸۳ء

حضرات سعادتِ حج و زیارت سے بہرہ ور ہونے کے لیے اطراف عالم سے قافلہ در قافلہ حرمین طیبین شریفین کو جانے لگے تو کارکنانِ قضا و قدر نے محب محترم جناب محمد اکرم خاں صاحب آف پہاڑ پور ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خاں کو بھی ان کی خوش نصیبی کی بنا پر قافلے میں شامل کرلیا۔

فقیر نے ان کے ہاتھ ایک عریضہ مدینہ طیبہ کے والا مرتبت شیخ طریقت صاحبِ سعادت و فضیلت حضرت مولانا ضیاء الدین احمد القادری المدنی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر کیا اور التجا کی کہ جس طرح اس سال ان حضرات کو حاضری حرمین طیبین کی دولت نصیب ہوئی ہے دُعا فرمائیں کہ آئندہ سال مجھ فقیر کو بھی اس سے مستفیض فرمایا جائے۔ ؎

لے رہنما سب چلے مدینے کو
میں نہ جاؤں ارے خدا نہ کرے

حضرت علیہ الرحمۃ نے کرم فرمایا۔ عریضہ کا مضمون سنتے ہی دست ہائے شفقت اٹھائے اور پُر خلوص دعاؤں سے نوازا۔ الحمد للہ کہ یہ دُعا فی الفور قبول ہوئی ـــ "اِن الدعاء یرد القضاء۔" کا منظر سامنے آیا۔ اسی محفل میں جناب محمد اکرم خان صاحب نے عرض کی کہ حضرت! جس خلوص کے ساتھ آپ نے دُعا فرمائی ہے اسی خلوص کے ساتھ وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ سال مولوی صاحب کو اپنے ساتھ لاؤں گا اور اگر کسی وجہ سے خود حاضر نہ ہوسکا، تو انہیں ضرور بھیجوں گا۔ ؎

ہر دُعا جو آپ فرماتے تھے ہوتی تھی قبول
کیونکہ مقبولِ حبیبِ رب العزت آپ تھے

آخر ۱۳ رشعبان ۱۳۹۶ھ / ۱۰ راگست ۱۹۷۶ء کو محمد اکرم خان صاحب نے دس ہزار چھ سو اٹھارہ روپے کا ڈرافٹ اور ایک خط بھیجا کہ آپ یہ رقم جمع کرائیں اور حج و زیارت کی درخواست دیں۔ ۱۵ رشعبان کو رقم جمع کرائی اور درخواست دی۔

۱۵ شعبان کو رقم جمع کرائی اور درخواست دی۔ ۱۸ ذی قعدہ ۱۳۹۶ھ / ۱۱ نومبر ۱۹۷۶ء کو کراچی سے سوا پانچ بجے صبح طیارے نے پرواز کی۔ ۲ گھنٹے ۶ منٹ میں حدودِ جدّہ معظمہ میں داخل ہوا۔ اور پھر اسی روز عصر سے پہلے ٹیکسی پر سوار ہو کر مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوئے۔ ۱؎

حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ العالی نے راقم سے بیان کیا کہ جن دنوں میں مدینہ منورہ میں حاضر تھا۔ حضرت مدنی قبلہ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں بھی حاضری ہوتی۔ کھانے کے وقت ایک مفلوک الحال شخص آتا اور کھانا کھا کر چلا جاتا۔ حکیم صاحب قبلہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے ایک دن دل میں یہ سوچا کہ یہ شخص خواہ مخواہ کھانے کے وقت آجاتا ہے اور حضرت کو تکلیف دیتا ہے۔ اسی دن جب محفل برخاست ہوئی حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ حکیم محمد موسیٰ مجھ سے مل کر جانا۔ میں خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا کہ حکیم صاحب یہ جو غریب الحال شخص ہر روز کھانا کھانے کے لیے آتا ہے یہ پاکستان کے شہر لائل پور میں ایک مل میں معمولی ملازم ہے، اسے ہر سال حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ انور کی زیارت نصیب ہوتی ہے، بڑا خوش بخت ہے، اور مدینہ طیبّہ کا زائر ہے۔ میں اس لیے اس کو کھانا کھلاتا ہوں۔

مفتی عزیز احمد صاحب ۱۳۹۹ھ میں مدینہ منورہ آئے تو ویزہ ختم ہونے کے بعد بھی بہت کوشش کی کہ یہاں رہ جاؤں، حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ آپ جنت البقیع کے لیے کوشش کر رہے ہیں، حالانکہ ابھی آپ کا وقت نہیں آیا، مفتی صاحب بحمدللہ ابھی تک حیات ہیں۔ ۲؎

نبیرۂ اعلیٰ حضرت مفتیٔ اعظم ہند مولانا محمد ابراہیم رضا جیلانی میاں رحمۃ اللہ علیہ جب مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور سبز گنبد پہ پہلی نظر پڑی تو یہ دعا کی کہ قطب مدینہ سے

۱؎ محمد احسان الحق، مولانا: مضمون "مدینہ کی باتیں"، ماہنامہ رضائے مصطفیٰ، گوجرانوالہ جنوری ۱۹۷۷ء
۲؎ مکتوب محمد حنیف قادری (مدینہ منورہ) بنام حکیم محمد موسیٰ امرتسری (لاہور)

ملاقات ہو جائے ، یہ دُعا ختم نہیں ہوئی تھی کہ مولانا ضیاء الدین احمد مدنی علیہ الرحمۃ موجود تھے اور فرمانے لگے اس فقیر کو آپ نے طلب فرمایا لہٰذا فقیر حاضر ہے ۔ حضرت ابو المساکین مولانا شاہ ضیاء الدین پیلی بھیتی اور مولانا حشمت علی لکھنوی علیہم الرحمۃ نے بھی حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کو قطب مدینہ منورہ فرمایا ہے ۔ [۱]

جناب سید محمد شمس الحق ضیائی قادری (لاہور) بیان کرتے ہیں کہ مدینہ طیبہ کے قیام کے دوران والدی مکرم قبلہ کا ملفوف گرامی ملا ، جس میں لکھا تھا کہ بعد اگر دفتری امور مانع نہ ہوں تو پاکستان چکر لگا جائیں" بندہ حضرت الشیخ مولانا ضیاء الدین احمد صاحب قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور والد صاحب کے خط کے متعلق عرض کیا تو حضرت نے تھوڑی دیر توقف فرمایا اور پھر حکم دیا کہ آپ پاکستان جا آئیں" بندہ نے عرض کیا کہ ابھی تھوڑی دیر ہی ہوئی ہے کہ میں پاکستان سے آیا ہوں تو پھر فرمایا کہ والد صاحب کے حکم کی تعمیل ضروری ہے ۔

اسی دوران قائد اہل سنت مولانا الشاہ احمد نورانی مدینہ عالیہ حاضری کے لیے تشریف لائے ایک وقت ایسا آیا کہ مولانا الشاہ احمد نورانی ، راقم اور حضرت شیخ مکرم تینوں موجود تھے کہ مولانا نورانی صاحب نے بندہ کی پاکستان روانگی کے لیے پوچھا تو فوراً شیخ مکرم نے فرمایا کہ شمس الحق کو پاکستان جانا ہے تو مولانا نورانی صاحب نے فرمایا " بالکل ٹھیک ہے ۔"

بندہ جب پاکستان روانہ ہوا تو حضرت الشیخ مولانا ضیاء الدین صاحب نے فرمایا کہ لاہور میں میرے دوست ہیں ان کے لیے ایک تحفہ لیتے جاویں ، استفسار پر فرمایا کہ " حکیم محمد موسیٰ صاحب امرتسری میرے بہترین دوست ہیں ۔" وہ مجھے ہمیشہ دیسی گھی اور یونانی ادویات بھیجتے رہتے ہیں ۔ اس لیے مدنی کھجوروں کا نذرانہ ان کی خدمت میں پیش

---

[۱] ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی ، شمارہ جنوری ۱۹۸۲ء

کر دیں۔ بندہ اسی روز سے حکیم صاحب کو دل کی گہرائیوں سے قابلِ صد احترام تصور کرتا ہے۔ لاہور پہنچتے ہی امانت ان کی خدمت میں پہنچا دی۔

مذکورہ واقعہ کا ردعمل یہ ہوا کہ بندہ والد صاحب قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوگیا۔ چند ماہ قیام کے بعد بندہ نے واپسی کے لیے اجازت طلب کی تو حکم ملا کہ ابھی نہ جائیں۔ اور تھوڑی ہی دیر میں والد صاحب قبلہ واصل بحق ہوگئے۔

انا للہ و انا الیہ راجعون ط

اصل میں شیخ مکرم حضرۃ مولانا ضیاء الدین صاحب قبلہ کے پیش نظر یہی وقت تھا جو بندہ کو ان کے ارشاد کی تعمیل پر نصیب ہوا۔ اور آخری وقت پر والد صاحب قبلہ کی زیارت سے بہرہ ور ہوگیا۔

قطعات

تاریخ وفات

قطعۂ تاریخ وصال

شیخ العالم حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری رضوی مدنی علیہ الرحمۃ

نتیجۂ فکر : حضرت سید شریف احمد شرافت نوشاہی علیہ الرحمۃ

چوں شد مرخص ازما آں مخزنِ معانی
رخت سفر بہ بست و بگذاشت دارِ فانی

شیخ عرب ممالک ہم مرشدِ عجم بود
در علم و فضل یکتا شہبازِ لامکانی

در عشق ذاتِ احمد عمرے سفر بفرمود
اسرارِ فقر و عرفاں جملہ بر و عیانی

جائش بصدرِ جنت در بقعۂ مدینہ
ایں مرحمت شد اورا از مغفرت نشانی

ترحیلِ او شرافت پرسید از سروشے
سالِ وصال گفت "مغفور جاودانی"
۱۴۰۱ھ

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ نَعِیْمٍ ۱۴۰۱ھ
ضیاء الدین ارشد ۱۴۰۱ھ
ضیاء الدین نیک کردار ۱۴۰۱ھ

لوح واحد تاریخ وصال

۱۴۰۱ھ

مکین دیار سید المرسلین حضرت شیخ علامہ ضیاء الدین احمد مدنی قادری علیہ الرحمۃ

بسم اللہ الغنی الکافی

۱۴۰۱ھ

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما نحن عباد محمد صلی علیہ وسلما

۱۴۰۱ھ

آہ غروب مہر علماء

۱۴۰۱ھ

زبدہ عالیہ، فاضل اوحد عالم نبیل وجلیل

۱۴۰۱ھ

شمس رضا

۱۴۰۱ھ

نائب الشاہ رضا

۱۴۰۱ھ

سلطان مناظرین

۱۴۰۱ھ

ضیاء الدین احمد القادری المدنی

۱۴۰۱ھ

شاہ ضیاء الدین احمد مدنی

۱۴۰۱ھ

فاضل اکمل اوحد ضیاء الدین احمد

۱۴۰۱ھ

الشاہ ضیاء الدین احمد مدنی

۱۴۰۱ھ

الحاج شاہ ضیاء الحق والدین

۱۴۰۱ھ

علیہ رضوان احکم الحاکمین

۱۴۰۱ھ

مستخرجہ قاری محمد امانت رسول رضوی (پیلی بھیت، یوپی)

بسم اللہ الغنی الکافی

۱ ۰ ۴ ۱ ھ

تاریخ وصال حضرت علامہ ضیاء الدین احمد مدنی علیہ الرحمۃ

مستخرجہ : الحاج مولانا قاری محمد امانت رسول رضوی پیلی بھیتی (انڈیا)

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما نحن عباد محمد صلی علیہ وسلما۔

۱ ۰ ۴ ۱ ھ

آہ غروب مہ علماء — ۱ ۰ ۴ ۱ ھ

زبدۂ عالم فاضل اوحد عالم نبیل وجلیل — ۱ ۰ ۴ ۱ ھ

شمس رضا — ۱ ۰ ۴ ۱ ھ

نائب الشاہ رضا — ۱ ۰ ۴ ۱ ھ

سلطان مناظرین — ۱ ۰ ۴ ۱ ھ

ضیاء الدین احمد القادری المدنی — ۱ ۰ ۴ ۱ ھ

شاہ ضیاء الدین احمد المدنی — ۱ ۰ ۴ ۱ ھ

فاضل اکمل اوحد ضیاء الدین احمد — ۱ ۹ ۸ ۱ ء

الشاہ ضیاء الدین احمد مدنی — ۱ ۰ ۴ ۱ ھ

الحاج شاہ ضیاء الحق والدین — ۱ ۰ ۴ ۱ ھ

علیہ رضوان احکم الحاکمین

۱ ۰ ۴ ۱ ھ

{ ماہنامہ المیزان بمبئی
اپریل ۱۹۸۲ء }

مولانا فضل الرحمٰن خلف الرشید مولانا ضیاء الدین احمد مدنی علیہ الرحمۃ کے نام

تاریخی مکتوب

از مبلغ اسلام مولانا محمد ابراہیم صاحب خوشتر، مانچسٹر، انگلینڈ

بنگاہ سیدی فضل الرحمٰن ۔ ادب آگاہ مولانا فضل الرحمٰن ۔ سیدی سندی حضرت مدنی سلام علیک

۱۴۰۱ ۔ ۱۴۰۱ ۔ ۱۴۰۱

جانشین وحید ضیاء الدین احمد ۔ باب صفا جانشین ضیا ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ ، زندہ باشی

۱۴۰۱ ۔ ۱۴۰۱ ۔ ۱۴۰۱

آہ سیدی ۔ یہ تاریخی نامہ ۔ وصال کعبۂ من مولانا ضیاء الدین احمد ۔ وصال ضیاء الدین احمد قادری

۱۴۰۱ ۔ ۱۴۰۱ ۔ ۱۴۰۱

وصال سیدی مولانا ضیاء الدین احمد مدنی ۔ وصال ولی عالم مولانا ضیاء الدین احمد ۔ پرمشتمل ۔ انکا ابراہیم غلام

۱۴۰۱ ۔ ۱۴۰۱ ۔ ۱۴۰۱

حاضر کر رہا ہے ۔ اور ۔ تعزیت سرور اولیاء ۔ کر رہا ہے درگاہ سیدی مولانا ضیاء الدین احمد

۱۴۰۱ ۔ ۱۴۰۱

میں راقم الحروف کا سلام اور نذرانۂ ثواب پیش کر دیجئے ۔ آہ محفل سلوک اجڑ گئی ۔

خاتم محفل سالک کامل ۔ نہ رہا ۔ عالم زہد و تقوےٰ ویران ہوگیا ۔ زاہد عالم خاتم جام محفل

۱۴۰۱ ۔ ۱۴۰۱

روپوش ہوگیا ۔ زمانہ مرثیہ خواں ہے ۔ فدائے ولی جہان مولانا ضیاء الدین احمد مدنی ۔

۱۴۰۱

پاک نگاہ رخصت ہوا ۔ قادری رضوی جلوہ گاہ ۔ سونی ہے ۔ بدر فلک بزم رضوی ۔ چھپ گیا ۔

۱۴۰۱ ۔ ۱۴۰۱ ۔ ۱۴۰۱

بادئ محفل خاتم اصفیا - محب مولیٰ حضور جان اصفیا ہے - ختم مجلس اصحاب فہم

۱۴۰۱ ۱۴۰۱ ۱۴۰۱

خموش ہوگیا - داناؤں کی مجلس ویران ہوگئی - اسلاف تو عالم فانی چھوڑ ہی چکے تھے - آہ

خاتم اسلاف چودھویں صدی - بھی عازم خلد بریں ہوا - اور نائب ختم رسل باادب -

۱۴۰۱ ۱۴۰۱

حاضر دامانِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوگیا - وقالت الملئکۃ طب یا عبداللہ المحی -

۱۴۰۱ ۱۴۰۱

مرحبا حبیبی سیدی مولانا ضیاء الدین - احمد وادخلوہا خالدین -

۱۴۰۱ ۱۴۰۱

ے چہ خبر آمد کہ دل رنجوری آید بہ بین
تاکہ گردد ہر نفس مہجوری آید بہ بیں
بشنو چہ مژدہ ملائک دادہ اند
شیخ ما حضرت ضیا مغفورے آید بہ بین
۱۴۰۱

ے جلوہ گاہ قادری رضوی نہ پوچھ
جس کے غم میں رو رہے ہیں انس و جن
ہے ملال افزا - بڑی - تاریخ - آہ
۱۴۰۱
چارتھی ذوالحج کی اور جمعہ کا دن

واصفِ سیدی خوشتر صدیقی

۱۹۸۱ء

حضرت شیخ مولانا ضیاء الدین احمد مدنی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر

مولانا فضل الرحمٰن قادری کے نام

ایک تاریخی تعزیت نامہ

تواریخ وصال ہادیٔ بلاد — ملال افزا تاریخ — بنگاہ سیدی فضل الرحمٰن — ادب آگاہ مولانا فضل الرحمٰن

۱۴۰۱ — ۱۴۰۱ — ۱۴۰۱ — ۱۴۰۱

سیدی سندی حضرت مدنی سلام علیک — جانشین وحید ضیاء الدین احمد

۱۴۰۱ — ۱۴۰۱

باب صفا جانشین ضیاء — السلام علیکم ورحمۃ اللہ — زندہ باشی — آہ۔ سیدی

۱۴۰۱ — ۱۴۰۱ — ۱۴۰۱

یہ تاریخی نامہ — وصال کعبۂ من مولانا ضیاء الدین احمد — وصال ضیاء الدین احمد قادری

۱۴۰۱ — ۱۴۰۱ — ۱۴۰۱

وصل سیدی مولانا ضیاء الدین احمد مدنی — وصال ولی عالم مولانا ضیاء الدین احمد

۱۴۰۱ — ۱۴۰۱

پر مشتمل۔ ان کا ابراہیم غلام۔ پیش کرتا ہے اور۔ تعزیت سرور اولیاء۔ کر رہا ہے۔

۱۴۰۱ — ۱۴۰۱

درگاہ سیدی مولانا ضیاء الدین احمد۔ میں میرا سلام اور نذرانۂ ثواب پیش کر دیں۔

۱۴۰۱

آہ محفل سلوک اُجڑ گئی۔ خاتم محفل سالک کامل نہ رہا۔ عالم زہد و تقوے ویران

۱۴۰۱

ہوگیا۔ زاہد عالم خاتم جام محفل۔ روپوش ہوگیا۔ زمانہ مرثیہ خواں ہے۔

۱۴۰۱

فدائے ولی جہاں مولانا ضیاء الدین احمد مدنی ۔ پاک نگاہ رخصت ہوا ۔

۱۴۰۱ ۱۴۰۱

قادری رضوی جلوہ گاہ ۔ سونا ہے ۔ بدر فلک بزم رضوی ۔ چھپ گیا ۔ خاتم مجلس اصحاب فہم

۱۴۰۱ ۱۴۰۱ ۱۴۰۱

خموش ہوگیا ۔ داناؤں کی مجلس ویران ہوگئی ۔ ہادی محفل ختم اصفیا ۔

۱۴۰۱

محب مولیٰ حضور جان اصفیا رہے ۔ اسلاف تو عالم فانی چھوڑ ہی چکے تھے ۔ آہ صد آہ

۱۴۰۱

خاتم اسلاف چودھویں صدی ۔ بھی عازم خلد بریں ہوا ۔ اور نائب ختم الرسل باادب

۱۴۰۱ ۱۴۰۱

حاضر دامانِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوگیا ۔

۱۴۰۱

وقالت الملئکۃ یا عبداللہ المحصی ۔ مرحبا حبیبی سیدی مولانا ضیاء الدین ۔

۱۴۰۱ ۱۴۰۱

احمد وادخلوہا خالدین ۔

چہ خبر آمد کہ دل رنجوری آید بہ بین
نالہ کردہ ہر نفس ہجوری آید بہ بین

بشنند چہ مژدہ ملائک دادہ اند
شیخ ما حضرت ضیا مغفوری آید بہ بین

۱۴۰۱

از حرم تا ساحل ہے کیسا شور و غل
رحلتِ شیخِ طریقت واقف مولائے کل

مژدۂ سال ولادت تھاضیا رکا یا غفور
وصل کی تاریخ کیا جو نائب ختم رسل

۱۴۰۱

واقف سیدی خوشتر صدیقی

۱۹۸۱ء

قطعۂ تاریخ وصال

ضیاء الملت والدین شیخ العالم حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری رضوی مدنی رحمۃ اللہ علیہ

نتیجۂ فکر: صاحبزادہ میاں محمد سلیم حماد سجادہ نشین حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ

ضیائے دین متیں حضرت ضیاء الدیں
گئے ہیں دارِ فنا سے وہ سوئے دارِ بقا

رضائے حق سے ہم آغوش وہ ہیں آج ہوئے
رضائے شیخ طریقت تھی ان کی "عین رضا"

بہاریں گنبدِ خضرا کی ان کی آنکھوں میں
سمائی ہر رگِ دل میں تجلیٔ بطحا

حبیبِ خالقِ یکتا کی نگہ اُلفت سے
ہے مل گیا انہیں جنت میں رتبۂ اعلیٰ

سنِ وصال یہ حماد مجھ سے ہاتف نے
کہا ہے "پاک ادا عاشقِ رسولِ خدا"

۱۴۰۱ھ

قطعہ تاریخ وصال

نتیجہ فکر : ابوالطاہر فداحسین فدؔا

ہیں آج واصلِ حق حضرت ضیاء الدیں
کہ جن کا قبلہ و کعبہ درِ پیمبر ہے

گئے ہیں عشقِ نبی کی وہ لیکے دل میں تڑپ
نگاہ، شافعِ محشر کی خاص اُن پر ہے

زہے نصیب یہ عظمت یہ رفعتِ اعزاز
میسّر آج اُنہیں جو مُدام کوثر ہے

وہ تھے مجددِ دَوراں کے نائبِ برحق
یہ اُن کے دُرجِ فضیلت کا خاص جوہر ہے

وہ اُنکا زہد و تقدّس وہ درسِ رُشد و ہُدیٰ
نظر نواز، دل افروز، روح پرور ہے

تھے ایک عالمِ دیں وہ جہانِ فکر و شعور
کہ علم و فضل میں جن کا نہ کوئی ہمسر ہے

سنِ وصال یہ اُن کے فدؔا سے ہاتف نے
کہا "یگانہ آفاق شیخ اکبر" ہے

۱۴۰۱ھ

عاشقِ اعلحضرت علیہ الرحمۃ

۱۹۸۱ء

(صابر براری - کراچی)

اعلیٰحضرت کے خلیفہ چل دیئے سوئے عدم
اَب ہے ان کا آستانہ جنت الفردوس میں

زُہد و تقویٰ حبِّ خالق اور ولائے پنجتن
لے کے پہنچے یہ خزانہ جنت الفردوس میں

خیر مقدم کر رہے ہیں حور و غلمان و ملک
والہانہ والہانہ جنت الفردوس میں

ہے زباں پر یا رسولَ اللہ انظر حالنا
کیا سماں ہے عارفانہ جنت الفردوس میں

ہے اگر صابرؔ براری فکرِ تاریخِ وفات
لکھ ضیاء الدین یگانہ جنت الفردوس میں

۱۹۸۱ء

(تاریخ رفتگان، صابر براری، مطبوعہ باہتمام ادارہ فکرِ نو، کراچی، مطبوعہ فروری ۱۹۸۶ء ص ۲۰۶)

بسم الله الرحمن الرحيم   وصلى الله على سيدنا محمد وآله وصحبه وسلم

من عبيد ربه سعيد بن محمد [illegible] الى حضرة الاجل الفاضل النبيل الكامل صاحب الوداد وهداية الرشاد العالم المتمسك الورع [illegible] الشيخ احمد رضا البريلوي حفظه الله [illegible] امين

السلام الكامل الاتم والرضوان الشامل الاعم عليكم ورحمة الله تعالى وبركاته [illegible] عنكم نرجو الله تعالى ان تكونوا بحال الاتم والسلامة وان تسألوا عنا فنحن [illegible] الله [illegible] المسلمين [illegible] ونسأل الله قبول [illegible] فهذا [illegible] الله تعالى [illegible] بمدينة الحبيب صلى الله عليه وسلم [illegible] والله [illegible] ان شاء الله [illegible] واعلموا [illegible] الله [illegible] الاحكام [illegible] وسلم [illegible] عليه [illegible] الصلاة والسلام [illegible] القبول [illegible] والسلام

تحريرا ٢٩ ذي الحجة ١٢٤٦

[illegible] هذا والاحول ولا

تار کا پتہ: مفتی اعظم ہند بریلی

شاہزادہ اعلیٰ حضرت العلامہ مصطفیٰ رضا خاں

مفتی اعظم ہند مدظلہ

سجادہ نشین آستانہ عالیہ رضویہ سوداگران بریلی شریف

تاریخ ... ۱۳۹۱ھ

مکرمی ... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

[illegible]

حضرت عظیم البرکت رضی اللہ عنہ [illegible]

[illegible]

اس وقت یہ عریضہ لکھتا ہوں۔ کہ [illegible] در حالت آثار [illegible]

[illegible]

[illegible] میں میرا زمانہ حاضری مدینہ طیبہ میرا وہ [illegible] یاد میری [illegible] تشریف [illegible] اور [illegible]
[illegible] اور جناب کی دعوت بھی فرمائی تھی اور [illegible] سیٹھ [illegible] باب السلام [illegible]
[illegible] ہے۔ مجھے اس وقت ان صاحب کا نام یاد نہیں آتا اور [illegible] باب السلام [illegible] الحمد [illegible]
[illegible] صاحب نے تمام [illegible] کو اور [illegible] تحریر [illegible] میں [illegible]
[illegible]
[illegible] اور [illegible]
[illegible] اور [illegible]
[illegible]

[illegible]

تعزیتی پیغامات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سیدی الکریم حضرت قبلہ مولانا فضل الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

انا للہ وانا الیہ راجعون ، حضرت قبلہ عالم آپ کے والد معظم سیدنی حضرت مولانا ضیاء الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات کی خبر سے جو صدمہ قلب حزیں پر ہوا قابل بیان نہیں۔ حضرت اقدس کا وجود مبارک دنیائے اسلام کے لیے آیۂ رحمت وموجب برکت تھا۔ تمام سنی سوگوار ہیں خصوصاً علماء اہل سنت کے قلوب حضرت کے وصال کی خبر سے انتہائی مغموم ہیں۔ مدینہ منورہ میں حضرت ممدوح قدس العزیز کا مقصد ہی یہ تھا کہ حرم نبوی میں وفات پاکر شہادت کا درجہ حاصل ہو۔

رب العزت بجاہ نبیہ الکریم علیہ وآلہ وصحبہ الصلوٰۃ والتسلیم، حضرت مخدوم معظم قدس سرہٗ العزیز کو دیار حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے انوار وبرکات سے مستنیر فرماکر جنات الفردوس میں اعلیٰ مقام پر فائز فرمائے اور جناب والا ونیز جملہ اہل سنت ومتعلقین کرام سب مریدین ومسترشدین محبین وجمیع اہل سنت کو صبر جمیل اور اس پر اجر جزیل عطا فرمائے۔

والسلام مع الاحترام

مسکین وغمگین

احمد سعید کاظمی غفرلہٗ

حضرت قبلہ کا وصال عالم اسلام کے لیے المیہ ہے جو ناقابلِ تلافی ہے۔ میرے مربی اس دُنیا سے رُخصت ہو گئے۔ سیّدی ہمیں بے آسرا چھوڑ گئے۔ خدائے برتر حضرت قبلہ کو اعلیٰ علیین میں خاص مقام عطا فرمائے اوران کے پس ماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے، یہاں بھی فاتحہ خوانی ہوئی۔ اَب سوائے ایصالِ ثواب کے اور کیا چارہ ہے۔ مولیٰ تعالیٰ کو منظور یہی تھا، خداوندکریم کو منظور یہی تھا۔ خداوند قدوس آپ کو صبرجمیل عطا فرمائے۔

قرآن کریم سے میں نے تاریخ وصال استخراج کی ہے جس کے اعداد ۱۴۰۱ ہوتے ہیں۔

انّ المتقین فی جنّٰت ونعیم

۱۴۰۱ھ

(مفتی) تقدس علی قادری رضوی
درگاہ شریف، پیرگوٹ،
خیرپور، سندھ
۶ ؍ ذوالحجہ ۱۴۰۱ھ

حضرت پیر سید افضل حسین شاہ مدظلہ العالی

سجادہ نشین دربار علی پور سیداں (سیالکوٹ)

"حضرت علامہ مولانا ضیاء الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے عالم اور خصوصاً عاشق رسول تھے۔ کوئی لمحہ ایسا نہیں گزرتا تھا، جس میں قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بحث نہ ہو۔ اور حدیث نبوی کا ذکر نہ ہو۔ اور حلقہ بگوشان کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور آپ کے اوصاف واضح نہ فرمائے ہوں۔ غرضیکہ اس عاشق رسول کے متعلق میں کیا تحریر کر سکتا ہوں۔"



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مولانا ضیاء العرب والعجم دُنیا بھر کے سنی مسلمانوں کے لیے مرکزِ رشد و ہدایت اور مینارِ نور تھے، ان کی ذات ہمارے لیے زبردست سہارا تھی، ان کی محبت آمیز گفتگو اور پدرانہ شفقت ایسی نعمت تھی جو ازقبیل مغتنمات ہے، موت العالِم موت العالَم کا راز، ان کی دارِ فانی سے عالمِ جاودانی کی جانب رحلت کے بعد معلوم ہُوا۔ میرا ایمان ہے کہ ان کا روحانی تصرف پہلے سے زیادہ ہے۔ میری دُعا ہے کہ "الولد سر لابیہ" کے مصداق اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے خصوصی الطاف و عنایات بے غایات سے نوازے۔ آپ کے ذریعے بابا رحمۃ اللہ علیہ کے دعوت و ارشاد کے مشن کو جاری و ساری رکھے، آمین، اور آپ کو اپنی عافیت میں رکھے اور مدارج بُلند فرمائے۔

آمین ثم آمین

فقط والسلام

مخلص محمد عبدالستار خاں نیازی

۲ رنومبر ۱۹۸۱ء / ۴ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حضرت صاحبزادہ صاحب قبلہ دامت برکاتہم

سلام و رحمت!

آج بذریعہ اخبارات مخدومی و سیدی شیخ العالم حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ رحمۃً واسعۃً کے انتقال پُر ملال کی خبر ملی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت شیخ العالم کی موت یقیناً ایک عالم کی موت ہے، اور اہلِ سنّت ایک عظیم روحانی پیشوا اور دُعاگو بزرگ سے محروم ہو گئے، حقیقۃً یتیم ہو گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ بطفیل اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت والا کے مدارج بلند فرمائے اور آپ کو جملہ اہل خانہ نیز سب متوسلین اور عقیدتمندوں کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا کرے آمین اور حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی روحانی توجہات آپ کی طرف ہمہ وقت مبذول رہیں۔ مزار شریف پر حاضری کے وقت اس عاجز و خاطی غلام کا سلام عرض کریں۔

جملہ اراکین مرکزی مجلس رضا کی طرف سے مضمون واحد۔

غمزدہ

محمد موسیٰ عفی عنہٗ

۴۸۶
۹۲

محترم و مکرم جناب حکیم اہلِ سنت حکیم محمد موسیٰ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ !

آپ کا نوازش نامہ موصول ہوا۔ جناب مولانا ضیاء الدین کا دُنیا سے سفر کر جانا، اہلِ سنت کے لیے بہت بڑا صدمہ ہے۔ حق تعالےٰ اُن کو جنت الفردوس میں مقام عطا فرماوے۔ اور ہم لوگوں کو آپ کے برکات سے ہمیشہ فائز المرام رکھے۔ آمین

والسلام
سید شرافت نوشاہی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الاخ العزیز حفظک اللہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

وصلنی الآن الخبر بان العم والدکم توفی الی جوار رحمۃ اللہ،
انا للہ وانا الیہ راجعون ط
اعلی اللہ مقامہ فی الجنۃ و وفقکم اجمعین لحسن الصبر وجمیلہ، کنت
تشرفت بزیارۃ فی سنۃ ۱۹۳۲ء ومخضت خمسون سنۃ تقریباً
علیٰ ہذا ولقیت منہ دائماً اجمل الاخلاق واکرمہا۔
مع تعزیتی و دعائی لہ ولکم اجمعینؒ

ا الفقیر الی اللہ
محمد حمید اللہ
(پیرس)
۲۲ ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بلاشبہ حضور کی ذات سنّیت کا عظیم مرکز تھی، جن قدموں میں حاضری اہلِ دل اپنے لیئے باعثِ سعادت تصور کرتے تھے۔ برطانیہ کے جملہ اہلِ سنّت ان کے وصال کو شدّت سے محسوس کر رہے ہیں۔ جملہ مساجد اہلِ سنّت میں محافلِ ایصالِ ثواب منعقد ہوئیں۔ ورلڈ اسلامک مشن کی طرف سے مانچسٹر میں مجلس ایصالِ ثواب منعقد ہوئی جس میں برطانیہ بھر کے علماء اور مشائخ نے شرکت کی اور حضور سیّدی رحمۃ اللہ علیہ کی رُوح کو ایصالِ ثواب اور خراجِ تحسین و عقیدت پیش کیا گیا۔

قمرالزماں اعظمی
دی ورلڈ اسلامک مشن
۲۲ر اکتوبر ۱۹۸۱ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سیدی المخدوم الکریم دامت برکاتہم القدسیہ
تحیۃ السلام و الاکرام بسنۃ خیر الانام

مزاج ہمایوں !

اخبارات کے ذریعے حادثہ عظیمہ کی خبر معلوم کر کے ہندوستان کے سارے سنی مسلمانوں پر غم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے، ہر طرف صفِ ماتم بچھ گئی، سنی مدارس میں ایصالِ ثواب اور تعزیت کے جلسے منعقد ہوئے وہ اسم بامسمّٰی دین وسنت کی ضیا رہے تھے۔ آج دنیا ایک نادر الوجود شخصیت کی برکتوں سے محروم ہو گئی۔

رحمہ المولیٰ تعالیٰ رحمۃ کاملۃ واسعۃ وافرۃ۔

والسلام

ارشد القادری

مہتمم مدرسہ فیض العلوم، جمشید پور
بہار، (الہند)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترمی گرامی قدر حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدنی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

امید ہے کہ آپ کی صحت اچھی ہوگی۔

حضرت شیخ طریقت مولانا ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کی خبر اسلامیان پاکستان پر بجلی بن کر گری۔ حضرت صاحب کا وجود نہ صرف یہ کہ ہم سب کے لیے ایک بڑا سہارا تھا بلکہ وہ ہمارے لیے مرکز کی حیثیت رکھتے تھے۔

مجھے یقین ہے کہ ان کے فیوض و برکات ہمیں وصال کے بعد بھی حاصل رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت صاحب کے درجات عالیہ کو بلند فرمائے اور حضرت کے وابستگان کے سروں پر آپ کا سایہ برقرار رکھے۔ آمین

حضرت صاحب کا وصال صرف آپ ہی کے لیے نہیں، عالم اسلام بالخصوص اہل سنت کے لیے عظیم نقصان ہے۔ آپ حضرت کے علم، فضل اور تقوے کے صحیح جانشین ہیں۔ اور حضرت کے بعد آپ ہی ہماری امیدوں کا سہارا ہیں۔ امید ہے کہ آپ کی محبتیں، شفقتیں، سرپرستی اور فیض روحانی ہمیں حاصل رہیگا۔

میرے حق میں دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی مدینہ طیبہ کی موت عطا فرمائے۔

آمین۔ دیگر دوستوں اور حاضرین کو سلام۔

آپکا مخلص

ظہور الحسن بھوپالی

آہ! مولانا ضیاء الدین احمد مہاجر مدنی

مورخ لاہور محمد دین کلیم قادری

شیخ العرب والعجم الشیخ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مہاجر مدنی خلیفہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی شاہ احمد رضا خاں قادری کا وصال مدینہ منورہ میں ۲ اکتوبر ۱۹۸۱ء کو دن کے ایک بجے بعمر ۱۱۰ سال ہوگیا۔

انا للہ و انا الیہ راجعون ط

آپ تقریباً ۷۵ سال سے مدینہ منورہ میں اقامت گزیں تھے۔ ۶۰ حج کئے، حکیم محمد موسیٰ امرتسری جب حج کے لیے گئے تو میں نے بزرگان لاہور پر اپنی تالیفات کا سیٹ بھیجا۔ جس پر آپ نے اظہار پسندیدگی فرمایا اور لکھا:۔

"جناب میاں محمد دین کلیم قادری کی تالیفات کا ایک سیٹ محب مخلص، حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے ذریعے مجھ تک پہنچا۔ جستہ جستہ مطالعہ سے معلوم ہوا کہ کلیم صاحب کی محنت لائق تحسین ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اور مقبولان بارگاہ کے صدقہ قبول و منظور فرمائے۔ اور دین حقہ کی خدمت کی زیادہ سے زیادہ توفیق دے۔

ازاں بعد جب میں نے "امام اہلسنت شاہ احمد رضا بریلوی کا لاہور پر فیضان" کے نام سے مقالہ لکھا تو سب میں آپ کے خلفاء میں حضرت شیخ العرب والعجم کے بھی تفصیلی حالات لکھے گئے جب حضرت مدنی کے صاحبزادے مولانا فضل الرحمٰن اور پیر حمید حسین علی پوری حکیم موسیٰ امرتسری کے مطب پر تو ناچیز نے ان کو اس مقالے کے متعلق بتایا۔ یہ ۱۹۷۵ء کا واقعہ ہے۔ مولانا الشاہ احمد نورانی مولانا فضل الرحمٰن کے داماد ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور ان کی مغفرت فرمائے۔ نیز ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مخلصی فی الدین حکیم صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

اخبارات اور عزیز عبداللہ کی زبانی یہ معلوم ہو کر کہ حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے ہیں، دلی صدمہ ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

حکیم صاحب دیارِ رسول وہ دیار ہے جس کی ایک جھلک مسلمان کے لیے سرمایہ ایمان و دین ہوتی ہے۔ اور جو شخص اس سعادت سے بہرہ ور ہوتا ہے اور چند لمحے قربِ رسول میں بسر کرتا ہے وہ اپنے آپکو دُنیا کا خوش قسمت ترین اور کامیاب ترین فرد سمجھتا ہے۔

یہ حالت تو ہوتی ہے اُس شخص کی جسے قربِ رسول میں چند لمحات گزارنے کا موقع ملتا ہے۔ اب اُس شخص کی خوش قسمتی اور علوئے بخت کا کیا کہنا، جس نے اپنی عمرِ عزیز کے تقریباً ستّر سال قربِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں گزارے۔ جو نہ صرف خود عشقِ رسول و خدا میں سرشار تھا بلکہ جس شخص نے بھی اُس مردِ پاک باز کی صحبت میں چند لمحے بسر کیے وہ بھی عمر بھر کے لیے عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سعادت سے سرشار ہو گیا۔

مولانا کی جراٗتِ ایمانی کا یہ عالم تھا کہ سعودی حکومت جیسی متعصب اور متشدّد حکومت کے دَور میں لوائے کلمۃ الحق کو نصف صدی سے زیادہ تک بُلند کیے رکھا۔ اُن کا گھر عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حریمِ جاں اور پناہ گاہ تھا۔

میری دُعا ہے کہ مولائے کریم اپنے فضل و کرم سے مولانا کو جنت الفردوس

میں جگہ نصیب فرمائے۔ اور اُن کے پسماندگان اور معتقدین کو صبر و ہمت کی دولت سے نوازے۔

حکیم صاحب مجھے اپنے غم میں برابر کا شریک سمجھیں۔ آپکو ناقابلِ تلافی غم پہنچا ہے۔

والسلام مخلص
سیّد نور محمد قادری
۱۱ر اکتوبر ۱۹۸۱ء

مولانا محمد مظفر اقبال مصطفوی لاہور

۵ راکتوبر ۱۹۸۱ء

الحضرت الفاضل العلامہ، مولانا فضل الرحمٰن صاحب قادری مدنی مدظلکم العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

پاکستانی اخبارات میں شائع ہونیوالی اس رُوح فرسا خبر نے دُنیائے اہلسنّت میں صفِ ماتم بچھادی کہ " قطبِ وقت الشیخ حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ ۲ راکتوبر ۱۹۸۱ء کو مدینۃ الرسول میں انتقال فرما گئے۔

اِنّا لِلّٰہِ و اِنّا الیہ راجعون ط

ابھی شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ اور مجاہد ملت مولانا، حبیب الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا زخم مندمل نہ ہونے پایا تھا کہ حضرت کی وفات حسرت آیات سے یہ زخم اور گہرا ہوگیا۔ آپ کی وفات سے سُنیوں کی آنکھیں پُرنم اور دل افسردہ ہیں، سُنیوں کا یہ عظیم نقصان ہے جس کی تلافی ناممکن ہے۔

حضرت شیخ الاسلام مولانا ضیاء الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ گرامی، امام اہل سنّت مجدد دین و ملت امام احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ کے مشن کی علمبردار اور صحیح جانشین تھی۔

وہ اہلسنّت کے لیے سایہ رحمت متلاشیان حق کے لیے شمع ہدایت اور ایک ایسا چشمۂ فیض تھے جن سے ہزاروں نہیں لاکھوں نے روحانی سکون کی لازوال دولت کو اپنے سینوں میں سمیٹا۔

حضور پُرنور خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عشق ومحبت کا ہی یہ صلہ انہیں دربارِ رسالت سے عطا ہوا تھا کہ آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اس طالب صادق کو اپنے گنبدِ خضرا کے سایے میں زندگی کے لمحات معطر کرنے کا اعزاز بخشا اور

پھر کرم بالائے کرم یہ کہ تا قیامت اپنے زیر سایہ اُس خطہ پاک میں آخری آرام گاہ مرحمت فرمائی جہاں شمع نبوت کے سینکڑوں پروانے محو استراحت ہیں۔

اس فقیر کو گذشتہ برس حاضری حرمین شریفین کی سعادت حاصل ہوئی اور ساتھ ہی ۱۰ محرم الحرام ۱۴۰۱ھ کو حضرت قطب وقت کی قدمبوسی کا شرف حاصل ہوا تھا۔ حضرت نے بڑی شفقت فرمائی اور دعاؤں سے نوازا، اسی محفل میں مجاہد ملت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب کا شہادت پر بیان بھی ہوا، اُس مجلس کی روحانی لذت اب تک محسوس کرتا ہوں۔

دُعا ہے کہ مولا تعالےٰ اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل انہیں اپنے خاص جوار رحمت میں جگہ مرحمت فرمائے۔ آمین اور اُن کے فیوض و برکات کا سلسلہ آپ کے ذریعہ تا قیامت جاری و ساری رہے اور اُسی طرح خلق خُدا مستفید ہوتی رہے فقط والسلام مع الاکرام صاحبزادگان کی خدمت میں سلام

محتاج دعا،

فقیر محمد مظفر اقبال مصطفوی

بازار ٹھٹھی ملاحان۔ اندرون ٹیکسالی گیٹ۔ لاہور

پاکستان

مکتوب حضرت شیخ الفضیلت علامہ محمد فضل الرحمن مدنی مدظلہ العالی

بنام مولانا محمد مظفر اقبال مصطفوی
لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از مدینۃ المنورہ
محرم الحرام ۱۴۰۲ھ

الی حضرۃ المحترم الفاضل الکامل مولانا محمد مظفر اقبال مصطفوی صاحب

السلام علیکم! ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

جناب والد محترم کے سانحہ ارتحال پر آپکا تعزیتی خط ملا جس کے لیے میں آپکا بیحد مشکور و ممنون ہوں، خدا تعالیٰ آپکو جزائے خیر عطا فرمائے۔

حقیقت یہ ہے کہ جناب والد صاحب کا سایۂ کرم ہمارے سروں سے اُٹھ جانے پر ہم یتیم ہو گئے ہیں، آپ سب مزید دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس صدمہ کے تحمل کی قوت عطا فرمائے۔ اور ان کے روحانی فیوض و برکات سے متمتع فرمائے۔ آمین

المرسل لداعی لکم بالخیر

فضل الرحمن

۸۶ / ۹۲ واجب الاحترام حضرت حکیم صاحب

سلام ورحمت!

حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے انتقالِ پُرملال کا پڑھ کر دلی صدمہ ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ط

اُن کی وفات سے مدینہ منورہ میں اہلِ سنّت کا مرکز ختم ہوگیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ سیّدالمرسلین، صلی اللہ علیہ وسلم

شریکِ غم
محمد صادق، قصوری
بُرج کلاں، ضلع قصور
۴ ر اکتوبر ۱۹۸۱ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمؕ

آج کون ہے جس کی آنکھ ان کے لیے نم نہیں، کون ہے جو ان کی شان اور ان کے مرتبے کا قائل نہیں، جس کا یہ کہنا نہیں کہ حضرت کی شفقت مثالی تھی، اپنے پرائے سب اس عظیم بزرگ اور اسلام کے بطلِ جلیل کے حضور ہدیۂ عقیدت پیش کر رہے ہیں۔ ان کی زندگی بامقصد اور کامیاب زندگی تھی وہ دین حق اور مسلک حق پر پہاڑ کی طرح ثابت قدم تھے۔

کوکب نورانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

واجب الاحترام محترم جناب حکیم صاحب مدظلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج گرامی! آج ہی آپ کا مورخہ ۸/۱۱/۸۱ کا ارسال کردہ گرامی نامہ موصول ہوا۔ چونکہ عملہ ڈاک کی کوتاہی کیوجہ سے اتنی تاخیر سے موصول ہوا۔ آپکی اور تمام احباب کی خیریت معلوم ہوئی۔ حضرت قبلہ شیخ العرب والعجم مولانا ضیاءالدین کے متعلق افسوس ناک خبر حاجی برکات صاحب سے سنی تھی۔ اپنی اور تمام اہلسنت کے یتیم ہونے پر بہت رونا آیا۔ حضرت مولانا کے وصال کے بعد ہم واقعی یتیم ہوگئے ہیں۔

۱۲ دسمبر ۱۹۸۱ء

فقط والسلام
اقبال احمد چشتی
دوبئی

انجمن فریدیہ فخریہ لاہور

انجمن فریدیہ فخریہ لاہور کا ہنگامی اجلاس جامعہ مسجد طٰہٰ گلبرگ میں زیرِ صدارت مولانا حاجی عنایت احمد منعقد ہوا۔ جس میں قطبِ مدینہ شیخ العالم مولانا ضیاء الدین مدنی قادری کی وفات پر ایک قرار داد تعزیت پاس کی گئی۔ اور مولانا فقیر اللہ صدیقی، سائیں نذیر فریدی قادری، نذر محمد، سید گلزار الحسن شاہ نے آپ کی ملی مذہبی خدمات کو سراہا۔ اور آپ کی وفات سے عالم اسلام ایک عظیم روحانی راہنما سے محروم ہو گیا ہے۔" ان کی محفل میں ہر وقت " عشقِ رسول کا درس ہوتا رہتا تھا۔ مرکزی مجلس رضا لاہور پاکستان ان ہی کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ آخر میں فاتحہ خوانی ہوئی۔

مرکزی مجلسِ امیرِ ملت، برج کلاں، ضلع قصور

"مرکزی مجلس امیرِ ملت" برج کلاں ضلع قصور کا ہنگامی اجلاس زیر صدارت محمد صادق قصوری صدر مجلس منعقد ہوا۔ جس میں شیخ العرب والعجم حضرت مولانا محمد ضیاء الدین صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت پر گہرے رنج و الم کا اظہار کیا گیا اور اُن کی مذہبی، ملی اور سیاسی خدماتِ جلیلہ کو زبردست خراجِ تحسین پیش کیا گیا۔ انہوں نے اعلیٰحضرت بریلوی قدس سرہٗ، کے خلیفہ کی حیثیت سے اہلِ سنت و جماعت کی جو خدمت کی ہے وہ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ آخر میں فاتحہ پڑھی گئی اور اُن کے تمام پسماندگان خصوصاً مولانا فضل الرحمن مدنی مدظلہ اور قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی مدظلہ سے اظہارِ ہمدردی کیا گیا۔

محمد صادق قصوری

انجمن نعمانیہ (لاہور)

لاہور ۱۳؍اکتوبر، آج دارالعلوم نعمانیہ میں شیخ العرب والعجم حضرت مولانا ضیاءالدین احمد کی وفات حسرت آیات کی خبر ملنے پر اساتذہ وطلباء دارالعلوم کے ایک مشترکہ اجلاس میں قرآن خوانی کی گئی، شیخ الحدیث مولانا ارشاد الٰہی صاحب نے مولانا کو خراجِ عقیدت پیش کیا کہ حضرت مولانا کا شمار برصغیر کے ان جیّد علماء میں ہوتا ہے جنہوں نے اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ کی زیر قیادت دو قومی نظریہ کے حق میں جہاد کیا اور مسلمان قوم کے تشخص کو قائم رکھنے کے لیے ہر قسم کی صعوبتیں برداشت کیں، مولانا ایک عرصہ سے مدینہ طیبہ میں مقیم تھے اور اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔

محمد شفیع رضوی

سیکرٹری انجمن نعمانیہ پاکستان لاہور

قطبِ مدینہ

کی چند

یادیں

بشیر حسین ناظم

مالکِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ

آسمانوں کے ستاروں کی طرح زمین کے بھی نجوم و کواکب ہوتے ہیں، جنہیں اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی زبان میں شب زندہ دار کہا جاتا ہے۔ ان زمینی نجوم و کواکب کی روشنی سے یعنی قیام اللیل اور ادائے تہجد سے شبہائے راج کی سیاہیاں لمعان پاشیوں میں بدل جاتی ہیں، اور ان نور پاشیوں پر نہ صرف سیارگان افلاک ناز کرتے ہیں بلکہ ساکنان عرش بھی فخر کرتے ہیں۔

حضرت خواجہ خواجگان شیخ العرب والعجم مولانا ضیاء الدین احمد قادری مدنی رحمۃ اللہ علیہ انہی ارضی اقمار و شموس اور نجوم و کواکب میں سے تھے جن کے نورانی فیوض اور سرکار مدینہ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قربتِ خاص کی برکات عالیہ کے آثار نعم گستر سے ایک عالم کو متمتع کا موقع دیا۔

کہتے ہیں تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے۔ پہلی صدی ہجری میں اللہ تعالیٰ نے حضرت امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ کو پیدا فرمایا اور ان کی جبلت و طبع میں سیّد لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور مدینہ طیبہ کے پیار کے وہ تابناک جوہر رکھے کہ حضرت امام مالک رح باوجود ہارون الرشید کی ولی دعوت، وعدۂ اکرام و انعام اور باحشمت و جاہ قیام کی ضمانت کے بھی مدینہ طیبہ چھوڑنے پر مائل نہ ہوئے بلکہ بزبان حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرمایا ؎

گفت مالک مصطفیٰ را چاکرم

جز ہوائے او ندارم در سرم

"میں تو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چاکروں میں سے ہوں اور میرے سر میں صرف

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت تامہ سمائی ہوئی ہے ۔"

چنانچہ حضرت سیدنا امام مالک رضی اللہ عنہ تا وقت رحیل مدینہ طیبہ سے باہر نہ نکلے محض اس خوف سے کہ کہیں موت مدینے سے باہر نہ آئے ۔

اس تاریخی واقعہ کے تناظر میں میں حضرت سیدی شیخ العرب والعجم خواجہ ضیاء الدین احمد قادری مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو مالکِ ثانی (رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں ۔ آپ نے زندگی کے تقریباً ۷۵ برس مدینہ طیبہ کی نورانی فضاؤں میں گزارے اور زندگی کے آخری بیس سالوں میں طیبہ منورہ سے باہر اس لئے نہ نکلے کہ وہ بھی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی طرح جانِ مدیون شہر حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جان آفرین کے سپرد کرنا چاہتے تھے ۔ یہ آپ کی تمنا تھی ، آرزو تھی ، بلکہ آبرو ۔

راقم الحروف کو رب العزت اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے ۱۹۷۵ء سے باستثنائے چند سال اپنے گھر کے حج اور سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار عالی کی حاضری سے نواز رہا ہے ۔ گنہگار ہوں ، سیاہ کار و خطا کار ہوں ۔ زمین پر غیر مطلوب بوجھ اور ناخواستہ بار ہوں ۔ نہ جانے کس لئے اور کیوں کرم کے دروازے حاضری کے لیے کشادہ ہیں ۔ میں اسکو اللہ تعالےٰ کے عواطف کریمہ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے الطاف بے پایاں کی ایک موج بخت رسا اور کرم قسمت انتہاء تصور کرتا ہوں ۔ الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ ۔

اس فقیر کمتر از قطمیر کی یہ عادت ہوتی کہ عشاء کی نماز کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار جہاں نواز میں حاضری کے بعد کچھ دیر امصار و دیار سے آئے ہوئے زائرین و حجاج کی مدینہ منورہ کے بازاروں میں چل پھر کر زیارت کرتا پھر امام اہل سنت ، عاشق سید عالم و عالمیان اعلحضرت مولانا حافظ قاری احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز حضرت شیخ علاّمہ ضیاء الدین احمد قادری مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتا ۔ آپ کی خدمت میں حصول برکت اور دُعا کے لیے عرب و عجم بلکہ دُنیا کے تمام براعظموں کے حجاج و زائرین حاضر ہوتے ۔ ہر روز نئے سے نئے چہرے دیکھنے میں آتے ۔ بعض کے چہروں پر نظر ڈالنے سے اللہ یاد آتا اور

بعض کو دیکھ کر سرکارِ دوعالم کی رحمت کے آثار نظر آتے ۔ تقریباً ہر شخص حضرت کی خوانِ نعمت سے تبرّکاً اور تیمّناً، چند لقمے کھاتا اور ہم ایسے پُر جوع لوگ پیٹ بھر کر کھانا کھاتے کیونکہ ہمیں تو مدینہ طیبہ کی سمولی، خُبزا اور اشیف میں لذت انگور آتی اور الحمدللہ آتی ہے ۔

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ آپ ایک پٹکے سے اپنی کمر اور اپنے دونوں گھٹنے باندھ کر مجلس میں بیٹھتے ۔ اور ہر ایک سے جن کے نام جانتے یا جن کے آنے کی اطلاع ہوتی خیر تیت پوچھتے ۔ راقم الحروف کا اکثر پوچھتے ۔ ناظم صاحب آئے ہیں ۔ اس طرح ہر وارد و خارج سے خیر تیت پوچھتے ۔ آپ کے اس عمل سے ہر زائر خوش دِل ہو جاتا ، اور یہ محسوس کرتا کہ جتنا حضرت صاحب کو مجھ سے محبت اور پیار ہے وہ کسی دوسرے سے نہیں ۔

مدینہ طیبہ زادا اللہ شرفہا کے مقامی وقت تقریباً گیارہ بجے کے قریب محفل نعت خوانی منعقد ہوتی ۔ عربی، فارسی، اُردو، پنجابی اور دیگر زبانوں میں نعت پڑھنے والے نعت خوان حاضر ہوتے ۔ ان نعت خوانوں میں سے ایک اسود اللّون نعت خوان جو عربی نژاد تھے نعت پڑھتے ہوئے لوگوں کے دل لوٹ لیتے ۔ میں دانستہ طور پر اپنی نعت سُنانے سے گریز کرتا اور اعلیٰحضرت یا مولانا حسن رضا رحمۃ اللہ علیہما کی نعت پڑھتا ۔ مجھے سینکڑوں ریال ملتے ۔ حاجی آدم میمن جو کراچی سے مستقلاً طور پر مدینہ منورہ میں رہائش پذیر تھے مجھے اکثر مجالس میں بھی لے جایا کرتے تھے ۔ مگر حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت سے ۔

ان محافل کے علاوہ دیگر اوقات میں بھی راقم الحروف حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر رہتا ۔ اور قلبی کیفیات بیان کر کے ان کے علاج کی التماس کرتا ۔ ایک دن میں حضرت کی خدمت میں حاضر تھا ۔ میرا دِل دن بھر خیالات باطلہ کا مدخل و مخرج رہا ۔ میں نے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی ۔ حضرت! مدینہ طیبہ میں رہ کر بھی بعض اوقات دِل ایسے خیالات کا مدخل و مخرج رہتا ہے جن کے بیان کرنے سے ندامت و شرمندگی سے سر نیچا ہو جائے ۔ حضرت مدنی نے فرمایا : ایسے خیالات تقاضائے بشریت ہیں اور آتے جاتے ہی رہتے ہیں ۔ ان کی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے ۔ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے فرمایا جب صحابہ

کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی شکایت کرتے تو حضور پرُنور فرماتے کہ تم لوگ ذکرِ ربانی کا دامن تھامے رکھو۔ ایسے خیالات آنی جانی چیز ہے۔ پھر فرمایا! ایسے خیالاتِ فاسدہ سے مخلصی و رہائی کے لیے کلمہ طیبہ کا توغل سے ذکر بہترین علاج ہے۔

ایک دن میں نے عرض کی سرکار! لوگوں کی مرادیں باوجود ہزار ہا دعاؤں کے حاصل کیوں نہیں ہوتیں، کیا وجہ ہے؟ قدیم زمانے میں تو لوگ بس ہاتھ اٹھاتے اور رب العزت ان کی مراد برلاتا۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ مسکرائے اور فرمایا! ناظم صاحب جگ بیتی کم کہتے ہیں اور ہڈ بیتی زیادہ۔ پھر فرمایا، یاد رکھو، ہر شخص کی مراد اس فضائے بسیط میں ایک طائر کی شکل میں اڑتی رہتی ہے۔ اور انسان ایک شکاری و صیاد کی شکل میں سطح زمین پر پھرتا رہتا ہے۔ اب اس طائر کو پہلے ہی تیر میں مارلینا یا ہزاروں تیر چلانے کے بعد بھی محروم رہنا اسکی اپنی چابک دستی پر منحصر ہے۔ یہ چابک دستی کیسے حاصل ہوتی ہے۔ یاد رکھو صرف قلب کی صفائی سے۔ جس شخص کا دِل اللہ تعالےٰ مراد برلانے والے کی محبت و بندگی کے نور سے منور و مستنیر ہے، ایسے دل والے کا چھوڑا ہوا ناوکِ دعا، طائرِ مراد کے عین جگر میں پیوست ہوگا، ورنہ ے

اے بسا آرزو کہ خاک شُدہ

والا معاملہ ہوتا ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ اپنے قلوب و فؤاد کو ذکر اللہ سے ضربوں سے دنیوی جھمیلوں سے مصفا و متجلی کرے۔ دل و جان کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا مرکز و مہبط بنالے۔ حضور کے عشق کے قلزم میں ڈبکیاں لے، جسم و جسد کی ظاہری آلائش دور کرے۔ اتباع رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حرزِ جان بنالے۔ یہی تعظیم و تکریم اور توقیر ـــــ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اسی سے انسان تقرب خداوندی حاصل کرتا ہے۔ جب تقرب خداوندی اور ذرہ عشق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دِل میں جاگزیں ہوجائے تو پھر طائرانِ مراد از خود جھولی میں آگرتے ہیں۔

حکومت سعودی عرب کے بعض عمال نے ہمارے پاکستانی بھائیوں کی مخبری کے باعث حرم اس مقام پر اپنی انٹیلی جنس (افرادِ مستخبرین) چھوڑ رکھے تھے جہاں ذکر رسول اور نعتِ نبی

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محافل و مجالس برپا ہوتیں۔ میرے پیر بھائی اور مخدوم برادر کبیر فنا فی الشیخ وفنا فی الرسول کی منزل پر فائز جناب الحاج محمد اسماعیل مرحوم و مغفور ساکن دار برٹن بعدہٗ مقیم منڈی شیخوپورہ جن کے بڑے برخوردار ایس ایم رفیق صاحب پاکستان گیند کے منیجنگ ڈائریکٹر بلکہ پاکستان میں کمپنی کے (PLENIPOTENTIARY) سیاہ و سفید کے مالک ہیں۔ مجھے ایسے لوگوں کی چہرہ شناسی کرادی۔ ان میں سے فیصل آباد کا ابلیس صفت انسان میجر محمد اسلم تھا۔ یہ مدینہ منورہ میں مستخبرین کا سرغنہ تھا۔ اس شخص کی یہ عادت تھی کہ ایسے مقامات پر جہاں نعت کی مجالس و محافل برپا ہوتیں وہاں چھاپے مروا تا اور خواہ مخواہ عاشقان رسول کو تنگ اور دق کرتا۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں کے واقعات و واردات کا ذکر سعودی عمال سے کرتا اور خوب مرچ مصالحہ لگا کر اس کی عادت ثانیہ یہ تھی کہ اس دالان میں جہاں سے گنبد خضرا کی دید سے عشاقِ رسول تبرید دل و جان کرتے ہیں عشاق کو سعودی سپاہیوں کی مدد سے اٹھوادیتا۔ ذرا شک پڑتا کہ فلاں شخص پاکستان کی فلاں روحانی گدی سے تعلق رکھتا ہے یا صلوٰۃ و سلام کی مجلس منعقد کرانے والا ہے تو اسے خواہ مخواہ مصیبت میں مبتلا رکھتا۔

۱۹۷۵ء میں میں مدینہ منورہ زاد اللہ شرفہا میں فندق قصر الرحاب جوان دنوں سب سے مہنگا ہوٹل تھا ٹھہرا ہوا تھا۔ میرے پاس سعودی وزارت الاعلام کی خاص بڑی اور خوبصورت کار تھی۔ میں صبح کی نماز کے بعد مسجد قبلتین، مزار مقدس حضرت سید الشہداء امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لیے نکل جاتا۔ ایک دن میرے کسی پاکستانی نجدی نے اس سے تعارف کرایا تو میں نے بر ملا کہا اچھا یہ ہے میجر محمد اسلم جس کی یہاں "EXTERN MENTY" یعنی استیصال کے احکام صادر ہو چکے ہیں۔ میجر محمد اسلم میری بات سن کر کچھ ٹھٹھر گیا۔ لیکن مجھے کہنے لگا، ناظم صاحب میری والدہ اور میری بیوی حج کے لیے آئی ہوئی ہیں میں چاہتا ہوں انہیں مسجد قبا اور دیگر زیارات کراؤں۔ آپ مجھے اپنے ساتھ لے چلیں۔ ماشاء اللہ! سیارہ بہت وسیع و عریض ہے۔ لجاجت سے کہا تو میں نے ہاں کر دی۔ مسجد قبا کے بعد ہم بستان سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی زیارت خاص کر ان دو کھجور کے درختوں کی زیارت کے لیے

گئے جن کی سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دستِ اقدس سے تغرس کی تھی۔ میں نے ان دو کھجوروں کی پہلی دفعہ زیارت کی تو آنکھیں فرطِ انبساط سے ڈبڈبا گئیں۔ میں اپنی خوش قسمتی پر نازاں تھا لیکن میجر اسلم سخت پیچ و تاب کھا رہا تھا۔ دشمن احمد یہ شدت کے لئے میں نے مصوّر فوٹوگرافر کو بلایا اور صَوِّرْ لِیْ (میری تصویر بناؤ) کہہ کر اپنی تصویر بنوائی۔ اب میجر اسلم صاحب نے مجھ سے حجت بازی شروع کر دی اور کہنے لگا ناظم صاحب آپ تو پڑھے لکھے آدمی ہیں آپ سے ایسی چیزوں کی توقع نہ تھی۔ میں نے کہا کن چیزوں کی؟ کہنے لگا کھجور کے درختوں سے لپٹنے کی اور ان کے ساتھ کھڑے ہو کر تصویرا ترولنے کی، پتا نہیں یہ وہ کھجوریں ہیں بھی کہ نہیں۔ میں نے کہا تجھے کیسے پتا ہے کہ یہ وہ کھجوریں نہیں ہیں۔ ایسی کھجوروں کی طبعی عمریں علمائے علم الاشجار نے کم از کم دو ہزار سال لکھی ہیں، ابھی تو ان کو پورے چودہ سو برس بھی نہیں گزرے۔ خدا کا خوف کرو۔ مخلوقِ خدا کی گمراہی کے ٹھیکے سے دست بردار ہو جاؤ ورنہ عاقبت کی فکر کرو۔

میں نے یہ حالات و واقعات حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کئے تو حضرت نے فرمایا، اچھا آپ سے بھی شرارت سے نہیں باز آیا۔ لیکن آپ نے اس سے مات نہیں کھائی ہوگی۔ پھر آہ بھری اور فرمایا دیکھو اس شخص (میجر محمد اسلم) کی آخرت و عاقبت درست نہیں، میں نے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے منہ سے یہ الفاظ نکلتے ہی دل میں کہہ دیا کہ میجر اسلم حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے ناوک آہ کا شکار ہو گیا۔ چنانچہ اس فقیر نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اسے مدینہ منورہ سے مخبری کی پاداش میں حکومت پاکستان کی سفارت نے زبردستی نکل جانے کو کہا۔ وہ مدینہ منورہ چھوڑ کر امریکہ چلا گیا اور وہاں اپنی شرارتوں کی وجہ سے گولی کا نشانہ بنا۔

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس پُر وقار، اور پُر بہار ہوتی۔ ہر شخص آپ کے ہاں حاضری کو اپنا افتخار و اعزاز سمجھتا۔ اکثر لوگ دُعا میں شمولیت کے لیے حاضر ہوتے۔ حضرت صاحب دُعا فرماتے تو اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے سائلوں کی مشکلات و مشقات حل و سہل ہو جاتیں۔ آپ علم و ادب کے موتی لُٹاتے۔ ان کی مجلس میں اور حضرت

سید ابوالبرکات سید احمد برکاتی المعروف بہ قبلہ سید صاحب کی مجلس میں میرے اپنے تجربے کی اساس پر بلا روک ٹوک کہا جا سکتا ہے کہ پانچ منٹ کے جلسے سے پانچ سال کا جو درد ملتا اور اتنے سالوں میں جتنا کوئی علم حاصل کر سکتا ہے علم حاصل ہوتا۔

دھیمی آواز میں گفتگو فرماتے۔ نہایت آسان لفظوں میں دقیق مسائل سمجھاتے۔

اعلیٰحضرت کا نام لیتے تو سارا جسم ادب و احترام کا مرقع نظر آتا۔ حضور سرورِ عالم و عالمیان فخر آدم و آدمیان کا اسم گرامی لیتے تو مشامِ جان سے ادب کی خوشبوئیں آتیں۔ ے

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم !

کرشمہ دامنِ دل می کشد کہ جا اینجاست

۱۹۷۵ء میں راقم الحروف مدینہ منورہ میں حاضری کے لیے حاضر ہوا تو جمعہ کا دن تھا فقیر کوچۂ طیبہ نے اپنے مولا و آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حاضری کا لطف لینے کے بعد دیگر مقامات کی زیارت کی، بعدہٗ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے مائدہ کرم اور خوان نعمت پر جا بیٹھا جہاں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے نعمتیں بٹ رہی تھیں۔ حاجی اسماعیل شیخوپوری نے اپنے ٹفن کیریر سے دو پائے نکال کر میری تھالی میں ڈال دیئے میں اس روز نیت کئے ہوئے تھا کہ کہیں سے پائے ملیں تو کھا کر تکان دور ہو۔

تھوڑی دیر بعد حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا اس سال ناظم صاحب آئے ہیں۔ حاجی آدم مرحوم نے عرض کیا حضور حاضر ہیں۔ میری آمد کا سننا تھا تو نہایت ہی احسن انداز میں دعائیں دیں۔ میں نے مصافحہ کر کے تقبیل یدین کی اور آپ کے پاس خاموشی سے بیٹھ گیا، محفل نعت و منقبت شروع ہوئی۔ آخر میں مجھے فرمایا کہ نعت سناؤ۔ میں نے اپنی ایک نعت سنائی، جب مقطع ے

خواہشوں سے ہے معمور دل ہر گھڑی پر ہے حسرت جو دل میں تو بس اک یہی

میرا مدفن ہو ناظم دیارِ نبی موقع مرگ قرب و جوار حرم

پڑھا تو نہ صرف حاضرین میں سے اکثر ماہی بے آب کی طرح تڑپے بلکہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ

کی طبیعت پر خاص اثرات مرتب ہوئے ۔ کچھ افاقہ ہوا تو آپ فرماتے جاتے ۔ !

اے وقت تو خوش باش ۔ اے وقت تو خوش باش

یہ مسلّم حقیقت ہے کہ اقوال و ملفوظات اور زبان و الفاظ سفر کرتے ہیں ۔ ایک بات کئی ایک حضرات سے منسوب ہو کر منقول ہوتی ہے ۔ حضرت استاذی حفیظ تائب مدظلہٗ سے روایت ہے کہ انہوں نے مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے ایک بزرگ " بوّاب " سے پوچھا " بابا آپ یہاں کتنے عرصے سے اکتساب فیوض کر رہے ہیں ۔ بابا بوّاب رحمۃ اللہ نے فرمایا ۔ " بیٹا ! یہاں سالوں کی بات نہیں ۔ مدینہ طیبہ میں ادب و احترام کا ایک لمحہ ابدالآباد پر بھاری ہے ۔ "

من و عن یہی بات حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے اس فقیر حقیر کے سامنے ایک شخص کو فرمائی کہ مدینہ طیبہ میں ہمہ وقت ادب و احترام کی حالت میں رہنا خداوند قدوس کی نعمتوں میں سے ایک نعمت عظمیٰ ہے ۔ اور حصولِ خوشنودیٔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا منفرد ذریعہ اور عمدہ وسیلہ ہے ۔

اگلے سال بندے کو شرفِ حاضری مدینہ طیبہ ہوا تو دیکھا کہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ صاحبِ فراش تھے ۔ طبیعت میں مسلسل زہد و عبادت اور رت جگوں کی وجہ سے اضمحلال پیدا ہو چکا تھا ۔ شاید آپ کو اس سال وصل حبیب کا بلاوا آچکا تھا جس کے لیے آپ تقریباً ۷۵ برس سے سنتِ مالک بن انس رضی اللہ عنہا پر چل کر مدینہ طیبہ میں ساکن تھے ۔ اور ایک لمحہ بھی طیبہ پاک کی حدود سے باہر نہ نکلے ۔ آخر اُسی سال یہ جنیدِ وقت ، مالکِ ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ ایامِ حج کے دوران میں اس دارِ فانی کو چھوڑ کر دارِ بقا کی طرف چل دیا ۔ مدینہ منورہ میں ہزارہا اشکبار عقیدت مندوں کی موجودگی میں جنت البقیع میں مدفون ہوا ۔ جہاں ہزاروں صحابہ کرام حضور سیّدِ عالم کی لختِ جگر سیّدہ زہرا ، حضرت حسن ، حضرت عباس ، ازواجِ مطہرات ، حضرت امام مالک ، حضرت نافع ، حضرت سیّدنا عثمان اور سیّدہ حلیمہ سعدیہ مدفون ہیں ۔ (رضی اللہ عنہم)

؎ اے صبا اے پیکِ دور افتادگاں
اشکِ ما بر خاکِ پاکِ او رساں

عبداللطیف چشتی کامونکی

ضیائے مدینہ

اللہ کریم کے کرم سے میں اپنے والد محترم کے ہمراہ ۱۹۵۷ء کو پہلی بار مدینۃ المنورہ حاضر ہوا۔ جانے سے قبل اکابرین سے سُنا تھا کہ مدینۃ المنورہ میں ضیائے مدینہ حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب تشریف فرما ہیں، جو زیارت کے قابل ہیں۔ چنانچہ میں تلاش کر کے باب السلام کے جنوبی بازار میں مغرب کی طرف ایک گلی میں حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بڑی شفقت سے پیش آئے۔ گوجرانوالہ کا نام سُن کر فرمایا، آپ ہمارے پڑوسی ہیں۔ کیونکہ میں سیالکوٹ ضلع کا ہوں۔ دو دن کے بعد کی محفل میلاد میں آنے کی دعوت دی۔ چنانچہ میں دو دن بعد حاضر ہوا۔ محفلِ میلاد سجی اور خوب سجی، مزہ آگیا۔ بہزاد لکھنوی نے اپنا پُرتاثیر کلام سنایا دیگر نعت خواں حضرات بھی سرکار دو عالم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے حضور اظہارِ عقیدت کرتے رہے ایک شعر ہنوز یاد ہے ؎

شفاعت کے موتی انھی پر لُٹیں گے
اُڑیں گے جو بن کر غبارِ مدینہ

صلوٰۃ وسلام ہوا، محفل ختم ہوگئی، میں اور میرے والد مکرم حضرت صاحب کے پاس بیٹھے رہے ایک بے ریش عرب خاصا وقت حضرت صاحب کے ساتھ عربی میں گفت گو کرتا رہا۔ جب وہ چلا گیا۔ تو آپ نے بتایا کہ یہ مغرب (طرابلس) کا جید عالم ہے خوش اعتقاد اور خطیب ہے لیکن ڈاڑھی نہیں۔ پاکستان خوش قسمت مُلک ہے کہ وہاں کے علماء دیندار متقی ہیں۔ یہ پہلے سفر

کی ملاقاتیں تھیں۔

اس کے بعد جب مدینۃ المنورہ حاضر ہُوا۔ حضرت سے اکثر ملتا۔ لگ بھگ سَو دفعہ حضرت صاحب کے ہاں حاضری ہوئی ہوگی۔ ایک بار میں نے کلاسوالہ کے گھر سے نکلنے کی زندگی ہم سالہ نشیب و فراز کی مفصّل روئداد سُنی۔ واقعات سُن کر حضرت کی استقامت دینی پر بے ساختہ تحسین کرنی پڑی، والد کے مرزا قادیانی کیطرف راغب[1] ہونے سے ناراض ہو کر حُبِّ رسول علیہ السلام میں سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے نقشِ قدم پر چل کر گھر کے آرام کو خیر باد کہا۔ فرمایا، میری عمر ۲۰ سال سے بھی کم تھی کہ طلب علم کے لیے مولانا وصی احمد سورتی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھنے پیلی بھیت چلا گیا۔ اعلحضرت مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ سے گاہے گاہے ملاقات ہوتی۔ اور پھر اعلیٰ حضرت سے ہی شرف بیعت حاصل کیا۔ ۱۳۱۸ھ میں بغداد چلا گیا۔ آٹھ سال بغداد رہا نویں سال مدینۃ المنورہ آ گیا۔ پھر مستقل مدینہ شریف کا ہی ہو گیا۔ عربوں اور ترکوں کی جنگ میں ترکوں نے احترام حرمین شریفین کی وجہ سے حرمین میں جنگ نہ کرنے کا یکطرفہ فیصلہ کیا اور دیندار لوگوں کو اپنی حفاظت میں ساتھ لے گئے۔ اس غیر محفوظ وقت میں کچھ عرصہ کے لیے مدینۃ المنورہ سے غیر حاضری رہی، امن ہونے پر پھر مدینہ شریف آ گیا۔ تیسری بار عزیزم فضل الرحمٰن (مولانا کے صاحبزادے اور نورانی صاحب کے خسر) کی بیماری کے علاج میں ان کو لے کر حیدرآباد دکن گیا۔ دوسری بار اعلحضرت کی زندگی کے آخری دنوں میں بریلی شریف گیا۔ اور اعلحضرت کی وفات سے چند دن قبل پھر مدینہ شریف آ گیا۔ سعودی حکام نے مدینہ شریف سے نکالنے کی متعدد کوششیں کیں لیکن میں دربار رسالت میں حاضر ہو کر عرض معروض کرتا، تو کوئی نہ کوئی سبب مدینہ شریف رہنے کا بن ہی جاتا۔

فرمایا: ایک بار تو پولیس نے میرا سامان اُٹھا کر گھر سے باہر پھینک دیا میں پریشان ہو کر گلی میں سامان کے پاس کھڑا تھا۔ سپاہیوں کی نظریں جونہی ذرا غافل ہوئیں، میں روضۂ اقدس کی طرف بھاگ گیا اور رُو رُو کر حضور علیہ السلام سے نجدیوں کی شکایت کی۔ جب دل

---

[1] یہ وہ زمانہ تھا جبکہ مرزا نے دعوئے نبوت نہیں کیا تھا۔ یہ قطب مدینہ کی کرامت تھی کہ مرزا کے آئندہ حالات ان پر منکشف ہو گئے ...

کا بوجھ ہلکا ہوا میں واپس اپنی گلی میں پہنچا، تو پولیس نے خود ہی سامان اندر رکھ دیا تھا اور مجھے بتایا گیا کہ گورنر مدینہ کے تازہ حکم میں شہر بدری کا آرڈر منسوخ کر دیا گیا ہے۔ کئی بار حاسدین نے الزامات لگائے اور حکام کو میرے خلاف مشتعل کیا، لیکن الحمدللہ! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حفاظت فرمائی۔ دشمن خائب و خاسر ہوئے۔ ۱۹۶۳ء میں راقم پھر مدینۃ المنورۃ حاضر ہوا۔ تو اس وقت نورانی میاں صاحب بھی وہاں موجود تھے۔ بڑی بے تکلفی سے محمد انور الخیاط کے ہمراہ حضرت صاحب سے طویل نشست نصیب ہوئی۔

ایک بار راقم نے عرض کی، حضور ایک دورہ پاکستان کا فرمائیں ہماری سعادت ہوگی نئی اسلامی مملکت دیکھ آئیں فرمایا آپ پاکستان کا کہہ رہے ہیں میں تو ساری زندگی اس تمنا میں بسر کی ہے کہ مدینہ مدفن بنے اب تو میں حج کو بھی نہیں جاتا کہ کہیں مدینہ سے باہر موت نہ آجائے۔ بس مدینہ کی موت کا انتظار ہے۔

باب مجیدی والے مکان میں ایک بار حضرت مولانا عبدالعلیم صدیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کی یادگار محفل منعقد ہوئی جو ناقابلِ فراموش ہے محفل میں شریک ہر فرد پر محویت طاری تھی عرب وعجم کے رفقاء شریک تھے۔ ایسے ہی ایک باغ شمیہ میں محفل میلاد ہوئی کچھ بزرگوں نے کھڑے ہوکر ذکر جہر کیا ان کا استغراق دیدنی تھا سب پر کیف طاری ہوگیا۔ افسوس کہ کیف کو الفاظ کے قالب میں ڈھالا نہیں جاسکتا۔ عام طور پر روزانہ گھر میں محفل میلاد منعقد ہوتی۔ شیخ محمد حسین رزمی میمنی، حاجی آدم، انور الخیاط، مستری نور محمد، حنیف قادری، صوفی اقبال، مرزا شکور بیگ۔ قاری مصلح الدین، میاں جمیل احمد شرقپوری، حافظ تجلی اکثر حاضر ہوتے ہر روز لنگر چلتا، حاضرین کو خوشبو لگائی جاتی، صلوٰۃ وسلام ہوتا حاضرین روحانی وجسمانی طور پر شاد کام ہوتے۔

۱۹۷۹ء میں برادرم حاجی عبدالمجید کتاریہ فیصل آبادی میرے ہمراہ تھے۔ انہوں نے عرض کی حضور میں نے ایک تعویذ آپ سے بہت عرصہ قبل حاصل کیا تھا، سر درد کے لیے بہت مفید ثابت ہوا۔ براہ کرم ایک تعویذ اور عطا فرمادیں، فرمایا میں چشتی صاحب کو اجازت دیتا ہوں وہ آپ کو لکھ دیا کریں گے اس کرم نوازی پر مجھے بہت مسرت حاصل ہوئی دوسرے دن

اپنے ہاتھ سے تعویذ لکھ کر مجھے عطا فرمایا اور اوراد و وظائف قادریہ کی تلقین کی۔ واپسی سے ایک روز قبل میں حاضر ہوا، اجازت چاہی تو انتہائی ذرہ نوازی سے سلسلہ قادریہ کی خلافت عطا کی۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک۔

۱۹۸۰ء میں پھر حاضر ہوا تو اوراد و وظائف کے متعلق استفسار فرمایا میں نے عرض کی تعمیل ہو رہی ہے بہت خوش ہوئے اور بیٹھے بیٹھے پکڑ کر گلے سے لگا لیا۔ حضرت اعلیٰحضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ کے مسلک کی ڈٹ کر حمایت فرماتے، مجھ سے میرے گھر کاروبار کے علاوہ پیر بہاؤالدین صاحب مرید کے اور مولانا محمد صادق صاحب گوجرانوالہ کی بھی خیریت پوچھتے دیوبندیوں کی ابن الوقتی پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا: کہ جب تک حرمین الشریفین پر سعودیوں کا قبضہ نہیں تھا دیوبندی محمد بن عبدالوہاب کو برا کہتے تھے لیکن جب سعودیوں کو اقتدار حاصل ہوا تو یہ اس کی حمایت کرنے لگے مالی منفعت کے پیش نظر پالیسی تبدیل ہوگئی۔ اسی سفر میں اپنے عزیز محمد انور محمد اکبر صاحب کے گھر میں موجود تھا کہ مولانا فضل الرحمٰن صاحب گھبرائے گھبرائے تشریف لائے۔ استفسار پر بتایا کہ حضرت (مولانا ضیاء الدین) بیمار ہیں۔ پیشاب کی رکاوٹ ہے۔ مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے حضرت کو ہسپتال لے جانے کے لیے محمد اکبر الخیاط کو معہ ان کی موٹر ساتھ لیا اور چلے گئے، شام کو اکبر صاحب کی زبانی معلوم ہوا کہ ہسپتال داخل ہو گئے ہیں اگلے دن ہسپتال حاضر ہوا نالی لگی ہوئی تھی اور لیٹے ہوئے تھے، میں نے سلام عرض کیا! مجھے پکڑ کر گلے سے لگا لیا اور محبت کا اظہار فرمایا۔ چند دن کے بعد میری واپسی تھی پھر ہسپتال حاضر ہوا اجازت چاہی پھر ہمکنار ہوئے دیر تک دعائیں دیتے رہے، میں بچشم پرنم رخصت ہوا۔ یہ حضرت کی زندگی کی آخری ملاقات تھی۔ ۱۹۸۱ء میں میرے بھائی حاجی بشیر احمد صاحب حج کو گئے ہوئے تھے ان کی مدینۃ المنورہ کی حاضری کے ایام میں حضرت کا انتقال ہوا، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ اللہ تعالیٰ ایسے عاشقانِ رسول کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ہر آنکہ از شراب وفا مستند
سلام ما برسانید ہر جا کہ ہستند

میزبانِ مہمانانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

شیخ القرآن مولانا غلام علی صاحب اکاڑوی

یہ فقیر پہلی مرتبہ ۱۹۵۵ء میں حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوا۔ علاوہ دیگر رفقاء کے حضرت مولانا غلام قادر اشرفی مرحوم بھی رفیقِ سفر تھے۔ مدینہ طیبہ میں تقریباً ۳۸ دن قیام کا شرف حاصل ہوا۔ مدینہ طیبہ میں مجاہد ملت حضرت مولانا حبیب الرحمٰن، مولانا مفتی ظفر علی نعمانی پیر سید محمد نور حسین شاہ صاحب علی پوری اور بعض دیگر حجاج و زائرین کی موجودگی میں نجدی قاضی سے بعد نماز عشاء رات گئے دیر تک عربی میں مباحثہ و مذاکرہ ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ اس کو سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے ساکت ہونا پڑا۔ اور کوئی جواب نہ بن سکنے کے بعد اس نے آرڈر دیا کہ میں بحیثیت قاضی القضاۃ حکم دیتا ہوں کہ مسجد میں الگ جماعت نہ کروایا کرو ہمارے ساتھ نماز پڑھو" (لا افصلوا فی البیوت) یہ سب حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صدقہ تھا کہ وہ ایک طالب علم سے صحیح گفتگو نہ کرسکا۔ ورنہ من آنم کہ من دانم

حضرت مخدوم ضیاء الملت پہلے بھی روزانہ نہایت کرم فرماتے اس واقعہ کی تفصیل سننے کے بعد مزید شفقت فرمانے لگے یہاں تک کہ اپنے جملہ سلاسل طریقت اور اسانید حدیث کی اجازت فقیر کو اور مولانا غلام قادر اشرفی صاحب کو عطا فرمائی۔ مولانا غلام قادر صاحب نے اپنے ہی ہاتھ سے تحریر کی کیونکہ مولانا موصوف نہایت خوش خط تھے۔ سلاسل طریقت کی اجازات قلمی فقیر اور مولانا اشرفی کے پاس تھیں جو انہوں نے مجموعہ اوراد و وظائف کے آخری صفحات پر درج کردی ہیں۔

حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی پیکرِ علم و عمل تھے۔ زہد و اتقاء میں یکتائے روزگار تھے

اپنے گھر سے نکلنے اور بغداد شریف کے قیام اور مدینہ شریف میں قیام کے موقع پر جس قدر ابتلاء و امتحان کا ان کو سامنا کرنا پڑا اس پر صبر و تحمل انہی کا حصّہ تھا۔ ایک دفعہ فرمایا کہ میں بریلی شریف اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حرم پاک مدینہ سے بعض مخالفین کی شدید تکلیف دہی کا ذکر کیا تو اعلیٰحضرت نے علاوہ بعض دیگر اعمال کے بالخصوص "حسبنا اللہ ونعم الوکیل" پڑھنے کی تاکید فرمائی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے شرِ اعداء و حاسدین سے محفوظ رکھا۔

حضرت مدنی صاحب نہایت ہی خلیق، ملنسار، متواضع اور منکسر المزاج تھے جب کوئی ملنے والا حاضرِ خدمت ہوتا تو مرحبا مرحبا کی صدا بلند فرماتے۔ فقیر ۱۹۵۹ء دوسری حاضری سرکارِ اعظم کے موقع پر حرم شریف کی حاضری کے بعد اکثر شب و روز حضرت کی خدمت میں حاضر رہتا۔ باوجودیکہ نمازِ عشاء حسبِ معمول دیر سے پڑھ کر آتا مگر فقیر کے آنے پر کھانا تناول فرماتے بارہا عرض کرتا کہ حضور اتنا انتظار نہ فرمایا کریں۔ مگر انہوں نے اپنی شفقت اور معمول کو نہیں بدلا تھا۔ اکثر اوقات رات کی محفلِ میلاد کے بعد لنگر تقسیم ہوتا۔

پہلی ہی حاضری میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے مدینہ طیبہ میں وہ عزت اور شہرت نصیب ہوئی کہ فقیر ہرگز اس کا اہل نہیں تھا۔ معلم حیدر الحیدری کے بھائی نے فقیر سے کہا کہ اگر آپ یہاں رہیں تو ہمارے دفتر کے پاس ہی ایک دارالعلوم ہے اس میں آپ کو شیخ الحدیث مقرر کروا دیا جائے وظیفہ بھی معقول ہوگا۔ مدینہ طیبہ کی حاضری کو سعادتِ دارین سمجھتے ہوئے فقیر نے ہاں کرنے کا ارادہ کر لیا۔ مگر جب شیخ مکرم حضرت مولانا مدنی علیہ الرحمۃ سے مشورہ کیا تو انہوں نے اپنی فراست و بصیرت سے فرمایا: مولانا آپکا پاکستان میں ٹھہرنا ملک و ملت اور دین و مذہب کی خدمت کے لیے زیادہ مفید ہے۔

جتنی مرتبہ حاضری بارگاہ کی توفیق ہوئی مولانا صاحب کو رات کو کبھی سوتے نہیں دیکھا تھا یا نوافل پڑھتے رہتے یا مختلف صیغوں سے درود پاک ہر وقت زبان پر جاری رہتا۔

یہ فقیر مسجد نبوی شریف میں حضور پُر نور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر شریف

کے پاس بیٹھ کر حصولِ برکت کے لیے مؤطا امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پڑھا کرتا تھا۔ پاس ہی ایک شامی دمشقی عالم سید محمد تیسیر دمشقی بیٹھے تھے ان سے مختلف مسائل پر گفتگو ہوتی رہتی تھی۔ میں نے عرض کیا کہ دل چاہتا ہے کہ مدینہ طیبہ ہی میں اقامت پذیر ہو جاؤں۔ انہوں نے فرمایا:
انت فی الباکستان وقلبك ههنا خير ان تكون ههنا وقلبك فی الباکستان اوکما قال ، تم پاکستان میں رہو اور تمہارا دل یہاں لگا ہوا ہو۔ اس سے بہتر ہے کہ رہو یہاں اور دل پاکستان میں لگا رہا۔" گویا کہ ان بزرگوں نے بھی حضرت مولانا کی تائید فرما دی۔

حضرت مولانا مرحوم ہمیشہ دین اسلام کی تبلیغ فرماتے رہتے تھے اور مسلک حقہ اہلسنّت پر کاربند رہنے کی تاکید و تلقین کرتے تھے۔ مگر ساتھ ہی فرماتے کہ یہاں حاضری کے وقت اپنے مسلک پر ثابت رہو مگر ان۔۔۔۔ کے شر سے بھی بچتے رہو۔ یہ نہایت شریر ہیں۔ اور علماء و مشائخ اہلسنّت کو اکثر پریشان کرتے ہی رہتے تھے۔

اللہ تعالیٰ حضرت مدنی کو جنت الفردوس میں بلند ترین مقام عطا فرمائے اور ہم سب اہلِ عقیدت کو ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق ہو۔ (آمین)

ضیاءُ المشائخ

از : حضرت حافظ شجاع الدین قادری ضیائی

پیر و مرشد قطبِ مدینہ علامہ ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ ایک ایسی روشن شمع تھے جو عشقِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اُجالے بکھیر رہی ہو۔ قدم قدم پر جہاں محبت و عقیدت پر پہرے بٹھلائے جا رہے ہوں، وفورِ محبت و عشق میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی سے وابستہ کسی شے کا چومنا یا آنکھوں سے لگانا جہاں شرک کہلاتا ہو۔ عاشقانِ رسول اُس مقدس اور برگزیدہ حرم نبوی میں جہاں چرند پرند بھی بے خوف ہو جاتے ہیں، بلّی اور مرغیاں جہاں ایک ہی ڈربے میں بند کی جاتی ہیں، ایک تشنگی کا احساس لیے سراسیمگی کے عالم میں سہمی سہمی نظروں سے ایک ایک مقامات کو دیکھیں اور بے اختیار انہیں چوم لینے کو جی چاہے تو دل مسوس کر رہ جائے کہ ابھی کوئی کڑکتی ہوئی آواز اٹھے گی "الحاج شرک" اور خشونت آمیز نظریں اُن پر مرکوز ہو جائیں گی۔ جیسے اُن سے بڑا جُرم سرزد ہو گیا ہو۔ ایسے ماحول میں عشقِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا یہ متوالا سرفروش مجاہد انتہائی عزم و استقلال کے ساتھ مسجد نبوی شریف کے زیرِ سایہ بابِ مجیدی کے قریب اپنے دیار میں فروکش تھا اور زبانِ حال سے کہہ رہا تھا کہ "دیکھنا ہے زور کتنا بازوئے قاتل میں ہے"۔ ہر شام محفلِ میلاد کا اہتمام انتہائی ذوق و شوق سے کیا جاتا ہے۔ عقیدتمند حضرات کا جم غفیر سرورِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں صلوٰۃ و سلام کے نذرانے انتہائی والہانہ محبت و عقیدت سے کھڑے ہو کر پیش کرتے، ان گلہائے عقیدت کی جانفزا خوشبو سے فضا معطر ہو جاتی۔ ساکنانِ مدینہ جوق در جوق ان محفلوں میں شریک ہوتے۔ حضرت کا نیاز حاصل کرنے کی تمنا لیے ہوئے

بڑے بڑے علماء کرام آپ کی محفل میں گھنٹوں سرنگوں بیٹھے رہتے اور ادھر حضرت انکسار فرماتے "میں تو اس درِ پاک کا کتا ہوں۔"

یہ بات کم لوگوں کو معلوم ہوگی کہ علامہ کی جو خصوصیات دُنیا پر ظاہر ہو سکیں وہ اُن سے بہت کم تھیں جو چھپی رہ گئیں۔ حالانکہ بہت زیادہ وزنی و گراں قدر تھیں۔ ہم نے علامہ کو آتنا ہی جانا جتنا وہ چاہتے تھے کہ ہم انہیں جانیں اور ان کی ہستی کے بہت سے امکانات دُنیا پر ظاہر نہ ہو سکے، وہ امکانات کیا تھے ان کی تعیینی و صراحت آسان نہیں تاہم جس قدر میرے ذاتی ربط و مطالعہ کا تعلق ہے، میں کہہ سکتا ہوں کہ اگر ان کی زندگی ایک خاص سانچہ میں ڈھل کر رہ نہ جاتی جو ہمارے سامنے آئی تو وہ خدا جانے کیا کیا ہو سکتے تھے۔ علامہ کی بے انتہا دماغی اہلیتیں جن کو زمانے نے یا خود اُن کی خلوت پسند طبیعت نے اُبھرنے کا موقع نہ دیا اُن کی فطری اہلیت و صلاحیت قدرت کا ایک سر بستہ راز تھی جس کے بعض گوشے تو ہمارے سامنے آ گئے اور اکثر بے نقاب نہ ہو سکے۔ حالانکہ آپکو ایک طبعی عمر عطا کی گئی تھی۔ وہ نام و نمود اور شہرت سے گریز فرماتے تھے اور بر بنائے متانت و خود داری بے تکلفی میں بھی اپنی شان گرانمائیگی ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔

اس دیارِ پاک میں پہلوئے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نصیب ہونا ہی کیا کم کرامت ہے۔ شاید سرورِ کائنات کی نظرِ انتخاب ہی نے چن لیا تھا اپنے سچے عاشق کو تبھی تو اُن سے یہ قرب حاصل رہا۔ تھوڑا نہ بہت تقریبًا ۷۵ برس ....."

قطبِ مدینہ علامہ ضیاء الدین احمد مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات با برکات کا قرب پہلی بار مجھے اُس وقت نصیب ہو سکا تھا جب میں نے ۱۹۷۱ء میں حج بیت اللہ کا شرف حاصل کیا۔ میری حج بیت اللہ کے لیے روانگی میرے لیے ایک سعادتِ عظمیٰ بن جانے گی، یہ شاید میرے صحیفۂ تقدیر میں کہیں رقم تھا۔ ورنہ عام عازمین حج کی طرح میں بھی بہ صدق و خلوص بارگاہِ خداوندی میں حاضری کا شرف حاصل کرنے کی خاطر اور تمنائے سرورِ کونین و رحمتِ عالم شہ یزداں صفات کی بارگاہِ عطر بیز و عنبر خیز کا شرف دیدار لیے میں بھی اس راہ کا

مسافر تھا میرے ہمسفر میرے عزیز دوست جناب مجاہد حسنین صاحب ساکن چھپرہ (بہار) تھے جو علامہ سید شاہ عبدالحق مفتی کاٹھیاواڑ کے دست مبارک پر بیعت تھے، ہم دونوں ہی شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ سفر میں روانگی سے قبل ان کی دعاؤں کو توشۂ آخرت بنائیں۔ رسمی گفتگو کے بعد شاہ صاحب نے اپنے پیر و مرشد علامہ ضیاء الدین مہاجر مدنی قطب مدینہ کے خدمت اقدس میں قدمبوسی کے بعد نذرانۂ عقیدت پیش کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ اور علامہ کی ذات بابرکات پر مختصراً روشنی ڈالی اور یہ اُس گراں مایہ سعادت کا پیش خیمہ ثابت ہوا جو اس ناچیز کو حاصل ہوئی تھی، جس کا مجھے وہم و گمان بھی نہ تھا۔ ہاں ایک موہوم سی آرزو بے ساختہ دل میں اُبھری تھی کہ اے کاش وہ دستِ مبارک اس حقیر کو نواز دے۔ لہذا مکۃ معظمہ میں حج سے بحسن و خوبی فارغ ہوتے کے بعد ہم دونوں عازمین حج مدینہ طیبہ پہنچے۔ اس مبارک و برگزیدہ سرزمین پر قدم رکھتے ہی دل و دماغ ایمان و عرفان کی تجلیات سے روشن ہوگئے۔ ایک کیف آگیں سرور سارگ و پے میں سرایت کر گیا انہی احساسات کے ساتھ ہم علامہ ضیاء الدین رحمۃ اللہ علیہ کے دولت کدے پہ حاضر ہوئے مسجد نبوی کی بارحمت ہمسائگی میں باب مجیدی کے قریب آپکا دولت کدہ واقع ہے۔ آپ کے مکان کے سامنے صحابی رسول ابوایوب انصاری رضہ کا تاریخی حیثیت کا حامل وہ مکان ہے جس سے متعلق حقائق حضور سرور کائنات کی مدینے میں آمد سے متعلق شہرۂ آفاق ہیں۔ یہ ایمان افروز منظر اُس روز سے ہمیشہ کے لیے میرے دل و دماغ میں نقش ہوچکا ہے۔ صرف یہی ایک حقیقت قلب مدینہ کے تعارف کے لیے کافی ہے کہ وہ کیا تھے؟ گنبدِ خضرا کے زیرِ قدم علامہ کا مکان، تجلیات محمدی سے ہمہ وقت منور و مزین نظر آتا ہے خواہ دن کی روشنی ہو یا رات کی چاندنی گنبدِ خضرا کا مقدس سایہ حضور کے مکان مبارک کو منور کیے ہوئے ہے۔ مکان کے قریب دہلیز پر پہنچے تو سامنے بے شمار، جوتے، چپلوں کا ہجوم نظر آیا۔ جن سے ظاہر تھا کہ مکان کے اندر کسی تقریب کا اہتمام ہے کہ اتنی کثیر تعداد شائقین کی شریکِ محفل ہے۔ لیکن مقام حیرت کہ ایسی پرسکون خاموشی فضا میں مسلط تھی کہ کسی آواز کا شائبہ

یک نہ ہوتا تھا جہاں اسقدر بڑی تعداد میں لوگ شریک محفل ہوں وہاں کوئی آواز نہ ہو۔ یہی سوچتے اور متحیر ہوئے ہم دوسری منزل پہ پہنچے تو سامنے ایک وسیع ہال نظر آیا، وہ ایک ایسا ان افروز منظر تھا کہ بہت سے عرب اور دیگر ممالک کے اصحاب انتہائی ادب واحترام سے سر جھکائے بیٹھے ہوئے تھے، سکوت ایسا تھا کہ سوئی گرے تو آواز سُنی جاسکے۔ لوگوں کی طرف سے نظر گھومتی ہوئی علامہ ضیاء الدین احمد کی ذات گرامی تک پہنچی تو نیک بخت دل ودماغ پر اُن کی بارعب شخصیت کا سحر سا ہو گیا۔ آپ ایک سفید وشفاف گاؤ تکیے سے ٹیک لگائے استغراق کے عالم میں جلوہ گر تھے۔ چہرۂ مبارک سے شاہانہ جلال ہویدا تھا۔ سفید عمامہ، سرمئی رنگ کا لمبا کُرتہ اُس کے اوپر کتھئی رنگ کا کوٹ زیب جسم تھا۔ ایمان وعرفان کی تجلیات گویا آنکھوں کو خیرہ کئے دے رہی تھیں۔ ہم دونوں حضرات باہر دہلیز پہ ہی مسحور ومبہوت کھڑے رہ گئے۔ کیونکہ اندر بالکل جگہ نہ تھی۔ لوگوں کا اتنا بڑا ہجوم دیکھ کر ہی مولانا کی مقبولیت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ آج ماہ فروری کی تین تاریخ تھی۔ جب کچھ دیر بعد دیگرے قدمبوسی کرتے ہوئے حاضرین نکلتے گئے اور کافی دیر بعد حضرت علامہ کو خلوت میسر آئی تو ہم دونوں بڑی آہستگی سے قریب پہنچے سلام عرض کیا تو علامہ نے توجہ فرمائی، سلام ودُعا کے بعد آپ نے بڑے پُر خلوص انداز میں دریافت فرمایا:

کہاں سے آئے ہو؟

حضرت! ہندوستان سے آئے ہیں۔

ہندوستان میں کس جگہ سے؟

صوبہ بہار میں ایک شہر جمشید پور سے۔

یہ کس جگہ ہے؟ (علامہ جمشید پور کے آباد ہونے سے قبل ہی ہندوستان، پاکستان کے خطّے سے ہجرت فرما چکے تھے۔)

حضور یہ کلکتہ کے نزدیک ہی ہے۔

اچھا! مولانا ارشد القادری کو جانتے ہو؟

"مولانا ارشد القادری تو ہمارے ہی شہر میں مقیم ہیں اور ایک دینی ادارہ اُن کی سرپرستی و نگرانی میں چل رہا ہے۔

انہوں نے ردِّ وہابیت میں کوئی کتاب لکھی ہے؟

جی حضور! انہوں نے ایک کتاب "زلزلہ" تحریر فرمائی ہے۔ جو ردّ وہابیت کے موضوع پر ایک نادر معرکۃ الآرا کاوش ہے۔

تو بابو! جب ہندوستان پہنچنا تو میرے لیے وہ کتاب ضرور بھیج دینا۔

جی، بہت بہتر۔ یہ میری خوش قسمتی ہے کہ حضرت کی ایک خدمت میرے سپرد کی گئی۔

مولانا رفاقت حسین کانپوری کو جانتے ہو؟

جی حضور! کان پور کے قریب ہی میرا وطن ہے۔

اس کے بعد اُنہوں نے اپنے خلیفہ حضرت علامہ سید عبدالحق صاحب کو گدائے خواجہ کہہ کر یوں استفسار فرمایا:

میرا گدائے خواجہ کیسا ہے، اچھی طرح تو ہے؟

جی حضور! انہیں کی زبانِ مبارک سے آپ کے غائبانہ تعارف کا شرف حاصل ہُوا تھا۔

حضرت نے ادباً فرمایا "وہ بڑی بزرگ و برگزیدہ ہستی ہے۔ آلِ رسول میں سے ہیں۔ ان کا احترام ہم سب کو لازم ہے۔

میں نے ملتجیانہ بیعت کی خواہش کی۔ تو حضرت "ماشاء اللہ" کہہ کر خاموش ہوگئے۔

کچھ توقف کے بعد جب میں نے دوبارہ التجا کی تو آپ نے تبسم فرمایا اور ارشاد ہُوا! کیوں ہمیں یہاں سے نکلوانا چاہتے ہو کیا؟ ارے بھئی! یہاں کی وہابی حکومت پیری مریدی کی سخت مخالف ہے۔

میں نے عرض کیا حضور! کس کی ہمت ہے کہ وہ آپ کی ذاتِ پاک کے متعلق ایسی بات سوچ بھی سکے، نکلوانا تو بہت دور کی بات ہے۔ اور حضرت یہ تو ہمارے مابین ایک روحانی رشتہ ہوگا جس کے انشراح کی ضرورت بھی کیا ہے۔ اور ممکن بھی نہیں، پس آپ کا نیاز چاہتا ہوں۔

آپ خاموش رہے اور کچھ وقفے کے بعد دفعتاً انہوں نے میرا ہاتھ اپنے مبارک ہاتھوں میں تھاما اور اپنے روبرو بٹھا دیا اور فرمایا "بسم اللہ" اور یہ تھی وہ بیعت جو اس حقیر پر تقصیر پر نعمت و اکرام کی بارانِ رحمت برسا گئی۔ اپنی بلندیٔ قسمت پر اپنے اللہ اور اس کے پیارے محبوب کا کرم سمجھ کر آنکھیں نم ہو گئیں۔

جہاں ہم سب بیٹھے ہوئے تھے سامنے ایک دریچے سے گنبدِ خضرا جلوہ افروز تھا، سرورِ کونین، مالکِ کون و مکاں، رحمت للعالمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر کے زیرِ سایہ، کہ آنکھوں کی پتلیوں میں گنبدِ خضرا کا عکس اور اس مقدس روحانی سفر کا یہ حسین، عظیم المرتبت آغاز، میری خاطر دونوں جہاں کی دولتوں سے زیادہ بیش قیمت و گرانمایہ تھا۔ پیر و مرشد کی نظرِ عنایت نے اُس وقت جو نوازا، تو نوازتی ہی چلی گئی، اُن کے گلشن گفتار کے گل ہائے ارشادات میری تمام زندگی کو معطر کر گئے۔ آج بھی ان کی خوشبو میرے رگ و پے میں سرایت ہے۔

۵ رفروری کو پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر ہوا تو سلام و دعا کے بعد ہی حضرت نے یہ عنایت فرمائی کہ بڑی محبت اور اپنے پن سے شریکِ طعام ہونے کا حکم صادر فرمایا اور میرے جھجکنے پر مزید اصرار فرمایا۔ "کہ آج کھانا ہمارے ساتھ کھانا" میں نے اسے ان کا عارفانہ التفات سمجھا۔

دسترخوان پر تین افراد ہی شریکِ طعام تھے۔ حضرت اور ان کے صاحبزادے مولانا فضل الرحمٰن صاحب اور ایک عربی بزرگ۔ حضرت نے مجھے اپنے قریب ہی جگہ عطا فرمائی۔ دائیں جانب پیر و مرشد اور بائیں طرف مولانا فضل الرحمٰن صاحب اور سامنے وہ

عربی بزرگ ، دورانِ طعام حضرت نے میری طشتری میں ساتھ ہی کھانا تناول فرمایا اور بڑی محبت و اپنائیت سے خود اپنے دست مبارک سے چاول میری طرف دیتے جاتے اور مشفقانہ اصرار فرماتے جاتے "تکلف نہ کرنا" خوب اچھی طرح سے کھاؤ اور لو، . . . یہ بھی . . . وُہ بھی۔"

اُن کی اس محبت و چاہت کی یاد آج بھی دل پر نقش ہے۔

(مرسلہ مفتی محمد عبدالمبین نعمانی قادری رضوی برہانی دارالعلوم قادریہ چریاکوٹ ، ضلع اعظم گڑھ۔ یوپی ، بھارت)

مرزا شکور بیگ حیدرآبادی

باتیں انکی یاد رہیں گی!

۳۰ اگست ۱۹۸۱ء اتوار کے دن شام مینار ایکسپرس سے بمبئی روانہ ہوا۔ ۳۱ تاریخ کو صبح صبح وہاں پہنچ گیا۔ اپنے عنایت فرما غلام غوث صاحب کے ہاں قیام کیا۔ یکم ستمبر کو حج کے ویزے کے لیے درخواست دی، معلوم ہوا کہ ایک نیا قاعدہ بنایا گیا ہے۔ سعودی عرب سے جو ڈرافٹ آئے، اس پر منگولنے والے کے پاسپورٹ کا نمبر بھی درج ہوا کرے اس سقم کی وجہ سے ڈرافٹ واپس کئے جارہے تھے۔ میرے ڈرافٹ پر نام کے ساتھ میری ولدیت بھی درج تھی مگر پاسپورٹ کا نمبر نہ تھا۔ میری عمر کا لحاظ کر کے اس نقص کو نظر انداز کر دیا گیا۔ متعلقہ صاحب کو حکم دیا گیا کہ پاسپورٹ کا نمبر خود ڈال لیں اور ویزا جاری کریں۔ الحمد للہ! یوں کرم کی بارش شروع ہوئی۔

۴ ستمبر ۸۱ء چہارشنبہ کے روز مجھے موسم حج کا ویزا مل گیا۔ سعودی ایئر لائنس میں ۵ ستمبر ۸۱ء کے ہوائی جہاز میں جگہ محفوظ ہو گئی۔ ہفتہ کا دن تھا۔ دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد میں جناب غلام غوث صاحب کی موٹر میں ایئر پورٹ روانہ ہوا۔ شام کے چھ بجے کے بعد ہوائی جہاز اڑا۔ وہران پر عازمان حج سے معلم وغیرہ کی فیس کے بابت ریال وصول کر کے پاسپورٹ پر مکتب الواجدہ کی مہر لگا دی گئی۔ وہاں سے پھر جدہ کے لیے روانہ ہوئے ابھی رات باقی تھی کہ جہاز جدہ پہنچ گیا۔ اب میرے لیے یہ مسئلہ تھا کہ اپنے مرحوم دوست کے داماد میاں محمد نسیم صاحب کے گھر کیسے پہنچوں۔

کیلو میٹر ۳۲ پر جو بدر بیکری ہے یہیں سے دو تین فرلانگ پران کا مکان تھا ابھی اِدھر اُدھر نظریں دوڑا رہا تھا کہ کوئی جانی پہچانی صورت نظر آئے کہ پھر کرم نے دستگیری فرمائی۔ جناب انور نامی ایک نوجوان میرے قریب آئے اور سلام کیا۔ میں نے حقیقتِ حال سے آگاہ کیا۔ اُنہوں نے کہا میں آپکو ہی لینے آیا ہوں۔ ابھی ابھی مجھے معلوم ہوا کہ آپ اس جہاز سے اترے ہیں۔ میری موٹر یہاں سے دُور کھڑی ہے، کیا آپ وہاں تک چل سکیں گے۔ میں نے کہا "ان شاء اللہ"، اُنہوں نے میرا سوٹ کیس اُٹھا لیا، اور میں ان کے پیچھے پیچھے رواں ہوا۔ سوٹ کیس کے وزن سے ان کا ایک ہاتھ دُکھ جاتا وہ اسے دوسرے ہاتھ میں لے لیتے، اور مڑ مڑ کر مجھے دیکھتے بھی جاتے کہ میں آ رہا ہوں کہ نہیں۔ اسطرح چلے جا رہے تھے، اور موٹر تک پہنچ نہ پائے تھے۔ اتفاق سے انہیں راستے میں ایک ٹرالی ملی جو ہوائی اڈہ پر مسافروں کے سامان رکھنے کے لیے رکھی جاتی ہے، کسی صاحب نے شاید اپنا سامان موٹر میں رکھ کر اسے وہیں چھوڑ دیا ہو گا۔ وہ ہمارے کام آگئی میرے نوجوان ہمدرد نے سوٹ کیس اس پر رکھ لیا، ان کے ہاتھوں کو آرام ملا اور اسے ڈھکیلتے لے چلے، اس طرح ہم موٹر کے قریب پہنچے اور سفر شروع ہوا۔ میں نے کہا آپ مجھے کیلو میٹر ۳۲ پر جو بدر بیکری ہے وہاں لے چلیں وہاں سے مجھے راستہ معلوم ہے۔ کافی دیر بعد ہم بدر بیکری پہنچے۔ وہاں سے میری رہبری شروع ہوئی۔ مکان کی تلاش میں ایک وقت ایسا بھی آیا کہ ہم مکان سے تیس چالیس قدم کے فاصلہ پر پہنچ گئے، مگر اس مکان سے پہلے ایک نیا مکان تعمیر ہو رہا تھا، اس کا ملبہ راستہ پر پڑا تھا اور راستہ بند تھا اس منظر نے بھٹکا دیا۔ اور کچھ غلط گھمائی کے بعد طے پایا کہ رات کا بقیہ حصہ صاحب موٹر کے مکان میں گذرا جاوے اور صبح پھر تلاش شروع ہو۔ چنانچہ اسی پر عمل ہوا۔ انور میاں کا مکان آرام دہ تھا۔ اُنہوں نے پھلوں اور شربت سے ضیافت فرمائی۔ کچھ دیر کے لیے وہاں سو گیا۔ صبح کو انور صاحب نے ڈیوٹی پر جانا تھا اور اُنہوں نے یہ عنایت کی۔ کہ اپنے کسی دوست کے ساتھ ڈیوٹی پر چلے گئے اور اپنی موٹر میرے

لیے چھوڑ دی اور ایک حیدرآباد کے صاحب سے کہہ دیا کہ وہ مجھے اس موٹر میں محمد نسیم صاحب کے مکان تک پہنچا دیں۔ اللہ تعالےٰ اس جوان صالح کی عمر دراز کرے اور رزق میں کشادگی ہو۔ ان کی وجہ سے بہت آرام ملا۔ صبح ناشتہ کے بعد انور صاحب کے دوست نے مجھے نسیم صاحب کے گھر پہنچا دیا۔ اس وقت معلوم ہوا کہ رات کو اس گھر کے کتنے قریب آ کر ہم دُور ہو گئے۔

نسیم میاں، ان کی بیوی بچوں سے ملاقات ہوئی۔ یہ کہنا مشکل ہے کہ مجھے دیکھ کر ان سب کو خوشی زیادہ ہوتی ہے یا مَیں ان سب سے مِل کر زیادہ خوش ہوتا ہوں۔ بہرحال پھر وہی میں تھا اور ان کا گھر تھا، وہی خلوص و محبت کی فضا تھی۔ بچوں کے ساتھ ہنسنا بولنا اور کھیل کود شروع ہو گیا۔

حسن میاں (نسیم میاں) کے برادرِ نسبتی ان کی بیوی شاہین سلمہا اپنی پیاری بچی صبا کے ساتھ ملنے آئے، ان کے ساتھ ان کے بھائی کاظم میاں بھی تھے جو ہندوستان سے ملازمت کے لیے یہاں آئے ہوئے تھے سب سے مل کر جی خوش ہوا۔ میری آمد کی خبر سُن کر ایک اور پُر خلوص جوان عامر میاں بھی آ گئے جو اسی بلڈنگ کے فلاٹ میں اوپر کی منزل میں رہتے ہیں۔ ان سے معلوم ہوا کہ اس سال ان کے محترم والدین ا ان کی بہن تینوں حج پر آنے والے ہیں۔ جناب وسیم صاحب سے ملاقات کی مسـ اس دفعہ بھی نصیب نہ ہو سکی۔ البتہ اُنہوں نے مدینہ منورہ کا ہوائی جہاز کا ٹکٹ بجھوا دیا۔

۸ رستمبر ۸۱ء کو دو موٹریں ہوائی اڈا کو چلیں۔ ایک میں نسیم میاں ہیں نسیم میاں کے بیوی بچے، دوسری میں عامر میاں۔ راستہ میں اپنے آفس کے عامر میاں نے موٹر چھوڑ دی اور نسیم میاں کی موٹر میں چلے آئے اور وہی چلاـ ہوائی اڈہ پر پہنچے، وہاں سب سے مل ملا کریں۔ مدینہ منورہ کے لیے جہاز ہو گیا۔ الحمد للہ! مدینہ منورہ میں حاضری کی عزت نصیب ہوئی۔ خوشی کی انتہا نہ

کی عجیب کیفیت تھی۔ اور زبان پر یہ شعر جاری تھا۔

مجھ جیسے گنہگار کو طیبہ میں بلایا

یہ سب مرے آقا مرے مولا کا کرم ہے

آرام دہ بس ہوائی اڈا سے مسجد نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے دوسری سڑک پر پہنچا دیتی ہے۔ میں نے سامان ایک کنارے رکھا، اور اپنے دوست محمد دین صاحب قریشی کی دکان پر اطلاع کرائی کہ میں حاضر ہو گیا ہوں۔ وہاں سے ایک صاحب آئے میرا سوٹ کیس اٹھایا اور ہم دکان پر پہنچے جو وہاں سے بالکل قریب ہے۔ قریشی صاحب نے اپنے ہاں ٹھہرنے کو کہا۔ میں نے کہا شکریہ۔ فی الحال مجھے جناب احمد دین صاحب اُویسی کے مکان پر پہنچا دیجئے جو طریق سلطانہ پر واقع ہے۔ چنانچہ ان کی موٹر میں ہم احمد میاں کے مکان پر پہنچے وہاں میں اسی کمرہ میں آرام سے ٹھہر گیا۔ جہاں دو سال ٹھہر چکا تھا۔ احمد میاں کو معلوم ہوا تو اپنے آفس سے فوراً آ گئے اور مل کر خوش ہوئے۔ ان کی بیوی بچوں کو بھی خوشی ہوئی۔ ان کے صاحبزادے مدنی باشا اور حجازی میاں پہلے ذرا رُکے رہے، پھر مدنی باشا ان کا دیکھا دیکھی حجازی میاں بھی قریب آئے۔ جب میں گذشتہ سال یہاں سے گیا تھا حجازی میاں نے رینگنا شروع کیا تھا۔ اب تو "ماشاءاللہ" چلنے لگے تھے۔ بہرحال ان بچوں سے بڑی وابستگی ہوتی ہے۔ اللہ تعالےٰ انہیں صاحبِ اقبال کرے اور ان کے بڑوں کا سایہ ان پر سلامت رہے۔ احمد میاں سے معلوم ہوا کہ حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب کا مزاج ابھی سنبھلا نہیں ہے مگر معمول کی مجلس اور لنگر جاری ہے۔

میں حضرت ممدوح سے ملنے کو بے چین تھا، دھوپ میں شدت تھی شکر ہے کہ مدینہ منورہ کا مبارک موسم گرما پھر نصیب ہوا۔ شام کو بارگاہِ بیکس پناہ میں ایک بھاگا ہوا غلام حاضر ہوا، اور یوں حاضر ہوا ؎

آب دیدہ میں کھڑا ہوں ان کے دَر کے سامنے

میرے آقا ، رحمتِ کُل جلوہ فرما ہیں یہاں
میں نہیں آیا ہوں کچھ دیوار و در کے سامنے

اور پھر حال یہ تھا کہ :
جب کبھی سجدہ میں جاتا ہوں تو اس کو کیا کروں
ان کی چوکھٹ ہی رہا کرتی ہے سر کے سامنے

وہ تو ایسے کریم ہیں کہ ،
لگاتے ہیں اس کو بھی سینے سے آقا
جو ہوتا نہیں منہ لگانے کے قابل

بہر حال میں اپنی خوش بختی اور سرفرازی پر جھومنے لگا ۔
وہ پیکرِ رحمت ہیں یہ سب ان کا کرم ہے
ورنہ میں کہاں اور کہاں کوئے محمد

جب ذرا حالت سنبھلی تو حضرت مولانا ضیاءالدین صاحب کی یاد ستانے لگی ان کی خدمت میں حاضری دی ۔ حضرت کو پلنگ پر پڑا دیکھ کر دل کو ایک دھچکا لگا ۔ قریب پہنچ کر دست بوسی کی اور اپنا نام کہا ، نام سنتے ہی فرمانے لگے مرزا صاحب ، مرزا صاحب ، مُبارک مُبارک اچھا ہوُا ۔ آپ آئے ، اچھا ہوُا آپ آگئے ، اچھا ہوُا ـــ آپ آگئے ۔ پھر میرے ہاتھ کو ازراہ ذرّہ نوازی چوما اور میری گدّی پر ہاتھ رکھ کر بہت دیر تک دُعائیں دیتے رہے اور میں سر جُھکائے دلیا ہی رہا ۔ پھر فرمایا مُبارک بہت اچھا ہوُا ، آپ آگئے ۔ حاضر تو میں ہر سال ہی ہوتا رہا ہوں اور کئی سال سے مسلسل حاضری کی عزت نصیب ہوتی رہتی ہے مگر اس دفعہ ہی بار بار یہی ارشاد فرمایا کہ اچھا ہوُا آپ آگئے ۔ آخر یہ کیا ہونے والا ہے جس سے میری موجودگی سے حضرت کو اتنی خوشی ہوئی ، دل سے دُعا نکلی کہ الٰہی خیرا ، یہ مُبارک سایہ تا دیر سلامت رہے ۔ اس کے بعد حضرت کے نامور

فرزند مولانا فضل الرحمٰن صاحب اور دیگر حاضرین مجلس الوالقاسم حنیف قادری، صوفی اقبال، حاجی اسمٰعیل اور اقبال سلیمان، حاجی آدم، حافظ سردار صاحب بھائی نور محمد، غرض ان سب صاحبان سے ملاقات ہوئی اور سب حضرت قبلہ کی صحت کی وجہ سے متفکر نظر آئے۔ مجھے خیال تھا کہ یہ علالت کا سلسلہ گذشتہ سال سے چل رہا تھا دور ہو جائے گی۔

بہر حال دن گزرتے گئے۔ بہت سے پرانے احباب مل کر خوش ہوتے گئے۔ جناب اسمٰعیل صاحب جالندھری، بھائی عبدالقادر سلیم صاحب اصطفیٰ منزل کے مولانا مظہر علی خاں صاحب اور میرے مرحوم دوست عبداللہ قریشی صاحب کے فرزندوں سے ملاقات ہوئی مسرت نصیب ہوئی۔ ان کے علاوہ محمد حنیف صاحب قادری، صوفی اسلم صاحب اور صوفی ولدار صاحب بھی ملے، غرض کہاں تک نام گناؤں جو بھی ملا دیکھ کر خوش ہو گیا اور میری حاضری کی مبارک باد دینے لگا۔ اللہ تعالےٰ ان سب کو ادب و احترام کے ساتھ مدینہ منورہ میں رکھے۔ آمین

حاجیوں کے ہجوم کی وجہ سے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے رات بھر کھلے رکھنے کا حکم ہوا تھا۔ اصطفیٰ منزل میں دہلی کے حافظ محمد ادریس صاحب ملے جو اس دفعہ اپنے بیوی بچوں کے بغیر اپنے دوستوں شبیر بھائی اور اشفاق بھائی کے ساتھ حج پر آئے تھے، ان اصحاب کے بیوی بچے ساتھ تھے بہر حال سب سے ملاقات ہوئی۔ راولپنڈی کے ملک غلام حیدر صاحب کے دو بھائیوں سے بھی مولانا کے دولتکدہ پر ملاقات ہوئی۔ سب کے سب مولانا ضیاء الدین صاحب قبلہ کی صحت کے لیے دست بہ دعا تھے۔

۸ ستمبر کو میں پہنچا تھا اور اسی مہینے کے آخر میں احمد میاں صاحب اپنی بیوی بچوں کے ساتھ حیدرآباد سدھارنے والے تھے۔ انہوں نے افسوس کا اظہار یوں کیا کہ آپ دیر سے آئے۔ آپ کی زیادہ خدمت کرنے کا ہمیں موقع نہ مل سکے گا۔ یہ الفاظ جس خلوص کے آئینہ دار ہیں ان کے بیان کی ضرورت نہیں اللہ تعالیٰ انہیں اور ان کے اپنے بیوی بچوں کو صحت و عافیت کے ساتھ مدینہ منورہ میں رکھے اور حضور کریم کا کرم شامل حال رہے۔ حضرت احمد کھنڈوانی صاحب کی ایک خاص ہستی ہے۔ امراض نے انہیں بھی نڈھال کر رکھا ہے۔ حرم شریف کی حاضری بہت کم ہو گئی ہے مگر دوسرے معمولات جاری ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں سلامت رکھے۔ آپ کی ایک صاحبزادی ساتھ ہیں، جو ان کی خدمت میں مصروف رہتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے جناب النصر علی صاحب انصاری نے دمام میں دوسری ملازمت کر لی ہے۔ بیوی بچوں کو پاکستان بھیج دیا۔ اسلئے کسی سے ملاقات نہ ہو سکی۔ البتہ انہوں نے کہیں سے ایک دفعہ فون پر مجھ سے بات کی تھی۔ دیکھتے دیکھتے دن تیزی سے گزر گئے — احمد میاں کے گھر میں حسبِ معمول بہت آرام تھا۔ اس دفعہ بچوں کے تماشے دیکھنے کا موقع کم ملا اور ۳۰ ستمبر کی تاریخ آگئی۔ اس تاریخ کو مغرب کے بعد احمد میاں اپنی بیوی بچوں کے ساتھ ہوائی اڈہ کے لیے روانہ ہوئے۔ چہارشنبہ کا دن تھا دوسرے دن ان کی فلائٹ ہندوستان کے لیے تھی۔ حسبِ سابق جاتے ہوئے وہ اپنے فلاٹ کی کنجی مجھے دے گئے۔ میں ان کی عدم موجودگی میں بھی وہاں مقیم رہا۔ چہارشنبہ کو احمد میاں اپنی فیملی کے ساتھ سدھارے اور جمعہ کے دن یعنی ۲ اکتوبر ۱۹۸۱ء / ۴ ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ چار بجے کے قریب حیدرآباد — عبدالغفار صاحب میرے ٹھکانے پر آئے اور یہ خبر وحشت اثر سنائی کہ مولانا ضیاء الدین صاحب (؟)ی کا وصال ہو گیا۔ عین اس وقت جب کہ جمعہ کی اذان ہو رہی تھی۔ کیا بتاؤں کہ دل پر کیا گزری۔ گو حالات بتا رہے تھے کہ وہ دن قریب آنے والا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یہ عظیم نعمت ہم سے چھین جائے گی۔ پھر بھی یہ صدمہ برداشت سے باہر

معلوم ہو رہا تھا۔ میں نے آنسو بھری آنکھوں سے وضو کیا اور تیار ہو کر عبدالغفار صاحب کے ساتھ ان کے دوست کی موٹر میں وہاں پہنچا۔ وہ گلی جس میں حضرت کا دولتکدہ تھا۔ سوگوار لوگوں سے اٹی ہوئی تھی۔ ہر چہرہ غم آلود تھا۔ بعض تو ایسے ساکت وصامت تھے جیسے انہیں خبر نہیں کہ کیسی مصیبت کا پہاڑ ٹوٹا ہے۔ میں جب پہنچا غسل دیا جا رہا تھا۔ میّت کو تیار کر کے جب اسی کمرہ میں لایا گیا جہاں حضرت کی خواب گاہ تھی تو مجھے حاضری اور دیدار کا موقع ملا، میں نے حضرت کی پیشانی مبارک کو بوسہ دیا، چہرہ پر تازگی تھی ایسا لگتا تھا کہ جاگ رہے ہیں مگر آنکھیں بند کر لی ہیں۔ پیشانی کے بوسہ کے بعد سیدھا ہونے سے پہلے گر پڑتا، مگر کسی نے مجھے سنبھال لیا۔ وہاں کسی کو کسی کی خبر نہ تھی۔ سب دل شکستہ تھے اور سب کی آنکھیں اشکبار تھیں۔ ہر طرف یہی نقشہ دکھائی دے رہا تھا۔ مسجد نبوی میں نماز عصر ہو چکی تھی۔ جب جنازہ گھر سے باہر نکلا تو ہر ایک نے کوشش شروع کی کہ کندھا دینے کی سعادت نصیب ہو جائے، کافی مجمع تھا۔ حج میں ابھی چار دن باقی تھے بہت سے عازمانِ حج مدینہ منورہ میں موجود تھے غرض باب رحمت سے جنازہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہوا، اور ریاض الجنّہ میں مولانا فضل الرحمٰن صاحب کی ایما پر ملک شام کے ایک علاقہ کے مفتی اور عالم دین، حضرت مفتی محمد علی مراد صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی جن کو حضرت قبلہ سے خلافت کا شرف حاصل تھا۔ نماز کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مواجہ عالی میں جنازہ کو روکا گیا۔ اس کے بعد حضور کریم کے قدوم مبارک کی طرف جنازہ رکا اور پھر باب جبریل سے نکلا اور عام راستہ سے جنت البقیع کو چلا۔ شرکاء کی کثرت قابل دید تھی جو ضعیف لوگ تھے وہ پہلے ہی جنّت البقیع پہنچ گئے تھے، وہاں کے منتظمین نے بھی ان کو پہلے سے جنّت البقیع میں داخل ہونے کی اجازت دے دی تھی تاکہ عین وقت کی کشمکش سے محفوظ ہو جائیں۔

اس جنازے وجلوس کے متعلق جو کچھ کہا گیا اس میں حیرت کی کیا بات تھی، ایسا تو ہونا ہی چاہیئے تھا۔ ایسا نہ ہوتا تو حیرت کی بات ہوتی؛

عاشق کا جنازہ تھا، بڑی دھوم سے نکلا، بڑی دھوم سے نکلا

جنہوں نے دیکھا اس منظر کو بھول نہ سکیں گے۔ جس منزل کے اشتیاق و انتظار میں مولانا ضیاءالدین صاحب قادری نے عمر کے ۷۰ سے زائد سال مدینہ منورہ میں گزارے وہ منزل آگئی۔ جنت البقیع میں دفن کی عزت ملی اور جگہ بھی کہاں پائی اہلِ بیت کرام کے پاک قدموں کی طرف، زیادہ صحیح تو یہ ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے مبارک قدموں کے بہت قریب۔ ہائے وہ وقت بھی آگیا ——————— جب اپنے وقت کے آفتابِ طریقت کو سپردِ خاک کر دیا گیا۔ ان کے فرزند مولانا فضل الرحمٰن بھی قبر میں اُترے، اور اپنے ہاتھوں، اشکبار آنکھوں سے اس نعمت و امانت کو جنت البقیع کی مبارک زمین میں دبا دیا۔ تھوڑی ہی دیر میں یہ دلخراش کام ختم ہو گیا۔ دعائے مغفرت کے بعد سب سوگوار آہستہ آہستہ واپس ہوئے۔

انا للہ و انا الیہ راجعون ط

اللہ تعالیٰ ہمیں اس صدمے کو سہارنے کی طاقت عطا فرمائے اور حضرت ممدوح کے درجاتِ قرب کو بلند سے بلند فرمائے، زمرۂ صدیقین میں محشور فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

مولانا ضیاءالدین احمد صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ کی جدائی نے میری زندگی کا کیف ختم کر دیا۔ حضرت مجھے اتنا چاہتے تھے اتنا چاہتے تھے کہ دوسرں کو رشک آتا تھا اور میری عدم موجودگی میں بھی میرے لیے ایسی دعائیں فرماتے تھے کہ جو لوگ مجھ سے واقف نہ تھے وہ مجھے دیکھنے کے متمنی ہوتے تھے سال ہا سال سے میں حضرت کی اس شفقت و عنایت کا حامل تھا اور اس عنایت و کرم میں میری کوئی اہلیت، قابلیت کو شمہ بھر بھی دخل نہ تھا یہ سب حضرت کا کرم ہی کرم تھا۔

نواب مشتاق احمد خاں ، لاہور

دِیدہ وَر

حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اصلِ ایمان ہے ۔ ہر مسلمان کے نہاں خانۂ دل میں یہ آرزو چٹکیاں لیتی رہتی ہے کہ جیسے بھی ممکن ہو وہ روضۂ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضر ہوکر اپنے دل ونگاہ کو پُر نور وشاد کام کرے ۔ علامہ اقبال نے کیا خوب فرمایا تھا ۔

تو فرمودی رہِ بطحا گرفتم
وگرنہ جُز تو مارا منزلے نیست

اور یہ بات ہے بھی سچ ۔ اصل مراد حاضری اس پاک دَر کی ہے ۔

برصغیر پاک وہند کے بہت سے بزرگوں نے عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں گھربار کو تج کر ہجرت کی سعادت حاصل کی اور درِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اپنا ابدی ٹھکانہ بنالیا۔ انہی اہل اللہ میں حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی کا نامِ نامی بھی ہے ۔ مولانائے محترم کے اسم گرامی سے میں پہلی بار اس وقت روشناس ہوا ۔ جب ۱۹۲۵ء میں میرے والد بزرگوار حج بیت اللہ اور زیارت روضۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وطن واپس ہوئے ۔ انہوں نے مولانا کا ذکر اتنی محبت اور عقیدت سے کیا کہ میں کم عمری میں حضرت کی زیارت کا نادیدہ مشتاق ہوگیا ۔ اس کے تھوڑے عرصہ ہی کے بعد جب میں انگلستان میں زیر تعلیم تھا مجھے اطلاع ملی کہ مولانا ضیاء الدین اپنے صاحبزادے فضل الرحمٰن صاحب کے ساتھ حیدرآباد تشریف لے گئے ہیں اور ہمارے غریب خانے پر ہی فروکش ہیں وطن سے غیر حاضری کی وجہ سے میں ان کی زیارت کے شرف سے محروم رہ گیا۔ واپسی پر مولانا کے بارے میں والد محترم سے بہت سے کوائف معلوم ہوئے۔

انہوں نے ۲۰ برس کی عمر میں ہندوستان سے ہجرت کی۔ جسے ۸۰ - ۸۵ برس کا عرصہ ہوگیا ہے۔ ان کا بیشتر وقت حضور سردار دوجہاں صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے قدموں میں گزرا۔ کیا کہنے اس خوش نصیبی کے کہ عمر عزیز کے طویل عرصہ تک یہ سعادت حاصل [illegible]۔

بقول حضرت سکندر لکھنوی ؎

زندگی تو مدینے کی ہے زندگی
اور مدینے میں رہنے کی کیا بات ہے

۱۹۶۳ء میں مجھے اپنی اہلیہ اور خاندان کی چند خواتین کے ساتھ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل ہوئی۔ مدینہ منورہ پہنچتے ہی میں نے مولانا محترم کی خدمت میں حاضری دی۔ ان کی شخصیت اور ذات گرامی اتنی معروف تھی کہ حضرت کی رہائش گاہ تک پہنچنے میں کوئی دقت نہیں ہوئی۔ ان کی قیام گاہ باب مجیدی کے بالکل سامنے ڈاکخانہ کی ملحقہ گلی میں تھی۔ داخلے کے دروازے پر ایک رسّی بندھی ہوتی ہے۔ جسے ذرا سا کھینچنے سے دروازہ خود بخود کھل جاتا تھا۔ میں نے جیسے ہی دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوا۔ کون صاحب ہیں؟ کی آواز کان میں پڑی۔ ذرا آگے بڑھا تو ایک بزرگ شخصیت میری آنکھوں کے سامنے تھی۔ قالینی فرش دو تین گاؤ تکیوں کی ٹیک لگائے ہوئے ایک بزرگ تشریف فرما تھے۔ جسم پر ایک واسکٹ۔ سر پر لٹھے کی ٹوپی اور پاؤں پر ایک پتلی سی شال پڑی ہوئی تھی۔ میں نے اس سے پہلے مولانا کو کبھی نہیں دیکھا تھا مگر ان کا ذکر اپنے والد محترم سے اتنی بار سن چکا تھا کہ میں بہت حد تک ان سے غائبانہ واقف ہو چکا تھا۔ اس لیے مجھے یقین تھا کہ میں حضرت مولانا ضیاءالدین احمد سے مخاطب ہوں۔

میں نے آگے بڑھ کر ہاتھ کو بوسہ دیا۔ اور اپنا تعارف یہ کہہ کر کرایا کہ میں فخر یار جنگ کا بیٹا ہوں۔ مولانا نے یہ سنتے ہی اہلاً و سہلاً کہا اور بڑی دلآویز مسکراہٹ سے پوچھا "آپ مشتاق میاں ہیں یا اشفاق میاں" مجھے حیرت ہوئی کہ ۴۰ برس کی طویل مدت کے بعد مولانا کو ہم دونوں بھائیوں کے نام کیسے یاد رہ گئے۔ بالخصوص میرا نام جب کہ میں ان کی حیدرآباد میں تشریف کے موقع پر وہاں موجود نہ تھا۔ مولانا بڑی محبت اور شفقت سے پیش آئے۔ سب خاندان

کے حالات دریافت کیئے اور بار بار دُعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔ دورانِ گفتگو جب انہیں معلوم ہُوا کہ میرے ساتھ میری بیوی، خالہ، چچی اور دوسری خواتین بھی ہیں تو فرمایا۔ وہ سب میری بیٹیوں کی طرح ہیں۔ آپ لوگ ایک دن سب آئیے اور میرے ساتھ کھانا کھائیے۔ چنانچہ دوسرے دن ہم سب نے حاضری دی۔ اور مولانا کی پُرتکلف دعوت سے مستفید ہوئے۔

مدینہ منورہ کے دو ماہ کے قیام کے دوران ہفتہ میں کم از کم دو بار مولانا کی خدمت میں میری حاضری ہوتی تھی اور میں ہر مرتبہ ان کے نورانی چہرے اور شیریں گفتگو کا اپنے قلب پر گہرا اثر لیے ہوئے واپس ہوتا تھا اور ازراہ شفقتِ بزرگانہ میرا خاص خیال فرماتے تھے۔ انہوں نے کئی بار اپنے ہاں کی محفل کے شرکا سے فرمایا "مجھے مشتاق میاں کے والد سے بڑا لگاؤ تھا۔ میں جب سے مدینہ منورّہ آیا ہوں کسی خاص ضرورت کے بغیر اس کی حد سے باہر نہیں جاتا۔ مگر ان کے والد کی محبت نے مجھے دو ماہ کے لیے حیدرآباد کھینچ بلایا تھا۔

مولانا محترم کو حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس سے بے پناہ محبت تھی۔ ان کی محفل میں ہر وقت ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نعت خوانی ہوتی رہتی تھی۔ پاکستان اور ہندوستان کے نعت گو اور نعت خوان حضرات میں سے شاید ہی کوئی ایسا ہو جس نے مدینہ منورّہ میں حاضری کے موقع پر مولانا کی محفل میں نعت نہ پڑھی ہو۔ مدینہ منورّہ میں محافلِ میلاد کھلے طور پر منعقد نہیں ہوتیں۔ لیکن ان پابندیوں کے باوجود اکثر گھرانوں سے نعت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی رُوح پرور آوازیں سنائی دیتی رہتی ہیں۔ اس قسم کی نجی محفلوں میں محبت و عقیدت کا جس شوق اور اہتمام سے مولانا ضیاء الدین صاحب کے ہاں مظاہرہ ہوتا تھا۔ وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اس موقعہ پر مدینہ منورہ میں حاضر شمع رسالت کے پروانے گلہائے عقیدت پیش کرتے تھے۔ اگر محفل میں کوئی خطیب حضرات موجود ہوں تو وہ اپنے ارشاداتِ گرامی سے اہلِ محفل کو نوازتے تھے۔ مولانا محمد شریف نوری مرحوم کی تقریر میں نے پہلی بار وہیں سُنی تھی۔ نعت خوانی کے دوران عقیدت و جذبات کی فراوانی سے مولانا محترم

کے چہرہ پر آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی تھی۔ محفل کے اختتام پر دسترخوان بچھایا جاتا اور سب شرکا کو مولانا کے صاحبزادے فضل الرحمٰن صاحب اور دیگر ارکان خاندان کھانا کھلاتے تھے۔

دوسری بار ۱۹۶۵ء میں مدینہ منورہ میں میری پھر حاضری ہوئی اس مرتبہ ۲ مہینے قیام رہا۔ میری اہلیہ وہاں جاکر بیمار پڑ گئیں۔ جس کے وجہ میری حاضری مولانا کی خدمت میں اتنی نہیں ہوئی جتنی کہ ۶۳ء میں ہوتی تھی۔ وہ خود فرماتے تھے بیٹا! تمہاری بیوی بیمار ہے تم اسکی دیکھ بھال کرو۔ میری اہلیہ نقاہت اور بیماری کی وجہ سے نمازوں کے لیے مسجد نبوی تک نہیں جاسکتی تھی۔ جس کا اسے بہت رنج تھا۔ میں نے مولانا محترم کی خدمت میں عرض کیا تو انہوں نے فرمایا، آپ لوگ تو عین مسجد نبوی کے سامنے مقیم ہیں۔ بیٹی سے کہو کہ وہ وہیں نماز کی نیت باندھ لیا کریں۔ میں بھی تو یہیں نماز پڑھتا ہوں۔ اس مشورہ سے میری بیوی کو بہت سکونِ قلب حاصل ہوا اور جو احساس محرومی تھا وہ کم ہوگیا۔

۱۹۷۴ء میں یعنی ۹ برس کے بعد میں نے مولانا محترم کو بہت کمزور پایا۔ مگر عقیدتمندوں کا ہجوم کچھ زیادہ ہی تھا۔ ۶۳۔۱۹۶۵ء میں ایک عاشقِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مرزا تشکور بیگ حیدرآبادی کی ایک نعت مواجہ شریف میں پابندی سے پڑھا کرتا تھا ۱۹۷۴ء میں یہ نعت لے جانا بھول گیا۔ اپنا معمول پورا نہ کرسکنے پر میرے دل پر ——— ایک طرح کا بوجھ تھا، ایک دن میں نے مولانا محترم سے عرض کیا، حضرت آپ کی خدمت میں پاکستان اور ہندوستان کے سب نعت گو حاضری دیتے ہیں۔ مرزا تشکور بیگ بھی ضرور آئے ہوں گے۔ معلوم نہیں وہ اس سال آئے یا نہیں، مولانا نے فرمایا، وہ یہیں ہیں اور ابھی میرے پاس سے اٹھ کر گئے ہیں اس وقت محفل میں خطیب محترم مسجد وزیر خان موجود تھے۔ انہیں ہدایت فرمائی کہ مجھے وہ ان کی قیام گاہ تک پہنچادیں۔ وہاں سے مجھے وہ نعت بھی ملی اور ان کی دوسری نعتوں کا تحفہ بھی ملا۔ میں اس واقعہ کو مولانا محترم کی ایک کرامت سمجھتا ہوں۔ وہیں مجھے معلوم ہوا کہ وہ بزرگ مولانا کی قیام گاہ پر باقاعدہ حاضری دیتے ہیں اور حضرت بھی انہیں ہمارے گھر کی برکت کے الفاظ سے یاد فرماتے ہیں۔ مرزا صاحب کو بھی مولانا سے بڑی عقیدت

تھی جس کا اظہار انہوں نے مدینہ منورہ سے رخصتی کے وقت جن اشعار میں کیا تھا ان میں سے چار اشعار یہ ہیں :-

مدینے پاک میں بے شک جو ہے دولت کدہ اُن کا
خدا قائم رکھے آماجگاہِ اہلِ سنّت ہے
غریبوں دردمندوں کو پریشانی نہ ہو لاحق
کہ بیچاروں پہ حضرت کا ابھی سایہ سلامت ہے
انہی کے دم سے اَب وہ باطنی فیضان جاری ہے
انہی کے پاس وہ شاہِ بریلی کی امانت ہے
خُدا رکھے سلامت شاہ ضیاء الدین احمد کو
رسولِ دوجہاں کی آپ پر چشمِ عنایت ہے

اس کے بعد میں دو تین بار عمرے کے لیے گیا اور ۱۹۷۹ء میں پھر حج بیت اللہ کی سعادت نصیب ہوئی ہر حاضری کے موقعہ پر جس درمندی سے مولانا امتِ مسلمہ اور پاکستان کے بارے میں ذکر فرماتے تھے۔ اس کا طبیعت پر بڑا اثر ہوتا تھا اور ایسا محسوس ہوتا تھا کہ انہی بزرگوں کی دعاؤں سے ہماری ساکھ قائم ہے۔ ان کی خدمت میں حاضری کے موقعہ پر مجھے کبھی اتنی ہمت نہیں پڑی کہ ان سے ان کی اپنی زندگی کے بارے میں کچھ دریافت کروں۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی محبت سے سرشار ہو کر بیس برس کی عمر میں ہجرت کرنا خود ایک ایسا واقعہ ہے جو مولانا کی عظمت کی نشاندہی کرتا ہے ان کے بارے میں بہت سے واقعات تو ہم نے اپنے والدِ محترم سے سُنے تھے اور کچھ مدینہ منورہ کے چند بزرگ حضرات سے معلوم ہوئے۔

ان کی پیدائش سیالکوٹ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم لاہور میں حاصل کی۔ حدیثِ پاک کا درس پیلی بھیت میں لیا ــــــ وہیں قیام کے دوران حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب سے ملاقات ہوئی اور ان کے خلیفہ مجاز بن گئے۔ گھر کے ماحول سے جس میں کچھ بدعقیدگی سرایت

کرگئی تھی، بیزار ہوکر ہندوستان کو خیر باد کہا۔ پہلے بغداد تشریف لے گئے پھر مدینہ منورہ آئے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں آخر وقت تک مقیم رہے۔ مولانا کا مدینہ منورہ میں ورود ترکوں کے دور میں ہوا۔ اس کے بعد انہوں نے شریف مکہ کا دور دیکھا۔ شریف مکہ اور سعودی خاندان کی آویزشوں کے نظارے دیکھے سعودی حکومت نے شروع شروع میں ان کے عقائد کے بارے میں کچھ سختی کی۔ میرے والد محترم ان دنوں حیدرآباد میں نائب وزیر مالیات تھے ایک بار جب وہ حکومت حیدر کے نمائندے کی حیثیت سے شاہی مہمان تھے۔ وزیر مملکت عبداللہ سلمان کے واسطے سے ملک ابن سعود کی خدمت میں صورتِ حال کی وضاحت کی۔ اس کے بعد ان سے حکومت نے کوئی تعرض نہیں کیا۔ مشہور مبلغ اسلام مولانا عبدالعلیم صدیقی جن سے خوش قسمتی سے مجھے بھی شرفِ نیاز ہے مولانا محترم کے خصوصی تعلقات تھے جو بالآخر رشتہ داری پر منتج ہوئے۔ مولانا محترم ان کے صاحبزادے شاہ احمد نورانی، صاحب کے دادا سسر تھے۔

مولانا بڑے صاحبِ کرامت بزرگ تھے۔ میں اس بارے میں بہت کچھ سُن چکا تھا۔ لیکن حال میں حضرت سکندر لکھنوی نے مجھ سے ایک واقع بیان کیا جو حیرت انگیز بھی ہے اور مولانا کے صاحبِ کرامات ہونے کا ثبوت بھی مولانا محترم کی نعتیہ محفل میں سکندر صاحب بھی حاضری دیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں دوران قیام وہ سخت بیمار ہوگئے اور کئی دنوں تک حاضری نہیں دے سکے۔ طویل غیر حاضری کے بعد جب وہ محفل میں شریک ہوئے تو مولانا محترم کے استفسار پر انہوں نے بخار اور گلے کی گلٹیوں کی شکایتوں کا ذکر کیا۔ مولانا نے فرمایا: "انعام بھی دو ملیں گے"۔ سکندر صاحب کے پوچھنے پر کہ حضرت وہ انعامات کیا ہیں تو فرمایا۔ پہلا انعام تو یہ ہے کہ اگلے سال آپ پھر مدینہ منورہ آئیں گے دوسرا انعام آپکو روانگی کے وقت ملیگا۔ سکندر صاحب کو یہ دوسرا انعام ایک بزرگ خاتون سے موئے مبارک کے تحفہ کی شکل میں ملا اور مدینہ منورہ میں اگلے سال حاضری بھی ہوگئی۔ اس طرح مولانا محترم کی دونوں پیشگوئیاں حرف بحرف حقیقت بن گئیں۔ کیوں نہ ہو۔ اللہ والوں

کی ایسی باتیں ہوتی ہیں۔

مولانا محترم کی ذاتِ گرامی مدینہ منوّرہ میں اہلِ محبت کی آماجگاہ تھی جس سے ہر وقت روحانی فیض جاری رہتا تھا۔ ان کی رحلت سے جویانِ حق بڑی کمی محسوس کریں گے مگر مجھے یقین ہے کہ ان کا روحانی فیض تا قیامت جاری رہے گا۔

مولانا ضیاء الدین مدنی علیہ الرحمہ نے حرم پاک میں کم وبیش استی برس اس آرزو میں گزارے کہ مرنے کے بعد شہرِ خُلد میں دفن ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ آرزو بھی پوری کی۔ جب ان کا جنازہ اٹھا تو اژدہام کی یہ کیفیت تھی کہ بابِ عمر سے گزرتے ہوئے بیسیوں آدمی زخمی ہو کر گر پڑے۔ آپ کو اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کے مزارات کے قریب سپردِ خاک کیا گیا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

قطب البلد النبی

مولانا علی اصغر چشتی مدظلہٗ لاہور

۱۹ شوال المکرم ۱۳۹۹ھ بروز پیر کو بارگاہِ رسالت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں صلوٰۃ وسلام عرض کر کے مسجد نبوی کے صحن میں آیا تو مدت سے سینہ میں چھپا ہوا عشق باہر نکلنے کے لیے بیتاب ہوا۔ فقیر چاہتا تھا جس قدر جلد ہو سکے حضرت مولانا ضیاء الدین احمد کی زیارت سے مشرف ہو جاؤں لیکن ہر چہرہ ناشناسا معلوم ہوتا۔ مقرب ملائکہ کے مشکل کشا نے میری بھی مشکل کشائی فرمائی۔ باب عبدالعزیز کے قریب ایک بزرگ سفید ریش، اچکن زیب تن اور سر پر صوفیانہ ٹوپی نظر پڑے۔ میں لپک کر ان طرف گیا۔ سلام کے بعد پوچھا "کیا آپ پاکستانی ہیں؟" وہ پاکستان کا نام سُن نہایت مسرور ہوئے۔ فرمایا! میں سہارن پور سے آیا ہوں" میں سہارنپور کا نام سنکر دم بخود ہو گیا اور دل میں مایوسی پیدا ہو گئی۔ شاید مایوسی میرے چہرے پر بھی اثر کر چکی تھی کہ انہوں نے محسوس کر لی اور مسکرا کر فرمانے لگے "آپ خاموش کیوں ہو گئے؟ فرمایئے کیا پوچھنا چاہتے ہیں۔ "ان شاء اللہ" آپ کی پوری پوری راہنمائی کرونگا۔ ان شاء اللہ! آپ کی پوری پوری راہنمائی کروں گا۔" میں حضرت مولانا ضیاء الدین احمد کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں۔" اس نے عرض کیا، "واہ! مولانا کو کون نہیں جانتا، وہ دیکھیے سامنے پوسٹ آفس ہے اس کے عقب میں ایک گلی اور گلی میں دائیں جانب پہلا ہی مکان حضرت مولانا قبلہ ضیاء الدین صاحب کا ہے اگر حکم ہو تو میں آپ کے ساتھ چلوں۔" اُس بزرگ نے ارشاد فرمایا: "نہیں نہیں! شکریہ، میں سمجھ گیا۔"

باب عبدالعزیز سے باہر نکلا۔ شارع کو عبور کر کے گلی میں پہنچا تو وہاں ایک صاحب اپنی دوکان پر پکوڑے نکال رہے تھے۔ میں وہاں کھڑا ہو گیا۔ دوکان والے نے خود مجھ کو مخاطب

کیا۔ گفتگو سے معلوم ہوا وہ صاحب چونامنڈی لاہور کے باشندے ہیں جو عرصہ سے مدینہ منورہ میں رہائش پذیر ہیں۔ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں پوچھا تو کہنے لگے کہ آپ عین منزل مقصود پر کھڑے ہیں۔ یہ مکان حضرت ہی کا ہے۔ آپ سیڑیاں چڑھ کر اوپر چلے جائیں مولانا بالکل سامنے تشریف فرما ہوں گے۔ میں اپنا دِل تھامے اوپر چلا گیا، ایک ولی کی بارگاہ میں حاضری تھی۔ دِل دھڑک رہا تھا، فقیر ان لوگوں کی ہیبت سے خوب واقف تھا۔ ان کی ہیبت سے پہاڑ رائی بن جاتے ہیں، سمندر خشک ہوجاتے ہیں، فقیر اوپر پہنچا۔ حضرت اپنی پوری جلالتِ ولایت سے سامنے ہی جلوہ افروز تھے، میں ٹھٹھک کر رہ گیا۔ بُت کی طرح صامت کھڑا ہوگیا۔ حضرت نے نظرِ کرم فرمائی۔ نہایت دھیمی آواز سے فرمایا "آجائیے" اس جملے سے سارا خوف کافور ہوگیا۔ فقیر آگے بڑھا دوزانو ہوکر سلام عرض کیا۔ دست بوسی سے سرفراز ہوا اور خاموش بیٹھ گیا۔ کمرے میں چند احباب بھی موجود تھے ــــ کمرہ میں مکمل سناٹا لیکن سکون، بیابان کا منظر۔ مجھے حضرت بیدم وارثی یاد آگئے۔ میں دل ہی دل میں ان کا شعر پڑھنے لگا۔ ؎

کوئی محفل ہو بیاباں کے مزے لیتے ہیں
جہاں پر بھی جمع ہوتے ہیں دیوانے چند

حضرت نے خامشی کو ختم کر دیا، مسکرا کر فرمایا:

"کہاں سے تشریف لائے ہیں"؟

لاہور، پاکستان

"کب تشریف لائے"؟

"کل تہجد کے وقت آیا تھا"۔

"نمازِ عشاء کے بعد روزانہ محفلِ میلاد ہوتی ہے۔ آپ تشریف لایا کریں۔

"ان شاء اللہ العزیز! ضرور حاضر ہوں گا"۔

یہ تھی میری پہلی ملاقات، سارا دن عشاء کے انتظار میں گزارا۔ عشاء کے بعد حاضر ہوا۔

اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کا کلام پڑھا جا رہا تھا ؎

ان کی مہک نے دِل کے غنچے کھِلا دیئے ہیں
جس راہ چل گئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں

بارہ بجے کے قریب "مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام" کا ترانہ پڑھا گیا۔

نجدیوں نے شہر مقدس کو اجاڑنے کی کوشش کی، لیکن ناکام رہے وہ شہر آباد ہے۔ اور سدا آباد رہے گا۔ بارہ بجے کے قریب مسجدِ نبوی اور مولانا کے مکان کی درمیانی شاہراہ پر کھڑے ہو جاتے ادھر:

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

اُدھر رَبِّ هَبْ لِي اُمَّتِي . . . . کی صدا صاف سنائی دیتی ہے۔ فقیر مولانا کے درِ دولت پر روزانہ حاضری دیتا رہا۔ کیونکہ کچھ آنکھوں ہی آنکھوں میں باتیں ہوتی رہیں۔ اور کچھ دِل کی دل سے گفتگو رہی۔ زبانیں خاموش رہیں۔ ہاں کبھی کبھی کوئی بات ہو جاتی۔ اب پاکستان کے بزرگ پوچھتے ہیں کہ حضرت قطب البلد النبی (صلی اللہ علیہ وسلم و رحمۃ اللہ علیہ) کے بارے میں آپ کے کیا تأثرات ہیں۔ فقیر حقیر کچھ کہنے سے قاصر ہے۔ البتہ اعلیٰحضرت فاضلِ بریلوی رضی اللہ عنہ کی زبانِ پاک سے سُن لیجے ؎

ہمیں اے رضا تیرے دِل کا پتہ چلا بہ مشکل
درِ روضہ کے مقابل وہ ہمیں نظر تو آیا
یہ نہ پوچھ کیسا پایا
کبھی خندہ زیرِ لب ہے کبھی گریہ ساری شب ہے
نہ اسی نے کچھ بتایا

غمخوارِ اہلِ سنّت

حکیم سید امین الدین لاہور

فخر العرب والعجم حضرت مولانا ضیاء الدین احمد القادری البرکاتی الرضوی المدنی رحمۃ اللہ علیہ۔ جنہوں نے اپنی تمام زندگی حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف و توصیف کرنے اور آپ پر دُرود و سلام بھیجنے میں بسر کی۔ آپ زندگی بھر محفلِ نعت اور مجلسِ درود و سلام کے انعقاد سے اپنے اور عشاقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلوب کی تسکین کا سامان مہیا کرتے رہے، ان کی محفلِ درود و سلام اس قدر مشہور تھی کہ جب میں زیارت حرمین و شریفین کی سعادت کے حصول کے سلسلہ میں مدینہ منورہ میں حاضر ہوا تو اکثر لوگوں سے آپکی محفل مبارک کی تعریف سُن کر آپ کی قدم بوسی کے لیے حاضرِ خدمت ہوا اور اس قدر سرور و لطف آیا کہ جبتک مدینہ منورہ رہا بعد از نماز عشاء آپکی محفل میں حاضری دیتا رہا۔ حضرت موصوف کے سامنے جب اعلٰحضرت مجدد دین و ملت مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ کی کوئی نعت شریف پڑھی جاتی تو بہت محظوظ ہوتے تھے۔ اپنے مریدین کو کثرت سے درود و سلام کی تلقین فرماتے تھے۔

محفل درود و سلام کی مجلس کے بعد جب دعا ہوتی تھی تو خاص طور پر پاکستان کی بقا، تحفظ اور سلامتی کے لئے دُعا فرمایا کرتے تھے اور پاکستان کی ترقی اور خوشحالی میں گہری دلچسپی لیتے تھے۔ ان کی دلی تمنا اور خواہش تھی کہ پاکستان میں مسلک حقہ اہل سنّت و جماعت کو فروغ حاصل ہو، یہی وجہ ہے کہ جب جمعیت علماء پاکستان کی نشاۃ ثانیہ کے وقت مفتی اعظم پاکستان علامہ ابوالبرکات رحمۃ اللہ علیہ نے ٹوبہ ٹیک سنگھ (دارالسلام) میں جمعیت العلماء پاکستان کے اجلاس کی صدارت کے لیے حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کو بذریعہ تار مدعو فرمایا تو حضرت نے اپنی پیرانہ سالی اور علالت کے باعث اپنے صاحبزادہ فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدنی مدظلہ کو پاکستان بھیجا، جن کی صدارت میں وہ تاریخی اجلاس

مولانا محمد محفوظ الحق شاہ

آفتاب علم و حکمت

ضیائے اعلیٰحضرت مقتدائے اہلِ سنت قطب مدینہ عالیہ مولانا الشیخ ضیاء الدین احمد مدنی قادری قدس سرہٗ العزیز بقول امام اہلِ سنت حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ (امیر مرکزی انجمن حزب الاحناف) مدینہ عالیہ میں اہلِ سنت کا ملجاء و ماویٰ تھے۔ اور استقامت علی الحق کا روشن مینار تھے۔ یہی وجہ ہے کہ خدمت میں حاضر ہونے والے ہر زائرِ طیبہ سے یہ فرمایا کرتے تھے کہ میں آپ کے لیے دُعا کرتا ہوں اور آپ میرے لیے دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے نجدیوں کے شر سے محفوظ رکھے اور مدینہ عالیہ میں رہتے ہوئے صحیح ادب کی توفیق دے۔ چنانچہ ۱۹۷۳ء اور پھر ۱۹۷۶ء میں دونوں مرتبہ مدینہ عالیہ کی حاضری کے دوران حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ ہم نے بھی بارہا سُنے بلکہ اس سلسلہ میں آپ ہر زائر سے ایک حدیث پاک بیان فرماتے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے حضور اس زبان سے دُعا کرو جس سے نافرمانی نہ کی ہو اوکما قال علیہ السلام اور پھر آپ اس ارشاد عالی کا مفہوم یہ بیان فرمایا کرتے کہ آپ میرے لیے دُعا کریں اور میں آپ کے لیے دُعا کرتا ہوں کیوں کہ میری زبان سے آپ نے کوئی گناہ نہیں کیا اور آپ کی زبان سے میں نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ اور یہی ظہرِ غیب میں دُعا کی حکمت ہے۔

۲۰ رجنوری بروز جمعرات حرم نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیمات میں نماز ظہر ادا کرنے کے بعد آستانہ پر بندہ ناچیز اور میرے برادرِ گرامی صاحبزادہ عبدالخالق شاہ صاحب حاضر ہوئے۔ مدینہ عالیہ میں رہنے والوں کی روایتی خوش اخلاقی کے مطابق کئی بار مرحبا مرحبا کے

ایمان افروز الفاظ سے نوازا ۔ سلام مسنون اور دست بوسی کے بعد ہم بیٹھ گئے ۔ دیگر ارشادات کے علاوہ حضرت نے تمام حاضرین کو اس دعا سے نوازا کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں رکھے نیز فرمایا کہ کہنے کو تو یہودی اور نصرانی بھی "لا الٰہ الا اللہ" کہتا ہے لیکن وہ اس لیے کافر ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور نیازمندی سے خالی ہے ۔ دورانِ گفتگو بندہ نے صحت کے متعلق دریافت کیا تو فرمایا کہ "الحمد للہ" ٹھیک ہوں ۔ بچپنا گیا ۔ جوانی آئی ، جوانی گئی اب بڑھاپا آگیا ۔ اب وہی کیفیت ہے جو بڑھاپے میں ہوتی ہے ۔ دل و دماغ "الحمد للہ رب العالمین" بالکل درست ہیں ۔

فرمایا میری پیدائش ۱۲۹۴ھ میں ہوئی اور ۱۳۹۴ھ میں ایک صدی پوری ہوگئی اور جو وقت گزر رہا ہے یہ صدی سے زائد ہے ۔ دورانِ گفتگو امام اہلسنت اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کا ذکرِ خیر شروع کیا تو بہت محظوظ ہوئے اور خود ہی نہایت اہتمام سے ان کا ذکر فرمایا اور اسی سلسلہ میں آستانہ مبارک میں لگے ہوئے ایک فریم کی طرف اشارہ فرما کر ارشاد فرمایا کہ یہ منقبت اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کی ہے جو کہ حیدرآباد کے تشکور بیگ صاحب نے لکھی ہے ۔ چنانچہ مجھے حکم دیا کہ اسے اُتار کر سنائیں ۔ بندہ نے تعمیل کی ۔ منقبت سن رہے تھے اور پروانہ وار جھوم رہے تھے ۔ "الحمد للہ رب العالمین" وہ منقبت شریف بطورِ تبرک طیبہ بندہ کے پاس محفوظ ہے ۔ اس کا ایک شعر حضرت کے متعلق بھی ہے جو کہ درج ذیل ہے ۔ ؎

طیبہ میں اسکی ذات سلامت رہے کہ جو
تیری امانتوں کا نگہبان ہے آج بھی !

اسی دوران ہم نے عرض کی پہلی حاضری کے وقت ہمیں ایک ماہ سے زیادہ وقت مدینہ عالیہ میں ملا تھا لیکن اس دفعہ ایک ماہ سے بھی کم وقت ملا ہے ۔ تو ہماری اس سوچ اور ذہنی اضطراب کو مثبت اور صحیح کیفیت میں بدلنے کے لیے فوراً ارشاد فرمایا کہ قبولیت کا ایک لمحہ ہی بہت ہے ۔ جتنا وقت ان کی نگاہِ کرم سے مل جائے وہی غنیمت ہے ، خدا کرے قبولیت ہو ۔ کہاں وہ ذہنی پژمردگی کہ وقت کم ملا اور کہاں علی الفور یہ خوشگوار احساس کہ خدا

تعالیٰ کا شکر ہے کہ شہر کریم میں آستانۂ حبیب پاک میں حاضری تو ہوگئی اور شیخ کامل حضرت علامہ الشیخ ضیاء الدین قادری مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ کیمیا اثر کا یہ فیض نہ جانے مجھ جیسے کتنے مضطرب دلوں کو سکون بخشتا ہے۔

حضرت مدنی کے حاضر باش نیاز مند خوب جانتے ہیں کہ ان کی محفل میں ذکرِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی دوسرا کام ہی نہیں ہوتا تھا۔ جو شخص بھی حاضر ہوتا اس سے پوچھتے کہ آپ نعت شریف پڑھتے ہیں؟ چنانچہ جب ہم حاضر ہوئے اور سلام عرض کیا تو جواب اور مرحبا مرحبا کے ایمان افروز کلمات ارشاد فرمانے کے بعد یہی سوال فرمایا تو اخی مکرم سید محمد عبدالخالق شاہ صاحب نے عرض کی "الحمد للہ رب العالمین" ہم نعت شریف پڑھتے ہیں۔ بس پھر کیا تھا فوراً فرمایا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، صلی اللہ علیک یا رسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک وسلم علیک یا نبی اللہ! چنانچہ برادر مکرم نے حضرت کے پاس موجود حدائق بخشش لے کر ے

سرور کہوں کہ مالک و مولیٰ کہوں تجھے
باغِ خلیل کا گلِ زیبا کہوں تجھے

نعت شریف پڑھی۔ فارغ ہوئے تو حوصلہ افزائی اور قدر شناسی کے لیے تحسین بھی فرمائی۔ اور ساتھ یہ بھی فرمایا کہ نعت شریف تو ماشاء اللہ! بہت خوب ہے لیکن آپ کا پڑھنے کا انداز بھی خوب ہے۔ چنانچہ جب بھی حاضری ہوئی اور بھائی جان نے نعت شریف سنائی تو جہاں ذکرِ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سُن کر خوش ہوتے وہاں انداز نعت خوانی پر بھی تحسین فرماتے۔ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت بریلوی حضرت مولانا حسن رضا بریلوی علیہما الرحمۃ کا کلام تو بہت ہی رغبت سے سنتے تھے۔

ماشاء اللہ! حضرت مولانا الشیخ قادری مدنی رحمۃ اللہ علیہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مجسمہ تھے۔ جونہی کسی نے نعت شریف شروع کی ایک عجیب کیفیت طاری ہو جاتی۔ آپ ترنم کے زیر وبم کی بجائے ہمیشہ معنویت کو پسند فرماتے۔ تلفظ اور ادائیگی کی صحت سے بہت متاثر ہوتے۔ چنانچہ بارہا مشاہدہ ہوا کہ معنویت کی بجائے آواز کے زیر وبم اور صرف

فن کی مہارت پر زور دینے والے نعت خوان کامیاب نہیں ہو سکے۔ کیونکہ محبت تو ذات محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے ذکر سے ہوتی ہے صرف خوش آوازی سے نہیں ہاں صحت اور ذمہ دارانہ ادائیگی کے ساتھ اگر مقدوں خوش الحانی ہو جائے تو نورٌ علیٰ نور۔

ایک دن بندہ ناچیز نے عرض کی کہ حضرت آپ نے امام اہل سنت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے یہاں مدینہ عالیہ میں ملاقات کی یا ہندوستان میں؟ تو فرمایا کہ میں نے ان کی زیارت ہندوستان میں کی۔ وہ اس طرح کہ ۱۳۱۲ھ سے ۱۳۱۶ھ تک میرا معمول رہا کہ ہر جمعرات کو پچھلے پہر پیلی بھیت سے بریلی شریف پہنچتا۔ رات وہیں بسر ہوتی۔ جمعہ حضور امام اہل سنت علیہ الرحمۃ کے ساتھ پڑھتا۔ جمعہ کے بعد دستر خوان بچھایا جاتا۔ لنگر سے فارغ ہو کر ریل کا وقت ہو جاتا تو اجازت لے کر ریل پر سوار ہو کر پیلی بھیت پہنچ جاتا۔ نیز فرمایا کہ اس وقت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان صاحب کی عمر شریف ۴ سال کی تھی۔

نیز بندہ نے پوچھا کہ جب اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ مدینہ طیبہ حاضر ہوئے تو آپ کہاں تھے؟ فرمایا اس وقت میں بغداد میں تھا۔

۲۵ر جنوری ۱۹۷۱ء مدینہ عالیہ کی حاضری کا آخری دن تھا کہ ہم حضرت کی خدمت میں سلام کے لیے حاضر ہوئے اور دورانِ گفتگو ایک ساتھی نے عرض کی کہ حضرت ہم صبح مدینہ عالیہ سے وداع ہو رہے ہیں۔ کہنے کو تو اس نے کہہ دیا کہ وداع ہو رہے ہیں لیکن ایک فنا فی الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محب کے سامنے یہ تصور کیسے پیش کیا جا سکتا تھا کہ شہر محبوب سے وداع ہوں۔ فوراً فرمایا کہ وداع کا لفظ نہ بولیں جیسے کہ عام لوگ کہتے ہیں الوداع یا رسول اللہ ——————

فرمایا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وداع ہو کر کہاں ٹھکانہ اور کہاں جاؤ گے۔ الوداع کی بجائے "الامان یا رسول اللہ" "الحفیظ یا رسول اللہ" پڑھو۔ ازاں بعد نہایت اہتمام خشوع سے ہم سب خدام کے لیے دعا مانگی اور واپسی ہوئی۔

فی الحقیقت حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت سے عشق و مستی کا ایک جہان خاموش ہو گیا ہے۔ مولا کریم اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے حضرت کے

خلف الرشید مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدنی کو اپنے والد کریم کے فیوض و برکات سے ہمیشہ مستفیض و مستنیر رکھے اور گلستان رضویت کا یہ سدا بہار پھول ہمیشہ مشام جان و ایمان کو معطر و معنبر کرتا رہے۔ (آمین)

محمد عاشق الفیضوی القادری المدنی

پیکرِ شفقت و محبت

احقر نے حضرت شیخ العرب والعجم علامہ ضیاء الدین احمد القادری المدنی قدس سرہٗ کی انتہائی قربت میں جو چند سال گزارے، اس دوران ناچیز نے حضرت والا مرتبت قدس سرہٗ کی صحبت سے جو قادری رضوی روحانی فیض پایا، اپنے ناقص علم کے مطابق عرض کرتا ہے۔

۱۹۷۶ء میں ناچیز کی قسمت کا ستارہ چمکا اور مدینہ منورہ کا سفر نصیب ہوا۔ مدینہ منورہ میں مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بائیں طرف جہاں دل و جان کے نذرانے پیش کیے جاتے ہیں، جہاں ستر ہزار فرشتے صبح کے وقت اور ستر ہزار شام کے وقت دُرود و سلام کے موتی لُٹاتے ہیں، میں نے بھی دُرود و سلام عرض کیا۔ مسجدِ نبوی شریف سے باہر آ کر سوچا کہ عاشقِ رسول حضرت علامہ ضیاء الدین احمد مدنی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضری دوں چنانچہ مغرب کے وقت حضرت سیّدی مدنی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوا، سلام عرض کرنے کے بعد دست بوسی کی تو حضرت نے ناچیز کا ہاتھ پکڑ کر پوچھا "کہاں سے تشریف لائے ہیں؟" —— عرض کیا حضرت اوکاڑہ (پاکستان) سے حاضر ہوا ہوں اور قادری سلسلہ میں بیعت ہوں، حضرت فرمانے لگے پھر تو آپ ہمارے پیر بھائی ہیں۔ حضرت قبلہ کے کمالِ اخلاق و محبت سے ناچیز اس قدر متاثر ہوا کہ حضرت قبلہ علیہ الرحمۃ کے وصال تک اکثر رات کی بابرکت محفل میں حاضر ہوتا رہا، اس دوران شاید کبھی کسی انتہائی مجبوری کی وجہ سے ہی ناغہ ہوا ہو، آپ سے پہلی ملاقات کے بعد اُسی رات کو جب محفل میں حاضر ہوا تو آپ نے ناچیز کو حکم فرمایا کہ جانِ جاں حضور نبیٔ کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ثنا بیان کریں۔ میں ایک لمحہ کے لیے سوچ میں پڑ گیا کیونکہ میں نے تو پہلے کبھی کسی محفل میں نعت نہیں پڑھی تھی، میرے قریب ہی بھائی اکرم نقشبندی،

بیٹھے تھے انہوں نے فرمایا کہ بھائی سوچتے کیا ہو جیسی پڑھی جاتی ہے پڑھو، ناچیز نے امام احمد رضا فاضلِ بریلوی قدس سرہٗ کی مشہور نعت ۔ وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا

ہمیں بھیک مانگنے کو ترا آستاں بتایا

پڑھی حضرت نے ناچیز کی حوصلہ افزائی فرمائی اور بہت دعائیں دیں اور محفل کے اختتام پر ناچیز کو دُعا کے لیے ارشاد فرمایا۔ اس کے بعد ناچیز روزانہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتا، اور اکثر حضرت کے حکم پر محفل میلاد شریف شروع کرنے کی سعادت ناچیز کو ملتی اور محفل کے اختتام پر اکثر دُعا بھی ناچیز سے کراتے اور تقریباً پانچ سال حضرت کے ساتھ قادری لنگر ایک ہی برتن میں کھانے کی سعادت حاصل رہی۔ الحمد للہ

اکثر حضرت سیدی مدنی قبلہ کی خدمت میں ہر مسلم ملک کے رہنے والے لوگ اور خصوصاً بڑے بڑے علماء کرام ومشائخ عظام کو حاضر ہوتے دیکھا۔ حضرت اپنی مادری زبان پنجابی کے علاوہ اُردو، عربی، فارسی، ترکی، پشتو، بنگالی اچھی طرح جانتے تھے اور انگریزی سے بھی کچھ واقفیت رکھتے تھے۔

ایک دن حضرت ناچیز سے فرمانے لگے، عاشق صاحب! حضور مفتیٔ اعظم ہند علامہ مصطفےٰ رضا خاں کا مقام ہم سے بہت بلند ہے کیونکہ وہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے صاحبزادے جو ہوئے اور راقم الحروف جب مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ فرمانے لگے کہ مولانا ضیاء الدین احمد تو قطبِ مدینہ ہیں۔

حضرت سیدی مدنی ہر سال ۱۲ ربیع الاول شریف کو محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۱ ربیع الآخر کو عرس حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ اور صفر المظفر کے مہینہ میں محسنِ ملت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کا عرس پورے اہتمام سے مناتے۔ ۱۲ ربیع الاول شریف کو صبح خصوصی ملاقات فرماتے اور ظہر وعشاء کے بعد خصوصی محافل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم عرب ممالک کے احباب کے لیے عربی میں اور برصغیر کے زائرین کے لیے اُردو میں اہتمام سے ہوتیں۔ ہر سال ۱۷ رمضان مبارک کو سید الشہداء حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ،

کے مزار اقدس پر پورے اہتمام سے حاضر ہوتے۔ ایک روز فرمانے لگے! عاشق صاحب! میں ان ایام کے لیے پیسے شروع سال ہی سے محفوظ کرلیتا ہوں۔

سعودی حکومت میں روزانہ محفلِ میلاد کا انعقاد آپ کی بہت بڑی کرامت تھی۔ ایک مرتبہ آپ کے صاحبزادہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن القادری مدظلہ العالی نے حضرت کی خدمت میں عرض کی کہ سی آئی ڈی کی ایک خصوصی پارٹی مدینہ منورہ آرہی ہے آپ براہِ کرم چند دن کے لیے محفل ملتوی کردیں یہ سُن کر آپ نے فرمایا یہ میرے آقا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محفل ہے۔ اور سرکارِ غوث الاعظم رضی اللہ عنہ، کا لنگر ہے جو آئے گا اندھا ہوجائیگا۔ محفل بند نہیں ہوسکتی اور نہ ہی محفل بند ہوئی۔

بیت اللہ شریف کی بے حرمتی کے ایام میں مدینہ منورہ میں مسجد نبوی شریف اور روضۂ اقدس کے چاروں طرف پولیس اور سی آئی ڈی کا پہرہ تھا مگران دنوں میں بھی محفل باقاعدگی سے ہوتی رہی۔ ایک رات تقریباً ایک بجے (سعودی حکومت کے مطابق) ناچیز روضۂ اقدس پر دُرود و سلام عرض کرنے کے بعد جب گھر آرہا تھا تو ایک شرطی (سپاہی) نے روک لیا اور پوچھنے لگا کہاں سے آرہے ہو کہاں رہتے ہو اور مختلف سوال کئے۔ میں نے اپنا اِقامہ دکھایا تو کہنے لگے کہ اچھا جاؤ۔ ناچیز یہ سمجھتا ہے کہ یہ بھی حضرت سیّدی مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت تھی ورنہ ڈیڑھ سال قبل یکم ربیع الاوّل ۱۴۰۰ھ کو ہمارے اکثر اہلِ سنّت کو سعودی سی آئی ڈی نے پکڑا، جیل میں رکھا اور ناپسندیدہ قرار دے کر پاکستان بھیج دیا۔

میری ملازمت سے قبل حضرت نے فرمایا، عاشق صاحب! محکمہ جہاں آپ کو بھیجے چلے جانا۔ ناچیز نے عرض کیا حضرت مدینہ منورہ میں رہنا چاہتا ہوں۔ خیر جب میں ملازمت کیلئے ریاض گیا تو محکمہ وزارۃ الصحت نے ابہا کے آرڈر کردیئے۔ ناچیز دوبارہ مدینہ منورہ حاضر ہوا اور روضۂ اقدس مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیّدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار اقدس پر حال عرض کرنے کے بعد حضرت سے عرض کیا، حضرت نے فرمایا جاؤ عاشق صاحب اللہ کریم آپ کی مدد فرمائے۔

دل نے اسی وقت کہا کہ کام بن گیا۔ چنانچہ ریاض آیا تو اسی ڈائریکٹر جنرل وزارۃ الصحت نے اہما کاٹ کر مدینہ منورہ کے آرڈر کر دیئے۔ جب ناچیز نے حضرت سے عرض کیا کہ حضور میری ملازمت مدینہ منورہ میں ہو گئی تو آپ فرمانے لگے، عاشق صاحب! میرے اعلیٰ فاضل بریلوی نے کیا خوب اور سچ فرمایا ہے ؎

واللہ وہ سن لیں گے فریاد کو پہنچیں گے
اتنا بھی تو ہو کوئی جو آہ کرے دل سے

حضرت سیدی مدنی کی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سرکار غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ کمال محبت کا اندازہ اس سے لگا سکتے ہیں کہ ایک مرتبہ فرمانے لگے عاشق صاحب کسی نے کیا خوب کہا ؎

بعد مردن روح و تن کی اس طرح تقسیم ہو
روح طیبہ میں رہے لاشہ میرا بغداد میں

ایک مرتبہ فرمانے لگے اللہ کریم آپکو سرکار نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی میں رکھے، غلامی میں مارے اور غلامی میں اٹھائے۔

ایک روز عشاء کے بعد محفل سے فارغ ہو کر جب ناچیز نے گھر جانے کے لیے اجازت طلب کی تو فرمایا کہ جاؤ ہماری سب اجازتوں کی تمہیں اجازت ہے، جن جن سے ہمیں اجازت ہے تمہیں اجازت ہے۔

سید ممتاز حسین شاہ صاحب حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کو دبا رہے تھے۔ سید صاحب نے حاجی آدم میمن سے کہا کہ تم بھی جو مانگنا ہے مانگ لو۔ حاجی آدم نے کہا حضرت مجھے جنت البقیع میں قبر کی جگہ چاہیئے۔ آپ نے فرمایا جاؤ تمہیں جنت البقیع شریف دی، یہ سن کر ناچیز کی عجیب کیفیت ہو گئی۔

حضرت فقیہ اعظم مولانا نور اللہ نعیمی بصیر پوری کے قرب میں چند لمحے

خلیل احمد نوری

حضرت علامہ شیخ ضیاء الدین احمد قادری مدنی علیہ الرحمۃ کے چہلم کی تقریب سے واپسی پر میں نے سفرِ طیبہ کے بارے دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا "مدینہ عالیہ کا سفر؟ سبحان اللہ" اور ساتھ ہی ایک لمبی سرد سانس لی اور آنکھیں مُوند لیں۔ اتنے میں ایک ملاقاتی حاضر ہوا اور موضوع بدل گیا۔ موقع ملتے ہی عشقِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے معمور سینے کو ہوا دی اور پھر عشق و محبت کے اس سیلاب کے آگے کوئی بند نہ باندھا جاسکا۔

حضرت اقدس مدظلہ سے درسِ حدیث سننے کی سعادت سے بہرہ منداصحاب بالخصوص اور آپ کی عام مجلس میں شرکت کرنے والے حضرات بالعموم اس بات سے بخوبی آشنا ہیں کہ حضرت والا تبار کی زبان پر محبوب پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام آتے ہی چہرہ زرد پیلا آنکھیں پُرنم اور آواز تغیر پذیر ہوجاتی ہے۔ بس یہی کیفیت تھی جب آپ نے روداد سفرِ طیبہ سنائی۔ اسی لیے کتنی ہی باتیں آواز کے رندھے جانے اور نقاہت کی نذر ہوگئیں۔

— ہاں بھئی — خود جو اس مکتب کے طالب علم ٹھہرے۔ چنانچہ آپ نے مولانا ضیاء الدین قادری مدنی علیہ الرحمۃ کی زندگی اور وصال کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ آپ نے فرمایا:

"مولانا ضیاء الدین علیہ الرحمۃ کی سی خوش بختی کسی کے ہی مقدر میں ہوگی۔ جنہوں نے تقریباً ۸۰ برس صرف اِس آرزو پر دیارِ حرم میں گزار دیئے کہ جنت البقیع میں دفن ہوسکیں۔ حکومت کی پابندیوں اور تندو تیز ردِّ عمل کے باوجود آقا علیہ السلام کی محفل میلاد میں انہوں نے

نے کبھی کوتاہی نہ ہونے دی"۔

آپ کے وصال کی ساعات قریب تھیں۔ آپ مکمل ہوش و حواس میں تھے۔ مگر نقاہت حد درجہ زیادہ تھی۔ حاضرین نے دیکھا کہ آپ ہاتھ جوڑ کر کسی سے معافی کے خواستگار ہیں اور کہہ رہے ہیں "مجھے معاف کر دیں۔ کمزوری کے باعث تعظیم کے لیے اٹھ نہیں سکتا"۔ ذرا دیر بعد حاضرین کے استفسار پر بتایا کہ ابھی خضر علیہ السلام، حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ اور اعلیٰحضرت فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے تھے"۔

حضرت زید مجدہٗ نے فرمایا:

"جب مولانا ضیاء الدین مدنی علیہ الرحمہ کا جنازہ اُٹھا تو اژدہام کی یہ کیفیت تھی کہ بابِ عمر (رضی اللہ عنہ) سے گزرتے ہوئے بیسیوں آدمی زخمی ہو کر گرے آپ کی وصیّت کے مطابق اور آپ کی خواہش کے مطابق اہلِ بیت کرام رضی اللہ عنہم کے بہت قریب آپکو دفن ہونے کی سعادت ملی"۔ اللہ اللہ

حضرت اقدس لازال فیوضاتہم نے فرمایا:

"مولانا مرحوم کے صاحبزادے مولانا فضل الرحمٰن صاحب اُن کے صحیح جانشین ثابت ہوئے ہیں۔ بالکل اُنہیں جیسی درویشانہ زندگی اور محبتِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے مملو ہیں۔ اِس مرتبہ مولانا موصوف مدظلّہ نے میری طرف ایک آدمی بھیجا کہ ملاقات کا وقت دیں، میں ملنا چاہتا ہوں۔ مجھے شرمندگی سی ہوئی۔ جواباً پیغام بھیجا۔ آپ تکلیف نہ فرمائیں میں خود حاضر ہوتا ہوں۔

قارئین! ادھر مولانا ضیاء الدین مدنی علیہ الرحمہ کے گھرانے سے حضرت والا صفات کی عقیدت و محبّت کا عالم دیکھا اب ادھر سے عنایات کی جھلک بھی ملاحظہ کیجیے۔

حضرت فقیہہ اعظم مدظلّہ کے خادم خاص حاجی محمد انور نے بتایا کہ مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ نے اپنے خدام کو فرما رکھا تھا کہ ان (حضرت فقیہہ اعظم) کا خصوصی خیال رکھا کریں۔ کیونکہ میں نے قبلہ ابا جان کو دیکھا کہ انہوں نے برصغیر پاک و ہند کے پیرانِ عظام میں سے کسی کے ہاتھ نہ چومے

بلکہ پیرانِ عظام خود والدِ محترم کے ہاتھ چوما کرتے مگر ان کے ہاتھ چومنے میں پہل آبا جان کی طرف سے ہوا کرتی۔"

ماہنامہ نور الحبیب بصیر پور (ساہیوال)
شمارہ ذیقعدہ ۱۴۰۱ھ

سکندر لکھنوی

حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کی

۲ پیش گوئیاں

جنوری ۱۹۷۵ء میں حج کی زیارت نصیب ہوئی، تو میرا قیام مدینہ منورہ کی اصطفا منزل میں تقریباً اٹھائیس یوم رہا۔ اسی دوران خداوند کریم کا یہ فضل عظیم ہوا کر رحمۃ للعالمین، صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار اقدس سے وہ انعام عطا ہوا جسکو میں اپنی زندگی کی سب سے بڑی کامیابی اور اپنی قسمت کی معراج کہوں تو بے جا نہ ہوگا۔ اصطفا منزل کی ہفتہ وار محفل میں بھی شریک ہوتا مگر حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے دولت خانے پر جو محفل روزانہ بعد نماز عشاء ہوتی ہے، اس میں پابندی کے ساتھ شرکت کرتا۔

دورانِ قیام مدینہ منورہ، میرے گلے میں ایک گلٹھی نکل آئی، یہ گلٹھی بالکل حلق کے نیچے تھی۔ رفتہ رفتہ یہ بڑھنے لگی۔ اِس کے درد کی شدت کی وجہ سے مجھے بخار ہوگیا اور بخار بھی گلٹھی کے ساتھ ساتھ بڑھتا گیا۔

تقریباً ایک ہفتہ اس بخار میں اس قدر شدت رہی کہ چوبیس گھنٹے میں ایک یا دو گھنٹے کے لیے کم ہوجاتا اور تقریباً بائیس گھنٹے اپنی شدت اور توانائی کے ساتھ طاری رہتا جس سے میرے جسم کی توانائی جواب دے گئی اور مجھ میں اس قدر کمزوری آگئی کہ کئی وقت کی نمازیں بستر پر ہی پڑھتا بلکہ کسی کسی وقت نماز قضا بھی ہوجاتی۔ بخار کی شدت میں ہوش ہی نہ ہوتا کہ کب اذان ہوئی اور کب نماز کا وقت گزر گیا۔

جس کمرے میں میرا قیام تھا اُسی کمرے میں حضرت مولانا عبدالستار خان نیازی، حضرت مولانا ارشد القادری مہتمم جامعہ مدینۃ العلوم، ہالینڈ، پروفیسر شاہ فرید الحق

صاحب اور مولانا شاہ احمد نورانی میاں دامت برکاتہم العالیہ بھی تشریف فرماتے، یہ حضرات روزانہ ازراہ کرم میری تیمارداری، مزاج پرسی کرتے۔

گلے کی تکلیف اس قدر بڑھ گئی تھی کہ حلق سے غذا اور دوا نیچے اترنا دشوار ہوگئی اور اکثر سانس رک جاتی۔ پہلے تو میں بہت گھبرایا لیکن یکایک مجھے احساس ہوا کہ شاید اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں وہ دلی آرزو پوری کر دی جس کو ہر مومن اپنی ہی آرزو سمجھتا ہے، یعنی مدینہ منورہ کی موت اور جنت البقیع میں مدفن۔ اب میرا دل مطمئن ہوگیا تھا، میں نے اپنے اس خیال کا کسی سے تذکرہ بھی نہ کیا۔

حضرت قبلہ مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں بھی بخار کی حالت میں حاضری دیتا رہا اور نعت شریف بھی پڑھتا تھا۔ اور میرے آقا کا کرم خاص تھا کہ اس قدر بخار اور گلے کی تکلیف کے باوجود نعت شریف میں کوئی تکلیف اور پریشانی حائل نہ ہوتی تھی لیکن اس ہفتے حضرت مولانا قبلہ ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں تین دن متواتر غیر حاضری ہوگئی، چوتھے دن جب حاضر ہوا، سب کو سلام کرکے ایک طرف بیٹھ گیا۔ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے استفسار فرمایا جب معلوم ہوا کہ سکندر ہے تو میری طرف متوجہ ہوئے اور عجیب انداز میں فرمایا، سکندر تو کہاں تھا؟ ہم تجھ کو بہت یاد کرتے ہیں اور ساری محفل کے لوگ تجھے یاد کرتے ہیں۔

ان الفاظ کو سن کر میں سناٹے میں آگیا، میری آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ اپنی جگہ سے اٹھ کر حضرت قبلہ کے قریب گیا، دست بوسی کی اور نہایت ادب سے عرض کیا! حضور بخار کی شدت کی وجہ سے حاضری نہ ہوسکی۔ میں معذرت خواہ ہوں، حضرت صاحب قبلہ نے ازراہ شفقت چائے کی پیالی عطا فرمائی۔ چائے پینے کے بعد حضرت صاحب علیہ الرحمۃ نے نعت شریف کی فرمائش کی۔ میں نے ایک نئی نعت شریف جو اس بیماری کے عالم میں گنبد خضرا کو دیکھ کر لکھی تھی سنائی۔ ایک شعر یہ تھا ؎

موت آنی ہے جس وقت آجائے گی جان جانی ہے جس دم چلی جائے گی
زندگی تو مدینے کی ہے زندگی [illegible] سے

اس شعر کو سُن کر حضرت مدنی علیہ الرحمۃ بے قرار ہو گئے، آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور جملہ اہل محفل پر کیف طاری ہو گیا، حضرت نے دُعا فرمائی۔ میں نے عرض کیا حضور اس مرتبہ دُو دُو امتحان سے گزر رہا ہوں۔ فرمایا کیسے؟ میں نے عرض کیا ایک بخار دوسرے گلے کی تکلیف۔ برجستہ فرمایا! اس مرتبہ انعام بھی تو دو ملیں گے۔ میں خوش ہو گیا، ایسا محسوس ہوا کہ میں بالکل تندرست ہوں، مجھے کوئی بیماری نہیں ہے۔ لیکن دل میں بے چینی پیدا ہو گئی کہ وہ کون سے انعامات مجھے ملیں گے۔ جب برداشت نہ کر سکا تو عرض کیا حضور وہ دو انعام کیا ہیں؟ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا! ایک انعام تو یہ ہے کہ تم آئندہ سال پھر مدینہ منورہ آؤ گے، خوش خبری سُن کر میں اپنے دل پر قابو نہ رکھ سکا، بیقرار آنکھوں سے اشکوں کا سیلاب امڈ آیا۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر درخواست کی کہ حضور! دوسرا انعام کیا ہے؟ ارشاد ہوا دوسرا انعام چلتے وقت ملیگا۔ محفل ختم ہو گئی لوگ ایک دوسرے سے مصافحہ کر کے اپنے اپنے مقام پر روانہ ہو گئے، میں بھی اصطفا منزل میں واپس آگیا۔

نیند آنکھوں سے کوسوں دُور تھی۔ تہجد کی اذان ہوئی۔ فجر کی اذان ہوئی۔ دونوں نمازیں بستر پر ہی پڑھیں اور درود شریف پڑھتے پڑھتے نیند غالب ہو گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد جب آنکھ کھلی تو دیکھا کہ گلے کی گلٹھی پھوٹ گئی ہے۔ جس سے کپڑے اور بستر خراب ہو گیا۔ اتنے میں میرے محسن دوست بھائی جمیل صاحب لاہور والے تشریف لائے میں نے انہیں گلٹھی کے پھوٹنے اور دُو انعامات کی خوش خبری سنائی۔ اسی دن سے گلے کی تکلیف ختم ہونا شروع ہو گئی اور بخار تو بالکل ہی ختم ہو گیا۔

مدینہ منورہ میں اس دن محرم الحرام کی دس تاریخ تھی۔ بعد نماز ظہر مدینہ منورہ کے ایک تاجر کے یہاں حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی فاتحہ کے سلسلے میں ایک محفلِ نعت خوانی میں میری ملاقات جدہ کے ایک متمول تاجر شیخ علی عبدالقادر صاحب سے ہو گئی۔ یہ صاحب ۱۹۴۷ء میں ہندوستان کے شہر گجرات کاٹھیاواڑ سے ہجرت کر

جدّہ آگئے تھے۔ عاشقِ رسول تھے اور نعت خوانی کا ذوق بھی رکھتے تھے۔ میرے کلام اور انداز بیان کو بہت سراہا۔ اسی رات بعد نمازِ عشاء ایک دوسری محفل میں پھر ان سے ملاقات ہوگئی۔ اب وہ میرے دوست بن گئے۔

دوسرے دن پھر دوپہر کی ایک محفل سے شرکت کے بعد اصطفا منزل واپس جا رہا تھا کہ شیخ صاحب ایک دکان پر نظر آگئے، ملاقات ہوئی۔ شیخ صاحب نے میرا نام و پتہ وغیرہ پوچھا، مجھے جدّہ آنے کی دعوت دی اور اپنا پتہ بھی لکھوا دیا۔ بعد نمازِ عشاء ایک محفل میں شیخ صاحب کے ساتھ ہی جدّہ جانے کا پروگرام بن گیا۔ بھائی جمیل صاحب بھی ہمراہ تھے۔ چنانچہ ہم لوگ بروز جمعہ بعد نمازِ مغرب شیخ صاحب کے ہمراہ مدینہ منورہ سے جدّہ روانہ ہوگئے۔ رات ان کے گھر قیام کیا۔ شیخ صاحب نے بہت خاطر مدارت کی۔ دوسرے دن شیخ صاحب کی خواہش پر بعد نمازِ عشاء ایک گھنٹہ پینتالیس منٹ کی محفل ہوئی، محفل برخواست ہوئی، مہمان چلے گئے۔ اب ہم تینوں آدمی سونے کی غرض سے اپنے اپنے بستر پر لیٹ گئے۔ تو شیخ صاحب نے ٹیپ ریکارڈ جس میں پونے دو گھنٹے کی محفل کی نعتیں ٹیپ تھیں اپنے سینے پر رکھ کر آہستہ آواز میں سننا شروع کردیں۔ مجھے ان کا یہ ذوق دیکھ کر ان پر رشک آنے لگا۔ مجھے اور بھائی جمیل کو بھی نیند نہیں آرہی تھی مگر ہم لوگ خاموش لیٹے رہے۔ شیخ صاحب نے پورا ٹیپ دو مرتبہ سنا اس کے بعد بھی وہ سوئے کہ نہیں مگر ہم سو گئے۔

صبح فجر کی نماز کے بعد دیگر وظائف سے فارغ ہوکر شیخ صاحب اور بھائی جمیل سو گئے تو میں نے ٹیپ ریکارڈ میں نئی کیسٹ لگا کر دو نئی نعتیں ٹیپ کرنا شروع کردیں۔ یہ ارادہ میں نے رات ہی کو کرلیا تھا۔ ایک نعت شریف دل پر ضبط کر کے ٹیپ کرسکا۔ مگر دوسری نعت شریف جو میں نے عین رخصتی کے وقت دربارِ رسالت میں رو کر پیش کی تھی۔ پوری نعت برجستہ تھی اور ابھی تک نظرِ ثانی بھی نہیں کی تھی، اس کو ٹیپ کرتے وقت دل بھر آیا۔ میں جدّہ کی دنیا سے نکل کر مدینہ کی دنیا میں پہنچ چکا

تھا۔ مجھے احساس نہ رہا کہ میرے رونے کی آواز بھی ٹیپ ہو رہی ہے۔ بھائی جمیل اور شیخ صاحب دونوں ہی جاگ گئے تھے مگر خاموش لیٹے رہے جب مجھے خود ہی اپنے بے خودی سے فراغت ملی تو ٹیپ بند کیا اور احساسِ شرمندگی کی وجہ سے منہ پہ رومال لپیٹ کر اسی صوفے پر سو گیا۔

صبح ناشتہ کے بعد شیخ صاحب نے کہا سکندر بھائی تم بہت خوش نصیب ہو۔ میں ان کا مطلب نہ سمجھ سکا۔ شیخ صاحب نے میرے چہرے پر نظریں گاڑتے ہوئے کہا سکندر بھائی میری والدہ تم کو انعام دینا چاہتی ہیں۔ میں نے کہا کیسا انعام؟ کہنے لگے ایسا انعام جو تمہاری دُنیا و آخرت دونوں کو سنوار دے گا۔ میں نے شیخ صاحب کیطرف معنی خیز نظروں سے دیکھا مگر شیخ صاحب کا چہرہ اُداس تھا۔ مجھے بہت تعجب ہوا۔ اس سے پہلے کہ میں شیخ صاحب سے کچھ کہتا شیخ صاحب کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ میں ایک ضروری کام سے جا رہا ہوں آپ لوگ اس عرصہ میں اپنا سامان وغیرہ درست کر لیں، بازار قریب تھا میں اور بھائی جمیل بازار چلے گئے، واپس شیخ صاحب کے گھر پہنچے تو شیخ صاحب موجود تھے۔ ہم نے جلدی جلدی سامان باندھا ایئر پورٹ پر ایک بجے دن کو پاکستانی ٹائم کے مطابق پہنچنا تھا، اس وقت ساڑھے گیارہ بجے تھے۔ میں نے کہا شیخ صاحب وہ انعام دکھائیے۔ شیخ صاحب نے افسردگی سے کہا ابھی نہیں وہ انعام چلتے وقت ملے گا۔ دفعتاً میرے دماغ میں حضرت شیخ ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے وہ الفاظ گونج گئے جو اُنہوں نے چھ یوم پہلے مدینہ منورہ میں ارشاد فرمائے تھے کہ دوسرا انعام چلتے وقت ملے گا۔ شیخ صاحب نے اپنے لڑکوں کو ٹیکسی منگانے کے لیے بھیج دیا۔ میں اپنے دلی جذبات کو ضبط نہ کر سکا میں نے بے چینی سے پوچھا شیخ صاحب وہ انعام کہاں ہے؟ اب تو ہم لوگ جا رہے ہیں۔ شیخ صاحب نے کہا مل جائے گا۔ چند لمحوں کے بعد شیخ صاحب کھڑے ہو گئے۔ اور ہم لوگوں سے کہنے لگے کہ چلئے وضو کر لیں۔ میں نے کہا شیخ صاحب ابھی نماز ظہر میں بہت وقت ہے، ہم لوگ ایئر پورٹ پہنچ کر

نماز ادا کرلیں گے مگر شیخ صاحب نے کوئی جواب نہ دیا اور غسل خانہ کی طرف چل دیئے ان کے ساتھ ہم لوگوں نے بھی وضو کرلیا۔

شیخ صاحب مکان کے اندر گئے اور ایک کالے کپڑے میں لپٹی ہوئی کوئی چیز اپنے ہمراہ لائے اور مجھ سے کہا کہ یہ تمہارا انعام ہے۔ میں نے حیرت سے پوچھا یہ کیا چیز ہے؟ شیخ صاحب مسکرا کر کہا یہ حضور نبی کریم رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ریش مبارک کے بال ہیں۔

اتنا سن کر جو دل کا حال ہوا وہ قابل بیان نہیں۔ پورے جسم میں سنسناہٹ سی پھیل گئی، ہاتھوں میں کپکپی طاری ہوگئی، کئی منٹ تک ہم لوگ گم سم حالت میں موئے مبارک کو تکتے رہے پھر میں نے ہمت کر کے ہاتھ آگے بڑھائے درود شریف پڑھتے ہوئے موئے مبارک کا رومال ہاتھ میں لیا، بوسہ دیا، آنکھوں سے لگایا اور پھر سر پر رکھ کر کئی منٹ تک خاموش کھڑا ہو کر سوچتا رہا۔ آج میری برسوں کی ایک دلی تمنا پوری ہوگئی تھی۔ بھائی جمیل نے موئے مبارک کا رومال اپنے ہاتھ میں لے کر مجھے آہستہ سے صوفہ پر بٹھا دیا۔ انہوں نے بھی بوسہ دیا آنکھوں سے لگایا۔ میں بے خود ہوگیا مجھے اس وقت ہوش آیا جب شیخ صاحب کے لڑکوں نے آکر بتایا کہ ٹیکسی آگئی ہے۔ شیخ صاحب کے بچے سامان لے کر نیچے اتر گئے۔ شیخ صاحب نے کہا سکندر بھائی یہ نعمت ہمارے خاندان میں صدیوں سے محفوظ تھی۔ والدہ صاحبہ جب ہندوستان سے ہجرت کر کے جدہ آئیں تو ہمارے خاندان میں کئی افراد اس نعمت کو حاصل کرنا چاہتے تھے مگر والدہ صاحبہ نے ان کو ٹال دیا۔ لیکن تم نے آج صبح نعت شریف پڑھ کر مجھے اور گھر کے ہر فرد کو بے قرار کر دیا۔ والدہ کی ہدایت ہے کہ اس کا ادب کرنا، بے ادبی کرنے سے ذلیل و رسوا ہو جاؤ گے۔ الحمد للہ! اب تک ہزاروں مرد، عورتیں بچے بچیاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک کی زیارت کر چکے ہیں۔ مجھے دوبارہ مدینہ منورہ کی حاضری بھی نصیب ہوئی۔ اس طرح حضرت ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی دونوں پیش گوئیاں حرف بحرف حقیقت بن گئیں۔ [1]

---

[1] سکندر لکھنوی، ممدوح کائنات، مطبوعہ کراچی ...

سیدی مدنی علیہ الرحمۃ

حضرت کرمانوالہ کی نظر میں

مفتی غلام سرور قادری، پرنسپل جامعہ رضویہ، مین مارکیٹ، گلبرگ، لاہور

راقم ۱۹۸۰ء میں بریلی شریف حاضر ہوا تو حضور مفتی اعظم ہند قبلہ علیہ الرحمۃ شرف زیارت ارادت حاصل کیا اور حضور نے از راہ کرم اس انسانِ حقیر (راقم) کو سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ کی خلافت بھی عطا فرمائی اور اس حاضری کی برکت سے اسی سال یعنی ۱۹۸۰ء میں حج کا پروگرام بھی بن گیا، حج سے پہلے عمرہ کیا اور مدینہ منورہ کی حاضری نصیب ہوئی۔ شیخ المشائخ حضرت قبلہ ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے بہت سے علماء و مشائخ سے غائبانہ تو صیف و تعریف سنی ہوئی تھی حتیٰ کہ ایک مرتبہ حضرت قبلہ شاہ محمد اسمٰعیل کرمانوالہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بات بھی سننے میں آئی کہ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی اولیاء اللہ کے اس گروہ میں سے ہیں جنہیں قطب کہا جاتا ہے یہ بات اس طرح چلی کہ کسی نے آپ سے اعلیٰحضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کے بارے میں پوچھا کہ آپ کا ان کے بارے میں کیا تأثر ہے اس پر انہوں نے فرمایا کہ مولانا شاہ احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ کی عظمت و جلالت اور ان کے روحانی علو و مرتبت کا اس سے اندازہ لگا لیجئے کہ ان کے خلیفہ و عقیدت کیش مولانا ضیاء الدین احمد مدنی اقطاب میں سے ایک بدل ہیں جن کے صدقے میں مشکلات حل ہوتی ہیں اور برکتیں تقسیم ہوتی ہیں۔ جب شاہ صاحب یہ بات ارشاد فرما رہے تھے تو اس وقت حضرت شاہ صاحب کے عقیدت کیش خطیب پاکستان مولانا حافظ محمد شفیع صاحب اوکاڑوی علیہ الرحمۃ اور ان کے برادر حضرت صوفی محمد لطیف صاحب بھی سامعین میں سے تھے۔ پھر شاہ صاحب فرمانے لگے کہ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد علیہ الرحمۃ کے ہاں روزانہ محفل میلاد شریف ہوتی ہے جس میں وہ نہایت ادب و تواضع سے بیٹھتے ہیں اور

تمام شہر کا، کو کھانا کھلایا جاتا ہے، اور وہ بڑے پائے کے بزرگ ہیں۔ ایسے بزرگوں سے حضرت مدنی کی تعریفیں سنی تھیں اسلئے روضۂ اقدس کی حاضری کے بعد حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کے ہاں رات کو حاضر ہوا، وہاں کچھ جان پہچان والے احباب بھی مل گئے جنہوں نے حضرت سے راقم کا تعارف کرایا آپ نے بہ کمال کرم اس نیاز مند کو اپنے قریب بٹھایا اور خطاب کرنے کا ارشاد فرمایا۔ راقم نے "وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین" کلام الٰہی کی روشنی میں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت عامہ وتامہ پر کچھ آدھا گھنٹہ گفتگو کی۔ حضرت نے نہایت ہی کمال ادب و تواضع سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر خیر سنا اور بہت ہی خوش ہوئے پھر فرمایا کہ بریلی شریف بھی حاضری کا موقع ملا؟ راقم نے عرض کی کہ ابھی حج سے قبل بریلی شریف حاضر ہوا تھا اور حضور مفتی اعظم ہند تاجدار علم و عرفان غوث زمان سیدنا شاہ مصطفےٰ رضا خاں صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف زیارت و ارادت حاصل کر کے آیا ہوں حضور مدنی علیہ الرحمۃ اس پر بے حد خوش ہوئے ایسے لگا جیسے بریلی شریف کے تصور میں گم ہو گئے پھر سر مبارک اوپر کو اٹھا کر راقم کی طرف نظر خاص سے دیکھا تو ایسے محسوس ہوا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ عالی سے آپ کو جو انوار و معارف نصیب ہوئے ہیں ان میں سے کچھ راقم کو عطا فرما دیا ہے پھر سند منگائی حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب کے ہاتھ میں دے کر فرمایا کہ مفتی صاحب (راقم) کا نام اس پر لکھوا اور اپنے بھی دستخط کر دو میرے دستخط بھی کرالو اور میں اس پر اپنی انگوٹھی والی مہر بھی لگا دیتا ہوں۔ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب فرمانے لگے کہ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ آپ پر آج خصوصی مہربان ہیں کہ سند پر دستخط فرمانا چاہتے ہیں ورنہ آپ صرف انگوٹھی کی مہر پر ہی اکتفا فرماتے ہیں چنانچہ حضرت نے بہ تکلف دستخط فرمائے پھر مہر لگوائی حضرت قبلہ فضل الرحمٰن صاحب کو دستخط کرنے کا فرمایا، انہوں نے کر دیئے پھر بمبئی کے ایک شیخ الحدیث تشریف رکھتے تھے ان سے فرمایا کہ برکت کے لیے آپ بھی دستخط کر دیجئے انہوں نے کر دیئے سند کیا تھی آپ کے علم ظاہر و باطن اور شریعت و طریقت کے جملہ مشائخ و بزرگان کے سلاسل شریفہ کی سند تھی جن سے آپ کو شریعت و طریقت میں

خلافت و نیابت سے نواز اگیا تھا آپ نے بے حد کرم فرما کر اسی طرح اس ناچیز کو تمام ظاہری و باطنی علوم میں اور تمام سلسلوں میں بیعت کی اجازت دے کر خلافت سے نوازا —— اسمیں دیارِ عرب کی ممتاز ہستی اور بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقبول خاص سیدنا و مولانا الامام یوسف بن اسمٰعیل نبہانی کی سندِ حدیث اور روایت اور سند خلافت بھی شامل ہے۔ راقم نے آپ کے اس کرمِ خاص پر آپ کا شکریہ ادا کیا اور یہی سمجھا کہ یہ سبب سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درِ اقدس کا فیض ہے جو ان کے ذریعے بریلی شریف کی نسبت سے حاصل ہو رہا ہے اور سرکار بغداد حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی توجہ کا نتیجہ ہے۔ مدینہ منورہ میں قیام کے دوران حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا —— بلاشبہ آپ اہلِ دل اور اہلِ کرامات تھے۔ جب تک آپ حیاتِ ظاہرہ سے وہاں جلوہ گر رہے آپ کا رعب کچھ ایسا چھایا رہا کہ آپ کے مکان شریف کے چوبارہ سے بہ آواز بلند نعت خوانی ہوتی رہتی اور صلوٰۃ والسلام پڑھے جاتے آس پاس کے مکینوں کو جو اردگرد کے چوبارہ میں رہائش رکھتے تھے راقم نے بارہا صلوٰۃ وسلام کی پُر کیف صداؤں سے محظوظ ہوتے دیکھا۔

حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کا

مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ سے عقیدت و احترام

میاں زبیر احمد قادری ضیائی

مرزا اشکور بیگ لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ ضیاء الدین احمد مدنی قبلہ اپنے شیخ زادے کا بہت احترام فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا خاں رحمہ اللہ حج کے لیے تشریف لائے تو حضرت مدنی قبلہ استقبال کے لیے کئی میل آگے تشریف لے گئے اور گرم موسم کے باوجود کئی گھنٹے انتظار فرمایا، ملاقات کا منظر بیان سے باہر ہے، دونوں بزرگ ایک دوسرے کی تعظیم فرما رہے تھے، حضرت مدنی گو عمر میں بڑے تھے مگر نہایت باادب۔ [1]

قاری محمد امانت رسول مدظلہ بیان کرتے ہیں ایک دن حضرت نے فرمایا کہ میرے لڑکے فضل الرحمٰن میرے پاس آئے اور مجھ سے کہا اباجان آپ مجھے مرید فرمالیں، میں نے کہا بیٹا میں اعلیٰحضرت قبلہ کے مسلک کی پابندی کرتا ہوں، کیونکہ اعلیٰ حضرت قبلہ نے اپنے دونوں شہزادگان یعنی فرزند اکبر حجۃ الاسلام ابو محمد حامد رضا اور شہزادۂ اصغر مفتی اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا نوری کو اپنا مرید نہیں کیا بلکہ اپنے شیخ کے یہاں مارہرہ شریف (ضلع ایٹہ، بھارت) میں عارف باللہ مولانا سید شاہ ابوالحسین نوری نور اللہ مرقدہٗ سے بیعت کرایا، اس کے بعد اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے دونوں شہزادوں کو اپنی خلافت اور جملہ اجازتوں سے نوازا، لہٰذا ابھی تو شہزادہ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ بریلی شریف میں موجود ہیں، تم فوراً ہندوستان جاؤ اور بریلی شریف حاضر ہو کر مفتی اعظم ہند قبلہ سے بیعت ہو جاؤ۔ چنانچہ مولانا فضل الرحمٰن بریلی شریف حاضر ہوئے

مفتیٔ اعظم قبلہ کے دستِ مبارک پر بیعت ہو کر داخلِ سلسلہ ہوئے بعد میں حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے بھی اجازت و خلافت سے نوازا۔ ۱؎

ایک مرتبہ ایک شخص حضرت مدنی علیہ الرحمۃ سے مرید ہونے آیا جبکہ وہاں حضرت مفتیٔ اعظم ہند بھی موجود تھے۔ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے اُسے فرمایا تم شہنشاہ کے ہوتے ہوئے مجھ سے طالب ہوتے ہو۔ ۲؎

حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے ایک حج کا ارادہ صرف اس لئے فرمایا کہ مرشد زادے حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ کے زیرِ سایہ عرفات میں قیام اور دعاؤں میں شمولیت میسر آجائے۔ ۳؎

ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں میلاد شریف کی ایک محفل میں حضرت سیدنا شیخ عبدالمعبود (بغداد)، حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں اور حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی قدس سرہٗ تشریف فرما تھے۔ محفل کے اختتام پر تینوں بزرگ ایک دوسرے سے دُعا کے لئے اصرار کرنے لگے مگر حضرت مدنی اور شیخ بغدادی نے حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ سے دُعا کرائی۔ ۴؎

قاری محمد امانت رسول رضوی اپنے مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ ۱۳۹۵ھ میں والدین ماجدین کے ہمراہ نیز ۱۴۰۲ھ میں برادرم الحاج حافظ محمد عنایت رسول رضوی مصطفوی کے ہمراہ حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوا۔ پہلی بار کی حاضری میں میرے مرشد برحق شہزادہ اعلیٰحضرت مولانا مصطفیٰ رضا خاں نوری مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ (م۔ ۱۴۰۲ھ) نے میرے متعلق خلیفۂ اعلیٰ

۱؎ مکتوب قاری محمد امانت رسول (پیلی بھیت، بھارت) بنام حکیم محمد موسیٰ امرتسری (لاہور) محررہ ۳۰ اپریل ۱۹۸۳ء

۲؎ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ شمارہ دسمبر ۱۹۸۱ء

۳؎ مکتوب مولانا محمد ابراہیم خوشتر صدیقی بنام حکیم محمد موسیٰ امرتسری محررہ مئی ۱۹۸۳ء

۴؎ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ ش دسمبر ۱۹۸۱ء

حضرت علامہ ضیاء الدین علیہ الرحمۃ کے نام کرمنامہ تحریر فرمایا ۔ حاضریٔ بارگاہ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وہ کرامت نامہ لیکر حضرت کے دولت کدۂ اقدس پر حاضر ہُوا، اندر جانے کی اجازت چاہی، فرمایا آجائیے، حاضر ہُوا، دست بوسی و قدمبوسی کا شرف حاصل ہُوا اُس کے بعد دریافت فرمایا کہاں سے آئے ہیں؟ میں نے عرض کیا پیلی بھیت سے، پیلی بھیت کا نام سنتے ہی فرمایا مرحبا مرحبا میرے اساتذہ کے وطن سے آئے ہیں، آپ ادھر تشریف رکھیں، اس کے بعد معاً دریافت فرمایا! حضرت مفتی اعظم ہند کی طبیعت کیسی ہے؟ میں نے عرض کیا حضور کی طبیعت ماشاء اللہ پہلے سے بہت بہتر ہے اور حضور مفتی اعظم قبلہ نے یہ خط حضرت کے نام بھیجا ہے۔ بس اُس تحریر کو بہت عجلت کے ساتھ میرے ہاتھ سے لے کر چوما آنکھوں سے لگایا، سر پر رکھا اور فرمانے لگے یہ مفتی اعظم قبلہ کے دستِ پاک کا لکھا ہُوا ہے۔ سبحان اللہ! مرحبا مرحبا، حضرت کے دستخط کو چوما اور کھڑے ہوگئے پھر سر پر رکھا۔ اتنے میں حضرت کے صاحبزادے شیخ الفضیلت مولانا فضل الرحمٰن مدنی مدظلہ العالی تشریف لے آئے، حضرت نے خط اُن کو دیا اور فرمایا فضل الرحمٰن یہ مفتی اعظم قبلہ کے دست پاک کا لکھا ہُوا ہے انہوں نے بھی چوما، سر پر رکھا، آنکھوں سے لگایا اور حضرت کی خیریت دریافت فرمائی، پھر حضرت مدنی نے پچاس ریال مجھے عنایت فرمائے، میں نے لینے سے انکار کیا تو فرمایا میرے معاملات میں آپ کچھ نہ بولیں۔ آپ میرے مرشد پاک کے یہاں سے آئے ہیں اس کو ضرور قبول کریں، میں نے حضرت کا تبرک سمجھ کر لے لئے۔ جس دن مدینہ طیبہ سے واپسی تھی اس دن حضرت نے مجھ فقیر کو اجازت دی، اور خلافت نامہ عنایت فرمایا، جس پر تاریخ اور دستخط اپنے دست مبارک سے تحریر فرمائے۔[1]

---

[1] مکتوب قاری امانت رسول (بھارت) بنام حکیم محمد موسیٰ امرتسری (لاہور) محررہ ۳۰؍اپریل ۱۹۸۳ء

قطبِ مدینہ

حضرت پیرِ طریقت علامہ قاری محمد مصلح الدین رحمۃ اللہ علیہ نے یہ خطاب ۱۹۷۶ء میں فرمایا۔ ٹیپ کی ہوئی یہ تقریر ضروری ترمیم کے ساتھ محمد نثار قادری اور محمد رئیس قادری نے تحریر و ترتیب دی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے اپنی مخلوق کی ہدایت کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دُنیا میں مبعوث فرمایا اور اس نبیٔ برحق نے اپنے صحابہ کے سامنے اللہ کے احکام بغیر کسی کمی بیشی کے پیش فرمائے اور اس کے بعد صحابہ سے یہ سلسلہ تابعین تک پھر تبع تابعین تک اور اس کے بعد سے اب تک ہمارے علماء اور مشائخ کے ذریعے سے احکامِ الٰہیہ ہم تک برابر پہنچتے چلے آ رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے اس صدی کے مجدد برحق اعلحضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں رضی اللہ عنہ کا دامن مبارک ہمیں عطا فرمایا۔ اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ نے اپنی حیاتِ مقدسہ میں عظمتِ مصطفیٰ کی اور دینِ مصطفیٰ کی وہ شاندار خدمات انجام دی ہیں کہ جس سے عرب و عجم کے تمام علماء متاثر ہوئے اور اعلحضرت کو بڑے بڑے القاب سے یاد کرتے ہیں اعلیٰحضرت نے جہاں اپنی تصانیف کثیرہ چھوڑی ہیں وہیں اپنے شاگردوں کا ایک وسیع حلقہ اور ساتھ ہی اپنے خلفاء کی کثیر تعداد بھی چھوڑی

ہے۔ اعلیٰ حضرت کے خلفاء نہ صرف ہندوستان میں ہیں بلکہ دُنیا کے مختلف علاقوں میں ـــــــــــ دین مصطفوی کی خدمت اور سلسلۂ قادریہ رضویہ کی آبپاشی میں مشغول ہیں۔ ان خلفاء کے اسمائے گرامی کا اس وقت موقع نہیں ہے۔ خصوصی طور پر حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی اور آپ کی شخصیت کے بارے میں اہل محبت کو روشناس کرانا ہے۔ اس لیے آپ کے بارے میں مختصر سے کلمات عرض کرنے کی کوشش کرونگا۔

حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی سے ۱۹۵۴ء میں ملاقات ہوئی۔ جب یہ فقیر پہلی مرتبہ حرمین شریف کی حاضری کے لیے گیا تو مکۃ مکرمہ کی حاضری کے بعد مدینہ منورہ پہنچے تو پہلے ہی سے یہ معلوم تھا کہ اعلیٰ حضرت کے نہایت ہی معمر خلیفہ مدینہ منورہ میں موجود ہیں۔ لہٰذا ان کی خدمت میں حاضری دی۔ پہلی حاضری میں حضرت کی شخصیت اور حضرت کی بزرگی کا دل پر اس قدر گہرا اثر پڑا کہ صبح و شام آپ کی بارگاہ میں حاضری ہوتی رہتی۔ اور جو بھی آپ سے ملنے کے لیے آتا حضرت ان سے بڑی محبت اور شفقت سے پیش آتے اور جب کبھی بھی ۱۹۵۴ء میں اس فقیر کو حاضری کا موقع ملا تو حضرت فرماتے "الرحمۃ قاری صاحب ہم کو راحت پہنچائیے اور قرآن کی تلاوت کیجئے۔ یا حضور تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت پڑھیئے" آپ کو خصوصیت کے ساتھ اعلیٰ حضرت کی نعت سننے کا بڑا اشتیاق تھا۔ چنانچہ جب بھی آپ کی خدمت میں بیٹھنے کا اتفاق ہُوا تو آپ ہمیشہ فرمائش کرتے تھے اور مدینہ پاک کی سرزمین جہاں سرکارِ مدینہ جلوہ گر ہیں اور آپ سے نسبت رکھنے والے ایک معمر بزرگ کی موجودگی میں نعت شریف پڑھنے کا اور سننے کا جو لطف اور مزا ہے وہ صرف وہیں حاصل ہوتا ہے۔ ۲۷ دن قیام کا اتفاق ہُوا اور ان ۲۷ دنوں میں شاید ہی کوئی دن ایسا ہو جو حضرت کی خدمت میں حاضری نہ ہوئی ہو۔ ہمارے ساتھ حاجی عبدالشکور مرحوم تھے ان کی خواہش پر ایک محفل میلاد شریف ترتیب دی گئی اس میں مدینہ کے بہترین نعت خواں شریک ہوئے۔ دمشق کی جماعتیں مدعو تھیں اور شام اور مصر کے علماء بھی موجود تھے۔ حضرت مولانا اس کی صدارت

زمار ہے تھے اس میں جو میلاد شریف کا لُطف آیا اسکی کیفیت کیا بیان کی جا سکتی ہے۔ اس محفل میں اتفاق سے حضرت مولانا مفتی احمدیار خاں صاحب مرحوم بھی مدعو تھے اور شیر پنجاب مولانا محمد بشیر صاحب (سیالکوٹی) بھی موجود تھے اور اتفاق سے اس محفل پاک میں سیّد عبدالسلام شاہ حسنی ث ذلی جو مصری قاری تھے اُنہوں نے قرأت سے اس کا آغاز کیا۔ بڑی پُرسوز آواز تھی اور آواز کے ساتھ ان کے اندر روحانیت بھی تھی اور مسلک بھی ان کا عمدہ تھا۔ تلاوت کے بعد انہوں نے ایک نعت بھی سُنائی۔ پھر حضرت مولانا ضیاء الدّین مدنی تشریف لائے اور اس محفل میں پہلی بار حضرت کی زیارت سے مشرف ہُوا۔ جہاں تک حضرت کی پیدائش کا تعلق ہے تو آپ سیالکوٹ کے ایک قصبہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کو سلسلۂ قادریہ میں اعلیٰحضرت مولانا الشاہ احمد رضا خاں بریلوی سے بیعت و خلافت حاصل تھی۔ آپ نے کچھ تعلیم حضرت ابوالمساکین (حضرت مولانا وصی احمد) جو پیلی بھیت کے رہنے والے تھے ان سے حاصل فرمائی۔ پھر بریلی سے ہوتے ہوئے بغداد شریف روانہ ہوگئے۔ بغداد شریف میں ایک عرصہ دراز تک رہے۔ اور یہاں یہ بھی معلوم ہُوا ہے کہ حضرت پر جذب کی کیفیت طاری تھی۔ بغداد سے حضرت سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے ارشاد پر حضرت مولانا مکّہ مکرمہ روانہ ہوئے اور حج سے فارغ ہوکر مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور پھر دیارِ حبیب میں مستقل قیام فرمایا اور تقریباً ستر یا پچھتر سال گزر رہے ہیں حضرت مولانا مدینہ منورہ میں قیام فرما ہیں۔

اوّل تو مولانا نے اس مقصد سے مدینہ منورہ میں رہنے کا ارادہ فرمایا کہ ایک تو حضور کا قرب حاصل ہو، دوسرے یہ کہ زندگی کے آخری لمحات وہیں ختم ہوں تاکہ جنت البقیع میں دفن ہونے کا شرف حاصل ہو یہ آپ کی دلی تمنا ہے اسی وجہ سے حج کے لیے بھی تشریف نہیں لے جاتے تھے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں حج کے لیے جاؤں وہاں مجھے موت آجائے اور میں جنت البقیع میں دفن ہونے سے محروم ہو جاؤں۔ ازاں قرب اور بڑھتا گیا۔ شاید کہ حضرت مولانا کو یہ پتہ چل گیا تھا کہ مدینہ منورہ کے

سرزمین میں ہی دفن ہونا نصیب ہو گا۔ تو اس کے بعد حضرت مولانا حج کے لیے تشریف لیجایا کرتے تھے۔ چنانچہ ۱۹۷۰ء میں یہ فقیر حاضر ہوا تھا تو بھائی حاجی انور توکل کے ساتھ ہم مولانا کو اپنی گاڑی میں لے کر مکہ مکرمہ بھی گئے وہاں سے منا اور عرفات بھی گئے تمام مقامات مقدسہ کی زیارت کی اس موقع پر مولانا کو شب و روز دیکھنے کا موقع ملا۔ مولانا کی خوبیاں کیا بیان کی جائیں کہ ہمیشہ کچھ نہ کچھ وظائف میں مصروف رہتے یا ذکرِ قلبی میں مصروف ہوتے تھے۔ اور اگر چُپ بھی بیٹھتے تو یوں لگتا کہ آپ کا قلب ذکرِ الٰہی میں مشغول ہے اور وہ اللہ اللہ کر رہا ہے۔ مُزدلفہ کی رات بھی عجیب رات تھی کہ رات میں مولانا باوجود کمزوری کے بڑھاپے میں کمبل کندھے تک اوڑھ کر ذکرِ الٰہی میں مصروف رہے اور زار و قطار آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے تھے۔ مِنیٰ میں محفل پاک منعقد ہوئی تھی اور وہاں بہت سے لوگ نعت پڑھنے کیلئے آتے۔ مولانا کی تشریف آوری کا سُن کر دُور دُور سے لوگ آتے اور مولانا کی خدمت میں حاضر ہو کر جاتے تھے۔

بہر حال وہ بڑا پُر لُطف وقت تھا۔ وہاں سے واپسی مولانا کے ساتھ ہوئی اور مدینہ شریف میں حاضری دی تو ہم نے دیکھا کہ بڑے بڑے علماء اور مشائخ حضرت کی خدمت میں حاضری دیتے تھے۔ بلکہ ہمیں یہ بھی معلوم ہوا کہ مدینہ شریف میں جو بڑے بڑے بزرگ ہیں وہ سب کے سب روزانہ مولانا کی خدمت میں سلام کے لیے حاضر ہوتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مولانا کی ذات والاصفات کو اہل مدینہ بھی بہت بزرگ سمجھتے ہیں۔ میری موجودگی میں ترکستان کے ایک بزرگ جن کا نام صامی رمضان گل تھا جن کے اٹھارہ لاکھ مرید ترکی میں ہیں وہ بھی مولانا کی زیارت کے لیے تشریف لائے اور مولانا نے ان کو چائے پر مدعو کیا فروٹ وغیرہ کا بھی اہتمام کیا گیا تھا اور مجھے بڑی حیرانی ہوئی کہ مولانا صامی رمضان گل اپنے ہاتھ سے کیلے کے ٹکڑے کر کے ہمارے سامنے رکھتے جاتے تھے۔ میں نے مولانا سے پوچھا کہ حضرت یہ کیا طریقہ ہے۔ فرمایا کہ یہ ترکستان کا طریقہ ہے کہ جب پھل وغیرہ کاٹے جاتے ہیں تو ان کے ہاں جو بزرگ ہوتا ہے وہ اپنے

ہاتھ سے ٹکڑے ٹکڑے کر کے سب لوگوں میں اپنے ہاتھوں سے تقسیم کرتے ہیں تو یہ اپنے علاقہ کی عادت کے مطابق کر رہے ہیں ، اور مجھے فخر ہے کہ حضرت نے مجھے دو ٹکڑے عطا فرمائے ۔ اسی طرح مولانا سیّد بدرالدین حسینی جو شام کے قطب کے بیٹے ہیں وہ مولانا کی خدمت میں دوزانو ہو کر بیٹھتے ہیں ۔ اور بار بار حضرت سے درخواست کرتے ہیں کہ حضور ہمارے لیے دعا فرمائیں ۔ دمشق کے لوگوں کو بھی دیکھا کہ وہ بھی مولانا کی خدمت میں بڑے ادب سے بیٹھتے تھے مولانا کے پاس وہ کتاب بھی موجود ہے جو اعلیٰحضرت نے "الدولۃ المکیہ" کے نام سے لکھی تھی ، اور کتاب کے دس ایڈیشن اعلیٰ حضرت کی موجودگی میں شائع ہوئے تھے اور اعلیٰ حضرت نے اس پر دستخط فرمائے تھے ۔ ہماری خواہش پر آپ نے کتاب کی زیارت کروائی اور یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ ہم نے اعلیٰحضرت سے عرض کی کہ حضور چند گھنٹوں میں آپ نے یہ کتاب لکھی ہے تو ہم کسی مخالف کے سامنے کہیں تو وہ یہ کیسے یقین کرے گا تو اعلیٰحضرت نے فرمایا "کہ مخالف تو بہت سی باتوں پر یقین نہیں رکھتے ، لیکن اہل محبت کے لیے یہ بات کافی ہوگی کہ جب اس فقیر نے کتاب کو لکھنا چاہا اور عظمتِ مصطفےٰ کے ڈنکے بجانے کے سلسلہ میں مسئلہ شرعی لکھنا چاہا تو اس وقت بخار کی حالت میں زم زم شریف پر وضو کر کے طوافِ کعبہ کر کے اور مقامِ ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھ کر کتاب لکھنا شروع کی تو مجھے یہ محسوس ہوتا تھا کہ میرے دائیں جانب حضور صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ فرما ہیں ، اور بائیں جانب حضور غوثِ اعظم تشریف فرما ہیں ۔ اور فرماتے کہ بیٹا یوں لکھو گویا میرے قلب پر القا ہوتا تھا وہ کتاب مولانا کے پاس موجود ہے ۔ مولانا کے ارشاد کے مطابق یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کے پاس ایک سلسلہ معمریہ بھی ہے سلسلہ معمریہ میں حضرت شاہ دولہ جو گجرات کے ایک بزرگ تھے ان کی عمر بہت طویل تھی اور یہ سلسلہ حضور غوث پاک سے چار واسطوں سے جا ملتا ہے ۔ ایک دفعہ اس فقیر نے عرض کی کہ حضرت مدینہ منورہ میں آپ رہتے ہیں ساری دنیا کے علماء اور

اور بزرگ آتے ہیں۔ آپ ان لوگوں کا حال بتایئے جو الجزائر، شام اور مصر وغیرہ سے آتے ہیں ان سے کو آپ نے کیسا پایا۔ فرمایا کہ بڑے بڑے بزرگ یہاں آتے ہیں۔
ایک بزرگ الجزائر سے آئے تھے جن کا بڑا نورانی چہرہ تھا۔ ۱۲۰ سال کی عمر تھی ان کے ساتھ بہت با ادب قسم کے مرید موجود تھے میں نے ان کی بھی زیارت کی اور دیگر مشائخ کرام کی بھی زیارت کی اور کرتا رہتا ہوں لیکن میری نظر میں میرا شیخ ہے میرا شیخ ہے یہ مولانا کے الفاظ تھے گویا اعلحضرت کی محبت اور عقیدت اتنی پختہ ہے کہ بس اپنے شیخ کے گن گاتے ہیں دن میں کتنی مرتبہ اعلیٰ حضرت کا نام مولانا کی زبان پر آتا ہے اور بسا اوقات سے اعلحضرت کے اشعار مولانا پڑھتے تھے اور بڑا لطف لیتے تھے۔ اللہ تعالےٰ مولانا کی عمر میں برکت عطا فرمائے۔ یہ چند کلمات حضرت سے جو سلسلے میں داخل ہوئے ان کے اشتیاق پر اس فقیر نے جو کچھ اس کی معلومات تھی عرض کر دی تاکہ یہ نئے ہمارے رضوی جو کہ اس وقت ہمارے ہیں ان کو مولانا کی شخصیت سے تھوڑا سا تعارف حاصل ہو جائے تو میں نے اپنی معلومات کے مطابق یہ چند کلمات کہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اور ہم سب کو اعلیٰحضرت کے مسلک پر ثابت قدم رکھے اور اعلحضرت کے خلیفہ اور ان کے صاحبزادے جو کہ موجود ہیں اللہ تعالیٰ ان کا سایہ کرم ہمارے سروں پر دراز کرے۔

آمین بجاہِ سیدالمرسلین
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

مجاہدِ ملت مولانا عبدالستار خاں نیازی

مینارۂ نور

ضیاء الملت والدین حضرت ضیاء الدین احمد قادری مدنی رحمۃ اللہ علیہ کم ازکم پون صدی کے طویل عرصہ تک حرمین شریفین میں دُنیا بھر سے آنے والے حجاج کرام اور زائرین عظام کے لیے مرکزِ رشد و ہدایت اور مینار نور بن کر ایمان و عرفان کی ضیاء پاشیاں اور علم و فراست کی حکیمانہ نکتہ نوازیاں فرمارہے ہیں اُن کا آستانہ عالیہ عشقِ رسالت مآب اور محبت خلفاء راشدین، صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، شہداء، صالحین اور نسبتِ اولیائے امت کا پاور ہاؤس تھا جو محفل میں شریک ہونے والوں کے قلوب میں حرارت ایمانی اور معرفت رحانی کے گوہر ہائے گراں مایہ تقسیم کرتا رہا۔ نماز عشاء کے بعد محفلِ نعت آراستہ ہوتی اور صلوٰۃ وسلام پر اختتام پذیر ہوتی تھی، محفل میں شریک شمع رسالت کے پروانے اکٹھے مِل کر ماحضر تناول فرماتے، مخصوص قہوہ کا مشروب نوش جان کرتے اور بیدار و ذاکر قلوب میں روحانی نعمتیں و عظمتیں جمع کر کے اپنی قیام گاہوں کی طرف لوٹتے۔ مدتوں باب مجیدی کے باہر المدینۃ المنورہ میں اعلیٰحضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت کے خلیفۂ اعظم کے فیوض و برکات کی برسات جاری رہی، آج وہ جنت البقیع میں آرام فرما ہیں۔ اور اُن کے خلف الصدق سجادہ نشین حضرت مولانا فضل الرحمٰن قادری اپنے والد ماجد کے نقشِ قدم پر اس روحانی مرکز کے امین ہیں۔ اطراف واکناف عالم سے ہزارہا متعلقین و متوسلین نورِ معرفت کے چشمۂ صافی سے سیراب ہورہے ہیں۔

حضرت ضیاء الدین احمد نے دورِ عثمانی میں سلاطین آلِ عثمان کی جانب سے حرمین شریفین کی خدمت، عزت، عظمت اور توقیر و تعظیم کے ناقابلِ فراموش کارنامے دیکھے ہیں۔ پہلی جنگِ عظیم میں جب دشمنانِ اسلام کفارِ نابکار کے ہاتھوں مدینۃ النبی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر حملے کے خطرات سامنے آئے تو دولتِ عثمانیہ نے حرم نبوی کی ساری آبادی کو اپنے پایۂ تخت میں منتقل کر لیا اور قیام و طعام کے تمام اخراجات حکومت نے خود برداشت کیے۔ حضرت مولانا مرحوم و مغفور کو خصوصی طور پر عثمانی دارالخلافہ میں بلایا گیا اور دورانِ جنگ جہاں ساری آبادی (ضیوف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) وہاں مقیم رہی حضرت ضیاء الدین احمد بھی باب علی میں بدستور بطور شاہی مہمان قیام پذیر رہے۔ فرماتے ہیں کہ کچھ عرصہ حضرت شاہ عبدالعلیم صاحب صدیقی میرٹھی بھی عثمانی دارالخلافہ میں اُن کے ساتھ مقیم رہے۔

نجدیوں کا پُر آشوب دَور بھی آپ نے دیکھا۔ اگرچہ متعصب، تنگ نظر اور خونخوار اور وہابی مولویوں نے آپ کو اپنے مطاعن کا نشانہ بنایا اور حکومت کو ان کے خلاف بھڑکایا مگر آپ وقار و استقامت کا پہاڑ ثابت ہوئے اور مخالفین کی خوفناک سازشوں اور ہلاکت انگیز پُر فریب کارستانیوں کے باوجود اپنے معمولات پر قائم و دائم رہے۔ بقول حکیم الامت ؎

زی بحرِ بیکرانہ چہ مستانہ می رود
در خود یگانہ از ہمہ بیگانہ می رود

اپنے موقف پر جمے رہے۔ ہر شب محافلِ میلاد منعقد ہوتیں۔ نعت خوانی ہوتی اور صلوٰۃ و سلام کے روح پرور نظارے سامنے آتے۔ مخالفین نے حکومت کو بتایا کہ مولانا وہابی علماء کی امامت میں نماز ادا نہیں کرتے ان کو گمراہ سمجھتے ہیں اس لیے ان کو سرکاری اماموں کی اقتداء پر مجبور کیا جائے۔ مگر بابِ مجیدی کے اس خدا مست قلندر اور عاشقِ رسول کی ہیبت اتنی تھی کہ کسی شخص کو ان سے اس مطالبہ کی جرأت تک نہ ہو سکی۔

آپ مستجاب الدعوات تھے۔ سنہ ۱۹۷۹ء میں جب ہم برمنگھم (یوکے) میں نظامِ مصطفےٰ کانفرنس کے بعد بذریعہ ایئر فرانس، پیرس سے قاہرہ اور پھر جدّہ عمرہ کے لیے روانہ ہوئے تو رات قاہرہ میں گزارنی پڑی۔ دوسرے روز جب جدّہ پہنچے اور اپنا سامان چیک کیا تو میرا سوٹ کیس نہ مِل سکا۔ مَیں نے اسی وقت قاہرہ پورٹ پر تار دیا اور دفتر میں مفصّل رپورٹ درج کرائی۔ کم وبیش اس میں پارچات کے علاوہ دیگر سامان ۵۰ ہزار روپے کی مالیت کا تھا۔ اس میں حضرت مولانا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لیے لندن سے خالص روغن بادام (تقریباً ۵ سیر کا ڈبہ) بطور سوغات لا رہا تھا۔ اس کے گم ہوجانے کا زیادہ افسوس ہوا۔ بہرحال ہم جدّہ سے مدینہ منورہ حاضر ہوگئے۔ وہاں آستانہ ضیاءالملّت والدین پر پہنچے۔ مَیں نے اپنے سوٹ کیس کے گم ہوجانے اور خاص طور پر ان کے لیے روغن بادام کا ڈبہ رہ جانے کا تذکرہ کیا، اور متاسف ہوا۔ آپ نے میری ساری رُوداد سُنی اور مسکرا کر فرمایا کہ غم نہ کرو، سامان واپس جاتے ہی آپ کو مل جائے گا۔

ایک ولی کامل کی خصوصی توجہ اور دُعا کا یہ اثر ہوا کہ جب ہم جدہ شریف واپس پہنچے تو ایئر فرانس کا ایک اہلکار میرا پتہ پوچھتا پھر رہا تھا۔ میں سیدھا ان کے دفتر چلا گیا۔ دیکھا تو اپنا سوٹ کیس موجود پایا۔ کھول کر سامان چیک کیا تو کوئی چیز کم نہ تھی۔

اُسی وقت پتہ چلا کہ حضرت مولانا غلام علی صاحب اوکاڑوی جدّہ سے مدینہ شریف جارہے ہیں، مَیں نے روغن بادام کا ڈبّہ نکال کر اُن کے سپرد کیا اور درخواست کی کہ حضرت مولانا کی خدمت میں پیش کردیا جائے۔

بلاشبہ مدینۃ المنورہ ہر مسلمان کے دل کا سکون اور قرار ہے۔ اور وہاں تمام غم بھول جاتے ہیں۔ مگر اس مرکزِ عشق میں دوسری وجہ کشش حضرت مولانا کی ذات بابرکات تھی، جو جناب رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے قرب کے لیے وسیلہ تھی۔

آج جب ان کو نہیں پاتے تو ایک ہوک سی دل میں اٹھتی ہے۔ اُن کی نوازشات یاد آتی ہیں۔ اور اہل سلام کے لیے ان کی مرکزیت کے ساتھ ساتھ محافل میلاد

اور صلوٰۃ وسلام کی یادیں بھی تازہ ہوجاتی ہیں۔ اور ہم حضرت کے خلیفہ اعظم خلف الصدق مولانا فضل الرحمٰن صاحب قادری سجادہ نشین آستانہ عالیہ ضیاء الملت والدین کی ذات میں قلبی آسودگی تلاش کرتے ہیں۔

عصر حاضر میں حضرت مولانا ضیاء الملت والدین کا وجود اہل اسلام کے لیے منبع برکت اور معدنِ فیوض تھا۔ سلف الصالحین کی پاکیزہ یاد اور اعلیٰحضرت عظیم البرکت کی تعلیمات کے بحر زخار تھے۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ان کے روحانی فیض کو ان کے جانشین کی معرفت جاری وساری رکھے، اور انہیں جنت الفردوس میں مقام بلند عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مولانا الحاج محمد صادق قادری لاہور

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اور حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمتوں کے صدقے میں ۱۹۴۳ء میں حرمین شریفین کی حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ قیامِ مدینہ منورہ میں مجھے حضرت قبلہ صاحبزادہ پیر فضل شاہ صاحب سجادہ نشین کھیپڑانوالہ شریف، ضلع گجرات مسجد نبوی سے بعد نماز عشاء حضرت علامہ شیخ الشیوخ ضیاء الدین احمد قادری رضوی کی خدمت اقدس میں لے گئے، میرا تعارف کرایا گیا، مجھے قادری نسبت حاصل تھی۔ آپ نے بے حد شفقت سے مجھے اپنے پاس بٹھالیا، چند منٹ کے بعد محفل میلاد شروع ہوگئی۔ معلوم ہوا کہ آپ کے دولت کدے پر ——— ہر روز بعد نمازِ عشاء محفلِ میلاد منعقد ہوتی ہے۔ جب کہ حکومت سعودیہ کی طرف سے پابندی ہے مگر یہ سرکارِ دو عالم کا خاص کرم ہے کہ اپنے قرب میں جگہ دے رکھی ہے۔ کئی دفعہ حکومت سعودیہ نے بند کرنے کی کوشش کی، مگر ناکام رہے۔

یہ منظر میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا، کہ حضرت کی محفل میں جب نعت پڑھی جاتی تھی بالخصوص امام اہل سنت حضرت علامہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا حسن رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کلام پڑھا جاتا تھا، آپ پر وجدانی کیفیت طاری ہوجاتی تھی، آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہوجاتے تھے۔ انتہائی توجہ سے نعت سماعت فرماتے۔ مجھے ارشاد فرمایا کہ تم بھی کچھ سناؤ۔ میں نے مولانا حسن رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی کہی ہوئی نعت شریف پیش کی جس کا ایک شعر یہ ہے:

دل درد سے بسمل کی طرح لوٹ رہا ہو
سینے پہ تسلی کو تیرا ہاتھ دھرا ہو

آپ بار بار مجھ سے یہ شعر تکرار کرواتے رہے اور آپ پر وجدانی کیفیت طاری ہوگئی۔ اُس کے بعد آپ نے مجھے حکم دیا کہ تمہیں ہر روز قیام مدینہ کے دوران یہاں آنا ہو گا۔ میں ہر روز پابندی سے جاتا اور مجھ سے فقط اعلیٰحضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ کا کلام سنتے۔ میری خوش نصیبی کہ مجھے دیارِ حبیب میں یہ سعادت نصیب ہوئی۔

مجھے ایک ماہ مدینہ منورہ میں ہو چکا تھا۔ صبح وہاں سے روانگی کا پروگرام تھا، مگر میرا ابھی مدینہ طیبہ سے جانے کو جی نہ چاہتا تھا۔ شکستہ دلی سے اپنے ساتھیوں کے ساتھ جانے کے لیے اس وجہ سے تیار ہو گیا کہ ساتھیوں کے چلے جانے کے بعد مکان خالی کرنا ہے۔ اگر میں نہ جاؤں تو پھر رہائش کا کیا بندوبست ہو گا۔ اسی کشمکش میں تھا، عصر کی نماز، مغرب وعشاء ادا کی۔ حسبِ معمول محفلِ میلاد میں حاضر ہوا۔ اپنی آخری حاضری کے پیشِ نظر حضرت مولانا حسن رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی نعت پیش کی۔ ؎

عجب رنگ پر ہے بہارِ مدینہ
کہ سب جنتیں ہیں نثارِ مدینہ

اس نعت شریف کے ایک ایک شعر پر آپ جھوم رہے تھے۔ محفل کے اختتام پر جب میں نے مصافحہ کرنا چاہا، تو آپ نے مجھے فرمایا، قادری صاحب کب جانا ہے؟ میں نے عرض کیا حضور صبح تیاری ہے۔ آپ نے انتہائی کریمانہ انداز میں فرمایا کہ میں چاہتا ہوں ابھی آپ نہ جائیں۔ میری زبان سے بے اختیار نکلا اچھا حضور۔ جب آپ کے کمرہ سے باہر گلی میں آیا۔ تو میرے پیچھے سے ایک شخص نے میرے دونوں کندھوں پر ہاتھ مارا، میں نے مڑ کر دیکھا تو اُس شخص نے مجھ سے پوچھا حاجی صاحب آپ نے کب جانا ہے؟ میں نے کہا اِن شاء اللہ صبح تیاری ہے۔ وہ مجھے کہنے لگا

کہ اگر آپ نے ٹھہرنا ہو تو میرے پاس ایک کمرہ ہے، اس میں آپ جتنے دن چاہیں قیام کر سکتے ہیں۔ میں نے ان کا شکریہ ادا کیا اور عرض کیا کہ صبح کو بتاؤں گا۔ میں اپنے گھر چلا گیا۔ مجھے انتہائی خوشی ہوئی کہ سرکار نے میری رہائش کا بندوبست کر دیا ہے۔ میرے دل کی آواز تھی کہ حضرت قبلہ علامہ ضیاء الدین احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ کرم سے بندوبست ہوا۔ اور ان کے ذریعے کملی والے آقا کا کرم ہوا۔ میں نے اپنے دوستوں کو بھیج دیا اور میں مزید پندرہ دن ٹھہر گیا۔ حقیقتاً یہ پندرہ دن کا قیام حضور کا خصوصی انعام تھا۔

محفل میلاد میں درود و سلام کے بعد لنگر شریف حاضرین کو پیش کیا جاتا، اگر کوئی آدمی کھانا کھانے سے معذرت کرتا تو حضرت فرماتے کہ یہ لنگر غوثیہ ہے۔ ضرور کچھ نہ کچھ کھاؤ۔ میں نے ۱½ ماہ کے قیام میں لنگر کی یہ برکت اور وسعت دیکھی کہ حضرت قبلہ ہر روز مقرر شدہ لنگر کا انتظام فرماتے تھے مگر کھانے والے زیادہ بھی ہوتے تو لنگر پورا ہوتا تھا۔ کبھی کمی نہ آئی۔ یہ آپ کے لنگر شریف کی خاص برکت تھی۔

۱۹۸۰ء میں دوسری بار حاضری نصیب ہوئی۔ آپ کی صحت بہت کمزور ہو چکی تھی۔ نظر بھی کمزور ہو چکی تھی۔ میں نے نیاز مندانہ سلام عرض کیا۔ حکیم اہل سنت حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری کا سلام عرض کیا اُن کی طرف سے کچھ دوائیاں پیش کیں۔ آپ نے بہت ہی حکیم صاحب کے لیے دُعا فرمائی۔ میں نے محسوس کیا کہ حضرت صاحب نے مجھے پہچانا نہیں۔ کیونکہ سات سال بعد گیا تھا۔ بہرحال محفل کا آغاز ہوا، میں نے پھر وہی نعت پڑھی " دل درد سے بسمل کی طرح لوٹ رہا ہو"

آپ محظوظ ہوئے اور فرمایا کہ تم محمد صادق قادری ہو۔ میں نے عرض کیا کہ ہاں حضور۔ آپ اندازہ لگائیں کہ سات سال بعد حضرت نے صرف آواز سے پہچان لیا۔ آپ نے بہت شفقت فرمائی۔ نعت خواں کی آواز کیسی ہی ہوتی آپ ادب نبوی کا خاص خیال فرماتے ہوئے انتہائی ذوق و شوق سے نعت سماعت فرماتے۔ جتنی بار نعت میں حضور کا اسم گرامی آتا، بے اختیار صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا خصوصی کرم تھا کہ حضرت کے

آخر دم تک یہ محفل انعقاد پذیر ہوتی رہی۔

۱۹۸۱ء میں فقیر کو پھر حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ آپ شدید بیمار تھے۔ جس دن حاضرِ خدمت ہوا۔ اُسی دن آپکو ہسپتال سے لایا گیا تھا۔ مرض بڑھتا ہی جا رہا تھا مگر بیماری کی شدت کے باوجود محفل میں شریک ہوتے۔ ایک دن آپ کو لیٹے لیٹے غنودگی آ گئی۔ محفل جاری تھی، چند منٹ آپکی حالت کے پیشِ نظر نعت خوانی رُک گئی، آپ نے فوراً اُسی حالت میں اپنے لختِ جگر حضرت علامہ فضل الرحمٰن صاحب مدنی سے بآوازِ بلند فرمایا کہ نعت خوانی کیوں رُک گئی؟ صاحبزادہ صاحب نے عرض کیا حضور ہو رہی ہے۔ اس واقعہ سے آپ کے حضور علیہ السلام کی محبت میں سرشار ہونے کا اندازہ کیجئے۔ میرا دل کہتا ہے کہ ظاہر والوں کے لیے بیماری کے اثرات تھے مگر حقیقتاً بارگاہِ رسالت میں رسائی تھی۔

آپ کی حیات میں یہ میرا آخری سلام تھا۔ اجازت لے کر مکہ مکرمہ آ گیا۔ حج کے دوسرے دن مجھے منیٰ میں آپ کے وصال پُر ملال کی خبر ملی۔ کہ ۴ ذوالحجہ / ۲ اکتوبر ۱۹۸۱ء بوقت خطبہ جمعۃ المبارک آپ کا انتقال ہوا۔ آپکو جنت البقیع میں سپردِ خاک کیا گیا۔

آپ جید عالمِ دین، صوفی باصفا، عاشقِ رسول اور فنا فی الشیخ تھے۔ اللہ تعالیٰ آپکے فیضان کو تا قیامت جاری و ساری رکھے۔ آمین ثم آمین

یہ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خاص کرم تھا، آپ کی محفل میلاد شریف کی وجہ سے مدینہ منورہ میں گھروں میں محافل ہونے لگیں، جن میں مدنی لوگ بڑے ذوق و شوق سے اہتمام فرماتے۔ قصیدہ بُردہ شریف عربی نعت خوان والہانہ انداز میں پیش کرتے تھے۔ یہ سب کچھ آپکا فیضان تھا۔ (رحمہ اللہ تعالیٰ)

(خواجہ رضی حیدر)

عارف باللہ

مولانا ضیاء الدین احمد مدنی قدس سرہٗ

چودہویں صدی ہجری کے دوران جن علماء و مشائخ نے مسلکِ امام ابوحنیفہ کی ترویج و اشاعت میں نمایاں حصہ لیا ان میں عارف باللہ سالکِ کامل حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی کا نام سرِ فہرست ہے۔ آپ نے تقریباً ۷۵ سال مدینہ منورہ میں مستقل سکونت اختیار کرکے عالمِ اسلام سے حجاز مقدس آنیوالے مسلمانوں کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیا اور اسی فریضہ کی ادائگی میں مصروف رہتے ہوئے ۴ ذی الحجہ کو اللہ تعالیٰ کی رحمت میں پہنچ گئے۔

مولانا ضیاء الدین مدنی ولد شیخ عبدالعظیم ۱۲۹۴ھ میں بمقام کلاسوالہ ضلع سیالکوٹ پیدا ہوئے۔ آپ سیدنا حضرت عبدالرحمٰن بن حضرت ابوبکر صدیق کی اولاد میں سے تھے۔ مولانا ضیاء الدین مدنی کے اجداد میں اپنے وقت کے مشہور عالم دین حضرت مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی بھی شامل ہیں۔ جنہوں نے حدیث و فقہ کی متعدد کتب کی شرح لکھی ہیں۔ خصوصاً خیالی اور قطبی پران کے حواشی آج بھی اہلِ علم کے لیے سند کا درجہ رکھتے ہیں۔ مولانا عبدالحکیم حضرت مجدد الف ثانی کے معاصر تھے۔ اور حضرت شیخ احمد سرہندی کو "مجدد الف ثانی" کا خطاب آپ نے ہی دیا تھا۔

مولانا ضیاء الدین نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں کلاسوالہ میں مولوی محمد حسین پسروڑی سے حاصل کی، پھر حصولِ دین کیلئے لاہور پہنچے اور مولانا غلام قادر بھیروی سے عربی و فارسی

کی ابتدائی کتب پڑھیں ۱۹۰۳ء میں حکیم محمد موسیٰ امرتسری (لاہور) کو ایک انٹرویو میں بتایا کہ میرے والد مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد و نظریات سے متفق ہو گئے تھے اس لیے میں نے زمانہ طالب علمی ہی میں طے کر لیا تھا کہ اب میں کبھی اپنے والد سے نہیں ملوں گا۔ چنانچہ لاہور سے دہلی آ گیا جہاں ۴ سال کے قیام کے بعد حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی کے پاس حصولِ علم حدیث کے لیے پیلی بھیت پہنچا جن کا اسوقت پورے ہندوستان میں طوطی بول رہا تھا اور دُور دراز سے طالب علم دَورۂ حدیث کی تکمیل کے لیے آپ کے پاس پہنچتے تھے۔ مولانا ضیاء الدین نے تقریباً ۴ سال حضرت محدثِ سورتی کی خدمت میں رہ کر تمام علوم کا تکملہ کیا۔ پیلی بھیت میں آپ کے ہم سبق طلبہ میں حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ محدث علی پوری کے صاحبزادے مولانا سید خادم حسین محدثِ علی پوری بھی شامل تھے مولانا ضیاء الدین مدنی نے پروفیسر شاہ فریدالحق کو ایک انٹرویو میں بتایا کہ فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں سے میری پہلی ملاقات حضرت محدث سورتی کی وجہ سے ہوئی۔ حضرت محدث سورتی سے فاضل بریلوی کا خصوصی تعلق تھا چنانچہ میں اپنے اُستاد کے ہمراہ ہر جمعرات کو بریلی جاتا اور اعلیٰحضرت فاضلِ بریلوی کی اقتداء میں جمعہ کی نماز پڑھ کر پیلی بھیت لوٹ آتا۔ چنانچہ جب میں دورۂ حدیث سے فارغ ہوا تو اعلیٰحضرت نے اپنے دست مبارک سے دستار بندی فرمائی، اور اس وقت سلسلہ قادریہ میں بیعت کر کے خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا۔

حضرت محدثِ سورتی کے پاس سے مولانا ضیاء الدین بغداد چلے گئے جہاں آپ نے نو سال تک حضرت مصطفےٰ اور حضرت شیخ شرف الدین کی خدمت میں حاضر رہ کر سلوک و طریقت کے مختلف مدارج طے کئے۔ آپ ۱۳۲۷ھ میں مدینہ طیبہ حاضر ہوئے اور پھر آقائے نامدار کے قدموں میں مستقل سکونت اختیار کر لی، مولانا ضیاء الدین کو سلسلۂ نقشبندیہ میں حضرت مولانا وصی احمد محدث سے اجازت اور خلافت حاصل تھی جو غزالیٔ دوراں حضرت شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی کے خلیفہ تھے، حضرت محدثِ سورتی کے ایک شاگرد

مولانا قاری غلام محی الدین نے جو بفضل تعالیٰ حیات ہیں اور ہلدوانی ضلع نینی تال میں درس و تدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں، راقم الحروف کو ایک ملاقات میں بتایا کہ حضرت محدث سورتی نے آخری اور پہلی مرتبہ اپنے تلامذہ میں سے صرف مولانا ضیاء الدین مدنی کو بیعت کیا آپ فرمایا کرتے تھے کہ بعض اوقات ایک مرید صادق بھی پیر کی شفاعت کا وسیلہ بن جاتا ہے۔

مولانا ضیاء الدین مدنی قوت تاثیر اور علمی تبحر کا ایک بحر مواج تھے۔ آپ کے تحمل و بردباری تواضع و خاکساری ایثار و اخلاص، اعتدال و وسعت نظری جذب و کیف، لطف ولذت اور ضبط و وارفتگی کا ہر سمت چرچا تھا۔ اور دوست و دشمن سب آپ کی ان صفات عالیہ کے معترف تھے۔ جو شخص بھی آپ کے قریب آتا آشنائے درد و محبت ہو جاتا اور آپ کی صحبتِ کیمیا اثر سے اس کی دنیا ہی بدل جاتی۔ عالم اسلام میں آپ کے مریدوں کی تعداد کئی لاکھ تک پہنچتی ہے ان مریدانِ با صفا میں عوام و خواص دونوں ہی شامل ہیں۔ اردو کے معروف شاعر امجد حیدر آبادی کو نہ صرف آپ سے شرفِ بیعت حاصل تھا بلکہ آپ ہر سال حضرت مدنی کی خدمت میں حاضری دیتے۔ اور تزکیۂ نفس فرمایا کرتے۔ عالم اسلام کے عظیم مورخ و مفکر ڈاکٹر حمید اللہ (مقیم پیرس) بھی ______________ وہ ہر لمحہ مولانا مدنی کے روحانی فیوض و برکات کے معترف رہتے ہیں۔

مولانا ضیاء الدین مدنی نے مدینہ منورہ میں قیام کے بعد حجاج کرام کو دورانِ حج سہولتیں فراہم کرنے کی جانب خصوصی توجہ فرمائی۔ قیام و طعام سے لے کر آمد و رفت کی دشواریوں کے استیصال کے لیے فنڈ قائم کیے اور تجارت سے حاصل ہونے والی آمدنی اس مقصد کے لیے وقف کر دی۔ خصوصاً حجاز ریلوے لائن کی تعمیر کے سلسلے میں آپ کی خدمات کو عالم اسلام میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ بدقسمتی سے یہ ریلوے لائن جو حجاج کے نعمت غیر مترقبہ تھی - ۱۹۱۶ء میں لارنس آف عربیہ کے حملہ میں تباہ ہو گئی اور

آجتک ناکارہ پڑی ہے ۔

فاضل مصنف حکیم محمد موسیٰ امرتسری نے راقم الحروف کو ایک ملاقات میں بتایا کہ حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی اپنے شیخ و مربی حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی اور فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں قدس اللہ سرہٗ کی عقیدت و محبت سے لبریز تھے ۔ اور یہ آپ کا ایک دائمی حال اور ذوق بن گیا تھا ۔ جب ان حضرات مغفور کا ذکر آتا تو آپ بے چین ہوجاتے اور دیر تک ان حضرات کے مسلک کے لیے بے نفسی و فنائیت کے واقعات بیان کرتے رہتے ۔

حضرت محدث سورتی کے پوتے مولانا حکیم قاری احمد جن کو ۱۹۵۲ء میں سفر حج کے دوران مولانا ضیاء الدین مدنی کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تھا ۔ اپنی کتاب "مشاہداتِ حرمین" میں لکھتے ہیں :

"حضرت مدنی مجھ کو اپنا استادزادہ تصور کرتے ہوئے میری اس قدر توقیر فرماتے کہ میں شرم سے سر جھکا لیتا اور بار بار یہ سوچتا کہ میں نے حضرت محدث سورتی سے اپنے نسبی تعلق کا اظہار کیوں کیا ۔"

مولانا ضیاء الدین مدنی ایک شریف الفطرت اور کریم النفس بزرگ تھے ۔ ان کی قربت میں اُنس و محبت کے دریا بہتے تھے اور سلف الصالحین کی تمام خصوصیات آپ میں بدرجہٗ اتم موجود تھیں ۔ نعت رسول مقبول کی سماعت آپ کا مشغلہٗ روز و شب تھا ۔ عربی فارسی اردو اور پنجابی کی نعتیہ شاعری کا بیشتر حصہ آپکو ازبر تھا ۔ رسولِ مقبول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق سے آپ کا سینہ معمور اور دلِ مخمور تھا اور اسی عشق کے زیر اثر آپ ۷۵ سال قبل جب مدینہ طیبہ پہنچے تو پھر سرزمین کو مرتے دم تک نہ چھوڑا ۔

(راجا رشید محمود)

سرچشمۂ فیض و برکت

مولانا ضیاء الدّین احمد مہاجر مدنی علیہ الرحمۃ

جن قدسی صفات بزرگوں نے ملّت سلامیہ پر احسانات کیے ۔ دین اسلام کی تبلیغ و تشہیر میں زندگیاں گزار دیں، جن کے دم قدم سے لوگوں کو اسلام کی برکات سے متمتع ہونے کے مواقع ملے ہیں، جنہوں نے سرکارِ دو عالم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی تعلیم کو حرزِ جان بنایا اور ان کے اخلاق کو فروغ دیا۔ ان کا ذکر ہماری محفلوں میں جان اور ان کی یاد ہماری زندگیوں کا سرمایہ ہونی چاہیئے ۔ جو قوم اپنے محسنوں کو بھول جانے کی حماقت کرے اور نور کے میناروں سے اکتساب نہ کرے، وہ ذلّت و نکبت کے اندھیروں کا شکار ہو جاتی ہے ۔

یہ خدا دوست بزرگ جب تک زندہ رہے ، لوگوں کو فیض و برکت کے چشموں سے سیراب کرتے رہے ، دُنیا کو حسنِ اخلاق اور فیضانِ نظر سے حق کے قریب لاتے رہے ، عالم میں انسانیت کی اعلیٰ قدروں کی ترویج میں مشغول رہے ، لوگوں کو اپنے معبودِ حقیقی کے در پر جھکانے اور محبوبِ خدا علیہ التحیۃ والثنا کے عشق کی جوت ان کے سینوں میں جگانے میں مگن رہے اور اشاعت سلام اور قرآن و سنّت کی تبلیغ کی روشنی سے عالم کو بقعۂ نور بناتے رہے ۔ ایسے نفوسِ قدسیہ کے فیض کے چشمے ان کی وفات کے بعد بھی جاری رہتے ہیں ۔

مولانا ضیاء الدین احمد مہاجر مدنی قدس سرہٗ کی شخصیت بھی انہیں برگزیدہ ہستیوں میں سے ہے جنہوں نے مقامِ مصطفیٰ کے تحفّظ کی خاطر زندگی بھر تبلیغ کی اور حقانیتِ دین کو اپنی گفتار و کردار سے انسانوں کے دلوں میں راسخ کر دیا ۔ وہ علائقِ دُنیا سے متنفر رہے

اور خداوندکریم دوست بناتا اسی کو ہے جس کی زندگی سرکارِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت اور اطاعت میں گزرے، جو ان کی تعلیمات کے فروغ، ان کی سُنّت کی پیروی اور ان کی کے علوم کو مقصدِ حیات سمجھے اور لوگوں کے دلوں میں اس مقصد کے حصُول کی لگن پیدا کردے۔

مولانا ضیاء الدین احمد کلاسوالہ ضلع سیالکوٹ میں شیخ عبدالعظیم کے ہاں ۱۲۹۴ھ میں تولد ہوئے۔ ابتدائی تعلیم سیالکوٹ میں مولوی محمد حسین پسروری سے حاصل کی۔ مولانا غلام قادر بھیروی سے عربی و فارسی کی کچھ کتابیں پڑھیں۔ لاہور سے دہلی چلے گئے، وہاں چار سال قیام کے بعد محدث سورتی حضرت مولانا وصی احمد سے تحصیل علم کی خاطر پیلی بھیت چلے گئے اور ان سے دَورۂ حدیث کی تکمیل کی۔

پیلی بھیت میں قیام کے دوران میں ہر جمعرات بریلی میں حاضر ہوتے اور اعلحضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے کسب فیض کرتے۔ دورۂ حدیث سے فارغ ہوئے تو خود اعلحضرت نے دستار بندی کی اور سلسلۂ قادریہ میں بیعت و خلافت سے نوازے گئے۔ سلسلۂ نقشبندیہ میں انہیں حضرت شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی کے خلیفہ حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی نے اپنی حیات مبارکہ میں اپنے تلامذہ میں سے صرف مولانا ضیاء الدین احمد کو بیعت کیا اور وجہ یہ بیان فرمائی کہ بعض اوقات ایک مرید صادق بھی پیر کی شفاعت کا وسیلہ بن جاتا ہے۔

شیخ العرب والعجم مولانا ضیاء الدین احمد مدنی علیہ الرحمۃ بغداد شریف گئے تو نو برس تک سلوک و طریقت کی منازل طے کیں اور جذب وکیف استغراق کی کیفیتوں سے سرشار رہے۔ ۱۳۲۷ھ میں مدینہ طیبہ حاضر ہوئے تو وہاں ترکوں کی حکومت تھی۔ محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مظاہر عام تھے، صلوٰۃ و سلام کی محفلیں برپا ہوتی تھیں۔ مولانا ضیاء الدین احمد نے اسلامی شعائر کی شان و شوکت اور اسلامی تہواروں کے تزک واحتشام کا وہ زمانہ دیکھا اور اسے رُوح و جاں میں سمولیا۔ ۷۵، ۷۶ سال مدینے میں رہے، سرکارِ دوالاتبار کے دیارہی میں وفات پائی۔ اور زندگی بھر ہر روز محفل میلاد منعقد کرتے رہے۔

مدینۃ النبی میں طویل قیام کے دوران صرف دو تین مرتبہ مدینہ طیبہ سے باہر جانا پڑا ۔۔۔ اور بس زندگی کے آخری برسوں میں تو مدینہ پاک سے ایک آدھ میل باہر جانا بھی گوارا نہ تھا ، مبادا آقا کے روضۂ پاک سے دُور موت آجائے ۔

گذشتہ صدی ہجری میں جو علماء مشائخ شبانہ روز تبلیغ اسلام اور تحفظ مقام مصطفےٰ میں مصروف رہے ، ان میں مولانا علیہ الرحمۃ کی خدمات تا قیامت روشن رہیں گی۔ انہوں نے ایسے ماحول میں عشقِ مصطفےٰ کی شمع فروزاں رکھی جس میں بظاہر یہ بات ممکن نظر نہیں آتی ۔ دُنیا بھر میں آپ کے مریدوں کی تعداد لاکھوں تک پہنچتی ہے ۔ سال بھر میں کوئی دن ایسا نہ گزرتا تھا جب کہ مختلف ممالک اسلام کے زائرین وحجاج آپ کے پاس نہ آتے اور درود وسلام کی محفل میں شریک نہ ہوتے ۔ معروف صوفی ومحقق حکیم محمد موسیٰ امرتسری بتاتے ہیں کہ محفلِ میلاد میں دُنیا کی سب زبانوں میں نعتیں پڑھی جاتی تھیں ۔ خود مولانا ضیاء الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ اُردو ، عربی ، پنجابی ، فارسی ، ترکی اور انگریزی جانتے تھے ۔

ان کی حیات ریا وتکبر کے ہر الزام سے پاک رہی ۔ آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں زندگی گزارنے والے اس مردِ درویش نے اپنے آقا کے اخلاق کو اوڑھنا بچھونا بنا رکھا تھا ۔ تحمل وبردباری ، تواضع ، انکساری ، ایثار واخلاق اور تبحر علمی کی صورتیں دیکھنے والوں کے دلوں کو موہ لیتی تھیں ۔ وہ انس ومحبت اور شفقت کا بحرِ موّاج تھے ، سلف صالحین کی خصوصیات سے بہرہ ور تھے ۔ ان کے ارادت مند دُنیا کے کونے کونے میں موجود ہیں ۔ بڑے بڑے علماء اور مشائخ ان کے قدموں میں جگہ پانے کو اپنے لیے باعثِ افتخار وابتہاج سمجھتے تھے لیکن وہ ہر شخص سے محبت وشفقت کا سلوک کرتے ۔ روایتی پیروں والی کوئی بات ان میں نہیں پائی جاتی تھی ۔ اسی طرح بعض علماء کی طرح یبوست اور تکبر کا کوئی نشان ان کے کردار میں نہیں ملتا تھا ۔

اواخر عمر میں اگرچہ نقل وحرکت میں بہت تکلیف ہوتی تھی مگر کسی کا سہارا لینا اور کسی کو تکلیف دینا گوارا نہیں کرتے تھے ۔ پاکستان میں حکیم محمد موسیٰ امرتسری ، مولانا غلام قادر

اشرفی علیہ الرحمۃ، میاں جمیل احمد شرقپوری پر خصوصی شفقت کا رویہ رکھتے تھے اور غزالیٔ زماں، حضرت علامہ احمد سعید کاظمی، علامہ ابوالبرکات علیہ الرحمہ اور مولانا عبدالغفور ہزاروی علیہ الرحمہ کے علمی مقام و مرتبہ پر اظہار اطمینان و افتخار فرماتے تھے۔ اُردو کے معروف صوفی شاعر امجد حیدرآبادی ہر سال تزکیۂ نفس کے لیے ان کی خدمت میں حاضری دیتے تھے۔ عظیم مورّخ و مفکر ڈاکٹر حمیداللہ (مقیم پیرس) بھی مولانا مدنی کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور ان کے روحانی فیوض و برکات کے معترف ہیں۔

فخر العرب والعجم مولانا ضیاء الدین احمد دُنیا کو حسن اخلاق اور فیضان نظر کے ذریعے محبت مصطفیٰ کا درس دیتے رہے، انسانیت کی اعلیٰ قدروں کی ترویج کرتے رہے۔ جن دلوں میں گھور اندھیرے گھر کئے ہوئے تھے، انہیں مدینے کے اس باسی نے منور و درخشاں کر دیا۔ اللہ کریم ان کی قبر مبارک کو اپنی رحمتِ خاص سے منوّر کرے۔ آمین

پیرِ کامل

مولانا محمد الیاس عطاری قادری مدظلہ العالی ، کراچی

عالم طفولیت ہی سے امام اہل سنت عظیم البرکت مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ سے متعارف ہو چکا تھا، پھر جوں جوں شعور آتا گیا امام اہلسنت کی محبت دل میں گھر کرتی گئی۔ میں بلا خوفِ تردید کہتا ہوں کہ خدا عزوجل کی پہچان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے ہوئی تو مجھے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پہچان امام اہلسنت کے فیض سے نصیب ہوئی۔

آخر کار آپ کے سلسلے میں داخل ہونے کا شوق پیدا ہوا تو ایک ہی ہستی مرکز توجہ بنی گو مشائخ اہلسنت کی کمی بھی نہ ہے مگر ع

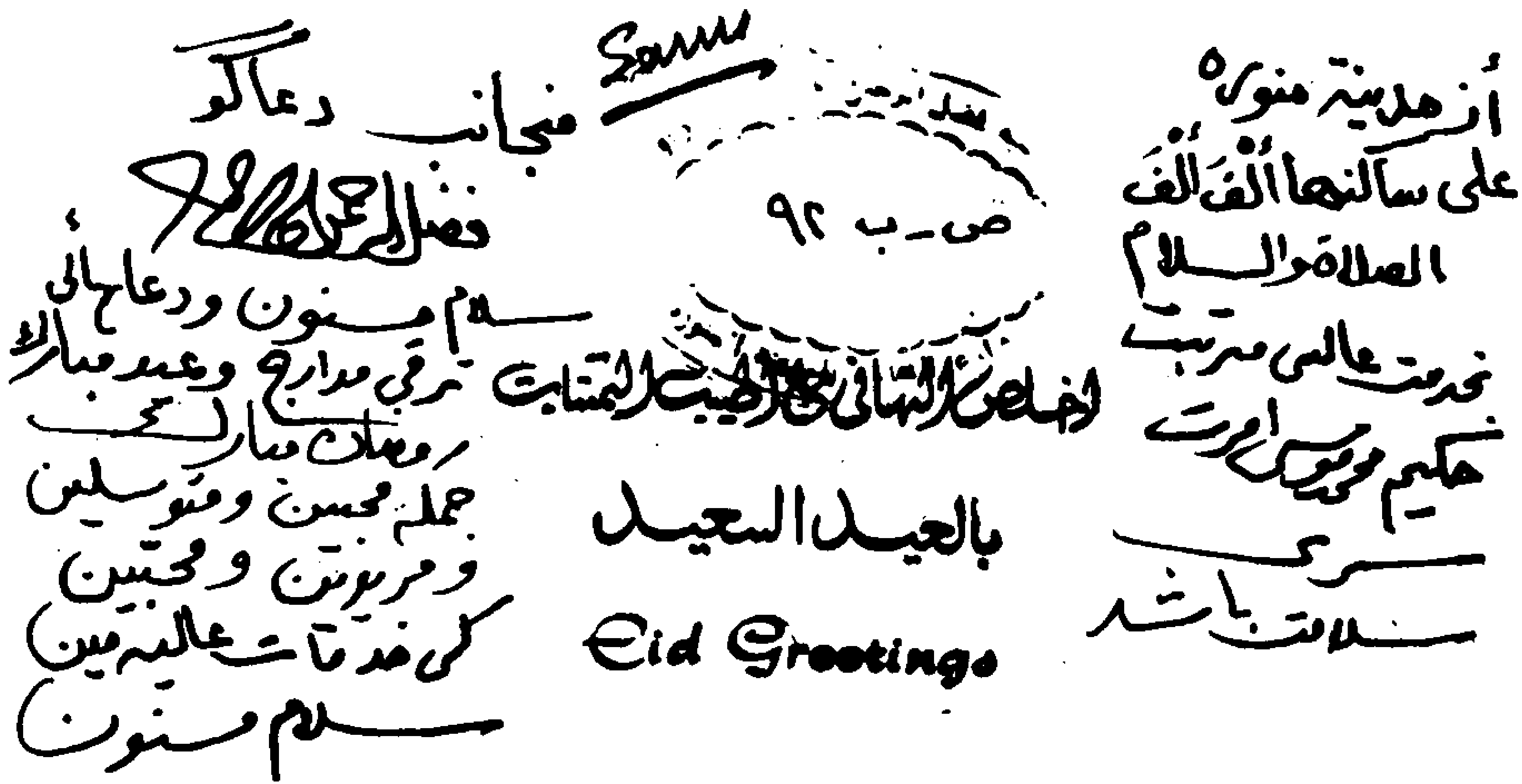
پسند اپنی اپنی خیال اپنا اپنا

اس مقدس ہستی کا دامن تھام کر ایک ہی واسطے سے اعلیحضرت علیہ الرحمۃ سے نسبت ہو جاتی ہے۔ اور اس ہستی میں ایک کشش یہ بھی تھی کہ براہِ راست سبز گنبد کا سایہ بھی ان پر پڑ رہا تھا، میں نے عزمِ مصمم کر لیا کہ اب کسی نہ کسی طرح ان کا دامن تھاما جائے۔ چنانچہ میں نے آپکا مدینہ طیبہ کا پتہ حاصل کیا یہ تقریباً ۱۵ سال پہلے کی بات ہے۔ پتہ حاصل کر کے اسی دن شناسا کے سامنے میں نے مافی الضمیر ظاہر کیا کہ میں بذریعہ ڈاک ان سے بیعت کروں گا اس نے کہا، تم نے اپنے پیر صاحب کو دیکھا تک نہیں ہے تصورِ شیخ کس طرح کرو گے؟ میں نے کہا اس میں کون سی بڑی بات ہے اگر پیر کامل ہے تو خواب میں بھی مسئلہ حل کر سکتا ہے بُعدِ ظاہری اس میں مانع نہیں ہو سکتا۔

اسی رات جب میں سویا تو سوئی ہوئی قسمت نے انگڑائی لی اور میرے خواب میں میرے ہونے والے سونہرے مرشد تشریف لے آئے، نقشہ ذہن میں محفوظ ہو گیا حضرت

مولانا قاری محمد مصلح الدین صاحب صدیقی القادری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اپنے خواب میں دیا ہوُا حلیہ بیان کیا آپ نے تصدیق کر دی کیونکہ آپ بارہا مدینہ طیبہ میں حضرت کی خدمت میں حاضری دے چکے تھے۔ پھر انہی سے سلسلۂ بیعت عریضہ لکھوا کر کراچی سے مدینہ طیبہ روانہ کیا جواب نہ ملا چند بار ایسا کیا گیا لیکن ہر بار جواب ندارد۔ آخر کار ایک سال اور پانچ روز گزرنے کے بعد پھر قسمت چمکی، رات خواب میں زیارت ہوئی، میں حیران تھا، کہ مُرید بھی نہیں بناتے اور توجہ بھی نہیں ہٹاتے آخر معاملہ کیا ہے؟ مجھے کیا معلوم کہ انتظار کی گھڑیاں ختم ہو چکی ہیں، رات گزر گئی، دن آیا شام کو بعد مغرب پتہ چلا کہ مدینہ پاک کی معطر فضاؤں سے گزرتا ہوُا "قبولیت نامہ" آپہنچا ہے۔ الحمدللہ علیٰ احسانہ

پھر جب مقدر نے یاوری کی، سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کرم فرمایا، ۱۳۹۱ھ میں مدینہ بلالیا۔ تڑپتا ہوُا مُرشد کے آستانہ عالیہ پر پہنچا۔ بے تاب نگاہیں جب مُرشد کے چہرہ زیبا پر پڑیں۔ دِل کو گواہی دینی پڑی کہ یہ تو وہ ہی وجہ کریم ہے جسے پہلے ہی خواب میں دیکھ چکا ہوں۔


از مدینہ منورہ
علی ساکنہا الف الف
الصلاۃ والسلام
بخدمت عالی مرتبت
حکیم محمد موسیٰ امرتسری
سلامت باشد

ص ب ۹۲

اخلص التہانی [illegible]

بالعید السعید

Eid Greetings

منجانب دعاگو
فضل الرحمٰن
سلام مسنون ودعاہائے
ترقی مدارج وعید مبارک
ورمضان مبارک بحضور
جملہ محسن ومتوسلین
ومریدین ومحبین
کی خدمات عالیہ میں
سلام مسنون

عید کارڈ مرسلہ شیخ الفضیلت مولانا فضل الرحمٰن القادری المدنی مدظلہ،
بنام حکیم محمد موسیٰ امرتسری لاہور

مناقب

منقبت

مفتی مظفر احمد

ہیں آپ ہادیٔ اہلِ جہاں ضیاء الدین
ضیائے مجلسِ غوثِ زماں ضیاء الدین

امیرِ قافلۂ عارفاں ضیاء الدین!
ہے چارہ سازِ دلِ بیکساں ضیاء الدین

نگاہِ حضرت احمد رضا کے ہیں قرباں
بنایا عاشق اچھے میاں ضیاء الدین

ہے غوثِ پاک کی اس پر نگاہِ لطف و کرم
ہو جس غریب پہ تم مہرباں ضیاء الدین

رضا کے ہاتھ سے پی تھی جو تم نے مے آقا
عطا ہو بہرِ شہ مرسلاں ضیاء الدین

پئے حسین و حسن بھیک میں خوشی دیدو
ہیں آپ نائبِ غوثِ جہاں ضیاء الدین

تباہ حال ہیں غربت میں خانماں برباد
ہیں تم سے طالبِ امن و اماں ضیاء الدین

دعا جو دی تھی مظفر کو اسکے صدقے میں
رہے جہاں بھی رہے شادماں ضیاء الدین

احساسات و تاثرات

بر وصال حضور ضیاء الملت مدنی رحمۃ اللہ علیہ

قاری امانت رسول پیلی بھیتی

آہ! بدرِ اولیاء جاتا رہا! — تاجدارِ اصفیاء جاتا رہا
اہلِ حق کا پیشوا جاتا رہا! — سنیوں کا مقتدا جاتا رہا
واصفِ شاہِ دنیٰ جاتا رہا! — عاشقِ غوث الوریٰ جاتا رہا
کیا مناقب ہوں بیاں مجھ سے بھلا — رہبرِ راہِ ھدیٰ جاتا رہا
اہلِ سنت اہلِ حق ، اہلِ نظر — کا معظم رہنما ، جاتا رہا
جس سے پر رونق تھا اسلامی چمن — وہ جمالِ اولیاء جاتا رہا
تھا ضیاء الدین احمد نام پاک — مظہرِ احمد رضا جاتا رہا
نام میں الشاہ مدنی جب ملا — سالِ رحلت مل گیا جاتا رہا
چار ذی الحجہ تھی روز جمعہ تھا — سوئے جنت باخدا جاتا رہا
جس نے عالم کو منور کر دیا! — آہ وہ شمسِ رضا جاتا رہا
ہے درودِ رضویہ میں دیکھ لو — اس کی رحلت کا پتا جاتا رہا

یعنی

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما نحن عباد محمد صلی علیہ وسلما

مسجدِ نبوی سے سن لی جب اذاں — کرنے جمعے کو ادا جاتا رہا
ملنے محبوبِ خدا سے بالیقیں! — جب بلاوا آگیا جاتا رہا
ربِ کعبہ کی حضوری کے لیے! — اس جہاں سے دائما جاتا رہا
سوئے فردوسِ بریں کلمہ شریف — پڑھتے پڑھتے باخدا جاتا رہا

اہلِ بیت پاک کے قدموں کا وہ — بوسہ لینے با خدا جاتا رہا
بے ٹھکانوں کا ٹھکانہ جس کا در — بے کسوں کا آسرا جاتا رہا
موتُ العالِم موتُ العالَم ہے حدیث — زندگی کا اب مزہ جاتا رہا
فضلِ رحمٰن عالمِ ذیشان کو — چھوڑ کر اپنی ضیا جاتا رہا

اے امانتؔ بس یہی تاریخ ہے
نائبِ شاہِ رضا جاتا رہا
۱۴۰۱ھ

قاری امانت رسول پیلی بھیتی

نذرانۂ عقیدت

پرتوِ مرتضیٰ ضیاء الدین — ظلِ احمد رضا ضیاء الدین
سچے وارث علوم مولا کے — آپ ہیں باخدا ضیاء الدین
وصی احمد وہ شہرۂ آفاق — تم ہو ان کی ضیاء ضیاء الدین
کیا فضائل ہوں انکے مجھ سے بیاں! — جب ہوں واصفِ رضا ضیاء الدین
دینِ حق کے چراغ کو تم نے — خوب روشن کیا ضیاء الدین
اس سے روشن ہوئے ہزاروں چراغ — پُرضیاء، پُرضیاء ضیاء الدین
قطبِ بطحا کہا مشائخ نے! — مرحبا، مرحبا، ضیاء الدین
اعلیٰحضرت سے تم نے جو پایا! — کم کسی کو ملا ضیاء الدین
مرشدی مصطفےٰ سے پوچھے کوئی — آپ کا مرتبہ ضیاء الدین
اک نگاہِ کرم ہو مجھ پر بھی! — کنز لُطف و عطا ضیاء الدین
فضل رحمٰن عالمِ ذی شان — ہیں تمہاری ضیا ضیاء الدین

ہے امانت رسول مصطفوی
تیرے در کا گدا ضیاء الدین

منقبت

جناب محمد علی ظہوری (قصور)

تصور میں یہ کیسا منظرِ طیبہ ہے لہرایا
زباں پر نام جب آیا ضیاء الدین احمد کا

مقدر کیوں نہ ہو نازاں کہ اُن کو تادمِ آخر
مکینِ گنبدِ خضرا کا قربِ خاص حاصل تھا

چراغِ عشقِ مصطفیٰ جلائے عمر بھر جس نے !
کہ روز و شب رہا معمول ذکرِ مصطفیٰ ان کا

وہ جس کی ذات اک سرچشمۂ رشد و ہدایت تھی
عرب میں اور عجم میں بھی ہے اُس فیض کا چرچا

مہکتا تھا جو حبِ احمدِ مرسل کی خوشبو سے
وہ پیکر نسبتِ احمد رضا خاں سے منور تھا

رہا کردار اُس کا شیوۂ اسلاف کا مظہر
نہیں ملتا کہیں دنیا میں گوہر بے بہا ایسا

سبق دیتی ہے اُن کی زندگی ہر سانس ہو جائے
رسولِ ہاشمی کی ہر ادا پہ والہ و شیدا

ظہوری نے بھی اُن کے ہاں حضوری کے مزے لوٹے
"خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را"

منقبت

سکندر لکھنوی (کراچی)

نقیب دینِ فطرت، حضرت قبلہ ضیاء الدین
امیرِ اہلِ سنّت، حضرت قبلہ ضیاء الدین
محمد مصطفیٰ صلّی علیٰ کے عاشق صادق!
نگہبانِ شریعت، حضرت قبلہ ضیاء الدین
نگینِ معرفت، قطب مدینہ، رہبرِ کامل
متاعِ بیش قیمت، حضرت قبلہ ضیاء الدین
خلیق و مہرباں و میزبانِ زائرِ طیبہ
فقیرِ نیک سیرت، حضرت قبلہ ضیاء الدین
محافظ مسلکِ غوث الوریٰ ہیں کوئے طیبہ میں
محبِ اعلیٰحضرت، حضرت قبلہ ضیاء الدین
مبلّغ دینِ برحق، سنّتِ محبوبؐ کے حامل
چراغِ بزمِ اُلفت، حضرت قبلہ ضیاء الدین
محبانِ محمد سے، ثناخوانِ محمد سے!
دلی رکھتے تھے اُلفت حضرت قبلہ ضیاء الدین
مٹا دیتے تھے جو دِل کی سیاہی اِک توجّہ سے
وہ تھے شیخِ طریقت، حضرت قبلہ ضیاء الدین

دِلوں کو بخشتے تھے روشنی عشقِ محمد کی
بہ فیضِ اعلیٰحضرت، حضرت قبلہ ضیاء الدین

حصارِ منکروں میں بھی نبی کے نامِ نامی کی!
بلند رکھتے تھے عظمت، حضرت قبلہ ضیاء الدین

ستارہ بادلوں میں چھپ گیا جو جگمگاتا تھا!
مدینے میں بصورت، حضرت قبلہ ضیاء الدین

چراغِ قادری بُجھ کر بھی تابندہ و روشن ہے
ہیں زندہ درحقیقت، حضرت قبلہ ضیاء الدین

سکندرؔ بھی سلامی ہے لے شرفِ قبولیت
مکینِ قصرِ جنت، حضرت قبلہ ضیاء الدین

مرزا شکور بیگ حیدرآبادی

منقبت

عشق کا پیکر شرع کا پاسباں جاتا رہا
منزلِ مقصود کا روشن نشاں جاتا رہا

روتے ہیں چھوٹے بڑے اُن کا دُعا گو چل بسا
اہلِ سُنّت کا کفیل اور پاسباں جاتا رہا

وہ رہا تو برکتیں ہی برکتیں تھیں بزم میں
وہ گیا تو برکتوں کا اِک جہاں جاتا رہا

گھُس نہ آئے کارواں میں اختلاف و انتشار
ہو الٰہی خیر، میرِ کارواں جاتا رہا

وہ کہ جو اوروں کے غم میں دِل سے ہوتا تھا شریک
وہ کہ جس کی تھی بہت میٹھی زباں جاتا رہا

وہ نبی کا تھا چہیتا، غوث کا تھا لاڈلا!
اپنے مُرشد کا دُلارا، مدح خواں جاتا رہا

ہائے وہ کیسا ہمارے سر سے سایہ اُٹھ گیا
جس کے اُٹھ جانے سے سب آرامِ جاں جاتا رہا

فضل ہے رحمٰن کا، محفل بھی، لنگر بھی ہے
پھر بھی یوں لگتا ہے جیسے وہ سماں جاتا رہا

چیر کر سینہ کوئی مرزاؔ کے غم کو دیکھ لے
چین اور آرام جو کچھ تھا یہاں جاتا رہا

مرزا شکور بیگ حیدر آباد دکن

منقبت

پیرِ کامل اور پابندِ شریعت آپ تھے
بفضلِ حق سے واقفِ رازِ حقیقت آپ تھے

حضرت والا ضیاء الدین احمد قادری
اس شہر کی نعمتوں میں ایک نعمت آپ تھے

عمر تو تھی آپ کی سو سال سے زائد مگر
اس ضعیفی میں بھی کیا پابندِ سنت آپ تھے

آپ پر تو اعلیٰحضرت کی شفقت خاص تھی
اور دل و جان سے فدائے اعلیٰحضرت آپ تھے

غوث اعظم سے تو تھی ایسی محبت آپکو
ہے بجا گر میں کہوں غرقِ محبت آپ تھے

سرورِ کونین سے جو والہانہ عشق تھا
اس کا صدقہ تھا مجسم خیر و برکت آپ تھے

ہر دعا جو آپ فرماتے تھے ہوتی تھی قبول
کیونکہ مقبولِ حبیبِ ربِ العزت آپ تھے

اس لیے نازاں تھے بے ساختہ اہلسنت آپ پر
ان کے حق میں پیکرِ رحمت و برکت آپ تھے

آپ کے لختِ جگر اِک فضل ہے رحمٰن کا
قلب کی ٹھنڈک اور ان کا چین و راحت آپ تھے
رہتی دنیا تک رہے گا نام باقی آپ کا!
خوبصورت اِک گُل باغِ ولایت آپ تھے
وہ عقیدت مند مرزا کیوں نہ روئے زار زار
اسکی ساری زندگانی کی مسرت آپ تھے

مرزا شکور بیگ حیدر آبادی

منقبت

سینے سے اپنے مجھ کو لگا کر چلے گئے
اِک بے ہُنر کو اپنا بنا کر چلے گئے

یادِ خُدا و یادِ نبی اور یادِ غوث
یادوں سے اپنے گھر کو بسا کر چلے گئے

تعظیم سے ہمیشہ لیا نام پیر کا
مُرشد کا احترام سکھا کر چلے گئے

تازہ رکھیں گے یاد کو حضرت کی عمر بھر
ایسے کرم کے پھول لٹا کر چلے گئے

ہر جان سوگوار ہے، ہر آنکھ اشک بار
ہر دِل کو بے قرار بنا کر چلے گئے

غافل کے دِل پہ کھول دی عظمت رسُول کی
عشقِ نبی کے جام پلا کر چلے گئے

آنکھوں کو بند کرلیا، دیدار کے لیے
کیسی عجیب بات بتا کر چلے گئے

دِل نے کہا جنازے کی وہ دُھوم دیکھ کر
مقبولیت کی شان دکھا کر چلے گئے

لختِ جگر کی شکل میں جاری ہے اُنکا فیض
کیسے کوئی کہے کہ بھُلا کر چلے گئے

حضرت ضیاء کے اور بھی درجات ہوں بُلند
جو سنتوں کو اوج پہ لا کر چلے گئے

مرزا ملے گی ویسی محبت کہاں مجھے
جس کی بہار مجھ کو دکھا کر چلے گئے

مرزا شکور بیگ حیدر آبادی

منقبت

عبدیت کا رُخ دکھایا آپ نے
اور ولایت کو چھپایا آپ نے

خوابِ غفلت سے جگایا آپ نے
راستہ سیدھا دکھایا آپ نے

لے رہا اَب بھی دِل جس کے مزے
نغمہ کچھ ایسا سُنایا آپ نے

شکر ہے میخانۂ طیبہ کا جام
خُود پیا ہم کو پلایا آپ نے

سب پہ فرمائی شفقت آپ نے
سب کو گرویدہ بنایا آپ نے

کام وہ جو اور کے بس کا نہ تھا
کام وہ بھی کر دکھایا آپ نے

کام یعنی اہلِ سنّت کا چراغ
بادِ صرصر میں جلایا آپ نے

شہرِ طیبہ نے بسایا آپ کو
دِل میں طیبہ کو بسایا آپ نے

منّہ لگانے کے بھی قابل نہ تھے!
ہم کو سینے سے لگایا آپ نے

چند قطرے بھی کرم کے تھے بہت
ہم پہ تو دریا بہایا آپ نے

سال کے بارہ مہینوں، سالہا
غوث کا لنگر چلایا آپ نے

فاطمہ زہرہ کے قدموں کے قریب
قبر کی منزل کو پایا آپ نے

ہے دُعا سب کی یہی، پھولے پھلے
وہ چمن جس کو لگایا آپ نے

معاف کیجئے ہے یہ مرزا کو گلہ
پردہ فرما کر رُلایا آپ نے

مرزا شکور بیگ حیدرآباد دکن

مسدّس

نہ یہ قصہ ہے کوئی اور نہ یہ کوئی کہانی ہے
نہ یہ زورِ قلم ہے اور نہ اس کی درفشانی ہے
حقیقت سے جو ہے بھرپور اپنی حق بیانی ہے
ضیاء الدین احمد کی دلوں پہ حکمرانی ہے
نہ رکنے پائے راہِ شرع و سنت سے قدم ان کے
جہاں کی نعمتیں ان کی نظر میں راہ کے تنکے

ضیاء الدین احمد قادری فیضِ مسلسل تھے
یہ تھے مجموعۂ حسناتِ اسلاف مکمل تھے
یہ اپنے چاہنے والوں کی ہر مشکل کا بھی حل تھے
کتابِ زیست کے ہر باب کی شرحِ مفصل تھے
گزارے چین کے دن گنبدِ خضرا کے سایہ میں
رہے اسی برس تک یہ شہِ بطحا کے سایہ میں

ضیاء الدین تھے روحانیت کے جوہرِ قابل
بفضلِ حق تعالیٰ تھے علومِ دین کے حامل
یہ پابندِ شریعت بھی تھے اور تھے ذاکر و شاغل
خلافت قادری سلسلہ کی انہی کو تھی حاصل
امامِ اہلسنت نے دیا ان کو تحفہ بھی!
یہ تھے احمد رضا خاں اعلیٰ حضرت کے خلیفہ بھی۔

فیوضِ پیر سے دارین کی دولت ملی ان کو
بزرگوں سے چلی آئی تھی وہ نعمت ملی ان کو
مدینہ میں رسول پاک کی قربت ملی ان کو
یہ قربت کیا ملی بس جیتے جی جنت ملی ان کو

بہر رُخ ، زندگی حضرت کی تابندہ نظر آئی
پس مردن بھی یہ ہستی درخشندہ نظر آئی

تھی عمر اٹھارہ سال انکی ، مگر یہ دیکھیے قسمت
وطن کو چھوڑ کر کی آپ نے بغداد کو ہجرت
فیوضِ غوثِ اعظم سے ہوئے جب بہرہ ور حضرت
بڑھی ایمان کی دولت ، ملی عرفان کی نعمت

ملی ہے آٹھ سال ان کو سعادت حاضری کی بھی
ہوئی ہے قادری جلوہ سے روشن زندگی انکی

دل و روح و نظر تھے قادری فیضان سے روشن
ہوا فیوضِ غوث کا تھا ان کا دل مسکن
ہوا سرسبز اور شاداب بھی عرفان کا گلشن
شریعت کے بنے مخزن ، طریقت کے ہوئے معدن

حضور غوثِ اعظم سے تعلق وہ تعلق ہے
غلامی ان کو مل جائے تو پھر سب کچھ تصدق ہے

وہی ہیں پیر پیراں ، میر میراں غوث صمدانی
خدا نے جن کو بخشا رتبۂ محبوب سبحانی
خزانہ آپ کا ہے نازشِ گنج سلیمانی
جہانِ اولیاء پر حشر تک ہے ان کی سلطانی

فیوضِ بیکراں ہے آستانہ غوثِ اعظم کا!
خُدا ہے غوثِ اعظم کا زمانہ غوثِ اعظم کا!

گھڑی آخر وہ آئی اور بھی جب سرفرازی کی
نئی آئی نظر اِک شانِ حق کی کارسازی کی
ملی ہے قوّتِ پرواز ان کو شاہبازی کی
بشارت میں بھی پنہاں شان بھی بندہ نوازی کی

ہوُا ارشاد حضرت ارضِ طیبہ کو کریں ہجرت
قوی تر تاکہ ہو جائے قوی بغداد کی نسبت

اجازت ملتے ہی حضرت مدینے کو چلے آئے!
جو دولت غوث نے دی تھی اُسے بھی ساتھ لے آئے
نہ گھبرائے، اگرچہ آئے نازک مرحلے آئے
اُمنگیں تازہ تازہ اور نوادر حوصلے لائے

وہ جب آئے تو ترکوں کی خلافت کا زمانہ تھا
مگر پیشِ نظر اُن کے نبی کا آستانہ تھا

شریف مکّہ کا دَور آگیا اُن کی نگاہوں میں
نشیب آئے فراز آئے ہمیشہ اُنکی راہوں میں
کبھی تھے عامیوں میں اور کبھی تھے شہنشاہوں میں
نظر آئے برابر مسجدوں میں خانقاہوں میں

مدینے میں سعودی دَور بھی برسا برس دیکھا
ذرا سا بھی نہ بدلے آپ، گو سارا جہاں بدلا

یہ عالم جس پہ نازاں ہو، مقدر ایسا پایا تھا
رسول اللہ نے ان کو مدینے میں بلایا تھا
نبی کے نور نے ہستی کو ان کی جگمگایا تھا
شرف یہ اختصاصی آپ کے حصہ میں آیا تھا

رسول پاک جس پر مہرباں، حق مہرباں ہوگا
ہوا حق مہرباں تو مہرباں سارا جہاں ہوگا

نظارہ گنبدِ خضرا کا روز و شب یہ کرتے تھے
ان ہی انوار سے ممدوح کے جوہر نکھرتے تھے
یہ بحرِ معرفت میں ڈوبتے تھے اور ابھرتے تھے
ہمیشہ نت نئے صدقوں سے دامن اپنا بھرتے تھے

مقدر کے دھنی بے شک ضیاء الدین احمد تھے
بفیضِ حبِّ ختمِ المرسلین اونچے ہوئے تھے

رہا اسی برس تک سلسلہ رشد و ہدایت کا
شریعت کا، طریقت معرفت کا اور حقیقت کا
رکھا اونچا ہی جھنڈا آپ نے حق و صداقت کا
ملا تھا آپ کو ثمرہ بھی فیضانِ رسالت کا

اندھیرے آئے تو چمکے یہ حق کی روشنی بن کر
ہر اک عہدِ حکومت میں رہے حضرت جری بن کر

خدا و مصطفےٰ سے رابطہ اور دُنیا سے بے گانہ
رہے ہیں حبِّ شمع غوث پر یہ بن کے پروانہ
یہی ہے مختصر سے مختصر حضرت کا افسانہ
خزانہ دولتِ دارین کا تھا ان کا کاشانہ

نہ ہٹنے پائے راہِ شرع و سنت سے قدم ان کے
نبی کے فیض سے جاری ہے لطف و کرم ان کے

غمِ رحلت وہ ہے جو خون کے آنسو رُلاتا ہے
بعد و لاکھ پھر بھی لطف ان کا یاد آتا ہے
یہاں آتا ہے جو بھی ایک دن دنیا سے جاتا ہے
یہ سب ہے ثبت [illegible] زوال [illegible] نہیں پاتا ہے

ہوا گم دین و دنیا کا [illegible] ان کے [illegible]
خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں

مولانا منصور علی خان رضوی

منقبت

مقتدائے اہلسنت سیدی شاہِ ضیا — رہنمائے دین و ملت سیدی شاہِ ضیا
شاہ محدث دہلوی کے آپ تھے شاگردِ خاص — فیضیابِ اعلیٰحضرت سیدی شاہِ ضیا
دشمنوں میں رہ کے بھی ہر روز میلادِ نبی — آپ کی زندہ کرامت سیدی شاہِ ضیا
مصطفےٰ نے اپنے قدموں میں بلا کر دی جگہ — کون سمجھے تیری رفعت سیدی شاہِ ضیا
جب سے آپ نے تبلیغِ حق کی ویسے ہی — دیکھئے ہم سب کو ہمت سیدی شاہِ ضیا
مصطفےٰ اور غوث کے صدقے بٹتے ہیں یہاں — کیسی ہے بافیض نسبت سیدی شاہِ ضیا
شان سے آتے رہے اور شان ہی سے چل دیے — مصطفےٰ کے گھر سے جنت سیدی شاہِ ضیا
میں چلا تھا ہند سے دیدار کی حسرت لیے — آپ پہنچے خُلد حضرت سیدی شاہِ ضیا
آل و اصحابِ رسولِ پاک کے صدقے میں ہو — آپ پر ہر وقت رحمت سیدی شاہِ ضیا
چار ذی الحجہ جمعہ کے دن اذاں سنتے ہوئے — ہو گئے دُنیا سے رخصت سیدی شاہِ ضیا
آپ کے شہزادے حضرت فضل رحماں قادری — یہ رہیں زندہ سلامت سیدی شاہِ ضیا
ہو غلاموں پر بقیع پاک سے نظرِ کرم — بڑھ رہا ہے درد فرقت سیدی شاہِ ضیا
میرے مرشد مفتی اعظم کے صدقے میں مجھے — ہو عطا نورانی دولت سیدی شاہِ ضیا

خادمِ درِ آپ کا منصورِ رضوی ہے شہا
کیجئے لُطف و عنایت سیدی شاہِ ضیا

محمد انور بابر چشتی، لکی مروت (بنوں)

منقبت

عارفِ حق رہبرِ دوراں ضیاء الدین تھے
کشورِ عرفان کے سلطاں ضیاء الدین تھے

کی ودیعت اعلیٰحضرت نے خلافت آپ کو!
جانشینِ حضرتِ ذیشان ضیاء الدین تھے

چار سو پھیلی ضیاء الدین احمد کی ضیا
معرفت کے اک مہِ تاباں ضیاء الدین تھے

معتقد ہیں آپ کے اہلِ حرم اہلِ عجم
نازِ عربستان و پاکستان ضیاء الدین تھے

گنبدِ خضرا کے سایہ میں رہا جن کا قیام
سیّد الابرار کے مہمان ضیاء الدین تھے

آخری دم تک مدینہ کو نہ چھوڑا آپ نے
مصطفٰے پہ جان سے قرباں ضیاء الدین تھے

پہلوئے اہلِ جناں میں مل گئی آرام گاہ!
بے بہا دُرِ شہ شاہاں ضیاء الدین تھے

مل گیا انور انہیں قطبِ مدینہ کا خطاب
بے گماں شاہِ عرب کی شان ضیاء الدین تھے

شیخ العرب والعجم علیہ الرحمۃ

سیّد عارف محمود مہجورؔ رضوی

جسے عشّاق دیتے ہیں سلامی — نہیں بھولے گی وہ ذاتِ گرامی
متاعِ اہلِ سُنّت تھے وُہ واللہ — ضیاءالدیں ہے جن کا نامِ نامی
شہِ ابرار کی تھی ان پہ شفقت — شہِ بغداد نے انگشت تھامی
امام احمد رضا ہیں ان کے مرشد — لجاتے ہیں جنہیں دیکھے سے جامی
نظر سے کر دیئے سب راز افشار — میسّر تھا انہیں علمِ دوامی
ہُوا ہے مستفیض اُن سے زمانہ — سراپا جُود تھے شیخِ گرامی
ہر اک ان کے محاسن کا ہے شاہد — کوئی رومی ہو یا کوئی شامی
کیا دیں کا اندھیرے میں اُجالا — ضیائے دیں تھے حضرت امامی
رہا مدحِ نبی ﷺ ہر دم وظیفہ — رہے عشقِ نبی ﷺ کے وُہ پیامی
رہے ثابت قدم ہر جا پہ حضرت — گھٹائیں لاکھ اُٹھیں انتقامی
ہے مجلس میں بھی ان کا فیض جاری — بہ شکلِ سیّدی موسیٰؒ نظامی
جہانِ بے وفا سے چل بسے وہ — کہ جن کی ذات تھی عشقِ تمامی
کہاں گم گشتگانِ راہ جائیں! — کہاں سے اَب ملے گی خوش کلامی
ہوئے آسودہ کوئے مصطفیٰ میں! — عجب پائی ہے معراجِ غلامی
عرب کے اور عجم کے شیخِ برحق — ہیں جنت میں مدینہ کے مقامی
سدا ان کا منوّر آستاں ہو — سدا جاری رہے وہ فیضِ عامی
بہ قُربِ رسولِ محترم کے — عطا کیجئے ہمیں قُربِ منامی

الٰہی فیض حضرت عام کر دے ۔۔۔ دوں پر کفر کی بے لگامی
گماؤں کو رنگ رنگوں کو بقا دے ۔۔۔ کہ پھرتے ہیں چمن میں شر کے حامی
کہاں تک ان کے میں اوصاف لکھوں
حقیقت میں تھے وہ مہجور جامی

ہدیہ
سید عارف محمود مہجور رضوی
گجرات

منقبت

مولانا محمد الیاس امیر دعوت اسلامی

ضیاء پیر و مرشد مرے رہنما ہیں

سرورِ دل و جاں مرے دل رُبا ہیں

کلی ہیں گلستانِ غوث الوریٰ کی

یہ باغِ رضا کے گل خوش نما ہیں

شریعت طریقت ہو یا معرفت ہو

یہ حق سے حقیقت میں حق آشنا ہیں

سہارے ہیں بے کس کے، دکھیوں کے والی

سخا کے ہیں مخزن تو کانِ عطا ہیں

خدا کی محبت سے سرشار ہیں وہ

دل و جان سے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہیں

ملا سبز گنبد کا قسمت سے سایہ

دیارِ محمد میں جلوہ نما ہیں

بلا لو مجھے اپنے قدموں میں اب تو

کہ ایامِ فرقت بڑے بے مزا ہیں

مجھے روئے زیبا ذرا پھر دکھا دو

زیارت کے لمحے بڑے جانفزا ہیں

تصوّر جماؤں تو موجود پاؤں
کروں بند آنکھیں تو جلوہ نما ہے
نہ کیوں اہلِ سنّت کریں ناز اُن پر
کہ وہ نائبِ غوث واحمد رضا ہے
منوّر کریں قلبِ عطّار کو بھی
شہا آپ دینِ مبیں کی ضیا ہے

حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی علیہ الرحمۃ

دنیائے صحافت میں

ماہنامہ نُورالحبیب بصیر پُور

۶ ر اکتوبر کو دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پُور میں شیخ العرب والعجم حضرت مولانا
ضیاء الدین صاحب مدنی علیہ الرحمہ کی یاد میں ایک تعزیتی جلسہ ہوا جس کی صدارت،
صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری مہتمم دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پُور نے کی۔
اجلاس میں علماء کرام، طلباء اور عوام نے شرکت کی۔ صاحبزادہ محمد محب اللہ
نوری کے علاوہ پروفیسر منظور حسین نوری، مولانا منظور احمد نُوری قصور، مولانا عبدالجبار
مجاہد وغیرہ نے خطاب کیا اور حضرت کی علمی و روحانی خدمات کے پیش نظر انہیں زبردست
خراج عقیدت پیش کیا۔ آخر میں موصوف کو ایصالِ ثواب کیا گیا۔

ماہنامہ نورالحبیب، بصیر پور، (ساہیوال) اکتوبر ۱۹۸۱ء

اسلاف کی درخشندہ نشانی

اداریہ ماہنامہ نورالحبیب ——— بصیر پُور ریش اکتوبر ۸۱ء

۲ ر اکتوبر ۱۹۸۱ء کو مدینہ منورہ کے فقید المثال عالم دین۔ شیخ العالم حضرت مولانا
الشیخ ضیاء الدین صاحب مدنی انتقال فرما گئے۔
حضرت شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین صاحب سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے
وصال کے بعد اہلِ سُنت وجماعت کے لیے یہ ایک بہت بڑا سانحہ ہے۔
حضرت شیخ العالم زہد و تقوی کا پیکر اور مہر و محبت کا حسین وجمیل شجر تھے، جن

کے سایہ میں مدینۃ النبی میں حاضر ہونے والے ہزاروں اہلِ ذوق پناہ لیا کرتے تھے۔

آپ ۱۲۹۴ھ میں ضلع سیالکوٹ کے ایک قصبہ میں پیدا ہوئے۔ مختلف اساتذہ سے۔ علومِ دینیہ حاصل کرتے ہوئے بریلی شریف پہنچے۔ یہاں اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی سے کسبِ فیض کیا۔ اور سلسلہ عالیہ قادریہ میں آپ سے بیعت ہوئے۔ اور خلافت سے نوازے گئے۔

ذوقِ علمی اور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی محبت آپکو کشاں کشاں بغداد شریف لے گئی۔ ایک عرصہ تک یہاں مقیم رہنے کے بعد سرکارِ بغداد کے اشارے سے ۱۳۲۷ھ میں مدینہ پاک حاضر ہوئے اور پھر یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ مدینہ پاک میں آپ نے ممتاز عالمِ دین صاحبِ تصانیفِ کثیرہ حضرت شیخ یوسف نبہانی سے فیض پایا اور خلافت سے نوازے گئے۔

سرکارِ دوعالم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات سے آپ کو بے پناہ محبت تھی۔ آپنے روزانہ عشاء کی نماز کے بعد محفلِ نعت اور ہر پیر کو خصوصی محفل کا اہتمام کیا اور نجدی حکومت کی کڑی بندشوں کے باوجود آخر دم تک اس سلسلہ کو جاری رکھا۔ مدینہ پاک میں حاضر ہونے والے ممالکِ اسلامیہ کے عقیدت مندوں کو آپ کی محافل کی یاد ہمیشہ تڑپاتی رہے گی۔

حضرت شیخ العرب والعجم کی پوری زندگی تبلیغ اسلام اور عشق رسول کی شمع فروزاں کرنے میں گزری۔ آپ صحیح معنی میں اسلاف کی درخشندہ نشانی تھے۔ یہ مدینہ پاک سے آپ کی بے پناہ محبت کا ثمر ہے کہ آپ کو مدینہ طیبہ نے مستقل طور پر اپنے سینہ میں جگہ دے دی۔

آپ کی موت بلاشبہ موت العالم موت العالم کی مصداق ہے۔ خداوند قدوس حضرت شیخ العالم کے درجات بلند فرمائے۔ پس ماندگان کو صبر کی توفیق ارزانی فرمائے اور موصوف کے مشن پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

محمد محب اللہ

ماہنامہ نور الحبیب بصیر پور (ساہیوال) اکتوبر ۱۹۸۱ء

ماہنامہ ترجمان اہلِ سُنّت کراچی

اِنّا للہ وَ اِنّا اِلَیہِ رَاجِعُون

یہ پرچہ پریس جا چکا تھا کہ خلیفۂ اعلیٰحضرت اور عالمِ اسلام کے عظیم روحانی پیشوا مولانا ضیاء الدین احمد مدنی کی رحلت کی خبر ملی۔ فی زمانہ دُنیائے اسلام اور دُنیا بھر سے مدینۂ طیبہ آنے والے عوام اہلسنت کے لیے آپ کی ذات مرکزِ ہدایت تھی۔ مرکزی جماعت اہلسنت پاکستان کے رہنماؤں شیخ الحدیث مولانا محمد رمضان، ناظم اعلیٰ مولانا منظور الحق۔ ترجمانِ اہلسنّت کے نگران و پبلشر حاجی خان محمد پراچہ نے آپ کے انتقال کو دنیائے اہلسنّت کا عظیم نقصان قرار دیا۔ اور دُعا کی کہ اللہ تعالیٰ آپکو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پس ماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

ماہنامہ ترجمانِ اہلسنت کراچی، ش اکتوبر ۱۹۸۱ء

۴ اکتوبر۔ جماعت اہل سنّت حلقہ بلدیہ ٹاؤن جامع مسجد نور اسلام میں جماعتِ اہل سنّت حلقہ بلدیہ ٹاؤن کے صدر مولانا غلام شاہ اعوان کی صدارت میں ایک جلسہ عام منعقد ہوا جس سے مولانا غلام ربانی نے خطاب کرتے ہوئے حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی کے اچانک سانحہ ارتحال پر دُکھ کا اظہار کیا اور اس سانحہ کو اسلام کا ناقابلِ تلافی نقصان قرار دیا۔ مولانا غلام شاہ اعوان نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مولانا ضیاء الدین المدنی نے اپنی ساری زندگی دین اسلام کی سربلندی کے لیے وقف کر رکھی تھی۔ جناب مولانا ظہور الحسن نے فرمایا کہ حضرت پیر ضیاء الدین المدنی نے معرفت کے نُور سے عوام کے دلوں کو منور کیا۔ اجلاس سے مرکزی جماعت اہل سُنّت کے رُکن صوفی محمد ایاز خان، زکوٰۃ کمیٹی کے چیئرمین ڈاکٹر انوار اللہ شاہ قادری، ناظم اعلیٰ بلدیہ ٹاؤن صوفی محمد انیس قادری، جماعت اہل سُنّت کے کارکن اور طالب علم رہنما بشیر الدین قادری اور بلدیہ ٹاؤن کے ممتاز سماجی کارکن بشیر احمد فاروقی نے بھی خطاب کیا۔ آخر میں سب حضرات نے مولانا ضیاء الدین مدنی کے لیے دُعائے مغفرت کی۔

۵ را کتوبر ۔ جماعت اہلسنت کراچی کے دفتر میں علاقائی تنظیموں اور کارکنوں کا ہنگامی جلسہ منعقد ہوا جس سے ناظم اعلیٰ جماعت اہلسنت مولانا منظور الحق صاحب نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حضرت مولانا ضیاء الدین جیسی ہستیاں صدیوں میں ظہور پذیر ہوتی ہیں آپ نے مدینہ منورہ میں کافی سال قیام کیا اور کئی حج کئے ۔ آپ اعلیٰ حضرت بریلوی کے نائب اور خلیفہ تھے ۔

۱۴ را کتوبر ۔ جماعت اہل سنت پاکستان حلقہ بلدیہ ٹاؤن کے زیر اہتمام شیخ الاسلام مولانا ضیاء الدین احمد مدنی قادری کی یاد میں ایک عظیم الشان جلسہ عام منعقد ہوا جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے مولانا محمد شفیع اکاڑوی نے فرمایا کہ مولانا کی وفات سے مدینہ طیبہ میں ایک مرکز رشد و ہدایت ختم ہوگیا ۔ آپ نے فرمایا کہ مولانا ایک سچے عاشق رسول تھے آپ نے ساری زندگی قولاً اور فعلاً عشق رسول کا درس دیا ۔

قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی نے فرمایا کہ دُنیا بھر سے آئے ہوئے تشنگان فیض نبوی مولانا کے آستانے پر حاضر ہو کر فیض یاب ہوتے تھے ۔ آپ نے ساری ، زندگی حجاج کرام اور زائرین دربارِ نبوی کی خدمت میں صرف کر دی اور ہر آنے والے کو علمی اور روحانی فیض پہنچایا آپ زائرین کے لیے فیض نبوی کا مرکز تھے ۔ ناظم اعلیٰ جماعت اہلِ سنت کراچی مولانا منظور الحق نے شیخ الاسلام کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ جیسے جلیل القدر علماء اور صوفی صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں ۔ جلسہ میں پیر باقر شاہ جیلانی ، حافظ شیر خان نیازی نائب ناظم اعلیٰ جماعت اہلسنت کراچی اور ورلڈ اسلامک مشن کے سربراہ صوفی ایاز خان نیازی کے علاوہ کثیر تعداد میں معززین علاقہ اور علماء نے شرکت فرمائی ۔

۱۲ را کتوبر بعد نماز عصر جامعہ مسجد مدینہ و مدرسہ اشاعت الحق ٹرسٹ کی انتظامیہ کمیٹی کے زیرِ اہتمام ایریا کورنگی میں پیر طریقت خلیفہ اعلیٰحضرت قبلہ علامہ ضیاء الدین علیہ الرحمۃ کو ایصالِ ثواب کے لیے قرآن خوانی کا بندوبست کیا گیا جس میں مولانا قاری وزیر محمد خاں رحمانی امام مسجد ہذا و دیگر حضرات نے شرکت فرمائی ۔ آخر میں قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی سے اظہار تعزیت کیا گیا ۔ بعد ازاں تبرک تقسیم کیا گیا ۔

ماہنامہ فیضانِ اولیاء گجرات

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کی خبر سن کر ہمارے دل دھڑکنے لگے۔ زبانیں بات کرنے سے قاصر تھیں۔ آج ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے عالمِ اسلام روحانیت سے محروم ہو چکا ہے۔ آپ نے کافی سال مسجد نبوی میں درس حدیث دیا۔ آپ مدینہ منورہ میں محفل میلاد کا انعقاد بھی کرتے جس میں انڈونیشیا مصر، شام، لیبیا، ہندوستان پاکستان، چین اور دیگر کئی ملکوں کے حضرات شامل ہوتے اور بارگاہِ نبوی میں نذرانہ عقیدت پیش کرتے۔

(ماہنامہ مجلہ فیضانِ اولیاء گجرات ص ۱۵)

ماہنامہ رضائے مصطفےٰ، گوجرانوالہ

السلام علیکم:۔

تبوک میں ضیاء المشائخ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری رضوی المدنی رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں ۸ صفر ۱۴۰۲ھ کو بعد نماز جمعہ پروگرام ہوا۔ مہمانِ خصوصی صاحبزادہ مولانا فضل الرحمٰن القادری مدنی نے شرکت کی۔ مجمع کثیر میں متعدد نعت خوان ساتھیوں نے بارگاہِ رسالت میں ہدیہ نعت کے گلدستے پیش کئے۔ جس سے محفل بہت محظوظ ہوئی اور کیف و وجد کی حالت طاری رہی کوئی ایسی آنکھ نہ تھی جو پُرنم نہ تھی۔ پوری مسجد نعرہائے تکبیر و رسالت سے گونجتی رہی۔ مسجد کو دُلہن کی طرح سجایا گیا تھا۔ آخر میں حضرت صاحبزادہ صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں عربی میں دعا فرمائی۔ اللہ اللہ عجیب رقت آمیز پُرکیف منظر تھا۔ (شیر زمان ملک تبوک، سعودی۔)

ماہنامہ "رضائے مصطفےٰ" گوجرانوالہ ربیع الاوّل ۱۴۰۲ھ

۴۲۳

ماہنامہ المیزان، بمبئی

خلیفۂ اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ، علامہ شاہ الحاج مفتی محمد ضیاء الدین صاحب مہاجر مدنی مدینہ منورہ میں اس دارِ فانی سے رحلت فرماگئے۔ دارالعلوم سنیہ اسلامپورہ، مالیگاؤں میں آپ کی یاد میں ایک تعزیتی جلسہ ہوا۔ قرآن خوانی ہوئی اور صلوٰۃ و سلام پر جلسہ ختم ہوا۔ مولا تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور، وارثین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔

(صدر المدرسین حنفیہ سنیہ، مالیگاؤں)

بذریعہ خط اطلاع ملی ہے کہ الحاج علامہ شاہ ضیاء الدین صاحب مرید و خلیفہ اعلیحضرت فاضلِ بریلوی علیہ الرحمہ جو کہ ایک عرصہ سے مدینہ منورہ میں مقیم تھے۔ ۳ ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ کو مدینہ منورہ ہی میں ان کا انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ط

ہم جمیع عہدیداران واراکین آل انڈیا سنی لیگ بارگاہ خداوندی میں دعا گو ہیں کہ پروردگار عالم حضرت مولانا کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

محمد یسین انصاری سیکرٹری آل انڈیا سنی لیگ جونی مسجد کمپاؤنڈ بمبئی ۸

جوارِ رسول کے مکین، دیارِ رسول کے مقیم

ضیاء الملۃ والدین، حضرت علامہ الشاہ محمد ضیاء الدین قادری اشرفی مہاجر مدنی ۲ راکتوبر ۱۹۸۱ء / ۴ ذی الحجۃ الحرام ۱۴۰۱ھ یوم جمعہ بوقت جمعہ کائنات کے مقدس ترین شہر مدینہ منورہ میں وصال کر گئے۔ ——————

اور روئے زمین کا مقدس ترین شہر خموشاں جنۃ البقیع میں سپردِ خاک کئے گئے...

حیاتِ ضیاء کا ایک ایک دن علمِ کلمۃ الحق میں گزرا، ایک ایک سانس اسلام و ایمان، شریعت و طریقت اور فکر و آگہی کو جلا دینے میں صرف کی ۔

علامہ ضیاء الدین !
دینِ رسولِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم اور مشربِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی زندہ اور مقدس امانت تھے ۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا اور اعلیٰ حضرت سیدنا اشرفی میاں
کی خلافت و اجازت نے
حضرت مہاجرِ مدنی کو مجمع البحرین بنادیا تھا ۔

۱۰۷ سال کی عمر میں ۸۰ سال جس پاک ذات کے "در دربارِ رسول" میں گزرے ہوں، اس کے اوصاف شمار ہی کون کرسکتا ہے ۔

یادِ رسول سے وابستگی کا یہ فیضان ہی ہے کہ علامہ ضیاء کا مکان ۹۲ ہے ۔ اور وہ مکان عالمِ اسلام کے علماء و مشائخ کی پناہ گاہ بھی ہے اور تربیت گاہ بھی !

جاتے جاتے حضرت علامہ فضل الرحمٰن مہاجر مدنی کے روپ میں ایک قابلِ صد احترام فرزند و جانشین عطا فرما گئے ۔

ربِّ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت و عظمت کے صدقے میں دونوں مہاجرین مدینہ کے ذریعے فیوض و برکات باطنی و ظاہری سے عالم کو مستفیض فرمائے ۔

آمین

غمزدہ سوگوار

ماہنامہ المیزان بمبئی انڈیا، شمارہ اگست و ستمبر ۱۹۸۱ء — سید محمد جیلانی محامد

OBITUARY

Haz. Hazrat Maulana Shah Mohammad Ziauddin Ahmed Madni Expired

On Friday 2nd October, 1981, Maulana Ziauddin Madni died while offering prayers. He was a centenarian so far as his age is concerned. He was a great theologian of Islam and a great spiritual personality of the present era. The circle of his religious services is wider. He was born in 1394 A.H. Class-walah, District Sialkot, Pakistan. His family had a background of religious scholars and saints (great spiritual leaders).

His ancestor Maulana Abdul Hakim Sialkoti was regarded among the top ranking theologians of India, and his books are still included in (Dars-e-Nizami) 'curriculum of theology.' During the age of Sultan Abdul Hamid of Turkey, he started giving Discourses on the 'Sayings of the Prophet' at Madina which continued for a very long period. At Madina he organised a weekly meeting (Mehfil-Meelad) giving talks on the life of the Holy Prophet (peace be upon him) and Muslims from all countries of the world namely Turkey, Indonesia, Egypt, Syria, Lebanon, Indo-Pak, China, America and Britain participated in it.

Maulana Ziauddin Madni R.A., was a great devotee of the Holy Prophet (peace be upon him). His admirers are scattered all over the world and a great number of his disciples exist in the sub-continent, Egypt, Libya, Syria, Saudi Arabia, Turkey, Afghanistan, Britain, Iraq etc. He was a wonderful portrait of knowledge and spirituality combined and for the whole of his life he served Islam and Muslims at large, following the footsteps of the Holy Prophet and the saints of Islam. His Salatul Janaza (last prayer) was offered in the Holy Haram (Prophet's Mosque) and was attended by thousands of his admirers and disciples. He was laid to rest in Jannatul-Baqi (the graveyard of Madina). We specially offer our Condolences to his son and successor Maulana Fazlur Rahman Qadri, Madni and all the family members.

On behalf of the members of the Editorial Board and the Staff of the Message International, we offer our sincere condolences to the bereaved family. May Allah grant them enough courage and fortitude to bear this loss.

May Allah, his soul rest in peace. Amen.

خسارة کبیرة للعالم الاسلامی والعربی

فجع العالم الاسلامی و المملکة العربیة السعودیة و لباکستان والهند خاصة:
ی وفات صاحب الفضیلة والارشاد العلامة الحاج ضیاء الدین احمد القادری
لمدنی ظهر یوم الجمعه الرابع من ذی الحجة ۱٤۰۱ موافق ۲ اکتوبر ۱۹۸۱ فی
لمدینة لمنورة - ۱۰۷ سنة فی عمره -

الشیخ المرحوم لقدکان احد خلفاء الامام اهل السنة المجدد الامة مولانا
لشاه احمد رضا خان البریلوی علیه الرحمة .

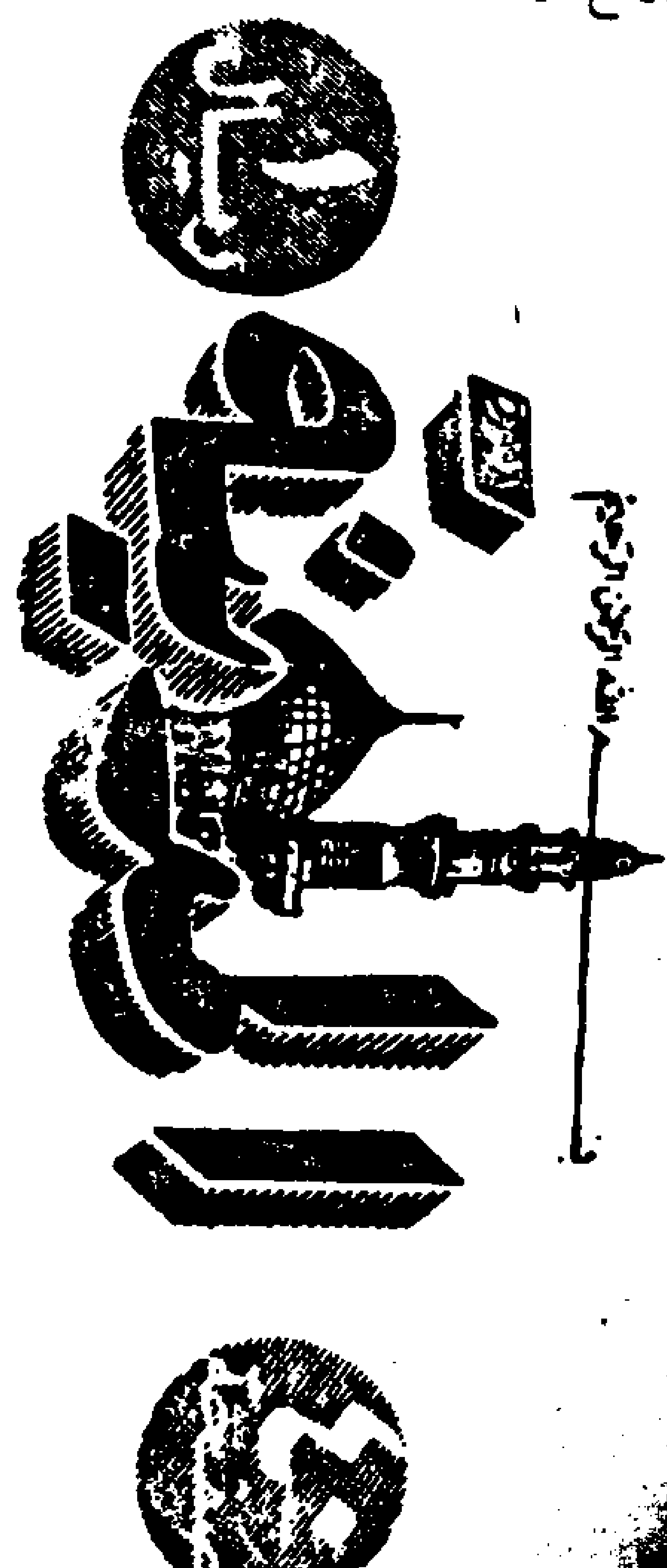
لقد ولد الشیخ المرحوم بعام ۱۲۹٤ ه بولایة البنجاب فی مدینه : سیال کوت :
لباکستان باحدی الاسرة العلمیة المعروفة فی العالم، وهی اسرة الشیخ عبدالحکیم
سیال کوتی: صاحب التصانیف الکثیرة فی المنطق والفلسفه واصول الفقه، وتلقی
علومه الاولیه القران والحدیث - والریاضی - والجغرافیة علی ید الشیخ غلام قادر
بیروی بمدنیة لاهور . وسافر الی مدینة بیلی بیت، للدراسة فی علوم الحدیث
واصوله عند المحدث الکبیر وهو العلامة وصی احمد السورتی رحمه الله ونال
لشهادة العالیة من الشیخ المذکور وفی اثناء دراسته کان یذهب الی مدینه بلدة :
بریلی : التی هی قریبه جداً . من بیلی بیت . وکان یحضر فی تدریس المجدد الامة
الامام اهل السنه الشیخ احمد رضا خان البریلوی رحمه الله علیه و: باع :
علی یده علی انه یستقیم دائماً فی العقیدة والوحید خاصة بالعقیدة اهل السنة
والجماعة . ویجتنب عن جمیع انواع الشرك والبدعة .

وبعد ایام: سافر الی العراق وزار العتبات المقدسة هناك والتزم نفسه بحجرة
سیدنا عبدالقادر الکیلانی رحمه الله علیه لمدة خمس سنوات . وفی عام ۱۳۲۷ ه سافر
الی مکة المکرمة لاداء مناسك الحج واستقر هناك عدة ایام . وبعد ثلاثة شهور سافر
الی المدینه المنوره واستقر فی مکان صغیر بجوار : قبر محمد رسول الله صلی الله علیه
وسلم : الشیخ المرحوم قدم الی المدینة فی حب رسول الله صلی الله علیه وسلم
وعاش فی حبه، ومات فی حبه حتی الی وصل جوار ربه الا علی و دفن فی جنة البقیع ٤
ذی الحجه - ۱٤۰۱ ه واشترك فی تشیع جنازته جما غفیراً من العلماء والحجاج الذین
آتو الی المدینة لاداء مناسك الحج بهذا العام .

اخبار المسلمین فی العالم

● کراتشی

وفی کراتشی تجمعت جماً کبیراً من العلماء والشیوخ و الشعب لاهل لسنه و الجماعة فی منزل الداعی الاسلامی الکبیر العلامه الشاه احمد النورانی الصدیقی رئیس الجمعیة الدعوة الاسلامیة العالمیه و قدم التعازی الی العلامة النورانی حفظهاله بوفاة الشیخ صاحب الفضیله والارشاد العلامہ ضیاء الدین احمد القادری المدنی رحمة الله و دعا من مولی القدیر ان یتغمد الفقید بواسع رحمته و بحبوحة جنانه۔ (امین) (ماہنامہ "الدعوة" عربی کراچی، نومبر ۱۹۸۱ء)



جريدة يومية جامعة تملكها وتصدرها مؤسسة المدينة للصحافة

الشيخ القادرى الى رحمة الله

● مكتب المدينة :

انتقل الى رحمة الله صباح يوم امس فى المدينة المنورة فضيلة الشيخ ضياء الدين عبدالعظيم القادرى عن عمر يناهز المئة والثلاثين عاما قضاها فى طلب العلم ..

تعازينا لاسرة الشيخ ودعاؤنا بان يتغمد الله الفقيد بواسع رحمته ..

روزنامہ "المدینہ" جدہ (سعودی عرب) شمارہ ۲۷ اکتوبر ۱۹۸۱ء

رساله
من مراسلونا في المدينة" المنوره"

بسم الله الرحمن الرحيم
همة الشكر

"يايتها النفس المطمئنة ارجعي الى ربك راضية" مرضية فادخلي في عبادى وأدخلي جنتي" صدق الله العظيم

انتقل الى رحمة الله سيدى الوالد صاحب الفضيلة والارشاد الشيخ ضياء الدين أحمد القادرى المدنى ظهر يوم الجمعه الرابع من ذى الحجه ۱۴۰۱ھ فى المدينه المنوره .

نتقدم خالص الشكر بواسطة مجلة الدعوه الاسلاميه لكل من واسانا وقدم التعازى سواء شخصيا أو بريديا أو تلفونيا بهذه المناسبه ونخص بالشكر كل من سادانتا العلماء والمشائخ والمحبين والمريدين و ادارات الجمعيات الاسلاميه .

ونسأل الله عز و جل أن يتغمد الفقيد بواسع رحمته ويسكنه فسيح جناته وأن لايريهم مكروه فى عزيز لديهم . و انا لله و انا اليه لراجعون .

طالب الدعاء والداعى لكم
فضل الرحمن ضياء الدين القادرى المدينه المنوره

(ماہنامہ دوا الدعوۃ " عربی کراچی ، شش نومبر ۱۹۸۱ء)

روزنامہ امروز لاہور۔ ملتان

راولپنڈی ۲ر اکتوبر (ریڈیو رپورٹ) برصغیر کے ممتاز عالم دین مولانا ضیاءالدین آج مدینہ منورہ میں انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کی عمر ۱۱۱ برس تھی اور وہ ۸۰ برس پہلے سعودی عرب چلے گئے تھے ان کی ساری زندگی اسلام کی خدمت میں گزری تاہم وہ برصغیر کے مسلمانوں کے لیے آزاد وطن کے قیام کے حامی تھے۔ اور اس کے لیے سرگرمی سے کام کرتے رہے۔

لاہور ۳ر اکتوبر۔ اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی کے ممتاز خلیفہ اور اہل سنت کے روحانی پیشوا، شیخ ضیاءالدین احمد قادری گذشتہ روز مدینہ منورہ میں ایک سو سات سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔ وہ ۷۵ سال سے مدینہ منورہ میں مقیم تھے اور انہوں نے ۷۰ مرتبہ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی، دینی تنظیموں کی طرف سے ان کے انتقال پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا گیا ہے، مرحوم کی رسم قل کل صبح ۸ بجے جامعہ نظامیہ رضویہ لوہاری دروازے میں ادا ہوگی، اس موقع پر علمائے کرام شیخ ضیاءالدین قادری کو خراج عقیدت پیش کریں گے۔

تنظیم المدارس کے ناظم اعلیٰ مفتی عبدالقیوم ہزاروی نے حضرت شیخ ضیاءالدین احمد مدنی کی دینی اور قومی خدمات کا ذکر کیا اور کہا کہ وہ بہترین محدث، عابد، زاہد، بے مثال عاشق رسول تھے، ان کی دینی خدمات دنیائے اسلام کے لیے بے مثل ہیں، جامعہ نظامیہ رضویہ کے ایک اجتماع میں جو مرکزی مجلس رضا کے زیر اہتمام ہوا، مرحوم کو خراج عقیدت پیش کیا گیا۔ خدام گنج بخش کے اجلاس میں جو میاں محمد سلیم حماد کی صدارت میں ہوا، حضرت شیخ طریقت کی وفات کو عالم اسلام کا بڑا عظیم نقصان قرار دیا گیا۔ دارالعلوم نعمانیہ میں قرآن خوانی کی گئی اور شیخ الحدیث مولانا ارشد القادری نے حضرت شیخ ضیاءالدین احمد مدنی کو خراج عقیدت پیش کیا۔

کراچی ۴ر اکتوبر۔ سندھ کے صوبائی وزیر اطلاعات جناب احمد یوسف آج مولانا شاہ احمد نورانی کے ہاں گئے اور مولانا ضیاءالدین مدنی کی فاتحہ خوانی میں شرکت کی۔ مولانا مدنی کا انتقال ایک سو سات برس کی عمر میں گزشتہ دنوں میں مدینہ منورہ ہوا تھا۔ فاتحہ خوانی میں ممتاز علماء اور شخصیات نے شرکت کی۔

لاہور ۱۱ اکتوبر۔ روحانی بزرگ مولانا ضیاء الدین قادری مدنی علیہ الرحمۃ کی یاد میں تعزیتی جلسہ زیر سرپرستی حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری زیر اہتمام میاں خلیل احمد شرقپوری ۱۵ اکتوبر کو بعد نماز عشاء جامع مسجد تنظیم ربانی اکبر روڈ چوک مدینہ وسن پورہ میں ہوگا۔

روزنامہ جنگ
لاہور

کراچی ۲ اکتوبر (نمائندہ جنگ) اعلیٰ حضرت احمد رضا بریلوی کے ممتاز خلیفہ اور اہل سنت کے مقتدر روحانی پیشوا مولانا شیخ ضیاء الدین احمد القادری المدنی طویل علالت کے بعد ۱۰۷ برس کی عمر میں آج ایک بجے دن مدینہ منورہ میں انتقال کر گئے۔ مولانا شیخ ضیاء الدین مرحوم ۷۵ برس سے مدینہ منورہ میں مقیم تھے انہوں نے ۶۰ کے قریب حج کئے لیکن گذشتہ دس برس سے وہ مدینہ منورہ سے ایک میل بھی باہر نہ جاتے تھے کہ کہیں مدینہ منورہ سے باہر موت نہ آجائے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ خواہش پوری کی۔ اور ذوالحجہ کے پہلے جمعۃ المبارک کو مدینہ منورہ میں ان کا وصال ہوا۔ مولانا ضیاء الدین ۱۲۹۴ھ میں سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ وہ ۲۲ برس کی عمر میں گھر سے بوجوہ ہجرت کر گئے اور حصول علم دین میں مشغول ہو گئے دوران تعلیم ہر ہفتے بریلی تشریف لے جاتے۔ اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا بریلوی سے بیعت کی اور دورۂ حدیث کی تکمیل پر اعلیٰ حضرت نے مولانا ضیاء الدین احمد کو خرقۂ خلافت سے نوازا۔ خلافت پانے کے بعد وہ بغداد گئے۔ پانچ برس وہاں قیام کرنے کے بعد ۱۳۲۷ھ میں حجاز مقدس پہنچے اور مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کی۔ وہیں شادی کی۔ پاکستان میں مولانا کے ایک بھائی اور بہن مقیم ہیں۔ مولانا شاہ احمد نورانی جو ان دنوں اندرون سندھ کے دورے پر ہیں کل نواب شاہ سے واپس آرہے ہیں۔ ان کی رہائش گاہ پر ہفتہ اور اتوار کو عصر سے مغرب تک مولانا مرحوم کے ایصال ثواب کے لیے قرآن خوانی ہوگی۔

کراچی ۲ اکتوبر (جنگ نیوز) اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی کے ممتاز خلیفہ اور اہل سنت کے مقتدر روحانی پیشوا مولانا شیخ ضیاء الدین احمد القادری المدنی آج بروز جمعہ نماز کے دوران مدینہ منورہ میں انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی عمر ۱۰۷ سال تھی۔ مولانا کے انتقال کی خبر ملتے ہی تمام اہلسنت علماء اور عوام سکتے میں آگئے۔ مولانا ضیاء الدین، مولانا فضل الرحمٰن مدنی کے والد اور مولانا شاہ احمد نورانی کے دادا خسر تھے۔ مولانا نورانی نے اپنے تمام پروگرام منسوخ کر دیئے ہیں۔ اور وہ کل صبح کراچی پہنچ رہے ہیں۔ مولانا ضیاء الدین مرحوم کو ایصال ثواب کے لیے کل ہفتہ ۲ اکتوبر اور اتوار ۳ اکتوبر کو بعد نماز عصر

نورانی میاں کی قیام گاہ پر قرآن خوانی ہوگی مولانا شیخ ضیاء الدین گزشتہ ۷۰ سال سے مدینہ منورہ میں مقیم تھے اور چہار سمت سے آنے والے مسلمانوں کے لیے مدینہ منورہ میں ان کی ذات نہایت محترم تھی مولانا نے تمام زندگی خدمت دین میں بسر کی۔ مولانا ضیاء الدین نے ۹۰ کے قریب حج کئے ہیں۔ اواخر عمر میں نہایت ضعیفی کے سبب سفر چھوڑ دیا۔ اور گزشتہ دس برس سے مدینہ منورہ سے باہر بھی نہیں جاتے تھے کہ کہیں مجھے مدینہ سے باہر موت نہ آجائے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ خواہش پوری کی۔ اور ذوالحج کے پہلے جمعۃ المبارک کو مدینہ منورہ میں ان کا وصال ہوا۔

مولانا ضیاء الدین ۱۲۹۴ھ میں سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا اسم گرامی شیخ عبدالعظیم تھا۔ ۲۲ برس کی عمر میں مولانا ضیاء الدین لاہور آگئے اور حصول علم دین میں مشغول ہو گئے، حضرت مولانا غلام قادر صاحب بھیروی سے درس نظامی کی کتب پڑھیں اور پھر پیلی بھیت میں حضرت مولانا وصی احمد محدث صورتی سے دورۂ حدیث شریف کی تکمیل کی، دوران تعلیم ہر ہفتے بریلی شریف جاتے۔ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی سے بیعت ہوئے۔ دورۂ حدیث کی تکمیل پر اعلیٰ حضرت نے مولانا ضیاء الدین کو خرقۂ خلافت سے نوازا۔ مولانا ضیاء الدین خلافت پا کر بغداد شریف گئے اور پانچ برس وہاں قیام کرنے کے بعد ۱۳۲۷ھ میں حجاز مقدس پہنچے اور مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کی۔ اور وہیں دو مرتبہ شادی کی۔ ایک صاحب زادی اور

ایک صاحب زادے حیات ہیں۔ باقی چھوٹی عمروں میں انتقال کر گئے۔ مولانا ضیاء الدین اردو، عربی، فارسی، پنجابی، انگریزی اور دیگر زبانیں عمدگی سے بولتے تھے عالم اسلام میں ان کی شخصیت نہایت محترم سمجھی جاتی تھی آخر عمر میں جوڑوں کے درد اور دیگر امراض نے اتنا کمزور کر دیا کہ مسجد میں بھی نہیں جاسکتے تھے مگر اپنے ملنے والوں سے ان کی شفقت مثالی تھی جس کے اپنے اور غیر سب معترف ہیں۔ پاکستان میں مولانا کے ایک بھائی اور بہن مقیم ہیں۔ ان کی پوتی مولانا شاہ احمد نورانی کی اہلیہ ہیں۔ مولانا کے مشہور خلفاء میں مولانا محمد شفیع اوکاڑوی قابل ذکر ہیں۔ نورانی میاں کے بھائی مولانا جیلانی جناب محمد احمد صدیقی، جناب صدیق راٹھور اور دوسرے اہل سنت رہنماؤں نے مرحوم کی وفات پر تعزیت کرتے ہوئے اسے ناقابل تلافی نقصان قرار دیا ہے۔ نوجوان رہنما کوکب نورانی نے شیخ الاسلام رہبر اہل سنت مولانا شیخ ضیاء الدین احمد القادری المدنی کے انتقال پر گہرے صدمے اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ مولانا کا وصال پاک و ہند بلکہ دنیا میں موجود تمام اہل سنت کے لیے شدید صدمے کا باعث اور ناقابل تلافی نقصان ہے۔ انہوں نے کہا کہ مولانا نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی جانشینی اور نیابت کا صحیح حق ادا کیا اور اپنی تمام زندگی خدمت دین میں بسر کی۔

اداریہ روزنامہ **حرّیت** (کراچی)

۴ راکتوبر ۱۹۸۱ء

موت العالِم موت العالَم

ممتاز عالمِ دین اور سالکِ راہ طریقت، حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی رح گزشتہ روز ۱۰۱ سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔

انا للہ و انا الیہ راجعون ط

گزشتہ صدی ہجری میں جن علماء و مشائخ نے مذہب اسلام کی تبلیغ و اشاعت اور مقام مصطفٰے کے تحفظ کے لیے نمایاں خدمات انجام دیں ان میں مولانا ضیاء الدین مدنی کا اسم گرامی سر فہرست ہے۔ آپ برصغیر کے ممتاز عالم دین اور صاحبِ شریعت و طریقت فاضلِ بریلوی مولانا احمد رضا خاںؒ کے آخری خلیفہ اور حضرت محدث سورتی کے شاگردِ رشید تھے۔ مولانا ضیاء الدین مدنی کا قلب عشقِ مصطفٰے سے سرشار تھا۔ اور یہی عشق ان کو دیارِ نبیؐ لے گیا، جہاں ۵۷ سال مستقل قیام کے بعد آپ نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔

مولانا ضیاء الدین مدنی کی صحبتِ کیمیا اثر نے بے پناہ افراد کے دیدہ و دل کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیا۔ آپ سلف الصالحین کی منہ بولتی تصویر اور خلق مصطفوی کے مظہر تھے۔ پورے عالمِ اسلام سے علماء و مشائخ، مفکرین اور دانشور آپ کے حلقۂ درس میں شریک ہوتے اور آپ کے روحانی فیوض و برکات سے بہرہ مند ہو کر بھٹکی ہوئی انسانیت کو حق و صداقت کی راہ دکھاتے رہے ہیں۔ آپ کے ارادتمندوں کی ایک بڑی تعداد پورے عالم اسلام میں پھیلی ہوئی ہے۔ خصوصًا پاکستان میں آپ کے خلفاء اور مریدین بکثرت موجود ہیں۔

ہم مولانا ضیاء الدین مدنی کے صاحبزادے حضرت مولانا فضل الرحمٰن (مقیم مدینہ) آپ کے خلفاء اور ارادتمندوں سے اظہارِ تعزیت کرتے ہوئے بارگاہِ خداوندی میں دعا کرتے ہیں کہ وہ مرحوم کے درجات کو بلند فرمائے۔ (آمین)

اعلیٰ حضرت کے ممتاز خلیفہ مولانا ضیاء الدین مدینہ منورہ میں وفات پاگئے

انتقال حالت نماز میں ہوا۔ آج اور کل مولانا نورانی کے گھر پر قرآن خوانی ہوگی

کراچی ۲؍اکتوبر (جنگ نیوز) اعلیٰحضرت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی کے ممتاز خلیفہ اور اہل سنت کے مقتدر روحانی پیشوا مولانا شیخ ضیاء الدین احمد القادری المدنی آج بروز جمعہ نماز کے دوران مدینہ منورہ میں انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپکی عمر ۱۱۰ سال تھی مولانا کے انتقال کی خبر ملتے ہی تمام اہل سنت علماء اور عوام سکتے میں آگئے۔ مولانا ضیاء الدین، مولانا فضل الرحمٰن مدنی کے والد اور مولانا شاہ احمد نورانی کے دادا خسر تھے۔ مولانا نورانی نے اپنے تمام پروگرام منسوخ کر دیئے ہیں اور وہ کل صبح کراچی واپس پہنچ رہے ہیں۔ مولانا ضیاء الدین مرحوم کو ایصال ثواب کے لئے کل ہفتہ ۲؍اکتوبر اور اتوار ۳؍اکتوبر کو بعد عصر نورانی میاں کی قیامگاہ پر قرآن خوانی ہوگی۔ مولانا شیخ ضیاء الدین گزشتہ ۷۵ سال سے مدینہ منورہ میں مقیم تھے اور حجاز مقدس آنے والے مسلمانوں کے لئے مدینہ منورہ میں ان کی ذات نہایت محترم تھی۔ مولانا نے تمام زندگی خدمت دین میں بسر کی۔ مولانا ضیاء الدین نے ۶۰ کے قریب حج کئے ہیں۔ اواخر عمر میں نہایت ضعیفی کے سبب سفر چھوڑ دیا اور گزشتہ دس برس سے مدینہ منورہ سے باہر بھی نہیں جاتے تھے کہ کہیں مجھے مدینہ سے باہر موت نہ آجائے۔ اللہ تعالےٰ نے ان کی یہ خواہش پوری کی اور ذوالحجہ کے پہلے جمعۃ المبارک کو مدینہ منورہ میں ان کا وصال ہوا۔

مولانا شیخ ضیاء الدین وفات پاگئے

کراچی ۲؍اکتوبر (نمائندہ جنگ) اعلیٰ حضرت احمد رضا شاہ بریلوی کے ممتاز خلیفہ اور اہل سنت کے مقتدر روحانی پیشوا مولانا شیخ ضیاء الدین احمد القادری المدنی طویل علالت کے بعد ۱۱۰ برس کی عمر میں آج ایک بجے دن مدینہ منورہ میں انتقال کر گئے۔ مولانا شیخ ضیاء الدین مرحوم ۷۵ برس سے مدینہ منورہ میں مقیم تھے انہوں نے ۶۰ کے قریب حج کئے لیکن گذشتہ دس برس سے وہ مدینہ منورہ سے ایک میل بھی باہر نہیں جاتے تھے کہ کہیں مدینہ منورہ سے باہر موت نہ آجائے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ خواہش پوری کی اور ذوالحجہ کے پہلے جمعۃ المبارک کو مدینہ منورہ میں ان کا وصال ہوا۔ مولانا ضیاء الدین ۱۲۹۴ھ میں سیالکوٹ میں پیدا ہوئے وہ ۲۲ برس کی عمر میں گھر سے بوجوہ ہجرت کر گئے اور حصول علم دین میں مشغول ہو گئے دوران تعلیم ہر ہفتے بریلی تشریف لے جاتے۔ اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا بریلوی سے بیعت کی اور دورہ حدیث کی تکمیل پر اعلیٰ حضرت نے مولانا ضیاء الدین احمد کو خرقہ خلافت سے نوازا۔ خلافت پانے کے بعد وہ بغداد گئے پانچ برس وہاں قیام کرنے کے بعد ۱۳۲۷ھ میں حجاز مقدس پہنچے اور مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کی۔ وہیں شادی کی پاکستان میں مولانا کے ایک بھائی اور بہن مقیم ہیں۔ مولانا شاہ احمد نورانی جو ان دنوں اندرون سندھ کے دورے پر ہیں کل نواب شاہ سے واپس آرہے ہیں ان کی رہائش گاہ پر ہفتہ اور اتوار کو عصر اور مغرب کے درمیان مولانا مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی ہوگی۔

لاہور ۳؍اکتوبر (پریس ریلز) صدر الافاضل سوسائٹی کے اجلاس میں مولانا ضیاء الدین احمد مدنی کی وفات کو مسلمانان عالم کے لیے ایک عظیم نقصان قرار دیا گیا اور ان کی دینی اور روحانی خدمات کو خراج عقیدت پیش کیا گیا اور اجلاس میں مرحوم کے لیے دعائے مغفرت بھی کی گئی۔

کراچی کے شہریوں کو ہفتہ ۳؍اکتوبر کے اخبارات کے ذریعے اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی کے خلیفہ ممتاز عالم دین شیخ طریقت مولانا ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کی خبر نے سوگوار کر دیا

قیام پذیر تھے ان کا آبائی وطن سیالکوٹ تھا۔ لیکن مدینہ شریف پہنچے تو گنبد خضرا کی بہاروں نے انہیں اپنا گرویدہ بنالیا، اور وہیں کے ہو رہے ان کی عمر انتقال کے وقت ۱۱۰ سال تھی اور وہ گذشتہ کئی سالوں سے علیل تھے۔ لیکن پھر بھی ان کا وجود نہ صرف یہ کہ ملت اسلامیہ کے اتحاد کی علامت تھا ان کا مسکن ... باب مجیدی کے سامنے

میں عاشقان نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے مخزن رشد و ہدایت تھا۔ مجھے بھی حضرت کی خدمت میں حاضری کا موقع ملا ہے۔ نورانی چہرہ، نرم اور دل کو گرویدہ کرنے والی گفتگو اور سچے عاشق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ہمہ وقت سنت مصطفوی کی تبلیغ ان کا شعار تھا۔ عالم اسلام میں جو بھی ایک بار ان کی خدمت میں حاضر ہو گیا پھر ایسا کبھی نہیں ہوا کہ وہ دوبارہ مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں گیا ہو اور مولانا ضیاء الدین کی خدمت میں حاضر نہ ہوا ہو۔ روزانہ عشاء کی نماز کے بعد بلا ناغہ میلاد کی مختصر محفل کا اور لنگر کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہا۔ ان کے صاحبزادے مولانا فضل الرحمٰن مدنی خود بھی مقتدر عالم دین ہیں انہیں اپنے والد کا علم اور خصوصیات گویا ورثہ میں ملی ہے۔ میں دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا ہوں اور مدینہ شریف میں قیام کے دوران ان کی شفقت کے نقوش آج بھی دل پر قائم ہیں۔ مولانا فضل الرحمٰن مولانا شاہ احمد نورانی کے خسر ہیں۔ اس ناطے سے بھی کراچی میں جیسے ہی مولانا ضیاء الدین مدنی کے انتقال کی اطلاع ملی مولانا نورانی کی قیام گاہ پر تعزیت کرنے والوں کا تانتا بندھ گیا۔ ہفتہ اور اتوار کو مولانا نورانی کی قیام گاہ پر قرآن خوانی کا سلسلہ جاری رہا۔ دارالعلوم امجدیہ میں ایک تعزیتی اجلاس ہوا جس میں مولانا ظفر علی نعمانی مہتمم علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری، شاہ فریدالحق اور مفتی وقارالدین نے خطاب کیا۔ جامع مسجد عیدگاہ میں اتوار کی شب تعزیت کے سلسلے میں مرکزی جلسہ عام، جماعت اہل سنت کراچی (جس کے صدر مولانا غلام دستگیر افغانی ہیں) کے زیر اہتمام منعقد ہوا، جس میں مقتدر علمائے کرام، سماجی کارکن اور سیاسی راہنماؤں نے مولانا ضیاء الدین مدنی کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا۔ اور ان کے وصال کو عالم اسلام کے لیے عظیم نقصان قرار دیا۔

کراچی ۴ اکتوبر (اسٹاف رپورٹر) مولانا ضیاء الدین مدنی کے مدینہ منورہ میں انتقال پر مختلف مذہبی رہنماؤں نے تعزیت کا اظہار کیا۔ جماعت اہلسنت کراچی کے صدر شیخ الحدیث مولانا محمد رمضانی، ناظم اعلیٰ مولانا منظور الحق، خان محمد براچہ اور مولانا حامد المجید اشرفی نے ایک بیان میں کہا ہے، علامہ ضیاء الدین کا انتقال عالم اسلام کے لیے ناقابل تلافی نقصان ہے۔ مرحوم نے اپنی ساری زندگی اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں کی پیروی اور عقیدت میں صرف کر دی۔ دریں اثنا ۴ اکتوبر بروز اتوار بعد نماز عشاء جامع مسجد فاروقی منظور کالونی محمود آباد میں مولانا ضیاء الدین کے سلسلے میں تعزیتی جلسہ عام سے مولانا منظور الحق، صوفی خادم حسین، مولانا محمد بخش شہید کا مولانا سردار علی قادری اور مولانا محمد شفیع اکاڑوی خطاب کریں گے۔ جماعت اہل سنت کے رہنما مولانا غلام دستگیر افغانی اور مولانا شاہ تراب الحق قادری نے کہا ہے کہ مفتی محمد ضیاء الدین قادری مدنی غلامان مصطفیٰ کے دلوں کی دھڑکن اور ان کی عقیدت کا مرکز تھے عالم کے جید علماء و مشائخ آپ سے شرف بیعت رکھتے تھے، پاکستان میں آپ کے خلفاء کی مذہبی و ملی خدمات سے آپ کی عظمت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

استحکامِ پاکستان کونسل کے رہنمائی جناب محمد نفیس خان اکبر آبادی، نفیس خان، محمد عثمان، عثمان غنی زاہد القادری نے ایک مشترکہ بیان میں ممتاز عالم دین مفتی ضیاء الدین مدنی کے انتقال پر ملال پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا ہے

مرکزی انجمن عندلیبان ریاض رسولؐ کے صدر علامہ سید محمد ریاض الدین سہروردی نے مولانا ضیاء الدین مدنی کے وصال پر تعزیت کا اظہار کیا۔ ... کہا کہ حضرت مولانا ضیاء الدین عالم باعمل اور صحیح معنوں میں درویش کامل تھے۔

کراچی ۳ راکتوبر (پ ر) عالم اسلام کے ممتاز روحانی پیشوا اعلیٰحضرت مولانا شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی کے خلیفہ مولانا شاہ محمد ضیاء الدین احمد مدنی کے ایصالِ ثواب کے سلسلے میں آج مولانا شاہ احمد نورانی کی قیام گاہ پر قرآن خوانی ہوئی جس میں مولانا شاہ احمد نورانی، علامہ عبد المصطفیٰ الازہری، پروفیسر شاہ فرید الحق، مولانا تقدس علی خان، مفتی ظفر علی نعمانی، مفتی شجاعت علی قادری، قاری رضا المصطفیٰ، مولانا شاہ محمد جیلانی، مفتی غلام قادر کشمیری مولانا شوکت حسین خان، مولانا غلام دستگیر افغانی، مولانا شاہ تراب الحق قادری، مولانا منظور الحق، مولانا علی نواز سعیدی محمد حنیف حاجی طیب، مولانا جلال احمد جامی، مولانا عبید اللہ مولانا رجب علی نعیمی، قاری محمد ظفر، صوفی عبد الباری، صوفی ایاز خان نیازی اور متعدد علمائے کرام کے علاوہ جناب نسیم فاروقی ایڈووکیٹ، جناب قاضی محفوظ ایڈووکیٹ ڈاکٹر محمد اقبال صدیقی، ڈاکٹر محمد سلیم میمن، پروفیسر عبد الصمد قادری، حاجی انوار توکل، انوار الحق ایڈووکیٹ اور دیگر معززین شہر نے شرکت کی۔ کل بعد نماز عصر تا مغرب سوئم کے سلسلے میں فاتحہ خوانی ہوگی۔

آج مولانا نورانی کی قیام گاہ پر تعزیت کرنے والوں کا تانتا بندھا رہا۔ ممتاز عالم دین مولانا محمد شفیع اوکاڑوی نے علامہ مولانا شیخ ضیاء الدین احمد القادری، مدنی کے انتقال پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مولانا ضیاء الدین مرحوم ایک جامع الصفات روحانی بزرگ اور بہت بڑے عالم تھے۔ ان کی وفات ناقابلِ تلافی نقصان ہے۔ صاحبزادہ پیر سید محمد علی شاہ، مولانا غلام حیدر، صوفی محمد لطیف نقشبندی اوکاڑوی اور حاجی محمد عظیم نقشبندی نے بھی مولانا ضیاء الدین احمد کے انتقال پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا۔

ملتان ۳ راکتوبر (اسٹاف رپورٹر) جماعت اہل سنت پاکستان کے مرکزی صدر علامہ سید احمد سعید کاظمی نے مولانا شاہ احمد رضا خانؒ کے خلیفہ اول مولانا مفتی ضیاء الدین مدنی کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا ہے کہ مرحوم گزشتہ ساٹھ برس سے مدینہ منورہ میں مقیم تھے اور وہ برصغیر پاک وہند اور اہل حجاز کے فاضل علماء کا مرجع بنے ہوئے تھے وہ آج مدرسہ انوار العلوم ملتان میں ایک تعزیتی اجلاس سے خطاب کر رہے تھے علامہ کاظمی نے کہا کہ مفتی ضیاء الدین مدنی کے انتقال سے دنیائے اسلام میں زبردست خلا پیدا ہو گیا ہے جس کی تلافی کرنا مشکل ہے۔

دریں اثناء ورلڈ اسلامک مشن ضلع ملتان کے صدر مفتی ہدایت اللہ پسروری اور دیگر عہدیداروں نے مولانا ضیاء الدین مدنی کی وفات پر اظہار تعزیت کی۔

۴ راکتوبر (پ پ ا) مولانا الشیخ ضیاء الدین مدنی کو ایصالِ ثواب اور سوئم کے سلسلے میں آج مولانا شاہ محمد نورانی کی رہائش گاہ پر قرآن خوانی ہوئی جس میں علمائے کرام اور عوام نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ ان میں مولانا جیلانی صدیقی، مولانا غلام دستگیر، الخطیب اللہ وسایا، مولانا اقبال نعیمی، صوفی یار خاں نیازی، جناب محمد احمد صدیقی، مولانا ابرار احمد رحمانی، شاہ تراب الحق، مولانا اطہر نعیمی، حاجی محمد حنیف طیب شامل تھے۔ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی نے بھی آج شام مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی کی قیام گاہ پر جا کر ان کے دادا سسر مولانا الشیخ ضیاء الدین احمد القادری المدنی کے انتقال پر اظہارِ تعزیت کی۔

جدہ ۷ راکتوبر (جنگ نیوز) تحریک پاکستان کے بزرگ راہنما قاضی حکیم شاہد علی وارثی جو آجکل حج بیت اللہ اور زیارات مقاماتِ مقدسہ کے لیے سعودی عرب آئے ہوئے ہیں۔ اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی کے خلیفہ مولانا ضیاء الدین احمد مدنی کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے اور کہا کہ مرحوم ایک عظیم ہستی تھے۔ حکیم شاہد علی وارثی نے کہا کہ انتقال کے چند روز پہلے مجھے ان سے شرف نیاز حاصل ہوا، اللہ تعالیٰ ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

کراچی ۵ راکتوبر۔ مرکزی انجمن میلاد کمیٹی لانڈھی کورنگی رجسٹرڈ کے ناظم اعلیٰ عبد القیوم سحر اور مجلس عاملہ کے رکن محمد ہاشم صدیقی سٹوڈنٹ ایکشن کمیٹی کے چیئرمین سہیل اختر صدیقی نے اپنے مشترکہ بیان میں مولانا ضیاء الدین مدنی کے مدینہ منورہ میں انتقال پر تعزیت کا اظہار کیا۔

کراچی ۱۰ راکتوبر (پ پ ا) مرکزی انجمن عندلیبان ریاض رسول کے زیر اہتمام مولانا ضیاء الدین مدنی کے ایصالِ ثواب کے لیے گزشتہ روز جامع بغدادی مسجد مارٹن کوارٹرز میں محفلِ نعت کا انعقاد کیا گیا، علامہ سید ریاض الدین سہروردی نے صدارت کی۔ اور مولانا ضیاء الدین مدنیؒ کی علمی اور روحانی خدمات پر روشنی ڈالی۔ فصیح الدین سہروردی، عبد الرؤف بھٹی، قاری اعجاز الدین اور محمد شاہد محمد اقبال نے سرورِ کائنات کے حضور نذرانۂ عقیدت پیش کیا۔

کراچی ۱۱ راکتوبر (پ پ ا) مولانا ضیاء الدین مدنی کی وفات کے سلسلے میں ایک جلسہ مرکزی مجلس فیضِ رضا کے زیر اہتمام جامع مسجد المصطفیٰ اسلام نگر کورنگی ٹاؤن میں بعد نماز مغرب منعقد ہوا۔ اس موقع پر حاجی محمد حسین نے اپنے خطاب میں مولانا مرحوم کی علمی و ادبی اور دینی سرگرمیوں پر روشنی ڈالی۔

کراچی ۱۲ راکتوبر (پ پ ا) مولانا ضیاء الدین احمد مدنی کی یاد میں ایک تعزیتی جلسہ بروز اتوار ۱۴ راکتوبر صبح دس بجے دار العلوم امجدیہ عالمگیر روڈ میں منعقد ہوگا۔ جلسہ سے مفتی ظفر علی نعمانی، شیخ الحدیث عبد المصطفیٰ الازہری، مولانا وقار الدین، مولانا محمد حسن حقانی قاری رضاء المصطفیٰ اور پروفیسر شاہ فرید الحق خطاب فرمائیں گے۔ نیز جلسہ سے قبل محفل قرآن خوانی برائے ایصالِ ثواب منعقد ہوگی۔

حیدر آباد ۲۲ر اکتوبر (جنگ نیوز) ورلڈ اسلامک مشن حیدر آباد کے سیکرٹری جنرل غلام عباس قادری نے ورلڈ اسلامک مشن کے سربراہ علامہ شاہ احمد نورانی کے دادا سسر، برصغیر کے ممتاز روحانی پیشوا عالم باعمل اور شیخ طریقت حضرت علامہ مفتی ضیاء الدین احمد مدنی قادری رضوی کی وفات پر تعزیت کی اور فاتحہ پڑھی۔ اس موقع پر خیر پور شریف کے سجادہ نشین صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری، سابق ممبر قومی اسمبلی مخدوم نور محمد ہاشمی، جماعت اہل سنت سندھ کے صدر پیر فیروز شاہ قاسمی اور ناظم اعلیٰ مولانا علی بخش کے علاوہ بلدیہ حیدر آباد کے میئر دوسی منظر ندوی نے مولانا ضیاء الدین احمد مدنی کی وفات پر دلی تعزیت کی اور فاتحہ خوانی کی۔

کراچی ۲۶ر اکتوبر (پ ر) انجمن فدایان مصطفےٰ کے پریس ریلیز کے مطابق مولانا ضیاء الدین مدنی کی یاد میں محفل میلاد ۲۹ر اکتوبر کو بعد نماز عصر تا عشاء آستانہ عالیہ قادریہ حضرت پیر نیاز احمد قادری کی کوٹھی واقعہ ڈاک خانہ فیصل کالونی (ڈرگ کالونی) نمبر ا میں منعقد ہو رہی ہے۔ جس کی صدارت زائر حرمین شریفین حضرت قبلہ پیر نیاز احمد قادری کریں گے جبکہ شیخ الحدیث علامہ عبدالسبحان قادری مہمان خصوصی ہوں گے۔

سکھر ۲ر اکتوبر (نامہ نگار جنگ) انجمن نوجوانان اہل سنت نیو پنڈ کے صدر عبدالرزاق، سیکرٹری:۔ محمد اشرف، اہل سنت سکھر کے صدر حاجی قمرالدین، جنرل سیکرٹری قاری خیر محمد طبرج نے مدینہ منورہ میں ممتاز عالم دین اور مولانا نورانی کے دادا سسر صوفی ضیاء الدین احمد مدنی کے انتقال پر رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ مولانا اسلام کے لیے ایک بڑی شخصیت تھے ان کی وفات ملت اسلامیہ کا عظیم نقصان ہے۔

کراچی ۱۳ر نومبر (پ ر) مولانا شاہ محمد ضیاء الدین مدنی کے چہلم کے موقع پر بزم رضا کی جانب سے جامع مسجد کھوڑی گارڈن میں جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے علامہ شاہ احمد نورانی نے کہا کہ علامہ کا انتقال عالم اسلام کے لیے ناقابل تلافی نقصان ہے۔ انہوں نے کہا جید عالم دین کی موت درحقیقت عالم کی موت ہے۔ علامہ نے کہا مرحوم جامع صفات کے مالک اور عشق رسولؐ سے سرشار تھے آپ اعلیٰحضرت کے صحیح جانشین تھے وہ زندگی بھر اعلیٰحضرت کے مشن کی نمائندگی کرتے رہے جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے علامہ قاری مصلح الدین صدیقی نے کہا کہ علامہ ضیاء الدین نے اپنی زندگی کے ۷۵ سال حضور اکرمؐ محبت جنت البقیع کے شوق دین مبین کی خدمت اور مسلمانوں کے اتحاد کے لیے گزارے۔ جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری نے کہا کہ علامہ نے اپنی تمام زندگی دین اسلام کی سربلندی کے لیے وقف کر رکھی تھی آپ نے لوگوں کے دلوں کو عشق رسولؐ سے روشن کیا، جماعت اہلسنت کے ناظم اعلیٰ علامہ سید شاہ تراب الحق قادری نے کہا کہ علامہ کی شخصیت رفعت وعظمت مرتبہ اور وقار کے لحاظ سے مثالی تھی۔ جلسہ سے حنیف حاجی طیب و دیگر قائدین نے بھی خطاب کیا۔ جلسہ کے آخر میں مولانا احمد رضا خان بریلوی کے خلیفہ مولانا عبدالمصطفیٰ رضا خان بریلوی کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے

نوائے وقت

مولانا ضیاء الدین مدینہ منورہ میں انتقال کر گئے

راولپنڈی ۴ اکتوبر (ریڈیو رپورٹ) برصغیر کے ممتاز عالم دین مولانا ضیاء الدین آج مدینہ منورہ میں انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون مرحوم کی عمر ۱۱۱ برس تھی اور وہ ساٹھ برس پہلے سعودی عرب چلے گئے تھے۔ ان کی ساری زندگی اسلام کی خدمت میں گزری تاہم وہ برصغیر کے مسلمانوں کے لئے آزاد وطن کے قیام کے حامی تھے اور اس کے لئے سرگرمی سے کام کرتے رہے۔

مدینہ منورہ (۴ اکتوبر (ریڈیو رپورٹ) تحریک پاکستان کے جاں نثار کارکن، مسلمانانِ برصغیر کے عظیم رہنما اور ممتاز عالم دین مولانا ضیاء الدین مدنی آج مدینہ منورہ میں انتقال کر گئے۔ مرحوم کی عمر ایک سو دس برس کی تھی۔ اور وہ کافی عرصہ سے دیارِ رسول میں قیام پذیر تھے۔ وہ برصغیر میں مسلمانوں کے لیے ایک علیحدہ وطن کے قیام پر جوش حامیوں میں سے تھے۔ مولانا ضیاء الدین احمد قادری کا تعلق سیالکوٹ سے تھا۔ اور وہ مولانا شاہ احمد نورانی کی اہلیہ محترمہ کے دادا تھے۔

مدینہ منورہ ۴ اکتوبر (ریڈیو رپورٹ) تحریک پاکستان کے جاں نثار کارکن مسلمانانِ برصغیر کے عظیم رہنما اور ممتاز عالم دین مولانا ضیاء الدین احمد آج مدینہ منورہ میں انتقال کر گئے۔ مرحوم کی عمر ۱۱۰ برس تھی اور وہ کافی عرصہ سے دیارِ رسول میں قیام پذیر تھے۔ وہ برصغیر میں مسلمانوں کے لیے ایک علیحدہ وطن کے قیام کے پرجوش حامیوں میں

لاہور ۳ اکتوبر (اپنے سٹاف رپورٹر سے) عالمِ اسلام کے ممتاز دینی راہنما حضرت شیخ ضیاء الدین مدنی ایک متبحر عالمِ دین اور سچے عاشق رسول تھے۔ انہوں تحریک خلافت برصغیر کی کئی تحریکوں میں بھرپور حصہ لیا تھا۔ ان کے گذشتہ روز مدینہ منورہ میں انتقال پر پاکستان کے دینی حلقوں میں انتہائی رنج وغم کا اظہار کیا گیا ہے۔ اور دینی تنظیموں اور علمائے کرام نے مرحوم کی دینی اور ملی خدمات پر شاندار الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

لاہور، ۴ اکتوبر (ڈاک) مدینہ منورہ سے آمدہ اطلاعات کے مطابق صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مولانا ضیاء الدین احمد مدنی کے انتقال پر دلی تعزیت کا اظہار کیا۔ انہوں نے کہا ہے کہ وہ دنیائے اسلام کی مایۂ ناز شخصیت تھے۔ آپ کے دینی اور ملی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ آپ کے وصال سے دنیائے اسلام ایک متبحر عالم دین، روحانی پیشوا اور عاشق رسول سے محروم ہو گئی، انہوں نے ان کے درجات کی بلندی اور سوگواران کے لیے صبر کی دعا کی ہے۔

لاہور ۳ اکتوبر (پریس ریلز) صمدالافاضل سوسائٹی کے اجلاس میں مولانا ضیاء الدین مدنی کی وفات کو مسلمانانِ عالم کے لیے ایک عظیم نقصان قرار دیا گیا اور ان کی دینی اور روحانی خدمات کو خراج عقیدت پیش کیا گیا اجلاس میں مرحوم کے لیے دعائے مغفرت بھی کی گئی۔

آج دارالعلوم نعمانیہ میں بھی شیخ العرب والعجم حضرت مولانا ضیاء الدین احمد کی وفات حسرت آیات کی خبر ملنے پر اساتذہ وطلبہ کا ایک مشترکہ اجلاس میں قرآن خوانی کی گئی۔ شیخ الحدیث مولانا ارشاد الحق نے خطاب کیا۔ اور مولانا مرحوم کی دینی وملی خدمات پر خراج عقیدت پیش کیا۔

اراکین صدر الافاضل سوسائٹی کا ایک ہنگامی اجلاس منعقد ہوا جس میں حضرت شیخ العالم ضیاء الدین احمد کی وفات حسرت آیات کو مسلمانان عالم کے لیے ایک نقصان عظیم قرار دیا۔

تنظیم المدارس پاکستان کے ناظم اعلیٰ مفتی عبدالقیوم ہزاروی نے ایک تعزیتی بیان میں حضرت شیخ ضیاء الدین احمد مدنی رح کی وفات پر رنج وغم کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے کہ مرحوم اسلاف کی قابلِ قدر یادگار، مسلمہ عالم دین اور سچے عاشق رسول تھے۔ انہیں عالم اسلام کی کئی تحریکوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کا موقع ملا تھا۔ اور ان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ مسلمانوں کی علمی خدمت میں گزرا۔ بیان میں مزید کہا گیا ہے کہ مرحوم مولانا نے تحریک خلافت میں ترکی خلافت کے خلاف سازشوں کو بے نقاب کرنے کے لیے جد وجہد کی اور بعد میں ہندوستان کی سیاسی قیادت کے رویے سے مایوس ہو کر دیارِ رسول میں چلے گئے وہ آخری دم تک روضہ رسول کی چھاؤں میں زندگی بسر کرتے رہے۔ دنیا کا کوئی خطہ ایسا نہیں جہاں آپ عقیدت مند اور شاگرد موجود نہ ہوں وہ بیک وقت بہترین محدث، فقیہہ، مفسر [illegible]

تھے ان کی وفات عظیم ملی سانحہ ہے۔

خدام گنج بخش رح کا ایک ہنگامی تعزیتی اجلاس زیر صدارت صاحبزادہ میاں محمد سلیم حماد سجادہ نشین حضرت داتا گنج بخش رح صدر تنظیم منعقد ہوا۔ جس میں حضرت مولانا شیخ ضیاء الدین قادری مدنی کے وصال پر ایک قرارداد تعزیت پاس کی گئی جس میں آپ کی وفات کو عالم اسلام کے لیے ایک ناقابل تلافی نقصان قرار دیا گیا۔

جامعہ نظامیہ میں منعقد ایک تعزیتی اجتماع میں جو مرکزی مجلس رضا کے صدر حکیم محمد موسیٰ امرتسری کی صدارت میں منعقد ہوا، مولانا مرحوم کی خدمات کو زبردست خراج تحسین پیش کیا گیا۔ مقررین نے کہا کہ آپ عالم اسلام کی عقیدتوں اور محبتوں کا مرکز تھے آپ نے مسلمانان عالم کی دینی اور علمی راہنمائی کا فرض انجام دیا۔ مرحوم مولانا کی زندگی کا سرمایہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دولت تھا جس کے طفیل آپ کے ساٹھ برس تک دیارِ رسول میں رہنے کی سعادت ملی۔ حکیم محمد موسیٰ امرتسری، مفتی عبدالقیوم ہزاروی، المعارف کے مدیر سید ارشاد احمد عارف، مولانا محمد رشید نقشبندی مولانا محمد صدیق ہزاروی، سید خورشید احمد گیلانی اور جناب شمشاد احمد الراعی شریک ہوئے۔

مولانا ضیاء الدین احمد مدنی کی یاد میں زیر سرپرستی صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری ۱۵ اکتوبر بروز جمعرات بعد نماز عشاء جامع مسجد شیر ربانی اکبر روڈ چوک مدینہ دسن پورہ لاہور میں ایک تعزیتی جلسہ منعقد ہوگا۔ جس میں ممتاز علماء و

مدینہ منورہ ۲۴ر اکتوبر (رپ) برصغیر پاک و ہند کے ممتاز عالم دین مولانا ضیاء الدین کا آج یہاں انتقال ہوگیا۔ ان کی عمر ۱۱۰ برس کی تھی۔ وہ ۶۰ برس پیشتر ترکِ وطن کرکے چلے گئے تھے، یہاں وہ درس و تدریس میں وقت گزارتے تھے۔ مولانا ضیاء الدین مرحوم، مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے خلفاء میں سے تھے وہ کالعدم جمعیت العلمائے پاکستان کے سربراہ کی اہلیہ بیگم شاہ احمد نورانی، کے دادا تھے۔

جہانیاں ۴ار اکتوبر (نامہ نگار) جماعت اہلسنت کے زیرِ اہتمام ممتاز عالم دین اور محدث مولانا مفتی ضیاء الدین احمد مدنی مرحوم کی روح کو ایصالِ ثواب کے لیے مقامی جامع مسجد جیلانی میں قرآن خوانی کی گئی، جس میں مدرسہ جامع غوثیہ کے طلبہ نے شرکت کی۔

ملتان ۴ار اکتوبر (ب ر) مولانا ضیاء الدین قادری کی وفات پر آج یہاں وحدت کالونی میں ایک تعزیتی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں طاہر پیرزادہ، طارق محمود چشتی، محمد حسین بخاری اور محمد انور عادل نے شرکت کی۔

کراچی ۲۲ اکتوبر (پ ر) مولانا ضیاء الدین خلیفہ مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رح کی وفات کے سلسلہ میں مرکزی مجلس فیض رضا کراچی کے زیرِ اہتمام جامع مسجد المصطفیٰ اسلام نگر اورنگی ٹاؤن میں بعد نمازِ مغرب تعزیتی جلسہ کا اہتمام کیا گیا اس جلسہ سے مرکزی فیض رضا کراچی کے عہدیداران نے خطاب کیا۔ سرپرست مرکزی مجلس فیض رضا نے اپنے خطاب میں مولانا ضیاء الدین مدنی مرحوم کی علمی و

فیض رضا چوہدری امیر خان نے مولانا ضیاء الدین مدنی مرحوم کی علمی و دینی خدمات پر انہیں زبردست خراجِ عقیدت پیش کیا، سیکرٹری جنرل محمد احسان عابد نے مولانا ضیاء الدین مدنی مرحوم کی عشقِ مصطفیٰ میں سرشار زندگی کے پہلوؤں پر روشنی ڈالی جلسہ سے نائب صدر اور خازن حاجی لال حسین، صوفی امانت علی نے خطاب کیا۔ آخر میں خطیب جامع مسجد مولانا گل محمد نے مولانا ضیاء الدین مدنی مرحوم کے لیے دعائے مغفرت کی۔

لاہور ۲۵ر اکتوبر۔ انجمن طلباء اسلام کے بعض سابق رہنماؤں محمد اقبال اظہری، صاحبزادہ میاں منیر منگیروی، امجد علی چشتی اور ہدایت اللہ مجاہد نے ایک مشترکہ اخباری بیان میں مدینہ منورہ میں مقیم ممتاز عالم دین اور فاضلِ بریلوی مولانا احمد رضا خاں کے خلیفہ شیخ العرب مولانا ضیاء الدین مدنی کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔ ان کے رہنماؤں نے شیخ ضیاء الدین احمد مدنی کو دینی اور قومی خدمات پر زبردست خراجِ تحسین پیش کیا ہے اور کہا ہے کہ مولانا مرحوم نے اپنی تمام زندگی اتباعِ سنت میں گزار دی، تحریکِ پاکستان کے دوران مولانا مرحوم نے ہند و پاک میں اپنے لاکھوں مریدوں کو اس تحریک میں شامل ہونے کی ہدایت کی تھی انہوں نے وہابیت کے خلاف جد و جہد کی اور آخری دم تک جاری رکھی۔

مشرق

ممتاز عالم دین مولانا ضیاء الدین قادری انتقال کر گئے

کراچی ۲ر اکتوبر (پ پ ا) ممتاز عالم دین حضرت مولانا ضیاء الدین قادری مدنی آج مدینہ طیبہ میں ۱۱۰ سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔ یہ بات یہاں موصول ہونے والی ایک اطلاع میں بتائی گئی ہے۔ مولانا مدنی کا تعلق پاکستان کے شہر سیالکوٹ سے تھا، لیکن گذشتہ پچاس سال سے وہ مدینہ میں مسجد نبوی کے بالکل سامنے ایک مکان میں رہائش پذیر تھے مولانا قادری مدنی، مولانا شاہ احمد نورانی کی اہلیہ کے دادا تھے۔ مولانا کے انتقال کی خبر سن کر مولانا شاہ احمد نورانی فوراً سے واپس کراچی آرہے ہیں۔ کل مولانا شاہ احمد نورانی کی رہائش گاہ پر عصر اور مغرب کے درمیان قرآن خوانی ہوگی۔ اس موقع پر پروفیسر شاہ فرید الحق نے اپنے بیان میں مولانا مدنی کے انتقال پر تعزیت کی ہے۔

کراچی ۲ر اکتوبر (پ پ ا) ممتاز عالم دین حضرت مولانا ضیاء الدین قادری مدنی آج مدینہ طیبہ میں ۱۱۰ سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔ یہ بات یہاں موصول ہونے والی ایک اطلاع میں بتائی گئی ہے۔ مولانا مدنی کا تعلق پاکستان کے شہر سیالکوٹ سے تھا۔ لیکن گذشتہ پچاس برس سے وہ مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کے سامنے ایک مکان میں رہائش پذیر تھے۔ مولانا قادری مدنی، مولانا شاہ احمد نورانی کی اہلیہ کے دادا تھے۔ مولانا کے انتقال کی خبر سن کر مولانا شاہ احمد نورانی ... واپس کراچی آ ... شاہ احمد نورانی کی رہائش گاہ پر عصر اور مغرب کے درمیان قرآن خوانی ہوگی۔ اس موقع پر شاہ فرید الحق نے اپنے بیان میں مولانا مدنی کے انتقال کی تعزیت کی۔

لاہور ۳ر اکتوبر (پ پ) ممتاز مذہبی رہنما مولانا ضیاء الدین مدنی جن کا کل مدینہ منورہ میں انتقال ہوگیا تھا۔ رسم قل خوانی اتوار کو صبح ۸ بجے سے ۹ بجے تک جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں ہوگی۔ اس موقع پر قرآن خوانی ہوگی اور مرحوم کی روح کو ایصالِ ثواب کیا جائے گا۔

کراچی ۴ر اکتوبر (پ ر) مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی کے نائب مولانا ضیاء الدین احمد مدنی کی وفات کے سلسلے میں ایک تعزیتی اجلاس آج دار العلوم امجدیہ میں منعقد ہوا۔ جس سے خطاب فرماتے ہوئے مفتی ظفر علی نعمانی نے کہا کہ علم و فضل اور تقویٰ میں مولانا مدنی کا مقام بے حد بلند تھا۔ اور آپ کی بزرگی اور عشق رسول کو سند کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مولانا نے دیار عرب میں اعلیٰ حضرت بریلوی کے مشن کو جاری رکھا۔ مرحوم پاکستان میں نظامِ مصطفےٰ کے نفاذ کے لیے دلی تمنا رکھتے تھے اور متعدد بار انہوں نے اپنی اس خواہش کا اظہار بھی کیا۔ مفتی ظفر علی نعمانی نے کہا کہ مرحوم مولانا ضیاء الدین مدنی پاکستان کو اسلام کا قلعہ سمجھتے تھے اور اس سے بے حد محبت کرتے تھے۔ اس موقع پر مولانا عبد المصطفیٰ ازہری نے مولانا مرحوم کو ... عقیدت ... پیش کیا ...

لیے میں جذبہ عشق رسولؐ سمایا ہوا تھا۔ اور مولانا کی ذات اسکی پیکر تھی۔ اس موقع پر مقررین نے مولانا کی دینی و ملی خدمات کو شاندار طور پر خراجِ عقیدت پیش کیا گیا۔ دیں اثنا جلسے سے مفتی وقارالدین، مولانا تقدس علی خاں رضوی، محمد حنیف حاجی طیب مولانا ابرار رحمانی، الحاج زاہد علی صدیقی اور معین الدین چشتی نے بھی خطاب کیا۔

لاہور ۷ راکتوبر (پ ر) علماء کونسل سرحد اعظم پاکستان کے ہنگامی اجلاس میں جو علامہ محمود احمد رضوی کی صدارت میں ہوا۔ عالم اسلام کے ممتاز عالم دین مولانا ضیاء الدین مدنی کے انتقال پر اظہار رنج وغم کیا گیا۔ اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعے مرحوم کو خراجِ عقیدت پیش کیا گیا۔ اور ادارہ تبلیغ کے امیر امین الحسنات سید خلیل احمد قادری نے بھی مولانا مدنی کی وفات پر تعزیت کی ہے۔

انجمن فریدیہ فخریہ لاہور کا ہنگامی اجلاس جامع مسجد داتا کلرک میں زیر صدارت مولانا حاجی عنایت احمد منعقد ہوا۔ جس میں شیخ عالم مولانا ضیاء الدین مدنی قادری کی وفات پر اظہار غم کیا گیا۔ اجلاس سے مولانا فقیر اللہ صدیقی، سائیں نذیر فریدی قادری نذر محمد اور سید گلزار الحسن شاہ نے خطاب کیا۔ انہوں نے مرحوم کی ملی اور دینی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔

HURRIYET

حریت

کراچی

کراچی ۲ راکتوبر (اسٹاف رپورٹر) مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی کے خلیفہ اور ممتاز عالم دین مولانا ضیاء الدین مدنی مدینہ منورہ میں انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مدینہ منورہ سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق مولانا آج نماز جمعہ کے وقت اپنے خالق حقیقی سے جا ملے ان کی عمر ۱۱۰ سال تھی۔ مولانا مدنی کا آبائی وطن سیالکوٹ تھا لیکن وہ گذشتہ ۵ سال سے زائد عرصے سے مدینہ میں مسجد نبوی کے سامنے ایک مکان میں مقیم تھے۔ پی پی آئی کے مطابق مولانا مدنی، مولانا شاہ احمد نورانی کی اہلیہ محترمہ کے دادا جان تھے ان کی وفات کی

کراچی ۳ راکتوبر (حریت نیوز بیورو) پیر طریقت ولی نعمت خلیفۂ امامِ اہل سنت، علامہ مولانا ضیاء الدین مدنی کے انتقال پر ملال پر گہرے دکھ کا اظہار کیا جا رہا ہے اس سلسلے میں مختلف اداروں کی جانب سے تعزیتی اجلاس منعقد ہوئے جن میں دین اسلام کے لیے مرحوم کی اعلیٰ خدمات پر روشنی ڈالی گئی۔ اور انہیں زبردست خراج عقیدت پیش کیا گیا۔ دارالعلوم نعیمیہ میں آج ایک تعزیتی اجلاس ہوا جس میں ادارے کے اساتذہ طلبہ اور مساجد کے خطباء و آئمہ اور حضرت مدنی کے عقیدتمندوں کے علاوہ مفتی سید شجاعت علی قادری مولانا جمیل احمد نعیمی، ہو لانا

مفتی سید شجاعت علی قادری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ علامہ مدنی نے تنہا دین کی اتنی عظیم خدمت کی ہے جو بڑے بڑے ادارے اور اکیڈیمیوں نے بھی انجام نہیں دیں، جماعت اہل سنت کراچی کے صدر مولانا محمد رمضان، ناظم اعلیٰ مولانا منظور الحق، ترجمان اہل سنت کراچی کے نگران الحاج خان محمد پراچہ اور مدیر اعزازی مولانا عبدالمجید اشرفی نے اپنے ایک مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ خلیفہ اعلیٰ حضرت رحمہ حضرت علامہ ضیاء الدین مدنی رح کا انتقال عالم اسلام کے لیے ایک نا قابل تلافی نقصان ہے۔ مرحوم نے اپنی ساری زندگی اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد خاں صاحب بریلوی کی پیروی میں صرف کی، جماعت اہل سنت کراچی کے کارکنان کا ایک تعزیتی اجلاس مولانا غلام دستگیر افغانی کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں مولانا افغانی کے علاوہ، مولانا شاہ تراب الحق، ظہیر الحسن بھوپالی، اور محمد حنیف حاجی طیب نے خطاب کیا اور مولانا شاہ ضیاء الدین مدنی کے انتقال پر تعزیتی قرارداد منظور کی۔

مدرسہ انوار القرآن قادریہ رضویہ کے ناظم اعلیٰ محمد سکندر قادری نے حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے اسے عالم اسلام کے لیے ایک نا قابل تلافی نقصان قرار دیا ہے۔ بزم اہل سنت کراچی کے صدر محمد اسلم قادری، جنرل سیکرٹری محمد ادریس قادری اور مدرسہ قادریہ نوریہ کے مدرس محمد الطاف قادری نے اپنے مشترکہ میں پیر طریقت ولی نعمت، خلیفہ امام اہلسنت، حضرت علامہ ضیاء الدین احمد مدنی کے انتقال پر گہرے دکھ اور رنج کا اظہار کیا ہے۔

ادارہ تبلیغ اہل سنت پاکستان کے سرپرست اور حلقہ رحمانی کے روحانی پیشوا، صوفی محمد فاروق رحمانی اور ورلڈ اسلامک مشن کراچی کے نائب امیر مولانا ابرار رحمانی اور مولانا محمد حسن قادری، سید نثار علی، حمید عالم رحمانی اور علی اللہ صدیقی نے اپنے مشترکہ تعزیتی بیان میں اعلیٰحضرت کے خلیفہ اور پیر طریقت مولانا ضیاء الدین قادریؒ کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہو کہا کہ مولانا کی وفات عالم اسلام اور دنیائے سنیت کے لیے ایک نا قابل تلافی نقصان ہے۔

حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی کے انتقال پُر ملال کی خبر سے دارالعلوم قادریہ سبحانیہ کے طلبہ اور اساتذہ میں غم کی لہر دوڑ گئی۔ ناظم اعلیٰ مولانا، عبدالہادی کے حکم پر مدرسہ کے علماء اور طلبہ قرآن خوانی میں مشغول ہو گئے، جس کے بعد ایک تعزیتی اجلاس ہوا۔ جس میں مرحوم کی دینی خدمات پر انہیں زبر دست خراج عقیدت پیش کیا گیا۔

حلقہ ۲۵ کے کونسلر حاجی محمد یوسف قادری نے ممتاز خلیفہ اور اہل سنت کے مقتدر روحانی پیشوا مولانا شیخ ضیاء الدین احمد القادری المدنی کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔

روزنامہ **امن** کراچی

حضرت فاضل بریلوی کے خلیفہ مولانا ضیاء الدین مدنی کا مدینہ منورہ میں انتقال

کراچی ۱۲ اکتوبر (پ ر) مدینہ منورہ سے ملنے والی اطلاع کے مطابق تاجدار اہلسنت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی کے جید خلیفہ حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی آج عین نماز جمعہ کے وقت اپنے خالق حقیقی سے جا ملے ورلڈ اسلامک مشن کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی سلسلہ قادریہ کے روحانی پیشوا علامہ قاری مصلح الدین صدیقی جماعت اہلسنت کے رہنما علامہ شاہ تراب الحق قادری، مولانا الیاس قادری جناب حنیف حاجی طیب جناب محمد اسلم راہی، جناب محمد حنیف بلو نے فقید حضرت مدنی کے وصال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے تعزیت کی ہے اور اسے اہلسنت کے لیے عظیم سانحہ قرار دیا ہے۔

کراچی ۱۲ اکتوبر (پ ر) مدینہ منورہ سے ملنے والی اطلاع کے مطابق تاجدار اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے جید خلیفہ حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی آج عین نماز جمعہ کے وقت اپنے خالق حقیقی سے جا ملے ورلڈ اسلامک مشن کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی، سلسلہ قادریہ کے روحانی پیشوا قاری مصلح الدین صدیقی، جماعت اہلسنت کے رہنما علامہ شاہ تراب الحق قادری، مولانا الیاس قادری، جناب حاجی حنیف طیب، جناب محمد اسلم راہی، جناب محمد حنیف بلو نے فقید حضرت مدنی کے وصال پر گہرے رنج و غم کا کرتے ہوئے تعزیت

کراچی ۱۳ اکتوبر (پریس ریلیز) ادارہ تبلیغ اہل سنت پاکستان کے زیر اہتمام شیخ الاسلام مولانا ضیاء الدین قادری کی روح کو ایصال ثواب کے لیے ۱۴ اکتوبر بعد نماز عصر جامع مسجد انبیاء جہانگیر آباد میں قرآن خوانی ہوگی۔ اور ۱۰ اکتوبر ولی اللہ نگر اورنگی ۱/۲ ۱۱ نمبر میں ایک تعزیتی اجلاس ہوگا جس میں مولانا اعجاز احمد رحمانی اور دیگر علماء مولانا مرحوم کو خراج عقیدت پیش کریں گے۔

کراچی ۵ اکتوبر (پ ر) لائبریری دارالمطالعہ اہل سنت وجماعت کھوکھراپار کے امیر محمد اظہر خان اور منتظم کمیٹی کے اراکین مرزا انتخاب عالم، نثار احمد اشتیاق خاں، اور شیخ سکندر نے ایک مشترکہ اعلان میں مولانا ضیاء الدین احمد القادری المدنی کے انتقال پر ان کے لواحقین اور معتقدین نے اظہار تعزیت کیا ہے اور مولانا کی وفات کو عالم اسلام کے لیے ناقابل تلافی نقصان قرار دیا۔ بیان میں کہا گیا کہ مرحوم سچے عاشق رسول تھے اور آپ کی ساری زندگی اسلام کی خدمت میں گزری۔ وریں اثنا جمعیت تہذیب الاخلاق مدینہ مسجد پنجابی کلب کھارادر کے عہدیداران و اراکین جماعت اہل سنت حلقہ بلدیہ ٹاؤن کے صدر اورنگی کے ممتاز سماجی کارکن، ینگ ویلفیر سوسائٹی اور انجمن طلبہ اسلام کے کارکنوں نے بھی شیخ ضیاء الدین احمد مدنی کے وصال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا۔

روزنامہ **جسارت** کراچی

مولانا ضیاء الدین قادری مدنی انتقال کر گئے

جنت البقیع میں سپرد خاک کر دیا گیا

ایصال ثواب کے لئے آج رات رہائش گاہ پر قرآن خوانی ہوگی

کراچی ۴ اکتوبر (اسٹاف رپورٹر) ممتاز عالم دین مولانا ضیاء الدین قادری مدنی آج دوپہر مدینہ منورہ میں انتقال کر گئے مرحوم کی عمر ۱۱۱ سال تھی۔ وہ ۷۰ سال قبل سیالکوٹ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے اور وہیں سکونت اختیار کر لی مرحوم کا قیام مسجد نبوی کے بالمقابل ایک مکان میں تھا مرحوم شاہ عبد العلیم صدیقی کے ساتھیوں میں سے تھے مولانا شاہ احمد رضا خان کے خلفاء میں ان کا شمار ہوتا تھا مدینہ سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق آج دوپہر ڈیڑھ بجے ان کا انتقال ہوا عصر کی نماز کے بعد جنت البقیع میں انہیں سپرد خاک کر دیا گیا مرحوم مولانا شاہ احمد نورانی کی اہلیہ کے دادا اور مولانا فضل الرحمٰن کے والد تھے۔ ان کے ایصال ثواب کے لئے [illegible] مغرب کے درمیان مولانا شاہ احمد نورانی کی رہائش گاہ پر قرآن خوانی ہوگی۔

کراچی ۴ اکتوبر (اسٹاف رپورٹر) ممتاز عالم دین مولانا ضیاء الدین قادری مدنی آج دوپہر مدینہ منورہ میں انتقال کر گئے۔ مرحوم کی عمر ۱۱۰ سال تھی۔ وہ ۵۰۰ سال قبل سیالکوٹ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے اور وہیں سکونت اختیار کر لی۔ مرحوم کا قیام مسجد نبوی کے بالمقابل ایک مکان میں تھا مرحوم شاہ عبد العلیم صدیقی کے ساتھیوں میں سے تھے اعلیٰحضرت شاہ احمد رضا خاں کے خلفاء میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ مدینہ سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق آج ڈیڑھ بجے ان کا انتقال ہوا۔ عصر کی نماز

کراچی ۴ اکتوبر (پ ر) دار العلوم امجدیہ سیکرٹری ولمدنی جامع مسجد حضرت مولائی کالونی اور مسجد رضا کورنگی میں علامہ ضیاء الدین مدنی کی وفات پر تعزیتی جلسے منعقد ہوئے۔ مقررین نے ان کی وفات سے مسلمان ایک عظیم روحانی شخصیت سے محروم ہو گئے ہیں۔ دینی اشتہار آل پاکستان نیوز ایجنسی اسلامی بینک کے صدر محمد سلیم حقی اور دیگر عہدیداروں نے ممتاز عالم مولانا ضیاء الدین مدنی کے انتقال پر ملال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا۔

روزنامہ **سعادت** لاہور

جھنگ۔ انجمن نقشبندیہ مجددیہ معصومیہ جھنگ کے ایک ہنگامی اجلاس میں امام اہل سنت مجدد دین و ملت حضرت مولانا احمد رضا بریلوی کے خلیفہ مجاز مفتی ضیاء الدین قادری مدنی کے وصال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا۔

روزنامہ **مغربی پاکستان** لاہور

لاہور ۴ اکتوبر (پ ر) شیخ العلم حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری مدنی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ ارشد اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے وصال پُر ملال پر اراکین مرکزی مجلس رضا کا ایک ہنگامی اجلاس زیر صدارت جناب حکیم محمد موسیٰ امرتسری منعقد ہوا۔ جس میں حضرت کی خدمات جلیلہ پر انہیں زبردست خراج عقیدت پیش کیا گیا۔ ایک قرار داد میں حضرت

روزنامہ وفاق لاہور

لاہور ۴ ر اکتوبر (پریس ریلیز) تنظیم المدارس پاکستان کے ناظم اعلیٰ مفتی عبدالقیوم ہزاروی نے ایک تعزیتی بیان میں عالم اسلام کے ممتاز راہنما شیخ ضیاء الدین احمد مدنی کی وفات پر رنج وغم کا اظہار کیا ہے۔

انہوں نے کہا کہ مرحوم کہ زندگی کا ایک ایک لمحہ مسلمانوں کی علمی خدمت میں بسر ہوا تھا۔ دریں اثناء جامعہ نظامیہ رضویہ میں ایک اجتماع منعقد ہوا جس میں مرحوم کے لیے فاتحہ خوانی کی گئی اور مقررین نے خراج تحسین پیش کیا۔ علاوہ ازیں خدام گنج بخش رح کا ایک ہنگامی اجلاس صاحبزادہ میاں محمد سلیم حماد کی صدارت میں ہوا جس میں مولانا ضیاء الدین مدنی کے انتقال پر قرار داد تعزیت منظور کی گئی۔

ہفت روزہ افق کراچی

ملتان (افق رپورٹ) مرکزی جماعت اہل سنت پاکستان کے صدر اور اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن علامہ سید احمد سعید کاظمی ورلڈ اسلامک مشن پنجاب کے ڈپٹی سیکرٹری اطلاعات محمد صدیق خان قادری، ضلعی صدر مفتی ہدایت اللہ پسروری اور ادارہ تبلیغ اہلسنت کے جنرل سیکرٹری حافظ محمد فاروق خان حیدری نے ایک بیان میں ممتاز روحانی پیشوا حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ مولانا مدنی عالم اسلام کی ممتاز شخصیت تھے۔ انہوں نے عرب ممالک میں دین اسلام کی تبلیغ اپنے پیر و مرشد اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی کے پیغام کی اشاعت اور لوگوں کی اخلاقی و روحانی تربیت کو اپنی زندگی کا نصب العین بنا لیا تھا۔ ان رہنماؤں نے مرحوم کے پسماندگان سے بھی تعزیت کا اظہار کیا۔

کراچی (افق نیوز) بزم گلستان محمدی لیاقت آباد کے تمام عہدیداران نے ایک مشترکہ بیان میں شیخ طریقت حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی رح کے انتقال پر ملال پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا ہے ان رہنماؤں نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے ان کے درجات میں بلندی عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

دار العلوم قادریہ سبحانیہ میں مولانا ضیاء الدین مدنی رح کے انتقال کی خبر سنتے ہی دار العلوم کے ناظم اعلیٰ جناب مولانا عبدالہادی کے حکم کے مطابق مدرسہ کے علماء اور طلباء قرآن خوانی میں مشغول ہو گئے۔ قرآن خوانی کے بعد ایک تعزیتی اجلاس ہوا اور دار العلوم کے اساتذہ مولانا قاری عبداللطیف صدر مدرس، مولانا عبدالہادی القادری، مولانا غور الہادی نعیمی مولانا اورنگ زیب مولوی حافظ محمد صادق اور مولوی عبدالخالق صاحب حافظ محمد یعقوب نے مرحوم کے فضائل و شمائل حالات زندگی اور آپ کے اخلاق کریما کا ذکر۔

انجمن فدایان مصطفیٰ پاکستان کے مرکزی سرپرست اعلیٰ حافظ محمد اکبر جتوئی، مرکزی صدر سردار محمد علی خان جتوئی، صوبہ سندھ کے صدر محمد رفیق کشمیری کراچی کے صدر محمد حیدر غوری نے ایک تعزیتی بیان میں شیخ طریقت حضرت علامہ ضیاء الدین مدنی کی اچانک وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔

مرکزی انجمن حنفیہ کراچی کے صدر محمد ادریس قادری، جنرل سیکرٹری محمد ہارون عبدالرحمٰن نے اپنے مشترکہ اخباری بیان میں سلسلہ قادریہ رضویہ کے روحانی پیشوا، خلیفہ اعلیٰحضرت ممتاز عالم دین حضرت علامہ مولانا ضیاء الدین مدنی کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ پیر طریقت کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور لواحقین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔

کراچی ۳ اکتوبر (پ-ر) ادارہ تبلیغ اہلسنت پاکستان کے سرپرست اور حلقہ رحمانی کے پیشوا صوفی محمد فاروق رحمانی اور ادارہ تبلیغ اہلسنت کے صدر ورلڈ اسلامک مشن کراچی کے نائب صدر مولانا ابرار احمد رحمانی، مولانا محمد حسن قادری، سید نثار علی، حمید عالم رحمانی، ولی اللہ صدیقی، جواد بیگ، شعیب مشتاق نے اپنے ایک مشترکہ تعزیتی بیان میں اعلیٰحضرت مولانا الشاہ احمد رضا کے خلیفہ پیر طریقت، مولانا ضیاء الدین قادری کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مولانا ضیاء الدین کی وفات عالمِ اسلام کے لیے ایک ناقابلِ تلافی نقصان ہے، دریں اثناء حلقہ رحمانی کے روحانی پیشوا پیر محمد فاروق رحمانی [illegible]

مولانا فضل الرحمٰن مدنی سے اظہار تعزیت کیا۔ اور پاکستان میں قائدِ اہلسنت شاہ احمد نورانی سے صوفی محمد فاروق اور مولانا ابرار رحمانی نے اظہار تعزیت کیا۔ تحریک احیائے سنّت کے سربراہ علامہ شاہ حسین گردیزی، مولانا محمد اشرف حامدی، مولانا محمد شمس الدین ہزاروی اور مولانا محمد رفیق زاہد چشتی نے ایک مشترکہ بیان میں خلیفۂ اعلیٰحضرت فاضلِ بریلوی، مولانا ضیاء الدین مدنی کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ آپ کی ذات دنیائے اسلام کے لیے منارۂ نور تھی۔ آپ کی وفات سے عالم اسلام ایک شیخ طریقت ممتاز عالمِ دین، رہبر شریعت اور عظیم محقق سے محروم ہوگئی ہے۔ بزم امجدی رضوی کے صدر مولانا محمد شعیب کشمیری جنرل سیکرٹری مولانا محمد گل شریف چشتی، سابق جنرل سیکرٹری مولانا محمد رفیق زاہد چشتی، بلدیہ کراچی ۲۵ کے کونسلر حاجی محمد یوسف قادری اور لے ٹی آئی کراچی پولٹس مارکیٹ یونٹ کے ناظم عبدالرزاق دکنی نے بھی اظہار تعزیت کیا ہے۔ دارالعلوم قادریہ سبحانیہ میں جیسے ہی مولانا ضیاء الدین المدنی کے انتقال کی خبر پہنچی تو غم کی ایک لہر علماء اور طلبہ کے دلوں میں دوڑ گئی، اور انتہائی کرب والم کی وجہ سے ایک سناٹا چھا گیا۔ ناظم اعلیٰ مولانا عبدالہادی کے حکم کے مطابق مدرسہ کے علماء اور طلبہ قرآن خوانی میں مشغول ہوگئے۔ قرآن خوانی کے بعد ایک تعزیتی اجلاس ہوا۔

ڈیلی مارننگ نیوز کراچی

Hazrat Ziauddin Madani dies

A renowned religious scholar, Hazrat Maulana Ziauddin Qadri Madani, yesterday (Friday) died in Madina Tayyaba at the age of 110, according to information reaching here.

Maulana Madani hailed from Sialkot but he had been living in Madina for the last over 50 years in a house just opposite the Holy Masjid-i-Nabvi.

Maulana Qadri Madani was grandfather of wife of Maulana Shah Ahmad Noorani.

The news of the death of Maulana Madani was conveyed to Maulana Noorani, who is now in Nawabshah. He is now rushing back to Karachi.

Quran Khwani for the departed soul will be held at the residence of Maulana Shah Ahmad Noorani today (Saturday) between Asr and Maghreb prayers.

Prof. Shah Faridul Haq in a statement expressed his grief and sorrow over the death of Maulana Madani and said that he had devoted all his life for the cause of Islam.—PPI.

THE PAKISTAN TIMES

OBITUARY

ISLAMABAD, Oct. 2: Maulana Ziauddin, a religious scholar and teacher, who had migrated to Saudi Arabia about 60 years ago, died today at Madina. He was 110.

Maulana Ziauddin was one of the khalifas of Maulana Ahmad Raza Khan Brailvi. He was grand father of Begum Shah Ahmad Noorani, wife of the chief of defunct Jamiat-e-Ulema

THE MUSLIM

MAULANA ZIAUDDIN DEAD

ISLAMABAD, Oct. 2: Maulana Ziauddin, a 110-year-old religious scholar and teacher, who had migrated to Saudi Arabia about 60 years ago, died today at Madina, according to information received here.

Maulana Ziauddin was one of the Khalifas of Maulana Ahmad Raza Khan Brailvi. He was the grandfather of Begum Shah Ahmad Noorani, wife of the chief of defunct Jamiat-e-Ulema-e-Pakistan.

During the Pakistan Movement, Maulana Ziauddin, worked vigorously for the propagation of the idea of an independent homeland for the Muslims of the sub-Continent.

Sheikhul Mushaikh Pir Sahib of Dewal Sharif, President of the Central jamiatul Mashaikh-e-Pakistan has, meanwhile condoled the death of Maulana Ziauddin.—APP

Maulana Madani dies in Madina

DAWN

A renowned religious scholar, Hazrat Maulana Ziauddin Qadri Madani died in Madina yesterday at the age of 110, according to information reaching in Karachi.

Maulana Madani hailed from Sialkot, but he had been living in Madina for the last over 50 years in a house just opposite Masjid-i-Nabavi.

Maulana Qadri Madani was grand father of the wife of Maulana Shah Ahmed Noorani.

Quran Khwani for the departed soul will be held at the residence of Maulana Shah Ahmed Noorani today between Asr and Maghrib prayers.—PPI

جانشین قُطبِ مدینہ علیہ الرحمۃ

فضیلۃ الشیخ مولانا فضل الرحمٰن مدنی مدظلہ

کے دو تاریخی

خطبات

پیشِ لفظ

حضرات گرامی !

پاکستان کے قیام کے ساتھ ہی پاکستان میں اسلامی دستور کا نفاذ کر دیا جاتا تو آج ملک میں موجود افراتفری پیدا نہ ہوتی۔ پاکستانی پود کو اسلامی کردار و اخلاق نیز دینی تعلیم و تربیت دینے کی بجائے بے دینی اور آوارگی کا بیہودہ راستہ دکھایا گیا۔ نتیجۃً آج اغیار نے ان حالات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ملک کو اپنے اساسی نظریہ اسلام کی بجائے غیر ملکی نظریہ "سوشلزم" کی دعوت سے دوچار کر دیا ہے۔ جمعیۃ العلمائے پاکستان نے اس دینی اور ملکی فتنے کو چیلنج کیا۔ اور وہ بھولے بھالے پاکستانی مسلمان جو اپنی نادانی کی وجہ سے سوشلزم یا اسلامی سوشلزم کے نعرے کے فریب میں پھنس گئے ہیں ان کو اس فتنہ سے بچنے کے لیے کمر ہمت باندھی۔ ایک سو تیرہ پاکستانی علماء کے فتوے کے بعد مکۃ المکرمہ اور مدینہ منورہ کے باسٹھ علماء کی طرف سے سوشلزم پر کفر کا فتوےٰ عوام کے سامنے آچکا ہے۔ اب اعلیٰحضرت عظیم البرکت مجدد مائۃ حاضرہ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب مدنی مدظلہ العالیہ کے فرزند ارجمند مفتیٔ مدینہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہ العالی کا سنّی کانفرنس کامونکی منعقدہ ۱۹-۸-۷۰، پر مرسلہ پیغام حاضرِ خدمت ہے۔ نیز حضرت موصوف نے جو خطبۂ صدارت اجلاس عام منعقدہ مورخہ ۱۰-۸-۷۰ بمقام "مریدکے" پڑھا وہ بھی ساتھ ہی پیش خدمت ہے۔ ملاحظہ فرمائیں اور فیصلہ کریں کہ مسلمانانِ پاکستان مدینۃ المنورہ کے ایسے معزز بزرگ، معتمد و متبحر عالم دین کے مدلل خیالات کو مسترد کر کے آخرت میں رسول عربی علیہ السلام کو کیا منہ دکھائیں گے۔

اب بھی وقت ہے کہ محبان رسول علیہ السلام اس فتنہ سے اپنے ایمان کو بچائیں اور ہوشمندی کے تصورات سے ۔ اب ہو کر بڑی نجات کے راستہ پر گامزن ہوں۔

والسلام

العبد ضعیف محمد شفیق

ناشر جمعیۃ الصوفیہ پاکستان کامونکی

خطبہ صدارت

حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدنی

اجلاس عام "مریدکے" بجے ۱۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باسم اللہ وبحمدہ تعالیٰ ابتدأ فی القاء کلمتی هذا مصلیا ومسلما علی افضل الخلق سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرات الافاضل المشائخ العظام والعلماء الکرام وجمهور الکریم وفقهم اللہ لخیر العمل، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

ان العالم اسلامی الیوم فی حالۃ تدعوا الی اللہ شغال البکاء من لخطر الفادح والامر الخطیر الا دهی الشیوعیه التی مدت تتفشی فی اکثر البلدان العربیۃ والاسلامیۃ وان تفشی هذا المرض الفتال فی هذه لبلاد اسلامیه باکستان المحبوبۃ صبح تتزاید کثیرا علما بان الشیوعیۃ هی اشد الطبقات فی العالم لاسلام عداوۃ ومایجری واراء الستاد الحدیدی اصبح معروف الی حد ما ویظهر لنا فی البلدان الاشتراکیه بانهالم

تترك للجماهير فيها اى اثر من الحريه مطلقًا
او من قدسية الانسان وحقه فى الحياة بل نعانى
كبتًا واضطهادًا فى العالم اليوم والبلدان الشيوعيه
الاشتراكيه كثيرًا هذا يجب بان لا ان نثق ولا نعتمد على
اعداء الاسلام الذين لا يرقبون فى مؤمن الا ولا ذمة
فهولاء ليس لهم عاطفة ولا عهد ولا ميثاق ولا صله
يتخذون ما رسمه لاطماعهم المادية ويتظاهرون
بمظاهر المساعده والاحسان ويفكرون فى تقوية
دعائم القضاء على الاسلام والمسلمين ليل نهار وصبح
مساء ايها المسلمون ان اى بلده دخلت عليه الشيوعيه
فى سوء حال ان الاشتراكية والشيوعية
المنتشره فى هذا الايام انما الايام انها من
الاسلام ما هى الا مكر وخداع، للمسلمين يقصدون
القضاء على الاسلام ان الاسلام دستور متكامل
لا يحتاج الى تعديل او نظام او قانون انزل
الله القرآن على سيد المرسلين تبيانا لكل شئ
فاذا تمسكنا به ولسنة نبيه صلى الله عليه وسلم
بلغنا العلى ولنلق نظرة الى التاريخ الاسلامى
المجيد يتضح فيه جليا ان الاسلام انتشر كثيرًا
فى عهد الخلفاء الراشدين رضوان الله عليهم
اجمعين حتى فى زمن الخليفة الزاهد عمر بن
عبد العزيز كان يجب عن احد يأخذ الزكاة

فلا یجد مستحق لما فیہ خلماف بیت مال المسلمین.
ولم یبق فتیرًا واحد لسیرہ علی الدستور الاسلام
ایھا المسلمون ان ذھاب المسجد الاقصیٰ ثالث الحرمین
واولی القبلتین ما الانتیجۃ لتغشی الشرعیۃ
فی الملک العربیۃ وقد نزل بالمسلمین ما نریٰ
الیوم فی احتلال فلسطین الطاھرہ ارض الانبیاء
ثم سقوط القدس الشریف وحیقھا واقدم الیھود
الملعونین علی تمزیق المسلمین. وارتکابھم الفظائع
نتیجۃ للسیر علی الشریعۃ. فیھا ایھا المسلمون انا
اشد کم باللہ ان تکا تفوا وتنازروا توحدد
اصفوکم وتمتکوا ایدینکم ودستورکم انما مثل
المؤمنین للمؤمن کالبنیان یشد بعضہ بعضًا فیجب
وعلینا الاتحاد فان فی الاتحاد قوۃ لنصر المؤمنین
یقول اللہ عزوجل ان تنصروا اللہ ینصرکم و یثبت اقدامکم
فلا شیعیہ واشترا کیہ فی الاسلام فلنتعد
لاعلاء کلمۃ بکل ما اوتینا من قوۃ وستکون
کلمۃ الذین کفروا السفلی وکلمۃ اللہ ھی
العلیا اھ
والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے نام اور اس کی تعریف کے ساتھ افضل الخلائق سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہوئے اپنی اس تقریر کا آغاز کرتا ہوں۔

حضرات! افاضل، مشائخ عظام، علمائے کرام اور معزز حاضرین۔ اللہ تعالےٰ آپکو بہتر کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ بے شک آج عالم اسلام ایسی حالت میں ہے۔ جو رُلا دینے والے خوف، بھیانک خطرے اور عظیم فتنے کی خبر دے رہی ہے۔ خبردار ہو کر سُن لیجئے کہ وہ عظیم خطرہ سوشلزم ہے جو کہ اکثر عربی اور اسلامی ممالک میں پھیلتا جا رہا ہے اور اگر یہ مُہلک مرض میرے محبوب اسلامی ملک پاکستان میں بھی پیدا ہوگئی تو یہ زیادہ ہی بڑھتی چلی جائے گی کیونکہ اس سوشلزم نے پہلے ہی عالم اسلام میں شدید طبقاتی دشمنی پیدا کر دی ہے اور اس آہنی پردے کے پیچھے جو فتنہ بڑی سرعت کے ساتھ دُور دُور تک مقبول ہو چکا ہے۔ اشتراکی ممالک میں ہم پر اس کے اثرات آشکارا ہو چکے ہیں کہ اس نے ان علاقوں میں عوام میں ذرّہ بھر بھی جذبہ آزادی انسانیت کا احترام اور عوام کا زندگی بسر کرنے کا حق تک باقی نہیں رہنے دیا۔ بلکہ آج کی دُنیا میں پریشانی اور اضطراب کو بہت بڑھا دیا ہے اور اشتراکی ممالک بہت بڑے قید خانوں کی شکل اختیار کر چکے ہیں۔ اس لیے ضروری ہو گیا ہے کہ ہم اسلام کے دشمنوں پر اعتماد و اعتبار نہ کریں۔ (جو کسی مومن کے بارے میں بھی کسی قسم کی اور وعدہ کی پرواہ نہیں کرتے) پس یہ وہ لوگ ہیں جن کی نظر میں ہمدردی، وعدہ معاہدہ اور صلہ کی کوئی چیز نہیں یہ تو اپنے مادی لالچوں کی خاطر ہی آلہ کار بناتے رہتے ہیں۔ اور ظاہراً احسان و مروت کا اظہار کرتے رہتے ہیں لیکن باطناً وہ رات دن اور صبح و شام مسلمانوں کے خلاف اپنے منصوبوں کو قوی کرنے کے متعلق ہی سوچتے رہتے ہیں۔

اے مسلمانو! جن ممالک میں سوشلزم آیا وہ بہت بُری حالت میں ہیں۔ سوشلزم اور کمیونزم جن کو آج اسلام کا نام دیا جا رہا ہے یہ مسلمانوں کے خلاف ایک گہری سازش اور مکر و فریب کا جال ہے۔ اسلام ایک کامل دستور ہے ایک غیر متبدل نظام ہے۔ ایسا قانون ہے جس کو اللہ تعالےٰ نے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر قرآن کی صورت

میں نازل فرمایا جو ہر چیز کی وضاحت کرنے والا ہے جب ہم اس قرآن کو اور اللہ کے نبی کی سنت کو مضبوطی سے تھام لیں گے تو ہم ترقی حاصل کریں گے۔ ہم اگر اسلامی تاریخ میں نگاہ ڈالیں تو ہم پر یہ واضح ہو جائے گا کہ خلفائے راشدین کے زمانے میں اسلام بہت زیادہ پھیلا یہاں تک کہ خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دورِ خلافت میں لوگ زکوٰۃ لیکر کسی مستحق کی تلاش میں پھرتے تھے اور کوئی زکوٰۃ لینے والا نہ پاکر بیت المال میں داخل کر دیتے تھے۔ اور دستورِ اسلامی کی برکات تھیں کہ اس دَور میں کوئی فقیر نہ رہا۔

اے مسلمانو! بلادِ عربیہ میں سوشلزم آنے ہی کا نتیجہ ہے کہ ہمارے ہاتھوں سے مسجد اقصیٰ جو تیسرا حرم اور قبلہ اوّل ہے چھن چکا ہے۔ مسلمانوں پر آج جو مصائب نازل ہو رہے ہیں اور جنہیں ہم دیکھ رہے ہیں یعنی انبیاء کی سرزمین مقدس فلسطین پر یہودیوں کا غاصبانہ قبضہ بیت المقدس کا سقوط اور اس کے جلائے جانے کا سانحہ۔ مسلمانوں کا قلع قمع کرنے کے صیہونی اقدامات اور ان کی ذلت اور رسوائی کے سامان یہ سب سوشلزم پر گامزن ہونے کا ہی نتیجہ تو ہیں۔

پس اے مسلمانو!

میں تمہیں خدا کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ تم کندھے سے کندھا ملا کر باہمی تعاون کی فضا پیدا کرتے ہوئے یا اپنی صفوں کو متحد کر لو۔ اور اپنے دین اور دستورِ حیات کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ اور آپس میں کینے اور بغض کو ختم کر دو اور آپس کے اختلافات چھوڑ دو۔ الیقیناً مومن دوسرے مومن کے لیے ایک دیوار کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے کو قوت دیتا ہے۔ پس ہم پر متحد ہو جانا واجب ہے کیونکہ اتحاد ہی میں مسلمانوں کی نصرت کے لئے طاقت ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد فرمائے گا اور تمہیں ثابت قدمی بخشے گا۔ پس سوشلزم اور اشتراکیت کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں۔ اس لیے ہمیں اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے پوری طاقت اور تمام وسائل

کے ساتھ تیار ہو جانا چاہیئے۔ اور ان شاء اللہ عنقریب کلمۂ کفر ذلیل ہو جائے گا اور اللہ کا کلمہ بلند ہو جائے گا۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ'

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذى خصنا من امة سيدنا محمد صلى الله عليه
وسلم، وامرنا باتباعه صلوات الله وسلامه عليه وعلى آله و
اصحابه وسلم تسليمًا، اما بعد ايها الساده حضرات الافاضل
العلماء والمشائخ الفضلاء والحاضرين الكرام: السلام عليكم
ورحمة الله وبركاته وبعد ايها المسلمون نحمد الله سبحانه ان جعلنا
من خير أُمة اخرجت للناس تأمر بالمعروف وتنهى عن المنكر
فالواجب اليوم على كل مسلم محاربة الشيوعيه والصهونية لانها
ليست من الاسلام فلا شيوعية ولا صهونيه فى الاسلام وان الاسلام
برئٌ عنها ولو تمعنا بالحقيقة فيها لوجدنا بحثٌ للمومن إذ
لايكون الانسان حُرًّا فى تصرفاته الشرعيه بل يكون مقيدًا
بتعاليم الباطله المزيّفه ان دين الاسلام هو دين العقيدة
ان دين الاسلام هو دين التسامح والتاخى والتاذرويدعونا الى
ان يكون يدًا واحدة ضد الكفار الشيوعية والصهونية والملحدون
مثل المؤمن للمؤمن كالبنان يشدُّ بعضه بعضًا لاخلاف بعد
اليوم بين المسلمين الا اذا خرج عن الشريعة السمحاء فيجب له
نصحة و افهامه بالتى هى احسن متجنبا الانانية والتباغض
والتحاسد فان قبل فيها ونعمت والا فتركه لله لان الحب لله والبغض لله

ايها المسلمون يجب علينا ان نوحد صفوفنا ونجمع بين كلمتنا وان نتمشى بتعاليم الدين الاسلامى وان يكون دستورنا هو كتاب الله عز وجل و سنة نبيه صلى الله عليه وسلم و التقيد باحد المذاهب الاربعة الحقه اسوة باسلافنا وان نحتفظ بآداب النبى الكريم صلى الله عليه وسلم و نتحلّى باخلاقه الشريفه صلى الله عليه وسلم ايها الاخوان المسلمون هل ترون دستورا يعلو على كتاب الله الذى لا ياتيه الباطل من بين يديه ولا من خلفه و سُنّة نبينا سيدنا محمّد الصادق المصدوق صلى الله عليه وسلم. حاشا لله لا يعلو اى دستور او نظام على كتاب الله وسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم وفقنا الله لاتباعه صلى الله عليه وسلّم و انى اقدم شكرى لجميع الحاضرين فى هذا الاجتماع فى الكامركى العظيم وانى قد ابنت بكلمتى هذا لتكون معبّرة عن بعض شعورى نحو جمعية علماء پاکستان الافاضل وفقهم الله لخير العمل واعانهم للقيام بخدمة الاسلام والمسلمين وانى اسئال الله الكريم ان يحفظ الجميع وان يحفظ لنا شيخ الاسلام حضرت العلامة السبكه المجاهد الكبير محب الفقراء و المساكين صاحب الفضيلة و الارشاد عمدة العارفين مربى المريدين حضرت خواجه محمد قمر الدين حفظ الله و ابقاه ومتع المسلمين بطول حياته لكى يرشد الناس والمسلمين

والسلام عليكم ورحمة الله وبركاتهٗ

قاله بفمه وحرّرهٗ بنانه فضل الرحمان القادرى مدنى

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ شروع کرتا ہوں جو بے حد مہربان بہت رحم کرنیوالا ہے۔ سب تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے ہمیں ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے بنایا اور ہمیں آپ کی پیروی کرنے کا حکم فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور سلام آپ پر ہوں اور آپ کی آل واصحاب پر ہوں اور اللہ تعالیٰ سب پہ صحیح طور پر سلامتی رکھے۔ اس کے بعد مدعا یہ ہے:

اے سردارو، عالمو، فاضلو، بزرگو اور حاضرین کرام! آپ پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکتیں ہوں اور اے جمیع مسلمانو! ہم خدائے پاک کی تعریف کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں بہترین امت میں سے بنایا جو لوگوں کو فائدہ پہنچانے کے لیے تیار کی گئی جو نیکی کا حکم دیتی ہے اور برائی سے منع کرتی ہے۔ پس آج ہر مسلمان پر ضروری ہے کہ وہ سوشلزم اور یہودیت کا مقابلہ کرے۔ کیونکہ اسلام میں ان کا کوئی وجود نہیں۔ نہ تو اسلام میں کوئی سوشلزم ہے اور نہ یہودیت ہے اور یقیناً اسلام ان چیزوں سے بری الذمہ ہے۔ اور اگر ہم صحیح طور پر اس میں فائدہ بھی حاصل کر لیتے ہیں۔ تو ہم ضرور اسے مومنین کے لیے ایک قید خانہ کی مثال ہی سمجھیں گے۔ کیونکہ انسان اس نظام میں اپنے شرعی تصرفات میں آزاد نہیں رہتا۔ بلکہ ان کے باطل اور ملمع شدہ نظام کی پیروی کا مقید ہو جاتا ہے۔ بے شک دین اسلام ہی صحیح العقیدہ دین ہے۔ اور دین اسلام ہی درگزر، اخوت اور رواداری کا مذہب ہے۔ اور وہ ہمیں اس بات کی دعوت دیتا ہے کہ سوشلزم، یہودیت اور ملحدوں کی ملت کے مقابلے میں ایک متحدہ طاقت ہونی چاہیے۔ مومن کی مثال اس بنیاد کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو مضبوط کر جاتا ہے۔ آج کے بعد مسلمانوں کے درمیان کوئی اختلاف نہ ہونا چاہیے، سوائے اس کے کہ کوئی اس کشادہ دامن شریعت سے ہی نکل جائے۔ تو اس صورت میں اسے نصیحت کرنا اور احسن طریقہ سے سمجھانا ضروری ہے۔ اس حالت میں کہ سمجھانے والا تکبر، بغض اور حسد سے ماوراء ہو۔ پس

اگر وہ خیال کرے تو اچھی بات ہے اور اس کے لئے بہتر ہے ورنہ اس کو خُدا کی رضا کے لئے چھوڑ دینا چاہیئے کیوں کہ محبت اور عداوت خُدا کی رضا کے لئے ہونی چاہیئے۔

اے مسلمانو! ہم پر واجب ہے کہ ہم اپنی صفوں کو منظم کرلیں اور ہم اپنی آواز کو متحدہ کرلیں اور دین اسلام کی تعلیمات کے مطابق اپنی زندگی بسر کریں اور ہمارا دستور العمل اللہ عزوجل کی کتاب اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّتِ مطہرہ اور ائمہ اربعہ حقہ میں سے کسی ایک کی پیروی اپنے بزرگوں کے نمونے کے مطابق ہونا چاہیئے اور یہ بھی کہ ہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی پیروی کریں اور آپ کے شرعی اخلاق سے آراستہ رہیں۔

اے مسلمان بھائیو!

کیا تم ایسے دستور کا تصور بھی کرسکتے ہو جو اللہ کی کتاب سے بڑھ کر ہو۔ جس کے مقابلے میں باطل کسی طور نہیں ٹھہر سکتا۔ یا ایسے دستور کا تصور کرسکتے ہو جو ہمارے آقا و مولا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت سے بڑھ کر ہو جنہیں صادق و مصدوق تسلیم کیا گیا؛ ہرگز نہیں۔ کوئی دستور یا نظام اللہ تعالےٰ کی کتاب اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت سے ہرگز بڑھ کر نہیں ہوسکتا۔ اور اللہ تعالیٰ ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی توفیق عطا فرمائے اور یے تنسک میں سب سے پہلے کا مونکی" کے اس اجتماع میں تمام حاضرین کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور میں نے اپنی اس تقریر کے ذریعے جناب کو خبردار کر دیا ہے کہ میری تقریر سے فاضل علمائے جمعیت علمائے پاکستان کے بارے میں میرے بعض جذبات کا اظہار ہو جائے اللہ تعالیٰ ان علمائے حق کو بہتر عمل کی توفیق عطا فرمائے اور خدمت اسلام اور ملت مسلمہ کے لیے ڈٹ جانے میں ان کی مدد فرمائے اور میں اللہ تعالےٰ سے دُعا گو ہوں کہ وہ ہم سب کی قیادت کے لیے شیخ الاسلام حضرت علامہ مجاہد کبیر صدر جمعیت العلمائے پاکستان، محب الفقراء و المساکین صاحب فضیلت والارشاد، عمدۃ العارفین، مربی المریدین حضرت خواجہ محمد قمر الدین صاحب کی حفاظت کرے اور مسلمانوں کو ان کی عمر دراز سے ہدایت پہنچائے تاکہ وہ تمام

شیخ احمد عبدالعزیز المبارک چیف جسٹس عدالت شرعیہ متحدہ عرب امارات کا

فیصلہ کن فتوےٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے موقع پر جمع ہونے کے بارے میں مجھ سے مسئلہ پوچھا گیا ہے ان اجتماعات کے موقع پر مساجد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ، واقعات غزوات بیان کیے جاتے ہیں، اور اکثر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں قصیدے پڑھتے ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ایسے اجتماعات کو جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کا ذکر کیا جاتا ہے اور اس پر خوشی اور مسرت کا اظہار ہوتا ہے نیز ان کی مبارک زندگی اور غزوات کے واقعات سے عبرت حاصل کرنے کے لیے ان کو بیان کیا جاتا ہے۔ اور آپکی سیرت واخلاق سے لوگوں کو رغبت دلانے کے لیے اور ہدایت حاصل کرنے کے لیے ان کا انعقاد عمل میں آتا ہے ایک مباح (جائز) عمل قرار دیا گیا ہے۔ اگرچہ (بعض کو) یہ مرغوب نہ ہو۔ کیونکہ اس تقریب نے لوگوں کے کردار بنانے اور جذبات (محبت رسول) ابھارنے میں بڑا تاریخی کردار ادا کیا ہے۔ اگر وہ تقریب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور صحابہ کے زمانے میں نہ منائی گئی ہو تو اس کو ناپسندیدہ بدعت نہیں قرار دیا جا سکتا۔ کیونکہ بدعت یا تو قابلِ مذمت ہے یا مستحسن یا جائز۔ بخاری اور موطا میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو تراویح کے لیے جمع فرمایا اور فرمایا "نعمت البدعۃ ہذہ" یہ بدعت اچھی ہے۔ فتح الباری میں اسکی شرح میں لکھا ہے کہ بدعت کی اصل یہ ہے کہ سابق میں اس کی مثال نہ ہو اور اگر اس کو سنت کے

مقابل قابل عمل قرار دیا جائے تو وہ قابلِ مذمت ہے۔ تحقیق یہ ہے کہ اس عمل کو شرع میں اگر مستحسن قرار دیا جائے تو وہ اچھی ہے یعنی بدعتِ حسنہ ہے اگر اسکو شرع میں عمل قرار دیا جائے تو بُری ہے، ورنہ مباح ہے اور وہ احکامِ خمسہ میں ایک ہے۔ اور اسی میں ایک حدیث ہے کہ "بے شک سب سے اچھا کلام اللہ کی کتاب ہے اور بہترین ہدایت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت ہے اور کاموں میں بُرے کام وہ ہیں جو بعد میں نکالے گئے ہوں" کے ذیل میں امام شافعی کا قول نقل کیا ہے کہ بدعت دو قسم کی ہے ایک محمود (اچھی) دوسری مذموم (بُری) جو سُنّت کے موافق ہو وہ محمود ہے اور جو اس کے مخالف ہو وہ مذموم۔ اور امام شافعیؒ ہی کا قول ہے جو بیہقی نے اپنے مناقب میں نقل کیا ہے کہ بدعتیں دو قسم کی ہیں ایک جو کتاب و سنّت، اثر اور اجماع کے خلاف ہو وہ گمراہ بدعت ہے جو خیر کے لیے نکالی اور ان کے خلاف نہ ہو وہ قابلِ قبول بدعت ہے۔ بعض علماء نے بدعت کو اعمالِ خمسہ میں شمار کیا ہے وہ واضح ہے۔

الباجی منتقیٰ میں فرماتے ہیں کہ "یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے صراحت ہے کہ انہوں نے رمضان کے قیام کو ایک امام کے تابع کیا اور مساجد میں اسکو قائم کیا حالاں کہ بدعت وہ ہے جس کی بدعت نکالنے والا ابتداء کرے اور اس سے قبل کسی نے ایسا نہ کیا تھا۔ پس حضرت عمر رضہ نے اس بدعت کو جاری کیا اور صحابہ کرام نے اس کی اتباع کی اور یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ حضرت عمر رضہ کا یہ عمل صحت پر مبنی تھا۔

شہاب الدین قرافی نے کتاب الفروق میں لکھا ہے کہ بدعت احکامِ خمسہ میں شامل ہے۔ یہ قسمیں شرع کی قسمیں ہیں۔ واجب، حرام، مستحب، مکروہ اور مباح، انہوں نے اسکو طوالت سے فرق ثانی (۲۵۰) میں تفصیل سے بیان کیا ہے اور یہ بات فتح الباری سے اوپر نقل کردہ تحریر کے مانند ہے۔

بعض مالکی فقہاء نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے دن روزہ رکھنے کو عید کی مشابہت میں مکروہ قرار دیا ہے۔ یعنی جیسے عید کے دن روزہ رکھنا درست نہیں ویسا ہی ولادت باسعادت کے دن بھی روزہ رکھنا درست نہیں کیونکہ وہ دن عید کے مانند ہے۔ (مترجم) ان کی

رائے میں اس دن خوشی اور فرحت کا اظہار شرع کے لحاظ سے درست ہے۔ اس پر اعتراض نہ کرنا چاہیئے۔

مواہب جلیل علی مختصر خلیل میں عبداللہ محمد بن عبدالرحمٰن المعروف بہ خطاب مالکی (م ۹۵۴ھ) نے لکھا ہے کہ شیخ وزوق شرح قرطبیہ میں فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے دن روزہ رکھنے کو ایسے لوگوں نے جو اُن کے زمانے کے قریب تھے اور تقوے میں بہت اونچا مقام رکھتے تھے مکروہ قرار دیا ہے چونکہ وہ مسلمانوں کی عیدوں میں سے ایک عید کا دن ہے چاہیئے کہ اس دن روزہ نہ رکھیں۔ اور ہمارے شیخ قوری اس کثرت سے ذکر کیا کرتے اور اس کو اچھا سمجھتے۔ میں کہتا ہوں کہ ابن عباد نے اپنے رسائل کبریٰ میں بیان کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کا دن مسلمانوں کی عیدوں میں سے ایک عید ہے اور تقاریب میں سے ایک تقریب ہے اور وہ چیز جو فرحت و سرور کا باعث ہو آپ کی ولادت کے دن مباح (جائز) ہے۔ مثلاً روشنی کرنا، اچھا لباس پہننا، جانوروں کی سواری کرنا، اس کا کسی نے انکار نہیں کیا۔ ان امور کی بدعت ہونے کا حکم اس وقت ہے جبکہ کفر وظلمت اور خرافات وغیرہ ظاہر ہونے کا خوف ہو اور یہ دعویٰ کرنا کہ عید میلاد اہل ایمان کی مشروع تقریبوں میں نہیں ہے مناسب نہیں ہے اور اس کو نیروز و مہرجان سے ملانا ایک ایسا امر ہے جو سلیم الطبع انسان کو منحرف کرنے کے برابر ہے۔ عرصہ قبل میں ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے دن سمندر کے ساحل کی طرف نکلا۔ وہاں میں نے الحاج ابن عاشر کو ان کے ساتھیوں کے ساتھ پایا۔ وہاں ان میں سے بعضوں نے کھانے کے لیے مختلف قسم کی چیزیں نکالیں اور مجھے بھی اس میں بلایا۔ میں اس روز روزہ سے تھا، اس لیے میں نے کہا، میں روزہ سے ہوں، ابن عاشر نے میری طرف ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور کہا اس کا کیا مطلب ہے۔ آج خوشی اور مسرت کا دن ہے۔ اس میں روزہ رکھنا ایسا ہی ناپسندیدہ ہے جیسا عید کے دن۔ میں نے ان کے کلام پر غور کیا اور میں نے اسکو حق پایا۔ گویا کہ میں سو رہا تھا پس انہوں نے بیدار کر دیا۔

حاشیہ کنون میں ابن عباد کے کلام " اور تاج الفاکہانی کا یہ ادعا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی تقریب منانا مذموم بدعت ہے " یہاں تک کہ انہوں نے اس پر ایک رسالہ بھی لکھ دیا ۔ صحیح نہیں ہے ۔ ان کے اس بیان پر زین العراقی اور علامہ سیوطی نے اعتراض کیا ہے ، اور لکھا ہے کہ مالکی فقیہوں میں سے اکثر نے ابن عباد ، ابن عاشر ، زروق اور کنون کا مسلک اختیار کیا ہے ۔ ان میں قابل ذکر محمد البانی نے حاشیہ زرقانی پر اور الرسوقی نے حاشیہ شرح الکبیر مؤلفہ دردیر پر اور صاوی نے اپنے حاشیہ شرح صغیر پر اور محمد علیش نے اپنی شرح خلیل پر اور برہان الدین حلبی نے اپنی سیرت حلبیہ میں (ایسا ہی بیان کیا) ۔

ابن حجر الہیثمی نے لکھا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ بدعت حسنہ کے مستحب ہونے پر سب متفق ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی تقریب منانا اور اس میں جمع ہونا ایسا ہی ہے یعنی بدعت حسنہ ہے ۔ اسی وجہ سے امام ابو شامہ فرماتے ہیں کیا ہی اچھا ہے وہ شخص جس نے ہمارے زمانہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے دن صدقات دینے اچھے کام کرنے اور زینت اختیار کرنے اور مسرت کا اظہار کرنے کا طریقہ اپنایا ۔ اس میں غریبوں کی مدد کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا اظہار بھی ہے ۔ جنہیں کو اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعلمین بنا کر بھیجا ۔

علامہ سخاوی نے فرمایا کہ " عید میلاد " کو اسلاف میں سے کسی تین قرن (یعنی بہ زمانہ رسالتمآب وصحابہ و تابعین) میں نہیں منایا ، بلکہ اس کے بعد اس کا سلسلہ جاری ہوا ۔ لیکن اس کے بعد سے برابر تمام ملکوں اور شہروں میں اہل اسلام عید میلاد مناتے رہے ہیں اس رات میں لوگ مختلف صدقات دیتے ہیں اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے واقعات سناتے ہیں جس کے برکات عامہ ان پر ظاہر ہوئے آئے ہیں ۔ علامہ ابن جوزی فرماتے ہیں کہ عید میلاد کی تقریب منانا سال بھر امان سے رکھتا ہے ۔ اور بہت جلد مقصد کے حاصل ہونے اور اس میں کامیاب ہونے کی بشارت دیتا ہے ۔ اسی طرح ابن حجر الہیثمی کے نوازل حدیثیہ میں اسکو زیادہ تفصیل سے بیان کیا گیا ہے ۔ انہوں نے اپنے مضمون

میں جواباً کہا ہے کہ "عید میلاد کا اجتماع اگر خیر و شر پر مشتمل ہو تو اس کا چھوڑنا واجب ہے کیونکہ فساد کا ردکنا اچھائیوں کے حاصل کرنے سے بہتر ہے خیر یہ ہے کہ صدقہ دیا جائے اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا جائے اور برائی یہ ہے کہ عورتیں اور مرد باہم خلط ہو جائیں، لیکن اگر یہ تقریب اس برائی سے پاک ہے اور وہ صرف حضور کے ذکر درود و سلام اور اسی قسم کی باتوں پر مشتمل ہے تو وہ سنت ہے پھر انہوں نے دو حدیثوں سے استدلال کیا ہے جس میں سے ایک انہوں نے نوازل میں بیان کی ہے کہ" جب قوم اللہ کا ذکر کرنے کے لیے بیٹھتی ہے تو ملائکہ ان کو گھیر لیتے ہیں اور رحمت ان کو ڈھانک لیتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے دربار میں ان کا ذکر کرتا ہے۔" جیسا صحیح مسلم میں ہے اور دوسری حدیث بھی اسکی مثل بیان کی ہے۔ پھر فرمایا ہے کہ ان دونوں حدیثوں سے خیر کے لیے جمع ہونے اور بیٹھنے کی فضیلت ظاہر ہے۔

ہم نے حافظ ابن حجر کی کتاب فتح[1] سے اور انہوں نے امام شافعی سے اور ابونعیم اور بیہقی کے طریقے سے نقل کیا ہے اور ہم نے باجی سے اور انہوں نے فروق القرانی سے جو نقل کیا ہے۔ اس کے علاوہ حضرت عمر رضی کی جو حدیث ہم نے پیش کی ہے اس پر غور کرنے سے واضح ہو جاتا ہے۔ کہ بدعت کا مدار اس کے ہونے والے اچھے اور برے امور پر منحصر ہے۔ اگر وہ اچھے ہیں تو وہ پسندیدہ ہیں اور اگر وہ برے ہیں تو قابل مذمت۔

اور ایسا ہی مالکی فقہا اور شافعی فقہا مثلاً" زین العراقی، علامہ سیوطی، ابن حجر الہیثمی علامہ سخاوی پھر ابن جوزی حنبلیوں میں سے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی تقریب منانے اور اس پر جمع ہونے کو بہتر عمل قرار دیتے ہیں لیکن جو لوگ اس میں غلو کرتے ہیں اور اسکو نصرانیوں کی طرح عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کی تقریب کے مشابہ قرار دیتے ہیں۔ وہ قیاس مع الفارق کرتے ہیں (اور غلط مثال دیتے ہیں۔) کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کا یوم (نعوذ باللہ) ان کے خدا ہونے یا خدا کا بیٹا ہونے یا تیسرا خدا ہونے کے لحاظ سے منایا جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "بے شک کفر کیا ان لوگوں نے جنہوں نے کہا کہ بیشک اللہ وہی مسیح ابن مریم ہے۔" اور "نصاریٰ نے کہا کہ عیسیٰ اللہ کا بیٹا ہے۔ اور کفر کیا ان لوگوں

---

[1] فتح الباری ۱۲ (رفاعی)

نے جنہوں نے کہا کہ اللہ تین میں کا تیسرا ہے۔" "اللہ تعالیٰ وہ جو کچھ کہتے ہیں اس سے اعلیٰ وارفع ہے۔" لیکن مسلمان حضور کی ولادت پر خوشی مناتے ہیں اور مسرت کا اظہار کرتے ہیں۔ کہ وہ اللہ کے بندے ہونے سے آپ کے لیے شرف ہے۔ جیساکہ اللہ تعالیٰ آپ کی شان میں فرماتا ہے۔" پاک ہے وہ پروردگار جو اپنے بندے کو رات کے تھوڑے حصے میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ لے گیا۔" اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ہے۔" پس آپ ایسے بشر ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی بندگی اور رسالت سے مشرف کیا ہے۔ اور آپکو تمام انسانوں میں افضل بنایا اور آپکو وہ سب کچھ عطا فرمایا جو کسی اور کو نہیں دیا گیا۔

جامع ترمذی میں حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

" میں تمام لوگوں میں سب سے پہلے قیامت میں اٹھایا جاؤں گا۔ میں ان کا قائد ہوں، جب وہ جمع ہوں گے، میں ان کا خطیب ہوں، جب وہ خاموش رہیں گے، میں ان کا شفیع ہوں جب وہ گرفتار ہوں گے، اور میں ان کو خوشخبری سنانے والا ہوں، جب وہ مایوس ہونگے بزرگی اور (جنت کی) کنجیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی اور لواء الحمد (حمد کا جھنڈا) میرے ہاتھ میں ہوگا۔ اور میں اللہ کے پاس تمام اولادِ آدم میں سب سے زیادہ بزرگ ہوں مگر مجھے اس پر فخر نہیں۔" [1]

دوسری حدیث جس کو ابن اسحاق[2] نے اپنی سیرت میں دو فرشتوں کے شق صدر کرنے کے واقعہ میں بیان کیا ہے کہ ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا ہے کہ ان کو وزن کرو ان کی امت کے دس آدمیوں میں سے، پس انہوں نے میرا وزن کیا اور میں ان سب سے زیادہ وزن میں نکلا، پھر کہا کہ سو کے ساتھ وزن کرو، میرا وزن کیا گیا اور میں ان سب سے وزنی ہوا۔ پھر کہا کہ ان کی امت کے ہزار آدمیوں کے ساتھ وزن کرو، میرا وزن کیا گیا اور میں ان میں سے

---

[1] مشکوٰۃ صـ۵۱۲ ج ۳ مطبوعہ لاہور

[2] محمد بن اسحاق مشہور تابعی ہیں، ۱۵۱ھ میں بغداد میں انتقال فرمایا۔ (فاتی)

بھی زیادہ وزن دار رہا، پھر انہی فرشتوں نے کہا ان کو چھوڑ دو، اگر ان کا وزن ساری امت سے بھی کیا جائے تو وہی زیادہ نکلیں گے"۔ سیرت ابن ہشام میں بھی ایسا ہی ہے۔ پس بیشک وہ بشر ہیں مگر سارے انسانوں میں افضل ترین، اللہ تعالیٰ نے ان کو تمام عالموں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے، تاکہ لوگوں کو اللہ کے حکم سے اندھیروں سے نور کی طرف نکالیں اور عزت والے اور حمد کے قابل پروردگار کے راستے کی طرف بلائیں۔

مساجد میں درس کے لیے جمع ہونا جیساکہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے مسلمانوں میں کوئی جدید بات نہیں اس پر سینکڑوں سال سے مالکی اور دیگر فقہا نے عمل کیا ہے اور اس کے بارے میں کافی لکھا ہے۔ اور ہم نے اس کے بارے میں دلیلیں بیان کی ہیں، لہٰذا اس مسئلے میں اب کوئی اعتراض باقی نہیں رہا، خصوصًا جب کہ ہمارے شہروں (متحدہ عرب امارات) میں مسجدوں میں اجتماعات ہوتے ہیں۔ اور وہاں عورتوں کو داخلے کی اجازت نہیں دی جاتی۔

اگرچہ بعض مقامات پر اس خوشی میں کھیل کود کے مظاہرے بھی ہوتے ہیں لیکن اگر اس میں حرام اور خلافِ شرع امر نہ ہوں تو وہ مباح ہیں۔ جیساکہ حبشیوں نے مسجدِ نبوی میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا ہے جس کی صحیح مسلم میں تصریح موجود ہے اگر ان کھیلوں میں حرام اور خلاف شرع حرکتیں مل جائیں تو وہ ناجائز اور حرام ہیں جیساکہ ہمارے زمانے میں بعض مقامات پر ہوتا ہے۔ ایسا ہی ہیثمی نے ذکر کیا ہے۔

بہتر یہی ہے کہ ان اجتماعات کو مساجد تک ہی محدود رکھیں تاکہ منکرات کا دروازہ نہ کھلنے پائے۔ بعض جرائد و اخبارات نے لکھا ہے کہ (عرب ممالک) کے بعض ہوٹل اس موقع پر استعمال کرتے ہیں، اور ناجائز فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ مگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی محفل منکرات کے ساتھ منانا مسلمانوں کی پیشانی پر کلنک کا داغ ہے اور اس میں عجیب و غریب خرافات رقص و سرود کی محفلیں منعقد کرنا یہ سب فساد پر مشتمل ہے۔ میں شدت کے ساتھ اس کو روکنے کی خواہش رکھتا ہوں۔ اور میں (تمام مسلمانوں سے) درخواست کرتا ہوں کہ وہ ایسے عمل بند کر دیں اور ایسے لوگوں کا محاسبہ کریں جو کھلم کھلا منکرات پر عمل کر رہے ہیں، اور

ارضِ اسلام میں اسلام کے معاملات میں مکر سے کام لے رہے ہیں۔

بشکریہ

(ماہنامہ منار الاسلام جمادی الآخر ۱۴۰۱ھ اپریل و مئی ۱۹۸۱ء)

(روزنامہ جنگ ۲۹ دسمبر ۱۹۹۱ء)

ضیا ٹیپ لائبریری

وہ زمانہ اور تھا جب تلوار و تفنگ سے معرکے سر کیے جاتے تھے پچھلے دور میں اپنی بات اپنا عقیدہ پھیلانے کے لیے مہینوں بلکہ برسوں جدوجہد کرنی پڑتی تھی۔ لیکن سائنس کی ترقی نے اس میدان کا بھی نقشہ بدل ڈالا ہے۔ اخبارات و رسائل، ریڈیو، ٹیلی ویژن اور ٹیپ ریکارڈر آج کل اپنے خیالات پھیلانے میں مؤثر ترین ذریعہ تسلیم کیے جا چکے ہیں۔ اور خاصاً مؤخر الذکر ایک آواز کو بڑے لمبے وقت تک محفوظ رکھنے اور اس کی اشاعت کرنے کا احسن ترین وسیلہ مانی جاتی ہے۔ اسکی بدولت کسی آواز بعینہٖ کو بہت دُور دراز ملکوں تک بڑی آسانی سے پہنچایا جا سکتا ہے۔

دَورِ جدید کے تقاضوں کے مطابق تعلیماتِ اسلامی کو پھیلانے اور نعت و منقبت کی رُوح پرور آواز کو انسانی قلوب میں اُتار کر عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع فروزاں کرنے کے لیے "ضیاء ٹیپ لائبریری" ایک ادارہ قائم کیا جا چکا ہے۔

"ضیاء لائبریری" جو خلیفہ اعلیٰحضرت فاضلِ بریلوی قطبِ مدینہ ضیاء الملۃ والدین حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری مدنی علیہ الرحمۃ الابرار کی جانب سے منسوب خالص تبلیغی و دینی ادارہ ہے جس کا مقصدِ وحید اہلِ سُنّت کی بے لوث خدمت کرنا ہے یہ لائبریری روز افزوں ترقی کرتی جا رہی ہے۔ اور بحمد اللہ! اس کا حلقہ اثر و رسوخ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ ضیاء ٹیپ لائبریری میں جدید ترین مشینوں کے ذریعے مخلص ماہرین کی زیرِ نگرانی بالکل اصلی اور اعلیٰ کوالٹی کیسٹیں نہایت ہی ارزاں دام پر فراہم کی جاتی ہیں آپ بھی جلد از جلد اس گراں قدر ادارے کی خدمت حاصل کریں اور نہایت سستے داموں

عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے معمور رُوح پرور آواز سے لطف اندوز ہوں۔

رابطہ قائم کرنے کا پتہ

محمد انور قادری و حاجی عبدالغفار قادری رضوی

منتظم اعلیٰ:
ضیا رٹیپ لائبریری
کھوڑی گارڈن، میمن مسجد، کراچی پاکستان

نوٹ: اگر آپ کے پاس مقتدر علماء اہل سنّت کی کوئی کیسٹ ہوں تو جلد از جلد ہمیں مطلع فرمائیں اور اس کارخیر میں ہماری اعانت فرمائیں۔

قرآن شریف اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا ترجمہ مکمل، علامہ مولانا اقبال احمد نوری کی آواز میں۔

فقط
اراکین ضیا رٹیپ لائبریری

قاری عبدالباسط کی آواز میں مکمل قرآن شریف موجود ہے۔ آج ہی آڈر بک کرالیں۔

مکتوبات

حضرت علامہ الشاہ مفتی ضیاء الدین احمد القادری قدس سرہٗ العزیز

بنام

پروفیسر محمد مسعود احمد نقشبندی مجددی دہلوی مدظلہٗ

مدینہ منورہ

۱۶ ذی قعدہ ۱۳۹۳ھ / ۱۰ دسمبر ۱۹۷۳ء

عزیز القدر گرامی منزلت پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب سلمہ اللہ الصمد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہٗ

تحیہ زاکیہ وادعیہ واقعیہ کے بعد آپ کی تازہ ترین تصنیف

"فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں"

نظر نواز ہوئی۔ آپ کی یہ کاوش اور دیدہ ریزی قابل صد ستائش ولائق تحسین ہے۔
دعا کرتا ہوں کہ آپ کی یہ کوشش عند اللہ مقبول اور عند الناس مشکور ہو۔

یہ امر محتاج بیان نہیں کہ اعلیٰحضرت عظیم البرکت کی عظیم شخصیت کے لیے ضرورت تھی کہ اس موضوع پر سیر حاصل بحث کے بعد آپ کی عظمت کو اُجاگر کیا جائے، سو یہ آپ کی قلم حقیقت رقم سے پوری ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے اور سعی مشکور ہو۔

فقیر ضیاء الدین احمد القادری عفی عنہٗ

مکتوب

حضرت علامہ شیخ ضیاء الدین احمد مدنی نور اللہ مرقدہٗ

بنام : حضرت بخشی مصطفےٰ علی خاں علیہ الرحمۃ (خلیفہ مجاز حضرت امیر ملت علی پوری قدس سرہٗ

ناظرین کرام کے لیے اور خصوصاً ان پروانہائے طیبہ طیبہ کے لیے جو اس شدید گرانی کی مصیبت کے ایام میں جیران نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدد کر رہے یا کروا رہے ہیں مکتوب ذیل جو بندہ کے بنام حضرت مولوی ضیاء الدین احمد صاحب قبلہ مدنی سے موصول ہوا ہے، لعبیداز دلچسپی نہ ہوگا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از مدینہ منورہ الف الف الصلوٰۃ ۲۵ ر ذیقعد الحرام ۱۳۶۳ھ

والسلام علیٰ منورہا بروز جمعۃ المبارک

محبِ جیران شفیع المذنبین محبی ومخلصی جناب الحاج بخشی صاحب

دام افضالہٗ آمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ۔ محبت نامہ بدست مکرمی الحاج داؤد سیٹھ صاحب تشریف لا کر موجب سرور و کاشف حالات ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو خرم و مسرور رکھ کر سعادت دارین کی دولت سے سرخرو فرمائے آمین۔ حاجی سلیمان سیٹھ صاحب و حاجی داؤد سیٹھ صاحب نے مدینہ طیبہ میں اہل مدینہ طیبہ کی صحیح طور پر خدمت کی، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے آمین اور مزید توفیق عطا فرمائے، اہل مدینہ منورہ اس شدت گرانی اور عدم آمدن کی وجہ سے از حد پریشان حال ہیں۔ ہر مسلمان پر ان کی خدمت واجب ہے، ہر ممکن طریق سے مولا تعالیٰ اخلاص و محبت سے توفیق خدمت عطا فرمائے۔

حضرت قبلہ عالم امیر ملت مدظلہٗ کی آمد کی خبر آج تاریخ تک تحقیق نہیں پہنچی۔

جہاز آخری پہنچنے پر معلوم ہوگا۔

حضرت قبلۂ عالم مدظلہٗ کا اہل مدینہ طیبہ بصمیم قلب انتظار کررہے ہیں اور ان کی حاضری بارگاہِ اقدس کے لیے دائماً دعاگو ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپکو بھی مدینہ طیبہ کی حاضری کی سعادت عطا فرماکر ہم سے ملاقات کرا دے۔ آمین ثم آمین

مدینہ طیبہ میں تقسیم خیرات کی حکایت خود حاجی سلیمان صاحب وحاجی داؤد صاحب بیان فرماویں گے۔

مجھے بہت افسوس ہے میں اس وقت چند دانے کھجور بھی ہدیہ روانہ نہیں کرسکا۔ کھجور بھی گراں اور ثمین اس سے گراں۔ اللّٰہم لاحول ولا قوۃ الا باللہ! اللہ تعالیٰ اس شدت گرانی کی مصیبت جلد ٹال دے اور اپنی حفاظت وصیانت میں رکھے۔ آمین۔ اللہ تعالیٰ آپ کی سعی مشکور فرمادے کہ جو آپ اہل مدینہ منورہ کی خدمت دل وجان سے کرا دکر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مزید توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ جانبین کو جانبین میں اپنی حفاظت اور صیانت میں رکھے آمین۔ عزیزم حافظ فضل الرحمٰن سلمہٗ اور سب گھر کے لوگ سلام مسنون عرض کرتے ہیں۔ امید ہے کہ اپنی خیریت سے گاہے بگاہے شاد فرماتے رہیں گے تاکہ آپکی یاد مدینہ طیبہ میں تازہ ہوتی رہے۔ مکتوب نصف الملاقات کی مثل مشہور ہے جملہ احباب حاضرین کی خدمات میں سلام مسنون گزارش ہے۔[1]

کتبہ فقیر ضیاء الدین احمد القادری عفی عنہٗ

---

[1] ہفت روزہ الفقیہ، امرتسر جلد ۲۸ شمارہ ۲ مطبوعہ ۲۱/۲۸ محرم الحرام ۱۳۶۴ھ مطابق ۱۴ تا ۲۱ جنوری یوم یکشنبہ ص ۸ ک ۱، ۲

دستاویز محبت

۲۹ رمضان المبارک ۱۳۹۶ھ ۔۔۔ ۴۸۶

باب المجیدی مدینہ منورہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم

اللہ تبارک و تعالیٰ جل شانہ کا بے پایاں کرم و احسان ہے کہ عین القرٰی مدینہ منورہ میں عاجز کا فقیر خانہ شمع محمدی کے پروانوں کا مرکز بنا ہوا ہے ۔۔۔ چار دانگ عالم سے اور خصوصاً ہندوستان پاکستان سے مشائخ و علماء اہل سنت جب کبھی مدینہ طیبہ حاضر دربار سید المرسلین (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوئے۔ فقیر کے ہاں محافل نعت میں ضرور تشریف لائے۔ میرے پیر و مرشد اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مجدد مائۃ حاضرہ رحمۃ اللہ علیہ کی اس عاجز پر غایت درجہ عنایت و توجہ روحی ہے کہ آج تک ذکر سید المرسلین شہنشاہ کون و مکان سردار انبیاء حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برابر فقیر خانے پر جاری ہے۔

اولیاء اللہ جو اُن کے چمن کے پھول ہیں، ان پھولوں کی سیر ریاض الجنہ مدینہ منورہ میں دیکھنے کے قابل ہے اور الحمد للہ! فقیر کو ان کی خدمت کا بہت اچھا موقع ملتا ہے۔

مدینے کی سی شادابی نہیں گلزار رضواں میں
ہزاروں جنتیں آکر سجی ہیں کوئے جاناں میں

جو بزرگانِ دین یہاں آئے ان میں حضرت پیر سید جماعت علی شاہ نقشبندی محدث علی پوری علیہ الرحمۃ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں کہ وہ ۲۲ حج متواتر فقیر خانے پر جلوہ

فرماتے رہے ۔

۱۹۵۵ء سے ہر دوسرے سال حج پر اور امسال عمرہ رمضان المبارک کے مقدس موقعہ پر میرے مخلص قلبی روحی دوست شیخ طریقت شاہ محمد فاروق رحمانی الملقب بہ محبوب رحمانی بڑے اخلاص اور ذوق و شوق سے فقیر کے ہاں محافل نعت میں تشریف فرما ہوئے۔ حسب دستورِ سابق امسال بھی فقیر کے زیر اہتمام انہوں نے ایک عظیم الشان جشن عید میلاد النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کرایا، جس کی نظیر فی زمانہ کم ملتی ہے ۔

فقیر کے ساتھ ان کا تعلق روحی و قلبی اس قدر گہرا ہے کہ اس دفعہ دوران گفتگو انہوں نے بے ساختہ یہ راز افشا کیا کہ مجھے آپ میں اپنے شیخ کی شبیہہ نظر آتی ہے اور میرا ایمان آپ کو دیکھ کر تازہ ہو جاتا ہے ۔ اور بندہ یہ سمجھتا ہے کہ اُن کے پیر د مرشد اعلیحضرت شاہ انعام الرحمٰن قدوسی قادری چشتی صابری نظامی رح کی روحانیت مجھ پر سایہ فگن ہے اور فقیر کو بھی اپنے پیر و مرشد اعلیٰحضرت شاہ احمد رضا فاضلِ بریلوی کے والہانہ عشقِ رسول کا نقشہ محبوب رحمانی میں نظر آتا ہے ۔ میں بھی انہیں اپنی محفلوں کی زینت سمجھتا ہوں اور دُعا اختتام انہیں سے کراتا ہوں ۔ فقیر اُن کا دُعا گو ہے اور دُعا جو بھی ہے ۔ اُن کا طریقہ دُعا مجھے بہت پسند ہے ۔ اُن کی دُعا قلبی روحی سیدھی سادی نہایت سلیس زبان میں اور ایسی جامع ہے کہ حاضرین محفل کی دلی تمناؤں کا نچوڑ اس میں ہوتا ہے ۔ سوز و گداز سے معمور ندامت کے آنسوؤں سے بھر پور یہ دُعا ضرور ہی مقبول بارگاہ ہوتی ہے ۔ علاوہ ازیں اُن کے ملفوظات موسومہ بہ لمحاتِ محبوب رحمانی یعنی جوہرِ تصوف جو اُن کے خلیفۂ خاص میاں صوفی ظہیر الحسن رحمانی نے بڑی محنت اور ذوق سے محبتِ شیخ میں لکھے جمع کیے اور مرتب کر کے طبع کرائے ہیں، نہایت سلیس زبان میں تصوف کے تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہیں ۔ اس دَورِ الحاد بے دینی یقینی میں ان کا مطالعہ طالبانِ حق کے لیے مشعل ہدایت ثابت ہوگا ۔

ان میں جملہ ملفوظاتِ خواجگان کا خلاصہ اور قرآنِ کریم کی تفسیر صوفیانہ اور احادیث رسول اللہ (صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم) کا عام فہم مطلب بیان کر دیا گیا ہے۔ حضرت محبوبِ رحمانی کے یہ رُوح پرور بیانات بعد حلقۂ ذکر اور مجالسِ اعراس بزرگانِ دین کو جو بھی پڑھے گا اُس کے ذوقِ رحمانی میں ترقی ہو کر ذوقِ نوری عطا ہو جائے گا اور ایمانی قوتیں عروج پر پہنچ جائیں گی۔ میری دِلی دُعا ہے کہ محبوبِ رحمانی کے روحی فیضان بقلم جناب صُوفی ظہیر الحسن رحمانی تمام عالم میں جاری وساری ہوں اور اُن کے ذریعے طالبانِ راہِ حق سیراب ہوں اور تمام مخلوق کو نفع کثیر پہنچے۔ فقیر کے روحی حالات اور تعلیم کے متعلق سَند کی نقل اُن کو دے دی ہے اور کچھ حالات ترجمانِ اہلِ سنّت کراچی میں شائع ہوئے ہیں۔ فقیر اجازت دیتا ہے کہ محبوبِ رحمانی اپنے ملفوظات میں ان کو شامل کر سکتے ہیں۔ الحمد للہ! بمقولۂ حدیث مبارک تھادوا تحابوا جہاں دیگر تحائف کا سلسلہ باہمی جاری ہے وہاں یہ تحریری ہدیہ بھی یادگارِ دوست کے طور پر ملفوظات میں محفوظ ہوگا کیوں کہ کل علم لیس فی القرطاس ضاع "

دُعا گو

ضیاء الدین القادری

باب المجیدی ، مدینہ منورہ

بروز جمعرات ۲۹ رمضان المبارک ۱۳۹۶ھ

۲۳ ستمبر ۱۹۷۶ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم ——— نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مکتبہ نبویہ لاہور، مفسر قرآن مولانا نبی بخش حلوائی لاہوری کا حسین
یادگار ہے۔ دینی حلقہ کی خدمات ۱۹۲۸ء سے یہ مکتبہ [illegible] بحسن الوجوہ
سرانجام دے رہا ہے۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے جانشین مولانا حافظ محمد علی نے یہ خدمت
اپنے ذمے لی۔ اور کوشش کر کے ۱۹۶۳ء میں علامہ اقبال احمد فاروقی ایم اے
کی خدمات حاصل کر لیں۔ جب سے یہ مکتبہ لاہور کے مسلمانوں کی [illegible]
ہو گیا۔ مسلک اہل سنت کی تعلیم و اشاعت [illegible]
حضرت شیخ محقق سید عبدالحق محدث دہلوی، حضرت اعلیٰ حضرت امام بریلوی،
دیگر علمائے اہل سنت کی تالیفات کی طباعت و اشاعت کا بہتری اہتمام کیا
اور اکثر مطبوعات پر علامہ فاروقی نے پیش لفظ، دیباچہ، تقدیم لکھ کر ان کا
ترجمہ کر کے آسان عام فہم بنا دیا۔ چنانچہ حال ہی میں [illegible]
کی جلد پنجم کی طباعت کر کے سعادت حاصل کی [illegible]
[illegible]
[illegible]
دینی حلقہ اور مسلک اہل سنت کی خدمت [illegible] فقط

[illegible] سید ابو البرکات سید احمد [illegible] ——— ۱۴ ذی الحجۃ الحرام ۱۳۹۳ھ

Haidar al Haidari
Bab Almajidi Medina
(Telg. Alhaidari Medina Hedjaz)
Tel. 25 : 505

حيدر الحيدري
باب المجيدي · المدينة المنورة
تلغرافيا: الحيدري المدينة
تلفون ٢٥ : ٥٠٥

Date___ التاريخ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] آمین [illegible]

[illegible]

فقیر ضیاء الدین القادری
[illegible] عفی عنہ مدینہ منورہ

یا رب العالمین — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — یا رحمۃ للعالمین

عون دل دیکر لکھاریں گے قدر رسالت مآب
ہم نے تحفظ ناموس رسالت کی قسم کھائی ہے

جانب :
فضل الرحمٰن قادری
بن شیخ ضیاء الدین مدنی قادری رضوی

MOLANA FADL . . .HMAN QADRI
P. O BOX
MADINA MUNAWW...

مقام المدینۃ المنورہ
تاریخ

بخدمت جناب مکرمی و محترمی جناب الحاج حکیم موسیٰ و حضرات محترمین اراکین مجلس رضا سلمہم اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

طالب خیریت بخیریت

مشترکہ آپ سب کا تار اور ایک خط موصول ہوا تعزیت کا و دل جوئی کا بندہ آپ سب حضرات کا مرہون منت ہے
نبیرہ اعلیحضرت و عاشق رسول اللہ صلی اللہ علی ذاتہٖ و صفاتہٖ و بارک وسلم نے کلمہ طیبہ کو
پڑھ کر اذان جمعہ پر انتقال فرما گئے إنا للہ وإنا إلیہ راجعون اور بوقت عصر کو غسل دیا گیا ہے
اور عصر کے بعد باب الرحمۃ سے مسجد نبوی محراب النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں روضۃ
من ریاض الجنۃ میں نماز جنازہ پڑھا گیا بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے
سے جنۃ البقیع میں اقدام اہل بیت اطہار کے دو تین میٹر کے فاصلہ میں بالکل
خاتون جنت سیدتنا فاطمۃ الزہراء کے قدموں میں مدفن نصیب ہوا
جنازہ دو جم دام سے ہو ذکر الٰہی باواز بلند ہزاروں آدمی شریک ہوئے
اہالیان مدینہ منورہ اور مہاجرین مدینہ منورہ ترکی شام عراق
بالستان ہندوستان ملایا جاوہ مصر بخارا سب نے شرکت و دعاء مغفرت
فرمائی یہ بندہ تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہے جزاکم اللہ خیر الجزاء
اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کو سب کو سیدی والدصاحب قبلہ کے فیوض و برکات سے نوازے
جملہ اہل سنت کے خدمات میں سلام مسنون و دعا ہائے ترقی مدارج
کا ہے ماہے اپنی خیریت سے مطلع فرماتے رہا کریں

عمر دراز و عالمو
مخلص فضل الرحمٰن

جہاد بالسیف جہاد بالنفس جہاد بالقلم

کفر و الحاد کے خلاف ہر محاذ پر قیامت تک جہاد جاری رہنا چاہیے

مرکزی مجلس رضا لاہور

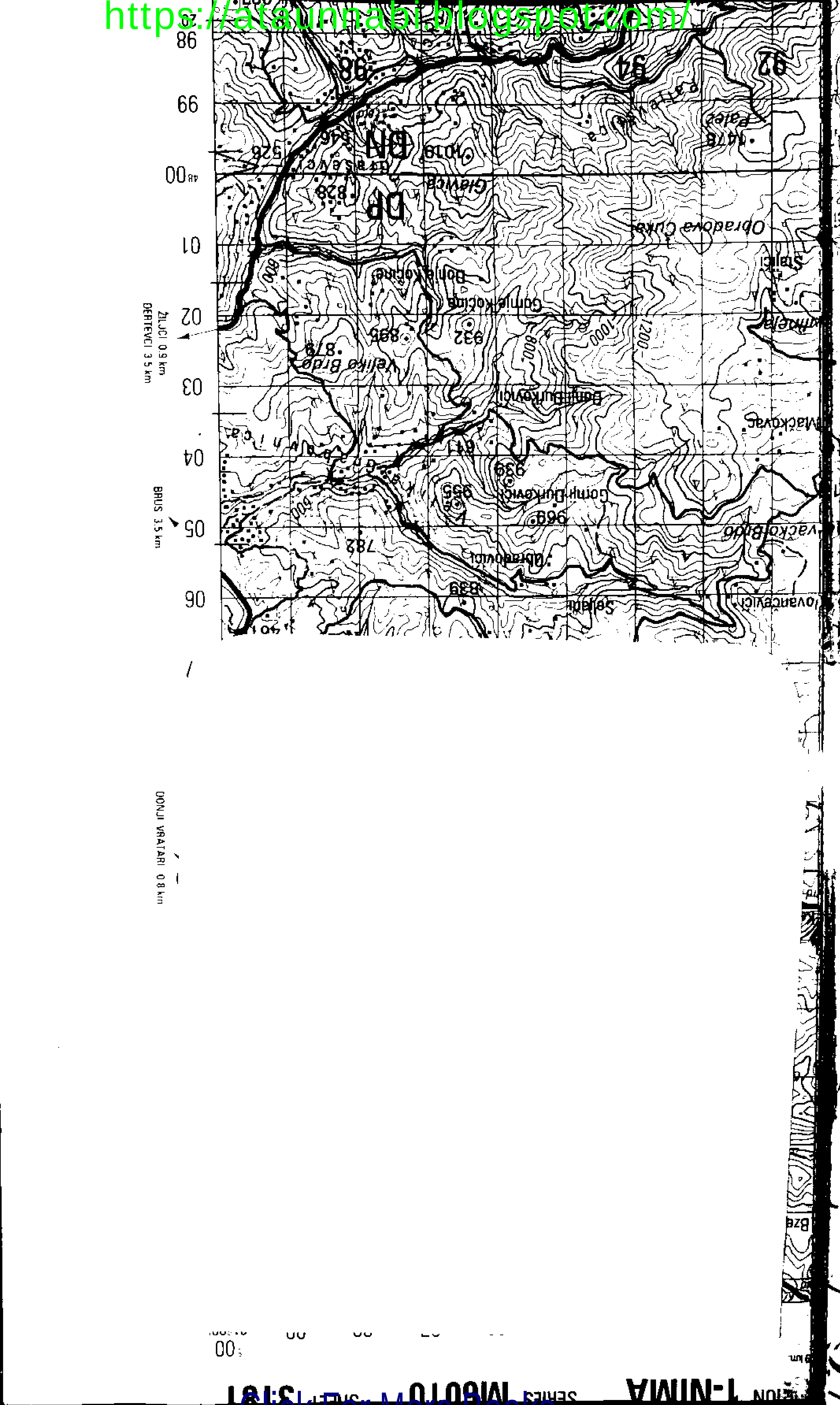
(مؤسسہ : ۱۹۶۸ء)

جہاد بالقلم

جاری رکھے ہوئے ہے!

آپ بھی مجلس رضا کی رکنیت اختیار فرما کر
اس جہاد میں شمولیت کا شرف حاصل کریں

رکنیت مرکزی مجلس رضا، پوسٹ بکس نمبر ۲۲۰۶، لاہور سے طلب کریں



Obradova Čuka
Glavica
Donje Kotline
Gornje Kotline
Veliko Brdo
Donji Đurkovići
Gornji Đurkovići
Mačkovac
Obradovići
Selišta
Staici
DN
DP
ŽILJCI 0.9 km
DERTEVCI 3.5 km
BRUS 3.5 km
DONJI VRATARI 0.8 km